ردِ قادیانیت

رسائل

حضرت مولانا ایم۔ایس خالد وزیر آبادیؒ

احتسابِ قادیانیت

جلد ۲۲

ردِّ قادیانیت

رسائل

حضرت مولانا ایم۔ایس خالد وزیرآبادی

احتساب قادیانیت

۲۲

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

لیجئے! احتساب قادیانیت کی جلد ۲۴ آپ کی خدمت میں ہے۔ جو وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے معروف عالم دین مولانا محمد شفیع خالد وزیر آبادی کی کتاب ”تحفۃ القمریہ“ پر مشتمل ہے۔ مولانا محمد شفیع خالد وزیر آبادی اپنا مختلف نام استعمال کرتے تھے (محمد یٰسین خالد وزیر آبادی) نام سے بھی ٹائٹل پر ان کا تعارف دیا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۳۵ء کے لگ بھگ شائع ہوئی۔ ۷۳ برس بعد اس کی دوبارہ اشاعت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اللہ رب العزت کے حضور سجدۂ شکر بجا لاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجلس کی ان خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین! بحرمۃ النبی الکریم۔

فقیر اللہ وسایا

۳ صفر ۱۴۲۸ھ

۱۲ فروری ۲۰۰۷ء

آہ! سید نفیسؒ

روتے ہیں ترے غم میں تری بزم کے شیدائی
آئے گا سکوں کیسے؟ کیسی ہے شکیبائی

اے شاہ نفیسؔ آجا، خوابوں میں، خیالوں میں
دنیا مری ویراں ہے، کٹتی نہیں تنہائی

انوار کی بارش ہو، وہی رونق محفل ہو
لاہور کی بستی ہے اور تیرے تمنائی!

سید تری مسند میں، اللہ کی باتیں تھیں
گل پاشیٔ محفل تھی سید تری گویائی!

تیرا لقب حسینی ہے، اللہ رے تری نسبت
آتا ہے نفیسؔ اپنا، روضے سے صدا آئی

ہیں ختم نبوت پر خدمات تری شاہا!
دشمن کے مقدر میں لکھی گئی رسوائی

خوشبو ترے لفظوں کی پھیلی ہے زمانے میں
ہر سمت ترے جلوے، ہر سو تری زیبائی

تری کلک نے دنیا میں، موتی ہی بکھیرے ہیں
حرفوں سے ہویدا ہے ترے حسن کی رعنائی

انگشت بدنداں سب ترے نقش مرقع سے
اس فن سے خطاطوں کو دی تو نے شناسائی

محتاج رشیدی ہے، وارفتہ دعاؤں کا!
دنیا میں ملے عزت، عقبیٰ میں پذیرائی

عنایت اللہ رشیدی

صحیفۂ تقدیر

ایس۔ ایم خالد وزیرآبادیؒ

نذرِ عقیدت

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ آمدیم بہ میان دو کریم

خادمِ ملت نہایت ادب واحترام سے بڑے عجز وانکسار کے ساتھ جمیع فرزندانِ توحید کی طرف سے عموماً اور جناب شیخ الاسلام حضرت گرامی قدر مولانا شبیر احمد عثمانی مدظلہ العالی واجمل کی طرف سے خصوصاً یہ ناچیز بے سروسامان صحیفہ تقدیر جناب سید الکونین فخر موجودات، آقائے دو عالمیاں، سید ولد آدم، سرکار مدینہ، آقائے نامدار جناب محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین، کافۃ للناس، رؤف الرحیم ورحمۃ للعالمین کی خدمت بابرکت میں خلوص نیت وحضور قلب کے ساتھ بطور تحفہ پیش کرتا ہے۔

گر قبول افتد خوشا نصیب وزہے قسمت

خاکسار ایم۔ایس۔خالد

مصنف: نوشتہ غیب، ملوکیت مرزا، تصویر مرزا، صحیفہ تقدیر وغیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

اما بعد! اس قادر مطلق کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے فقیر کی دیرینہ خواہش کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ میرے جیسے کم علم و بے بضاعت آدمی کے لئے ایسی دقیق علمی بحث میں الجھنا اور خوش اسلوبی سے تمت بالخیر کرنا ایک تعجب ہے۔ جسے میں خود نہیں سمجھ سکا۔ میرے دل میں ایک ولولہ، دماغ میں جوش اور ہاتھوں میں حرکت خارق کے طور سے موجزن ہے جو مجھے مجبور کرتی ہے کہ اس بدنظمی کے عالم میں جب کہ ملکی مرکز حکمران اور اہل اللہ کا تحفظ اور بحالی ہے۔ لکھتا چلا جاؤں اور طباعت کی دشواریوں اور حرج کی ذمہ داریوں میں محض توکلت علی اللہ پر بھروسہ رکھوں۔

کارساز ما بفکر کار ما
فکر ما در کار ما آزار ما

میں نے رد مرزائیت پر مختلف عنوانات سے اس وقت چودہ مسودے لکھے جن میں سے الحمد للہ کہ یہ چوتھا نمبر میں صحیفہ تقدیر آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے۔

بزم خالد کا یہ چوتھا سنہ ہے اور ابھی یہ اس کے بچپن کا زمانہ ہے۔ پھر بھی ہر سال ایک تحفہ قوم کی خدمت میں کرتے پڑتے پیش کر ہی دیا جاتا ہے۔ کاش قوم تھوڑی سی توجہ کرے اور پھر دیکھے کہ رجالیت کے بخیئے کس عمدگی سے بکھرتے ہیں۔

مجھ سے بہت سے احباب شکوہ کرتے ہیں کہ اخبار میں پروپیگنڈا کیوں نہیں کرتے۔ اسلامی پریس سے قوم تک آواز کیوں نہیں پہنچاتے۔ مگر میں ان بھولے بھائیوں کو کیا جواب دوں کہ اسلامی پریس ریویو کرنے سے بخل کرتی ہے اور اللہ غریق رحمت کرے عقیدت والوں کو جو وطن کا لحاظ بھی بھول گئے اور باقی رہا پروپیگنڈا۔

درد سر کے واسطے صندل بتاتے ہیں مفید
اس کا گھسنا اور لگانا درد سر یہ بھی تو ہے

یہاں کتابت وطباعت وکاغذ کے لئے دام مہیا نہیں ہوتے۔ ایسی صورت میں اخبار والے ہم کو دور سے ہی سلام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے جو ہم گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر دعا ہی پر اکتفا کر لیتے ہیں۔ باقی رہی آواز تو اس کے متعلق اتنا ہی کافی ہے کہ وہ جس کی ہے وہ خود پہنچا رہا ہے گا۔

میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ الفاظ سادہ اور عام فہم ہوں۔ تاکہ موجودہ زمانے کوئی روشنی سے تعبیر کرنے والے حضرات پوری طرح سے مستفیض ہو سکیں۔

اس کتاب کے لکھنے سے میرا ہرگز یہ مدعا نہیں کہ کسی کے جذبات کو ٹھیس لگاؤں یا کسی کے عیب وستم بیان کروں۔ بلکہ میرا یہ مطلب ہے کہ دنیا صراط مستقیم پر گامزن ہو جائے۔

اس ساری کتاب سے میرا ماحصل نبی کریم ﷺ کی ایک پیش گوئی کو منظر عام پر لانا مقصود ہے جو آپ نے عیسیٰ ابن مریم کے لئے تفصیل بیان فرمائی اور میری تمام جدوجہد اس چیز سے وابستہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے اس فرمان کو یاد دلا دوں جو حضور ﷺ نے کمال شفقت ومہربانی سے امت مرحومہ کو بطور تنبیہ بیان فرمایا تھا۔

یہ حقیقت نفس امری ہے کہ ملت حنیف کی سب سے بڑی مصیبت آئمہ ضلال کا وجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے اس کے متعلق آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل ان مفاسد وفتن کو بیان فرماتے ہوئے تاکید اور توجہ دلائی تھی گویا کہ حضور ﷺ کی دوربین نگاہیں ان فتن ومفاسد کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

”عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ ﷺ انما اخاف علی امتی الائمة المضلین (ترمذی ج۲ ص۴۷، باب ماجاء فی الائمة المضلین) وانه سیکون فی

امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ترمذی ج ۲ ص ۴۵، باب ماجاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۸، باب ذکر الفتن ودلائلها)'' (حضرت ثوبانؓ عرض کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنی امت کے حق میں گمراہ کرنے والے اماموں یعنی خانہ ساز نبیوں کی طرف سے بڑا کھٹکا ہے۔ میری امت میں ضرور تیس جھوٹے فریبی ایسے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک اس بات کا مدعی ہوگا کہ وہ خدا کا نبی ہے۔ حالانکہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہ کیا جائے گا۔)

ایسا ہی ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ:

''عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله (مسلم ج ۲ ص ۳۹۷، باب فی قوله ﷺ ان بین یدی الساعة کذابین قریباً من ثلاثین، بخاری ج ۱ ص ۵۰۹، باب علامات النبوة فی الاسلام)''

زمانہ ماضی میں چند ایک سرپھروں نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ مگر آج کل کا تو کچھ نہ پوچھو۔ جسے دیکھو نبوت کا ہیضہ ہو رہا ہے اور رسالت کے درد میں مبتلا ہے۔ جہاں جاؤ برساتی نبی مینڈک کی طرح ٹراتے ہوئے موجود پاؤ گے۔ چنانچہ صادق المصدوق نے اسی فتنہ خبیثہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کمال شفقت و مہربانی سے فرمایا۔

راوی حدیث یعنی جناب حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ لوگ تو نبی کریم ﷺ سے خیر و برکت کے متعلق استفسار کیا کرتے تھے۔ مگر میں شر و فتن کے متعلق اکثر پوچھا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم دور جاہلیت میں برے زیاں کار تھے۔ خدا نے ہمیں شرف اسلام بخشا۔ یہ تو فرمائیے دین حنیف میں آپ کے بعد تو کوئی شر و فتنہ رونما نہ ہوگا۔ حضور ﷺ نے جواب میں ہاں کہی۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد بھلائی بھی ہوگی۔ فرمایا ہاں بھلائی ہوگی مگر کدورت آمیز۔ میں نے کدورت کی تعریف پوچھی تو رحمت عالم ﷺ نے جواب میں ارشاد کیا۔ ایسے ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو میری راہ ہدایت سے منحرف ہو کر اپنا علیحدہ طریقہ اختیار کریں گے۔ جو ان کا پیروکار بنے گا اسے اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں گے۔ میں نے ان کی علامات پوچھیں تو فرمایا کہ وہ ہماری قوم میں سے ہوں گے۔ ان کا ظاہر تو علم و تقویٰ سے آراستہ ہوگا۔ مگر باطن ایمان و ہدایت سے خالی۔ وہ ہماری ہی زبانوں کے ساتھ کلام کریں گے۔

میں نے عرض کیا ایسے وقت میں ہمارے لئے کیا ارشاد ہے؟ فرمایا جب یہ موقع آئے تو مسلمانوں کی جماعت میں التزامی طور پر شریک کار رہو اور مسلمانوں کے امام اور خلیفہ کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ میں نے عرض کی اگر اس وقت مسلمان متفرق ہوں اور کوئی امام نہ ہو تو؟ فرمایا ایسی جماعت میں گمراہ فرقوں سے الگ رہو۔ اگر تمہیں یہاں تک مصیبت آئے کہ درختوں کے پتے اور جڑیں چبا کر بسر اوقات ہو۔ (بخاری ج۲ ص۱۰۴۹ باب کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ مسلم)

ایسے ہی ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوا۔

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ آخری زمانے میں دجال وکذاب ظاہر ہوں گے۔ وہ تمہارے سامنے ایسی ایسی باتیں پیش کریں گے جو نہ صرف تم نے بلکہ تمہارے آباؤ اجداد نے بھی نہ سنی ہوں گی۔ خبردار ان سے بچنا اور اپنے ایمان کی حفاظت کرنا۔ ایسا نہ ہو وہ تمہیں گمراہ کر کے فتنوں میں دھکیل دے۔ (مسلم ج۱ ص۱۰ باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء)

یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ یہ پیشگوئی آج کل کے سرکاری برساتی نبیوں کے متعلق ہے۔ جس میں مرزائیت کے افعال واشغال پر پوری پوری روشنی ڈالی ہوئی ہے۔

جناب ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بہ سلسلہ تذکرہ میں نے ابن صیاد کو اتفاقاً پوچھا تیرا ستیاناس ہو کیا تو دجال ہونا پسند کرتا ہے؟ تو وہ جواباً کہنے لگا اگر وہ تمام قدرت جو دجال کو دی جائے گی مجھے دے دی جائے تو میں دجال بننے کو تیار ہوں۔

(مسلم ج۲ ص۳۹۷ باب ذکر ابن صیاد)

جساسہ حدیث

فاطمہ بنت قیسؓ عرض کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد نبوی گئی اور نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی بعد از فراغت نماز آنحضور فخر دو عالم منبر پر رونق افروز ہوئے اور حسب عادت تبسم فرمایا اور حکم دیا کہ تمام متوجہ ہوں۔ اس کے بعد فرمایا تم جانتے ہو آج کے اجتماع کی کیا وجہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا میں نے کسی ترغیب یا ترہیب کے لئے تمہیں نہیں بلایا۔ بلکہ مدعا یہ ہے کہ تمیم داریؓ ایک عیسائی تھے جو آغوش اسلام میں آ گئے۔ وہ دجال کے متعلق تمہارے سامنے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جو ان تعلیمات رسالت سے مطابقت رکھتا ہے۔ جیسا کہ میں اکثر دجال کے متعلق تمہارے سامنے بیان کرتا رہتا ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ تمیم داری کا بیان ہے کہ میں نے جہاز میں سوار ہو کر سمندر کا سفر اختیار کیا۔ قبیلہ لخم اور جذام کے تیس افراد میرے رفیق سفر تھے۔ سمندر میں ایسی طغیانی ہوئی

کہ ہمارا جہاز بری طرح بگولوں کی گود میں کھیلنے لگا۔ بالآخر پریشانی بسیار ایک ماہ بعد خشکی کا کنارہ دیکھنا نصیب ہوا۔ یہ ایک جزیرہ تھا۔ چنانچہ ہم وہاں اترے۔ اثنائے راہ میں ایک ایسی عورت ملی جس کے لمبے لمبے بال تھے۔ ہم نے پوچھا تم کون ہو اس نے جواب میں کہا۔ میں جساسہ یعنی مخبر ہوں جو دجال کو خبریں پہنچاتی ہوں تم سامنے والے دیر میں دجال کو دیکھو گے۔ ہم ادھر ہی ہو لئے۔ وہاں پہنچے تو کڑیل جوان دیکھا اس سے پیشتر ایسا قوی ہیکل اور اس قدوقامت کا آدمی ہماری نظر سے نہ گذرا تھا۔ یہ شخص زنجیروں میں جکڑا تھا۔ اس کے ہاتھ گھٹنوں اور ٹخنوں کے بیچ میں سے نکال کر گردن سے بندھے تھے۔ ہم اس ہیکل تن کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے اور پوچھا تو کون ہے۔ وہ بولا چونکہ تم نے مجھے دیکھ لیا اس لئے میرا تخیل رکھنا ٹھیک نہیں سو بتانے سے قبل تم کہو یہاں کیسے آئے اور کون ہو۔

ہم نے وہ تمام واقعہ بیان کیا جو یہاں آنے کا باعث ہوا تھا تو دجال بولا بتاؤ نخل بیسان آخر بار آور ہوا یا نہیں۔

ہم: ہاں اس میں برابر پھل آرہا ہے۔

دجال: وہ وقت آنے والا ہے جب یہ کھجوروں کے درخت بے ثمر ہو جائیں گے۔ اس کے بعد پوچھا طبریہ میں پانی موجود ہے یا خشک ہو چکا۔

ہم: ہاں کافی پانی ہے۔

اس کے جواب میں کہا وہ وقت دور نہیں جب یہ پانی خشک ہو جائے گا۔ اس کے بعد پوچھا کیا چشمہ زغر میں پانی آرہا ہے اور لوگ اپنی زمینوں کو سیراب کر رہے ہیں۔ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ عنقریب یہ خشک ہوگا۔

دجال: بتاؤ امیوں کے نبی نے ظاہر ہو کر کیا کچھ کیا۔

ہم: وہ قوم پر غالب آئے اور لوگوں نے ان کی اطاعت کر لی۔

دجال: ہاں ان کے لئے اطاعت و سرافگندگی ہی بہتر تھی۔

اس کے بعد کہنے لگا میں مسیح الدجال ہوں۔ مجھے عنقریب یہاں سے نکلنے کی اجازت ملے گی۔ میں روئے زمین کا دورہ کروں گا اور دنیا کی کوئی آبادی ایسی نہ ہوگی جہاں میں چالیس دن کے اندر نہ پہنچ جاؤں باستثناء مکہ اور طیبہ کے کیونکہ ان دو شہروں کے داخلے کی مجھے اجازت نہیں اور اگر میں ان میں داخل ہونے کی کوشش بھی کروں تو فرشتے میری مزاحمت کریں گے۔

اس واقعہ کے بیان کرنے کے بعد حضور ﷺ نے منبر پر تین مرتبہ عصا کو زمین پر مار کر

میں کیوں پیدا ہوا ہے۔ بے دریغ قتل عام کیا جاتا۔ اس وحشیانہ طریق کار کا شکار ایک دو نہیں بلکہ بیس بیس نوے ہزار سے زائد خدا کی وہ ننھی ننھی مخلوق، ماں کی گودوں اور نرم چھاتیوں سے جبراً وقہراً چھین چھین کر جدا کی جاتی اور خونی شمشیروں کی پیاس بجھاتی۔ ماتا کی ماری ماں جب آغوش شفقت کو خالی پاتی تو جگر میں ایک بے پناہ درد اٹھتا اور دل خون ہو کر رہ جاتا۔ وہ گھنٹوں تصویر درد و ساکت و صامت کلیجہ تھام کر بیٹھی آہیں سرد بھرتی اور دکھڑا روتی رہتی۔ اس جگر دوزی و جاں سوزی کے باعث عرش عظیم تھرا اٹھا اور رحمت کردگار جوش میں آئی۔ ماشاء اللہ نے فلسفہ عالم کا حیرت سے مطالعہ کیا۔ تو کم مائیگی فرعون کی بے بضاعتی پہ خندہ زن ہوئی اور تاسرارنی کھل کھلا کر ہنسی۔ رحمانیت موسیٰ علیہ السلام کے لباس میں تشریف فرما ہو کر بنی اسرائیل کی نجات کا باعث بنی۔ اتمام حجت کے لئے بیسوں آیات اللہ معرض ظہور میں آئیں۔ مگر فرعونیت انہیں کب خاطر میں لانے والی تھی نہ مانا تھا نہ مانا۔ بلکہ ٹھٹھا اور استہزاء کرتے ہوئے نہایت حقارت سے ٹھکراتے ہوئے کہہ دیا گیا۔ ”قال ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون (الشعراء ۲۷)“

حجۃ اللہ پوری ہو چکی تو فرمان ایزدی ہوا۔ اے موسیٰ! میرے بندوں کو راتوں رات نکل کے پار لے جا۔ ارشاد باری کی تعمیل ہوئی تو سمندر سد راہ ہوا اور عقب میں فرعونی ٹڈی دل لشکر ساز و سامان سے لیس بڑے کر و فر سے بھوکے شیر کی طرح شکار کے تعاقب میں آ رہا تھا۔ جونہی یہ لشکر قریب ہوا اسرائیلیوں کے ہوش گم اور اوسان خطا ہو گئے اور وہ بے ساختہ پکار اٹھے ”انا لمدرکون (الشعراء ۶۱)“ موسیٰ علیہ السلام نے تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا ”قال کلا ان معی ربی سیھدین (الشعراء ۶۲)“ مگر چونکہ تمام ظاہری اسباب مفقود تھے۔ اس لئے جان جوکھوں میں پڑ رہی تھی۔ مگر وہ کوہ وقار و پیکر عزم وحی الٰہی پر کامل ایمان رکھتا تھا۔ لیکن نہ جانتا تھا کہ نجات کس طریق سے ہو گی۔ چونکہ راسخ الایمان تھا اس لئے اسے حق الیقین تھا کہ پروردگار عالم ضرور کوئی سبیل نکالے گا۔ جونہی یہ طوفانی سیل قریب آیا۔ ارشاد ہوا اے کلیم اپنا اعجازی عصا نیل میں ڈال دے۔ اللہ اللہ وہ لہریں اور موجیں مارتا ہوا سمندر جس میں جہاز رانی کرنے سے ملاح بھی عاجز و خائف ہوتے ہیں کس طرح تعمیل ربانی کرتا ہوا بارہ صاف و شفاف سڑکوں میں بٹ جاتا ہے۔ اب نقشہ یوں سمجھئے کہ گویا پہاڑوں میں سرنگیں کھلی ہیں، پانی کی دیواریں اور چھت ہیں جو حرکت میں ہیں اور بنی اسرائیل جو بارہ قبائل میں منقسم ہیں ان میں بلا خوف و خطر نہایت اطمینان و انبساط سے ایک دوسرے قبیلے کے چہروں کو دیکھتے اور باتیں کرتے ہوئے نہایت آرام سے گذر رہے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شاہد ہے۔ ”فاوحینا الی موسیٰ ان

اضرب بعصاك البحر فانفلق فكان كل فرق كالطود العظيم وازلفنا ثم
الآخرين وانجينا موسىٰ ومن معه اجمعين {الشعراء: ۶۳ تا ۶۶}"

جب موسیٰ علیہ السلام خیر و خوبی سے دریا پار ہو گئے ہیں تو فرعون مع لشکر کے کنار نیل پہ
پہنچ کر دریا کے حیرت میں غرق عقل و خرد سے مجبور کو تماشہ ہے کہ سمندر اپنی روانی کو بھول رہا ہے۔
بارہ سڑکیں ہیں جن کی آبی دیواروں پر محرابی سقف آویزاں ہیں اور اس سے پانی ٹھاٹھیں اور موجیں
مار کر بہہ رہا ہے۔ اس عجوبہ تماشائی نے ورطۂ حیرت میں ایسا محو کیا کہ فرعون کی آنکھوں کے سامنے موسیٰ
علیہ السلام کے بچپن کا وہ زمانہ جس میں ان کی والدہ ماجدہ نے انہیں فرعون کے ڈر سے دریا میں
صندوق میں بند کر کے خدا کے وعدے پر بہا دیا تھا اور جو فرعون کے محل کی بائیں نہر میں دربار خاص
کے سامنے بہتا ہوا جا رہا تھا اور جس کو فرعون نے پکڑنے اور کھولنے کا حکم دیا اور جب معصوم بچے
انگوٹھا چوستے ہوئے دیکھا تو دفعتاً نجومی کی پیش گوئی کا خیال آیا کہ شاید یہ وہی بچہ ہے جو میری
سلطنت کو الٹ کر تاج و تخت کا مالک بن جائے گا۔ یہ خیال ابھی یقین کے مراتب تک نہ پہنچا تھا
اور تصور نے ابھی خیالی تصور کو تمام نہ کیا تھا کہ فرعون بوکھلا اٹھا اور موسیٰ کے قتل کا حکم دیا۔ مگر وہ نیک
دل خاتون بی بی آسیہ جو اس وقت کی رانی تھی۔ آڑے آئی اور زندگی کا باعث بنی اور پرورش کے
لئے اچھی اچھی دایا تلاش ہونے لگیں۔ کیونکہ فرعون لاولد تھا اور اسی بچہ کو متبنیٰ قرار دے دیا گیا۔ مصر بھر
کی تمام دایاں آئیں اور دودھ پلانے میں ناکام رہیں۔ بچہ ہے کہ کسی کا دودھ ہی نہیں پیتا اور
بالآخر اس طریق سے اللہ نے اپنے وعدے کو پورا فرماتے ہوئے ماں کی گود میں پہنچا کر آنکھوں کی
ٹھنڈک بنایا۔ اس کے بعد اس کی جوانی اور پاک دامنی کا دل میں مطالعہ کرتا رہا۔ کبھی خیال کرتا کہ
وہ راست باز خدا کا رسول ہے۔ کبھی کہتا نہیں نہیں۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وہ بہت بڑا جادوگر ہے۔
کبھی موسیٰ کا عصا اژدھا بنا ہوا آنکھوں میں پھر جاتا تو کبھی ہاتھ کی نورانیت چاند کو خجل کرتی معلوم
ہوتی۔ غرضیکہ اسی شک و تردد میں وہ گھنٹوں متحیر اور دریائے غم کی سیر پر سوار رہا۔ جس نے اطیعوا
اللہ ورسوله کے نزدیک آنے سے یہ وسوسہ پیدا کرتے ہوئے روک رکھا کہ تم خدا ہو اور یہ دنیا
خود بخود تمہارے لئے ہی پیدا ہوئی ہے۔ اگر موسیٰ کو سچا رسول مانو گے تو دنیا والے تم سے تمسخر
کریں گے۔ غرضیکہ انہی خیالات میں ایسا الجھا کہ گھوڑے کی لگام تھامے یا نیک و بد میں تمیز کرنا
مشکل ہو گیا۔ انہیں توہمات کے ہیجان میں گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ مصاحبوں نے تقلید کی اور فوجوں
نے پیروی کی۔ چند منٹوں میں یہ تمام اعداء اللہ دریائے نیل کی انہیں محرابی سڑکوں میں تھے۔ ادھر
موسیٰ علیہ السلام بھی حکم کے منتظر عصا لئے کھڑے تھے کہ وحی الٰہی ہوئی۔ "فاضرب بعصاك

البحر" جیسے ہی یہ ارشاد ربانی کی تعمیل ہوئی، پانی کے وہ بے پناہ پہاڑ جو سروں پر حکمت الٰہی سے تھمے رہے تھے۔ تیغ پر ٹوٹ پڑے اور تمام فرعونیوں کو غرق کر دیا۔ اس کے بعد بنی اسرائیل پر انعامات کی بارش وقتاً فوقتاً ہوتی رہی اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اس قوم کو نوازا گیا اس کی مثال قرون ماضی میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "فاخرجنٰهم من جنٰت وعیون وکنوز ومقام کریم كذالك واورثنٰها بنی اسرائیل (شعراء ۵۷ تا ۵۹)"

ہم نے فرعونیوں کو ان کے باغات، چشموں اور خزانوں اور اچھے اچھے مقاموں سے خارج کر دیا اور ان کی تمام جگہوں پر بنی اسرائیل کو وارث بنا دیا۔ مگر افسوس یہ قوم تباہی کی پستی سے نکل کر بلندی کے مراتب تک تو پہنچی۔ مگر عادات و اطوار نہ سنبھلے وہ لاعلمی و کم عقلی سے طرح طرح کے جہالت کے سوال موسیٰ علیہ السلام پر کرتے اور خوارق کے عجائبات کا تقاضہ کرتے مثلاً وہ کہتے کہ اے موسیٰ ہم پر آسمان سے پکا پکایا کھانا اتار۔ چنانچہ قرآن شاہد ہے کہ ان کی یہ آرزو بھی پوری ہوئی۔ "وانزلنا علیکم المن والسلوٰی (بقرہ: ۵۷)" اور طرفہ یہ کہ ایسے کھلے کھلے نشانات دیکھنے کے بعد پھر وہ صراط مستقیم سے بھٹک جاتے۔ گویا حیرت کی بات کرتے۔ پھر کوئی مصیبت آتی۔ جس سے وہ اپنی عافیت تنگ دیکھتے تو کہتے۔ اے جادوگر اپنے خدا سے دعا کر کہ یہ عذاب ہم سے ٹل جائے تاکہ ہم تم پر ایمان لاویں اور جب خدا کا رسول دعا کرتا اور وہ عذاب ٹل جاتا تو پھر وہ کفر کرتے۔ غرضیکہ یہ مدوجزر یونہی چلتا رہا۔ آپ توراۃ لینے گئے۔ قوم سامری کے دام میں آ کر گوسالہ پرست ہو گئی۔ حضرت ہارون نے بہتیری کوشش کی مگر ناکام رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فتح کا وعدہ دیا قوم نے ساتھ دینے سے انکار کیا اور کہا "قالوا یٰموسیٰ انا لن ندخلها ابداً ما داموا فیها فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون (مائدہ: ۲۴)" سچ ہے جس کو خدا ہدایت دے۔ وہی سیدھا راستہ پا سکتا ہے۔ "ومن یهد الله فهو المهتد (بنی اسرائیل: ۹۷)" قرون ماضی میں حضرت نوح علیہ السلام کی وہ بھی زندگی یعنی ساڑھے تیراں سو برس اور اس میں ان کی وہ ان تھک تبلیغی دوڑ دھوپ جو برابر ساڑھے نو سو برس تک رہی کا مطالعہ کرو اور پھر نتیجے میں فرقان حمید کو دیکھو "وما اٰمن معه الا قلیل (ہود: ۴۰)" اور پھر ان دعائیہ کلمات پر غور کرو۔ "رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا انك ان تذرهم یضلوا عبادك ولا یلدوا الا فاجراً کفاراً (نوح: ۲۶، ۲۷)" اس کے بعد دعا کی قبولیت کو دیکھو اور خدائے جبار کا انتقام ملاحظہ کرو کہ آپ کا بیٹا کنعان احکام صمدی سے سرکشی کرتا ہے۔ نوح علیہ السلام

سکھاتے ہیں وہ فرمان رسالت کی تکذیب کرتا ہو اس سے بیزاری کی قدر ہوتا ہے۔ نوح علیہ السلام خدا سے التجا کرتے ہیں کہ مولا یہ میرا لڑکا میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے۔ کیونکہ تو احکم الحاکمین ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ "قال یا نوح انه لیس من اھلك (ھود: ۴۶)" یعنی اے نوح یہ تیرے اہل سے نہیں کیونکہ یہ بدعمل واقع ہوا ہے۔ درخواست سوال کرنی چیز کا کہ جس کا تجھے علم نہیں دیا گیا ہے تجھ کو نصیحت کرتا ہوں تو جاہلین سے ہو جائے۔ غرضیکہ موسیٰ علیہ السلام کے چودہ سو برس بعد جب یہ قوم اخلاقی طور سے بگڑ چکی اور بعض کی شکلیں تک مسخ ہو چکیں۔ مگر تمرد وعصیان کا دامن روحانیت کا ساتھی رہا۔ انہوں نے تعلیم الٰہی کو اتفاقی معاملہ سے زیادہ بھی وقعت نہ دی۔ ان کے مزاج خود مطلب ان کے ہو گئے اور جوش کفر کے ہمراہ رہے جس نشوونما پاتے اور وہ حرص و ہوا کے بندے محسوسات کی پیروی کرتے۔ ان کے رہبان واحبار ان کے علماء وفضلا کا ان کے عقب کو اختیار کرتے۔ وہ توریت مقدس کی تحریف کو خدمت خلق سمجھتے۔ انہوں نے غرباء اور امراء کے الگ الگ شرعی قانون مقرر کر رکھے تھے۔ مثلاً اگر کوئی امیر زنا کرتا اس کا منہ کالا کرنے پر ہی اکتفا کرتے اور اگر غریب مرتکب ہوتا تو اس کو سنگسار کر دیتے۔ ان کے قول افعال کے تابع نہ ہوتے۔ بلکہ وہ جو کچھ کرنے کا حکم دیتے اس پر خود سے بھی خود عمل نہ کرتے۔ یہی وجہ ہے جو مقدس توریت کی تحریف کے بعد زبور پاک کو نازل کرنے کا باعث ہوئی اور ایسا ہی جب زبور مقدس کی یہ نوبت پہنچی تو انجیل شریف نے اس کا ازالہ کیا اور ہماری یہ تمہید صرف اس زمانے کے واقعات پر روشنی ڈالنا مقصود ہے کہ کس طرح تاریخ کے فرزندوں بدقسمت نے یہودیوں نے مسیح علیہ السلام کے ساتھ برتاؤ کیا۔ چنانچہ آئندہ صفحات میں ہم آپ کی سوانح حیات پر مختصر روشنی ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے اصل بحث یعنی حیات مسیح پر دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ پیش کریں گے اور انشاء اللہ یہ مضمون اپنی نوعیت میں نرالا اور دلچسپ ہوگا۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ وہ تحمل سے بغور مطالعہ کریں۔ چنانچہ بھائی حفیظ نے کیا خوب یہود کی تصویر کا نقشہ کھینچا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

از خامہ اثر جناب ابوالاثر حفیظ جالندھری

ہوئے اسحاق کے فرزند اسرائیل پیغمبر ۔۔۔ ملے فرزند انہیں بارہ بفضل حضرت داور
ان ہی میں حضرت یوسف نے مرسل کا لقب پایا ۔۔۔ خدا نے ان کو اہل مصر پر مبعوث فرمایا
سگے بھائی تھے جن کے مگر کی بھائی کی بدخواہی ۔۔۔ مگر نادم تھے جب یوسف نے پائی مصر کی شاہی

یہودی قوم کا آغاز اچھی بادہ سے ہوتا ہے — یہودہ ان کا جد اسحاق پیغمبر کا پوتا ہے
مگر اس قوم پر بھی شرک نے جب دام پھیلایا — تو انبوہ کثیر اس قوم کا حق سے پلٹ آیا
یہی لوگ اپنے لوگوں کو خدا کی قوم کہتے تھے — بہت محبوب تھے لیکن بہت معتوب رہتے تھے
ہوئے اس قوم میں اکثر جلیل الشان پیغمبر — چلانا چاہتے تھے جو اسے حق و صداقت پر
یہودی راہ پر آ کر بھی رستہ بھول جاتے تھے — وہ اپنے راہنما کو ایک دیوانہ بتاتے تھے
کیا تھا مصر میں فرعون نے دعوی خدائی کا — یہودی خوب دم بھرتے تھے اس سے آشنائی کا
عتاب آخر کیا شہنشاہوں کے شاہ نے ان پر — مسلط کر دیا فرعون کو اللہ نے ان پر
کہ یہ بھی ایک طریقہ تھا انہیں رستے پہ لانے کا — انہیں ٹھوکر لگا کر خواب غفلت سے جگانے کا
بہت سختی دکھائی آخر اس رفتار نے ان کو — لگائیں ٹھوکریں فرعون کی بیداد نے ان کو
مگر فرعون کے ظلم و ستم جب بڑھ گئے حد سے — لگے عبرت پکڑنے لوگ ان کی حالت بد سے
خدائے پاک نے موسیٰ کو ان میں کر دیا پیدا — جو بچپن ہی سے آزادی پہ تھے شیدا
ظہور نور حق موسیٰ کو بیضا پہ نظر آیا — خدا نے جانب فرعون انہیں مبعوث فرمایا
ید بیضا کے ساتھ اس خطہ ظلمت میں وہ آئے — یہودی قوم کو آزاد کر کے مصر سے لائے
جگایا قوم کی تقدیر کو آواز موسیٰ نے — کیا فرعون کو غرقاب نیل اعجاز موسیٰ نے
عصائے موسوی نے پتھروں کو موم کر ڈالا — بیابانوں کو ان کے واسطے شاداب کر ڈالا
کہیں چشمہ ہے جس کے لئے کھانے کو پینے سے — کہا ترے من و سلویٰ ان کی خاطر آسماں پر سے
مگر جب آزمائش آ پڑی یہ قوم گھبرائی — ہوئی باطل سے خائف اور راہ حق سے کترائی
کہا موسیٰ نے اٹھو اے قوم باطل کے مقابل ہو — تمہاری عزت بڑھے جگ میں تمہارا ایمان کامل ہو
تو بولی قوم اے موسیٰ ہمیں آرام کرنے دے — خدا کی نعمتیں پکتی ہیں ان سے پیٹ بھرنے دے
خدا کو ساتھ لے جا اور باطل سے لڑائی کر — ہمارے واسطے خود جا کے قسمت آزمائی کر
ہمیں کیوں ساتھ لے جاتا ہے دنیا سے اجڑنے کو — خدا اور اس کا پیغمبر بہت کافی ہیں لڑنے کو
ڈرایا بارہا موسیٰ نے ان کو قہر باری سے — مگر اس قوم کو مطلب رہا مطلب برآری سے
یہ جب رخصت ہوا تو سوجھی اس کو پستی کی — کہ چھوڑی حق پرستی اور گو سالہ پرستی کی
رہی دنیا میں باد و حرص خاص سے اس نے — دکھائی سرکشی تورات کے احکام سے اس نے
دلائی حضرت داؤد نے اس قوم کو شاہی — مگر اس نے نہ چھوڑی کم نگاہی اور گمراہی
زبور اس قوم کو بخشی گئی لیکن نہ یہ مانی — یہ اپنی حمد کرتی تھی بجائے حمد ربانی

بڑی شوکت ملی اس قوم کو عہد سلیماں میں
عظیم الشان ہیکل ہو گئی تعمیر کنعاں میں

مگر یہ قوم اشرار راہ پر آ کر چلتی تھی
خدا بیزاری میں بڑھتی تھی نیکی سے بچتی تھی

نہ ایوب و زکریا و یحییٰ نے بھی سمجھایا
چلن اس قوم کا لیکن نہ ہرگز راہ پر آیا

ہو منزل گمرہی جن کی وہ کیونکر راہ پر آئیں
ملیں اس قوم سے پیغمبروں کو سخت ایذائیں

یہ جھٹلاتی رہی ہر اک نصیحت کرنے والے کو
بتاتی تھی اندھیرا موند کر آنکھیں اجالے کو

مسیح ابن مریم نے بہت اس کو ہدایت کی
مگر یہ آخری دم تک رہی منکر رسالت کی

یہ جھٹلاتی رہی انجیل کی سچی منادی کو
یہ سولی پر چڑھانے لے گئی اس پاک ہادی کو

خلیل اللہ سے جو وعدہ کیا تھا حق تعالیٰ نے
وہ پورا کر دیا ہر طرح سے اس ذات والا نے

وطن بخشا گیا اس کو نمونہ باغ جنت کا
مگر اس قوم میں جذبہ تھا اس کی حفاظت کا

ملی اسحٰق کی اولاد کو شان حکومت بھی
متاع دنیوی بھی اور روحانی رسالت بھی

مگر اس قوم نے ٹھکرا دیا ہر ایک نعمت کو
یہ بھڑکاتی رہی ہر دور میں اللہ کی غیرت کو

نتیجہ یہ ہوا کفران نعمت کی سزا پائی
عمل جیسے کیے ویسی درِ حق سے جزا پائی

خدا سے سرکشی کی سر جھکایا پائے دشمن پر
رہا اغیار کا پنجہ مسلط اس کی گردن پر

کبھی اہل حشم کرتے رہے اس پر حکمرانی
[illegible]، بابلی، مصری، اسیری اور رومانی

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
کہ جس نے اپنے ہاتھوں خو خصلت نہیں بدلی

"اذ قالت امرأت عمران رب انی نذرت لك ما فی بطنی محررا فتقبل منی انك انت السمیع العلیم ۔ وانی اعیذها بك وذریتها من الشیطان الرجیم" (آل عمران: ۳۵-۳۶)

عمران کے عالی نسب گھرانے کی وہ نیک بخت و صاحب نصیب بی بی جو خدا کی بے شمار رحمتوں کا خزینہ بننے والی تھی اور جو مقدس ہیکل کے سامنے خدا کی جناب میں یوں عرض گزار ہوئی۔ اے معبود جو بچہ بھی میرے پیٹ میں ہے وہ لڑکی ہو یا لڑکا میں نے اسے تیرے مقدس و مطہر حرم کی نذر مانا اور دنیا کے تمام حقوق سے آزاد کیا۔ یا اللہ یہ میری ناچیز نذر کو شرف قبولیت عطا فرما کیونکہ تو میری کمزوری و ضعیف آواز اور میرے تمام ارادوں کو کما حقہ سننے اور جاننے والا ہے اور یا اللہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ یعنی ان کی عصمت و عفت کا تو ہی محافظ و نگہبان ہے۔ یعنی تیرے نافرمان و سرکش راندۂ درگاہ سے ڈرتی ہوئی انہیں تیری پناہ

میں دیتی ہوں۔ یا اللہ میری ذریت کو شیطان کے وسوسوں سے بچائیو۔ چنانچہ اس کے جواب میں رب عز وجل ارشاد فرماتے ہیں۔

"فتقبلها ربها بقبول حسن و انبتها نباتا حسنا و کفلها زکریا (آل عمران: ۳۷)" اے میری جناب میں خشوع و خضوع سے نذر ماننے والی سعید عورت ہم نے تیری التجا کو سنا اور پسند فرماتے ہوئے بدرجۂ اتم قبول کیا اور شر شیطان سے محفوظ و مامون کیا اور وہ یوں بڑھے گی جیسا کہ سبزیاں جلد جلد بڑھتی ہیں۔ یعنی وہ جلد جلد جوان ہوگی اور میرے پیارے بندے زکریا علیہ السلام کی کفالت میں نشو و نما پائے گی۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عمران کی بیوی بیت المقدس کے سامنے جب کہ وہ حاملہ تھی۔ دستور زمانہ کے مطابق ایک نذر مانتی ہے جو مبہم الفاظ میں اشارۃً اپنے دلی راز کو آشکار کرتی ہے کہ مولا کریم مجھے اولاد نرینہ عطا کرنا کہ وہ تارک الدنیا ہو کر تیری خلوص نیت و حضور قلب سے عبادت کرے اور تیرے مقدس گھر کا جاروب کش بنے۔ اس زمانہ میں ایسی نذریں عموماً مانی جاتی تھیں اور وہ شریعت موسوی میں جائز تھیں۔ یہ لوگ تارک الدنیا کہلاتے اور رشتۂ ازدواج میں منسلک نہ ہوتے۔ بلکہ دنیا سے الگ تھلگ رہتے تھے اور لذات دنیوی سے کنارہ کش رہتے۔ گاڑھے کے موٹے لمبے لمبے چوغے پہنتے اور مخصوص خانقاہوں اور گرجوں میں زندگی بسر کرتے تھے۔

چند مہینوں کے بعد جب اس مولود مسعود کا وقت آیا تو زچہ نے کمال حسرت و یاس کے لہجہ میں جناب باری میں التجا کی "قالت رب انی وضعتها انثی (آل عمران: ۳۶)" یعنی اے مالک میں نے ایک لڑکی کو جنا۔ قدیم دستور کے مطابق صرف لڑکے ہی اس خدمت کے لئے قبول کئے جاتے تھے۔ مگر چونکہ یہ نذر عام راہبوں اور اسقفوں کے سامنے مانی گئی تھی اور اس طریق سے قبل ایسا واقعہ نہ پیش آیا تھا۔ یعنی نوب وضع حمل سے پیشتر کسی نے نذر نہ مانی تھی۔ اس لئے عمران کی بیوی کا دل غم سے بیٹھا جاتا تھا اور وہ بار بار اس کا اعادہ کرتی تھی کہ اے کاش یہ لڑکا ہوتا تو میری مراد بر آتی۔ اس کے اس انتہائی حزن و ملال کے جواب میں ارشاد ہوا۔

"واللہ اعلم بما وضعت ولیس الذکر کالانثی (آل عمران: ۳۶)" یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات خوب جانتی ہے جو کچھ اس نے جنا اور ایسا لڑکا نہ ہوا۔ جیسی کہ وہ لڑکی۔ اس پر حکمت ارشاد میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اے نیک دل خاتون تو کیا جانتی ہے۔ اللہ ہی خوب جانتا ہے جو کچھ تو نے جنا ہے اور اس کے مراتب کو لڑکا بھلا کہاں پہنچ سکتا ہے اور تو کیا جانتی ہے کہ یہ مسیح علیہ السلام کی امانت کا ایک بیش قیمت خزانہ ہوگی اور ایک دنیا اس کے فیض سے سیراب ہوگی۔

غرضیکہ یہ پہلی لڑکی تھی جو تارک الدنیا بنانے کے لئے مجاوران بیت المقدس نے قبول کی۔ چنانچہ آج تک تو یہ گروہ فرزندان تثلیث اس کی تقلید کرتے ہوئے کنواری مریم کے نام پر ہزاروں لڑکیاں خانقاہوں کے سپرد کرتے ہیں۔ جنہیں عرف عام میں نن کہا جاتا ہے اور عام بول چال میں ہر شخص انہیں بہن کہہ کر پکارتا ہے۔ یہ علیحدہ امر ہے کہ وہ تمام معصیت بالفطرت ہوتی ہوں اور ان میں سے بعض شیطانی دھوکے میں آ جائیں اور اس عہد کو فراموش کر بیٹھیں جو ان سے کنواری مریم کے نام پر لیا جاتا ہے۔ بہر حال یہ رسم آج تک جاری ہے اور برابر اس پر عمل ہو رہا ہے۔ جب مریم صدیقہ اس خدمت کے لئے یعنی تارک الدنیا کے لئے قبول کر لی گئی تو بچی تھی۔ ان مجاورین میں یہ سوال پیدا ہوا کہ اس کی پرورش کس کے ذمہ قرار دی جائے۔ یہ جھگڑا بڑھتے بڑھتے ایک ہنگامی صورت اختیار کر گیا۔ جیسا کہ فرقان حمید ارشاد کرتا ہے۔ "اذ یلقون اقلامهم ايهم يكفل مريم (آل عمران: ۴۴)" چنانچہ تورات لکھنے کے وہ قلم جن سے آیات الٰہی لکھی جاتی تھیں۔ مقدس پانیوں سے پانی کے بہاؤ پر بہائے اور یہ فیصلہ قرار پایا کہ جس کا قلم بہاؤ کے مخالف سمت بہے گا وہ مریم کا کفیل ٹھہرے گا۔ چنانچہ اس طریق قرعہ اندازی سے یہ خدمت حضرت زکریا علیہ السلام کے سپرد ہوئی اور حضرت زکریا علیہ السلام رشتے میں مریم کے خالو تھے۔

مریم صدیقہ اب اپنی خالہ کی آغوش شفقت میں رہی وہ خالہ سے زیادہ اس سے پیار کرتی اور اس کی خدمت کو فرض الٰہی سمجھتی اور اس کی تکلیف کو خدا کی ناراضگی خیال کرتی۔ کیونکہ وہ مریم کو خدا کی امانت قرار دیتی تھی اور اس کی خدمت کا صلہ نجات اخروی یقین کرتی۔ یہاں تک کہ مریم صدیقہ سن بلوغ کو پہنچی تو حضرت زکریا علیہ السلام کی تربیت کی برکات ظہور میں آنے لگے۔ وہ دن بھر ایک مخصوص حجرے میں جو مسجد میں صرف اس کے لئے بنایا گیا تھا عبادت وریاضت میں مشغول رہتی اور رات خالہ کے ہاں بسر کرتی۔ اس کے زہد و تقویٰ کی ایک دھوم مچ گئی اور دور دور سے دنیا زیارت کو آنے لگی اور عقیدت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے اسقف دعا کے متمنی ہوتے تھے۔ وہ دن یاد الٰہی میں بسر کرتی تو رات مصلے پر گزارتی۔ غرضیکہ اس خدا کی بندی نے یہ ثابت کر دیا کہ دنیا سے کنارہ کشی کیا چیز ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ وہ تارک الدنیا کی مکمل تصویر تھی۔ اس کا اٹھنا اس کا بیٹھنا اس کا جاگنا اس کا سونا محض اللہ ہی کے لئے تھا۔ وہ ہمہ تن اسی شغل میں مصروف رہتی اور حاجت مند دینداروں کا ایک ہجوم اس کے حجرے کے گرد بیٹھا رہتا۔ جن کی عقیدت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ وہ گرمی کی دھوپ برداشت کرتے مگر اٹھنے کا نام نہ لیتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے حجرہ سے نکلتی اور فرداً فرداً ان کے لئے دعا فرماتی۔

تارک الدنیا عورتوں کے لئے ایک اصول قائم کیا گیا تھا۔ جس کی رو سے کوئی شخص ان کی خلوت گاہ میں قطعاً آمدورفت کا مجاز نہ رکھتا تھا۔ ہاں وہ جو کفیل ہوتا وہ اس سے مبرا سمجھا جاتا تھا۔ وہ آ بھی سکتا اور جا بھی سکتا تھا۔ چنانچہ زکریا علیہ السلام جو مریم صدیقہ کے خالو تھے۔ وہ اکثر تربیت کے لئے جایا اور آیا کرتے تھے اور ہیکل مقدس گھر کے سب سے بڑے لاٹ پادری تھے۔ اکثر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہتی۔ جب وہ یہ دیکھتے کہ بے موسم کے پھل مریم کے حجرے میں موجود رہتے وہ سوال کرتے کہ اے مریم یہ سرما کے پھل گرما میں تمہارے پاس کہاں سے آ گئے تو وہ جواب دیتیں کہ میرا پروردگار انہیں میرے لئے بھیج دیتا ہے اور وہ ذات بابرکات ایسی رحیم و کریم ہے۔ جس کو چاہے بے شمار رزق دیدے۔ چنانچہ قرآن مجید شاہد ہے۔ "كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقا قال يمريم انى لك هذا قالت هو من عند الله ان الله يرزق من يشاء بغير حساب (آل عمران: ۳۷)"

انہیں خوارق کو آئے دن اور اکثر زکریا علیہ السلام مشاہدہ فرماتے اور قدرت الٰہی پہ سر دھنتے انہیں اپنے بے موسم پھل کا خیال آیا۔ یعنی وہ بے اولاد تھے اور ان کا بڑھاپا انتہائی منزلیں طے کر چکا تھا اور اسی سن میں ان کی رفیقہ حیات تھی اور طرفہ یہ کہ وہ بانجھ بھی تھی۔ چنانچہ انہی بے موسمی میووں کو دیکھ کر ان کے دل میں ایک ولولہ اٹھا اور وہ بے اختیار پکار اٹھے۔ "هنالك دعا زكريا ربه قال رب هب لى من لدنك ذرية طيبة انك سميع الدعاء (آل عمران: ۳۸)" "وہیں دعا کی زکریا نے اپنے رب سے کہا اے رب میرے عطا کر مجھ کو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بے شک تو سننے والا ہے دعا کا۔"

جونہی یہ دعا قلب کی گہرائیوں سے نکلی اجابت پذیر ہوئی ارشاد ہوا۔

"فنادته الملئكة وهو قائم يصلى فى المحراب ان الله يبشرك بيحيى مصدقا بكلمة من الله وسيدا وحصورا ونبيا من الصلحين (آل عمران: ۳۹)" اور جب کہ وہ حجرے میں نماز کے اندر قیام کر رہے تھے۔ ملائکہ نے ندا کی کہ اے زکریا خدا تم کو خوشخبری دیتا ہے۔ یحییٰ کی جو خدا کے ایک حکم کی گواہی دے گا اور سردار ہوگا اور عورت کے پاس نہ جائے گا اور خدا کا پیامبر ہوگا اور صالحین میں سے ہوگا۔

جناب زکریا علیہ السلام کو بے موسم میوے مشاہدہ کرنے سے جو تحریک پیدا ہوئی تھی اس کو شرف قبول مل گیا۔ یعنی انہیں ایک ایسے لڑکے کی بشارت عطاء ہوئی۔ جس میں ایک بات ایسی تھی جو انہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار مرسلین سے نرالی دی گئی۔ یعنی باوجودیکہ وہ سردار ہوگا۔ یعنی وجیہ

نوجوان توانا و تندرست ہو گا۔ مگر عورت کی خواہش نہ رکھے گا۔ یہ چیز ایک کامل مرد کے لئے انتہائی کمال ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ بتا دے کہ میری مخلوق یہ جان لے کہ میں ہر ایک چیز پر قادر ہوں۔ مخلوق بنانا، پیدا کرتا ہوں جو کچھ بھی چاہتا ہوں۔ نیز فرمایا اس کا نام یحییٰ ہو گا اور وہ میرے ایک حکم کی تصدیق کرے گا۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی جو بغیر باپ کے پیدا ہوں گے اور حضرت یحییٰ لوگوں کو ان کی پیدائش کی خوشخبری دیتے تھے۔ جب یہ بشارت ہوئی تو زکریا علیہ السلام نے درگاہِ رب العزت میں التجا کی۔ "قال رب انی یکون لی غلام وقد بلغنی الکبر وامرأتی عاقر (آل عمران: ۴۰) "میرا لڑکا کہاں سے ہو گا۔ میرے ہاں لڑکا کیسے، میں از حد بوڑھا ہو چکا ہوں اور اس پر میری عورت بھی بانجھ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے "قال کذالک اللہ یفعل ما یشاء (آل عمران: ۴۰) "فرمایا اسی طرح اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ عرض کی مولا میرے اطمینان قلب کے لئے اس کا کوئی نشان مقرر فرما۔ ارشاد ہوا اس کی نشانی یہ ہے کہ تو تین دن کسی سے بات نہ کر سکے گا۔ مگر اشارہ سے کہہ سکے گا جو چاہے گا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت و مشیت سلسلہ اسباب کی پابند نہیں اسے ہماری طرح بڑے سہاروں اور بڑے وسائل کی ضرورت نہیں۔ گو نظام دنیا اسباب مادیہ سے مسببات کو پیدا کرتا ہے۔ لیکن وہ قادر کریم جو خلاق جہاں ہے۔ کبھی کبھی اسباب مادیہ کے خلاف غیر معمولی طریقے سے کسی چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے اور یہ بھی اس کی خاص عادت میں داخل ہے۔ اسی ضمن میں یہ تمام واقعات یعنی مریم صدیقہ کے پاس خارق عادت طریق سے میوہ جات کا پہنچنا اور دیگر غیر معمولی واقعات کا ظہور پذیر ہونا ان حالات کی موجودگی میں بھی حضرت زکریا کا بے ساختہ دعا مانگنا اور مراد کا بر آنا اصل میں اس عظیم الشان ولادت کا پیش خیمہ تھے۔ جو عنقریب کرشمہ قدرت سے ظہور میں آنے والی تھی اور جس کی خوشخبری جناب یحییٰ علیہ السلام دے رہے تھے اور جسے قرآن کریم نے کلمۃ اللہ کے خطاب سے یاد کیا ہے۔

"واذ قالت الملئکۃ یمریم ان اللہ اصطفٰک وطھرک واصطفٰک علٰی نساء العلمین ۔ یمریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الرّٰکعین (آل عمران: ۴۲، ۴۳) "اور جب فرشتے بولے اے مریم اللہ نے تجھ کو پسند کیا اور پاک بنایا اور پسند کیا تجھ کو جہان کی عورتوں پر۔ اے مریم بندگی کر اپنے رب کی اور سجدہ کر اور رکوع کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے۔

جناب زکریا علیہ السلام کے مخفی مناجات سے بعد جناب مریم صدیقہ نے اعتکاف شرف

کا ذکر خیر فرماتے ہوئے مالک کون ومکان کا ارشاد فرشتے عرض کرتے ہیں اور مریم کو اللہ تعالیٰ کے احسان جتلاتے ہیں کہ اے مریم خدا نے تجھے روز ازل ہی سے اپنے ایک جلیل القدر نشان کے لئے چن لیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ تو لڑکی ہے مگر اس کی نیاز میں قبول ہوئی۔ حالانکہ یہ خدمت مسجد لڑکوں ہی سے قبول کی جاتی ہے۔ یعنی کوئی لڑکی مسجد کی خدمت کے لئے قبول نہیں کی گئی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں پسند کیا اور اپنی خدمت کے لئے چن لیا۔ پھر تم پر طرح طرح سے انعام واکرام برسائے۔ بے موسم پھل تمہیں عنایت کئے جلد جلد پرورش تمہاری فرمائی اپنی بے پناہ محبت تمہارے دل میں پیدا کی۔ بلند اخلاق و پاک طینتی کا تمہیں مالک بنایا۔ اس کے علاوہ تمہیں مسجد کی خدمت کا موقعہ دیا اور جہاں کی عورتوں پر بعض وجوہ سے تمہیں فضیلت بخشی۔ مثلاً تم میں ایسی استعداد رکھی کہ بدون مس بشر صرف تمہارے وجود سے مسیح علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کو پیدا کیا۔ جو اللہ تعالیٰ کے نشانات میں سے ایک اعلیٰ درجہ کا نشان ہے اور اے مریم انہیں احسانات ازلی کے شکریہ میں ہمیشہ عجز و نیاز کے ساتھ اس کے حضور میں اپنی بندگی ہونے کا ثبوت دو۔ اس کے دربار میں ہمیشہ جھکی اور سجدہ گزار ہوتی رہو۔

یہ زمانہ مریم صدیقہ کی عفیفہ عابدہ زاہدہ زندگی پر اپنی پوری پوری روشنی ڈالتا ہے اور آپ کی اس زندگی یعنی عنفوان سے لے کر سن بلوغت تک کی عزت کی تعین و تکمیل پر دلالت کرتا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب کہ جناب صدیقہ عالم شباب کی منزلیں نہایت اطمینان و سکون سے یاد الٰہی میں بسر کر رہی تھیں۔ ان کی پارسائی کی دھوم ایک عالم میں مچ رہی تھی اور ان کی زہد و ریاضت کا ایک عالم معترف تھا۔ دور دور سے لوگ جو کام آتے اور کامیاب جاتے۔ دکھ لے کر آتے اور سکھ لے کر جاتے تھے۔ یہ وہ دور سعید تھا کہ جس میں انوار ازلیہ اور برکات سرمدیہ کی بارش ہو رہی تھی۔ فرشتے خوان نعمت لے کر آتے اور پیغام ربانی سے مسرور کرتے تھے۔ فضا کا ذرہ ذرہ کائنات قدرت کی ترجمانی کر رہا تھا تو ہوا کا جھونکا جھونکا اس کی وحدانیت کے پیغام پہنچا رہا تھا۔ غرضیکہ جناب صدیقہ نہایت اطمینان سے وظائف و نوافل میں مشغول اور یاد الٰہی میں مصروف تھی اور دنیا انہیں نہایت عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھتی اور ادب کرتی تھی۔ اب وہ ساعت سعید قریب آ رہی تھی کہ جس عظیم الشان نشان کے لئے آپ کو پسند کیا اور چنا گیا تھا اور یہی وہ امتیازی چیز تھی جو جناب صدیقہ کو جہاں کی عورتوں پر فضیلت بخشی گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے مقربین رسول آپ کی خدمت میں آئے اور یہ بشارت سنائی۔

"واذ قالت الملئكة يمريم ان الله اصطفك وطهرك واصطفك على

نساء العلمین ۰ یمریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الرٰکعین ۰ ذالک من انباء الغیب نوحیه الیک وما کنت لدیهم اذ یلقون اقلامهم ایهم یکفل مریم وما کنت لدیهم اذ یختصمون ۰ اذ قالت الملئکة یمریم ان الله یبشرک بکلمة منه اسمه المسیح عیسی ابن مریم وجیها فی الدنیا والآخرة ومن المقربین (آل عمران: ۴۲تا۴۵) ''اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے اپنے ایک حکم کی جس کا نام مسیح ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام مریم کا بیٹا مرتبے والا دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ کے مقربوں سے اور باتیں کرے گا لوگوں سے جب کہ ماں کی گود میں ہوگا اور جب کہ پوری عمر کا ہوگا اور نیک بختوں میں سے ہے۔''

اس آیت شریفہ پر روشنی ڈالنے سے قبل میں ان حضرات سے اپیل کروں گا۔ جو عصمت وعفت پر جان ومال قربان کرنا فرض منصبی سمجھتے ہوں۔ وہ ذرا سوچیں اور سمجھیں کہ جب ایک ایسا خاندان جس کی احکم الحاکمین یوں تعریف فرمائے۔ ''ان الله اصطفی آدم ونوحا وآل ابراهیم وآل عمران علی العلمین ذریة بعضها من بعض ۰ والله سمیع علیم (آل عمران: ۳۳،۳۴) ''بے شک اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم علیہم السلام کے گھر کو اور عمران کے گھر کو سارے جہان سے جو اولاد تھے ایک دوسرے کی اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔''

رب کعبہ کا ارشاد ہے کہ میں آدم اور نوح اور ابراہیم اور اس کی اولاد میں سے بعض اور عمران اور اس کی اولاد میں سے بعض سارے جہان سے زیادہ محبوب ہیں۔ یعنی جناب سرور دو جہاں فخر موجودات سرکار مدینہ اولاد ابراہیم سے اور جناب صدیقہ اولاد عمران سے سارے جہاں پر فضیلت رکھتے ہیں۔ ایسا عالی نسب خاندان جو جہاں فرشتے شرم سے نگاہیں نیچی رکھتے اور حوریں پاکیزگی سیکھتیں۔ وہ شرم وحیا کی تصویر اور عصمت وعفت کی پیکر یعنی جناب صدیقہ جس کے کان گناہ کے سننے کے مرتکب نہ ہوئے اور جس کی آنکھیں پاکیزگی اور انوار الٰہی کو دیکھ کر مسرور و نورانی ہوتی تھیں اور جو ملائکۃ اللہ کو بارہا خوان کرم کے مشاہدہ کرتی تھیں۔ یہ انوکھی چیز سن کر حیران و ششدر رہ گئی۔ چنانچہ یہ واقعہ ہم ابھی تفصیلاً عرض کریں گے۔ سردست فرشتوں نے یہ بشارت دی کہ اے مریم اللہ تجھ کو خوشخبری دیتا ہے۔ اپنے ایک حکم کی جس کا نام مسیح ہے۔ عیسیٰ مریم کا بیٹا مرتبے والا دنیا اور آخرت میں اور خدا کے قریب کئے گیوں سے ہے۔

دراصل یہ ایک الٰہی وعدہ ہے جو جناب باری تعالیٰ مریم صدیقہ سے فرما رہے ہیں

اور یہ وہی انعام ہے جس کی بشارت یحییٰ علیہ السلام مدت ہوئی دے چکے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے مریم تیرے ہاں جو بچہ پیدا ہوگا وہ کلمۃ اللہ ہوگا۔ یعنی میرا ایک حکم ہوگا جس کا نام مسیح ہے۔

موعودہ بچے کو خدا کا ایک حکم کہا گیا اور اس کے بعد اس حکم کا نام مسیح رکھا گیا اور مسیح دراصل عبرانی میں ماشیح تھا۔ جس کے معنی برکت والا کے ہیں۔ اس کے بعد ہی بچے کو عیسیٰ کے لقب سے یاد کیا گیا۔ اصل میں یہ لفظ ایشوع تھا۔ جو معرب ہو کر عیسیٰ ہوا اور اس کے معنی سید ہیں۔ اس کے بعد ابن مریم کہا یہ مریم کا بیٹا کیوں کہا حالانکہ جناب صدیقہ ہی مخاطب تھیں۔ یہ چوتھا نام صرف اس لئے دیا کہ بدوں باپ کے ہونے کے اس کی نسبت صرف ماں ہی کی طرف سے ہوا کرے گی اور جب مسیح کا نام لیا جائے گا۔ قدرت کی یہ عجوبہ نمائی مریم کی پارسائی پر خراج تحسین و مرحبا کے پھول نچھاور کرے گی اور یوں جناب صدیقہ کی یاد ہمیشہ بالا آباد تک قائم رہے گی۔ اس لئے مسیح کے نام کے ساتھ یہ ایک جزو قرار دے دیا گیا۔ جناب صدیقہ اس اعجازی خوشخبری سے مغموم ہی ہوئی اور طرح طرح کے دل میں خیالات اٹھے کہ لوگ مجھ کو کیا کیا الزام دیں گے اور بچے کو کیا کیا طعن و تشنیع سے یاد کریں گے۔ میں کس کس کو کیا کہوں گی اور کیا جواب دوں گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ نے ساتھ ہی تسلی و تشفی دیتے ہوئے پہلے ہی فرما دیا۔ "وجیھاً فی الدنیا والآخرۃ (آل عمران: ۴۵)" یعنی وہ دنیا اور آخرت دونوں میں مرتبے والا ہوگا۔ یعنی ہم اسے تمام الزام و طعن سے پاک کریں گے۔ وہ دنیا میں بھی صاحب وجاہت ونجابت ہوگا۔ یعنی ہم اسے تمام مراتب میں فائق المرام کریں گے اور اسے تمام طعنوں سے بری الذمہ قرار دیں گے۔ وہ صاحب جاہ و حشم ہوگا۔ یعنی دنیا خود بخود اس کی وجاہت کو تسلیم کرے گی اور یہی وجہ ہے کہ اس کو ایسے مبارک نام دیئے گئے اور یہاں تک ہی نہیں وہ ہمارے مقربین میں ہوگا۔ یعنی ہم اسے اپنے قریب رکھیں گے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا اے مریم! وہ بچہ ایسا عجیب الخلقت ہوگا کہ تمہاری گود میں لوگوں سے باتیں کرے گا۔ یعنی وہ تمام اتہام و الزام جو یہود نابکار اپنے خبث و بدباطنی کور چشمی و نا اہلی کی وجہ سے کریں گے۔ ایسے مسکت و شافی جواب دے گا کہ وہ مبہوت ہو جائیں گے اور اپنا سا منہ لے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بیٹھ جائیں گے اور یہی نہیں بلکہ وہ ادھیڑ عمر میں لوگوں سے ہم کلام ہوگا۔ یعنی ان کے اوہام باطلہ کو حکمت و اصول کے موتیوں سے پاش پاش کر کے رکھ دے گا۔ اور اے مریم تجھے مبارک ہو کہ وہ ہمارے نہایت مخلص اور چنے ہوئے نیک بندوں میں سے ہوگا۔

جب یہ پیغام فرشتے پہنچا چکے تو صدیقہ انتہائی غور و خوض فکر و تدبر کے بعد جناب الٰہی

میں یوں گویا ہوئیں: "قال رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر (آل عمران:۴۷)" ﴿مولا کہاں سے ہوگا میرے ہاں لڑکا اور نہیں چھوا مجھ کو کسی آدمی نے۔﴾

اصل میں بتقاضائے بشریت جناب صدیقہ حیران و ششدر تھیں۔ کیونکہ یہ چیز عام مشاہدے کے خلاف اور قانون قدرت کے مخالف واقع ہونے تھی انہیں باور نہ آتا تھا کہ یہ وقوع کس طرح ظہور پذیر ہوگا۔ جب کہ میری حالت یہ ہے کہ میں کسی انسان سے پاک ہوں۔ پھر بدوں کسی بشر میرے ہاں بچہ کس طرح پیدا ہوگا ارشاد ہوا۔ "قال کذلک اللہ یخلق ما یشاء اذا قضی امراً فانما یقول لہ کن فیکون (آل عمران:۴۷)" ﴿فرمایا اے مریم تعجب نہ کر اور متفکر نہ ہو اسی طرح بدوں کسی بشر کے یہ پیدائش واقع ہوگی۔﴾

خلاف عادت ہونے کی وجہ سے پریشان نہ ہو۔ خلاق جہاں جو چاہے اور جس طرح چاہے پیدا کرے۔ وہ مالک و مختار ایسی پاک ذات ہے کہ جب ارادہ کرتا ہے کہ کسی چیز کا بننا اتنا ہی حکم دے دیتا ہے۔ ہوجا۔ پس وہ فوراً ہوجاتا ہے۔ اس کی قدرت کی حد بندی ہو نہیں سکتی۔ وہ فہم و ادراک سے بالاتر ہستی ہے اور وہ ظاہری اسباب کی محتاج نہ کسی قانون و ضوابط کی پابند وہ ذات کردگار تمام عیوب سے مبرا و پاک ہے۔ اسی ضمنی سوال و جواب کے بعد مقربین نے اس خوشخبری کو ان الفاظ پر ختم کیا۔

"ویعلمہ الکتب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ ورسولاً الی بنی اسرائیل (آل عمران:۴۸،۴۹)" "اور اے مریم خدائے رحیم اس تیرے مسعود بچے کو کتاب اور حکمت اور توراۃ و انجیل سکھلائے گا اور وہ تمام بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا۔

یعنی اللہ تعالیٰ براہ راست اپنی حکمت بالغہ سے اس کو تعلیم دے گا اور تمام کتب ہدایت کا علم اور توراۃ و انجیل کا خصوصاً علم و عرفان عطا کرے گا۔ یعنی اس کا سینہ رحمت ربانی کا خزینہ ہوگا۔ جس میں بے شمار لال و جواہر کے علمی موتی بھرپور ہوں گے۔ جن سے ایک دنیا فیض یاب و مستفید ہوگی۔ بہت سے آئمہ مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ کتاب و حکمت سے مراد قرآن کریم و حدیث نبوی ہیں اور جب آپ نزول کے بعد لوگوں سے باتیں کریں گے۔ جس کا وعدہ گذر چکا ہے تو وہ بھی قرآن و حدیث کے ارشادات کی تعمیل ہوگی۔

اس عظیم الشان خوشخبری سنانے کے بعد ملائکۃ اللہ رخصت ہوئے تو جناب مریم ایک گہری سوچ میں غرق ہو جاتی تھیں۔ کبھی خدا کی عنایت و نوازشات کا خیال آتا تو چہرہ بشاشت سے تمتما اٹھتا اور وہ سجدہ شکر میں گر جاتیں۔ کبھی موعودہ بچے کی ولادت کا نقشہ آنکھوں میں کھنچ جاتا تو م

کی طعن و تشنیع کا خیال رہ رہ کے مضطرب کر دیتا۔ غرضیکہ جناب صدیقہ کبھی بے قرار اور شاکر رضائے الٰہی
رہتیں۔ انہیں رہ رہ کر مولود بچے کا تصور رہتا۔ مگر ساتھ ہی تائید الٰہی سکینت بخشتی۔ بہرحال وہ اس
انوکھی اور عجیب خبر سے حیران تھیں اور جانتی تھیں کہ یہ وعدہ الٰہی کیونکر آیت اللہ ہو کر رہے گا اور
دنیا کس طرح میری پاک دامنی کا یقین کرے گی۔ لیکن ساتھ ہی اس کی قدرت و رحمت پر بھروسہ
ویقین بھی اس مراتب سے بالاتر پہنچ چکا تھا کہ جس میں دل اطمینان و خوشی کی منزل ہوتا ہے۔
بہرحال وہ خدا کی بندی صابرہ و شاکرہ رضائے الٰہی میں مگن تھی اور قلب اطمینان یافتہ تھا۔ سنت اللہ
ہمیشہ سے یوں ہی چلی آئی ہے کہ جب کوئی اہم کام جو خارق کی قسم سے ہو جب لینا مقصود ہو تو پہلے
فرستادہ کے قلب کو مطمئن کر دیا جاتا ہے تاکہ اعجاز نمائی کے وقت عوام کی طرح اس کے دل میں
کوئی خوف یا خدشہ نہ پیدا ہو جائے جو اعجاز کی عظمت و وقعت کو کم کر دے۔ کیونکہ اگر صاحب اعجاز
ہی ڈر جائے تو معجز نمائی نہیں رہتی۔ بلکہ جب حاضرین خائف ہوں تو وہ مطمئن و بشاش ہو۔ مثال
کے طور پر جناب موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ ہی کو لے لیجئے۔ جب اللہ تعالیٰ سے سب سے پہلی ہم
کلامی ہوئی۔ جب کہ آپ مدین سے اپنی رفیقہ حیات کو لئے اپنے ماموں حضرت شعیب علیہ
السلام کے ہاں سے مصر کو آ رہے تھے اور اپنا راستہ بھول چکے تھے۔ رات کا موقعہ تھا اور ظلمت نے
نور کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ سردی کا موسم اور جاڑے کی سرد ہواؤں نے جان پر بنا رکھی تھی
تھی اور طرفہ یہ کہ گھر میں امیدواری کے علاوہ وہ راہ گم کر چکے تھے دور سے آگ دیکھی تو بیوی سے
کہنے لگے آپ یہاں ٹھہریں اور چند منٹ آرام کریں تاکہ میں وہاں سے کچھ آگ تمہارے تاپنے
کے لئے لے آؤں اور شاید کوئی راہبر بھی مل جائے جو ہمیں صحیح منزل پر پہنچا دے۔ چنانچہ جب
آپ وہاں پہنچے تو ارشاد ہوا اے موسیٰ اپنی جوتیاں اتار دے کیونکہ تم مقدس میدان میں ہو اور میں
ہی پروردگار عالم ہوں اور جو حکم تمہیں دیا جاتا ہے وہ دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرو۔
فرعون بے نوا کی طرف جاؤ اور بنی اسرائیل کو آزاد کراؤ اور اے موسیٰ یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے
عرض کی کہ عصا ہے ارشاد ہوا یہ کس کام میں لاتے ہو۔ کہا مولا اس سے اپنے ریوڑ پر درختوں سے
پتے گراتا ہوں اور جب تھک جاتا ہوں اس پر ٹیک لگا کر دم لیتا ہوں۔ ارشاد ہوا ذرا اس کو زمین پر تو
ڈالو۔ تعمیل کی تو وہ اژدہا بن گیا۔ جناب موسیٰ کا دل دھڑکنے لگا بدن پسینہ میں شرابور ہو گیا اور چاہتے
تھے کہ الٹے پاؤں بھاگ جائیں۔ ارشاد ہوا ٹھہرو کیوں ڈر رہے ہو۔ اس کو پکڑ لو اسے پھر پہلی
حالت میں تبدیل کر دیں گے۔ یعنی یہ تمہارا عصا ہی ہوگا۔ چنانچہ اسی طریق سے اس کا تجربہ
کرایا گیا اور جب تسلی دیکھی تو فرعون کی درستی کو بھیجا اس کے بعد جناب موسیٰ علیہ السلام نے

صورت وقوع اس ہونے کا سامان بتایا۔ مگر پھر بھی دل میں شک کا وہم بھی نہ ہوا۔ کیونکہ دل مطمئن ہو چکا
تھا۔ جناب صدیقہ کو خوشخبری صرف اس لئے پہلے دی گئی کہ بشریت کے تقاضے میں جو تردد ہو سکتے
آ سکتے ہیں۔ ان کو مناسب کر کے دل مطمئن کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اس لئے اس مولود
مسعود کی بے شمار خوبیاں اور صفات بیان کیں اور اس طرح سے وساوس شیطانی کو دور فرماتے
ہوئے قلب میں نورانیت کی طمانیت بخش دی۔ اگر بلا خوشخبری کے یہ آیات اللہ جناب مریم کو عطا
ہوتی تو اغلب تھا کہ وہ حواس کھو دیتی یا جان سے ہاتھ دھو بیٹھتیں اور اگر یہ دونوں نہ بھی ہوتیں تو
دل بھی اطمینان کی سانس نہ لیتا۔ اسی چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے مولا کریم نے پہلے خوشخبری دی اور
جب اطمینان ہوا تو قدرت وحفاظت کا یقین دلاتے ہوئے مولود مسعود کی صفات بیان کیں اور
اس طریق سے جناب مریم کے دل میں پکی ڈھارس بندھائی۔ اس کے بعد کچھ مدت یوں ہی سی
اور گذری تو اس عظیم الشان نشان کا وقت قریب آیا جو تمام جہان کے لئے خدا کی وحدانیت اور
قدرت کی ایک درخشاں دلیل ہے۔ "واذکر فی الکتب مریم اذ انتبذت من اھلھا مکانا
شرقیاً۔ فاتخذت من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا
سویا۔ قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا۔ قال انما انا رسول ربک
لاھب لک غلما زکیا۔ قالت انی یکون لی غلم ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا۔
قال کذلک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ ایۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا
مقضیا (مریم ۱۶ تا ۲۱)" اور اے محمد ﷺ قرآن پاک میں مریم کا وہ واقعہ بیان کرو جب
وہ جدا ہوئی اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں پھر پکڑ لیا ان سے ایک پردہ پھر بھیجا ہم نے اس
کے پاس اپنا فرشتہ پھر بن کر آیا اس کے آگے آدمی پورا۔ بولی مجھ کو رحمان کی پناہ تجھ سے اگر ہے تو
ڈر رکھنے والا۔ بولا میں تو بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا کہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا ستھرا۔ بولی کہاں
سے ہو گا میرے ہاں لڑکا اور چھوا نہیں مجھ کو آدمی نے اور میں بدکار کبھی نہ تھی۔ بولا یونہی ہے فرما دیا
تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور اس کو کیا چاہتے ہیں نشانی اور مہربانی اپنی طرف سے اور
ہے یہ کام مقرر ہو چکا۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جناب مریم پر ان دنوں نسوانیت کی وہ پہلی منزل جو جوانی
کی دلیل اور بالغیت کی سند بھی ہوتی ہے پیش آئی اور یہ سب سے پہلا حیض تھا۔ جس نے پاک
کرنے کے لئے وہ بیت المقدس کے شرقی طرف غسل کے لئے سدھاریں۔ ان دنوں آپ عمر
کی چودھویں پندرھویں منزل طے کر رہی تھیں۔ جو یہ واقعہ پیش آیا۔ آپ بہت کم

واقع ہوئی تھیں۔ لہٰذا اسی شرم و حیا نے مجبور کیا کہ بیت المقدس اور اس کے لوگوں سے الگ ہوں۔ یہی وجہ تھی جو وہ ایک شرقی مکان میں چلی گئیں۔ چنانچہ نصاریٰ نے اسی وجہ سے شرق کو اپنا قبلہ مقرر کر لیا۔ جب وہ وہاں پہنچیں تو ہر ایک طریق سے پردے کا مکمل انتظام کر لیا اور گوشہ نشین ہو گئے۔ اس تنہائی میں وہ ابھی ابھی فراغت پذیر ہوئی تھیں کہ ایک نہایت خوبصورت نوجوان آدمی سامنے نظر آیا۔ جناب صدیقہ اور تنہائی کا عالم "گوشۂ بند اور مسجد دور" ایک سناٹا تھا جو طاری تھا۔ حیران تھیں کہ کیا کریں اور کہاں جائیں۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن والا معاملہ تھا وہ نوجوان ہے کہ سامنے کھڑا ہے۔ آپ بہت کچھ سکڑیں سمٹیں اور پردے کا پورا پورا انتظام کیا۔ مگر بدن بید کی طرح لرزہ براندام تھا اور ہاتھوں میں رعشے کے آثار تھے۔ کیونکہ صدیقہ کی زندگی میں یہ پہلا موقعہ تھا کہ تنہائی میں وہ کسی آدمی کو یوں دفعتہً دیکھے۔ بہرحال وہ بہت کچھ گھبرائی اور حقیقتاً یہ عفاف زندگی کے لئے ایک کٹھن منزل تھی۔ اسی گھبراہٹ میں جناب جبرائیل علیہ السلام کے پرانوار چہرے پر نگاہ پڑی۔ جس سے انوار الٰہی کی تجلیاں ہویدا تھیں۔ دل میں اطمینان سا ہوا اور کچھ ڈھارس بھی بندھی کہ کوئی اللہ والا متقی شخص ہے۔ جناب صدیقہ پکاریں کہ میں اپنے آپ کو رحمان کی پناہ میں دیتی ہوں اور تجھ سے منت کرتی ہوں کہ اگر تو اللہ کا کچھ بھی ڈر رکھتا ہے تو میرے سامنے سے ہٹ جا اور مجھ سے کچھ بھی تعرض نہ کر۔ جبرائیل علیہ السلام جو ایک خوش منظر نوجوان کی شکل میں متشکل تھے بولے گھبراؤ نہیں میری طرف سے کوئی برا خیال دل میں آیا ہو تو نکال دو اور مطمئن ہو جاؤ میں آدمی نہیں بلکہ تیرے اور سارے جہاں کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ایک فرشتہ ہوں اور اسی کی طرف سے آیا ہوں۔ جس کی تو پناہ ڈھونڈتی ہے اور اس لئے آیا ہوں کہ خدائے قدوس کی طرف سے تجھے ایک پاکیزہ و صاف ستھرے مبارک مسعود لڑکے کی خوشخبری دوں جو حسب نسب اخلاق و اطوار کے لحاظ و اعتبار سے بالکل پاک و صاف ہوگا اور قدرت کاملہ کا ایک عجیب نمونہ ہوگا۔ جناب مریم کو ان ملائم و نرم الفاظ اور طرز تکلم سے یقین واثق ہوا کہ یہ واقعی انسان نہیں فرشتہ ہے۔ چنانچہ وہ گھبراہٹ جو نسوانیت پر غالب آ چکی تھی کافور ہوئی۔ مگر ساتھ ہی تعجب ہوا اور حیرت سے پوچھا کہ جس عورت کا شوہر نہیں جو جائز طریق سے حق زوجیت لے سکتا اور جو عورت بدکار نہیں جو عصمت فروشی کر کے بچہ لے سکتی۔ اس کے ہاں بدوں مس انسانی بچہ کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا بات تو یونہی ہے۔ یعنی تیرا نکاح نہیں ہوا اور نہ ہی تو بدکار ہے۔ یہ صحیح ہے کہ تو مس انسان سے منزہ اور پاک ہے مگر خدائے واحد جو تیرا اور جہاں کا خالق و پروردگار ہے وہ فرماتا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے۔ یعنی بلا چھوئے بشر

کیونکہ میں اس بات پر قدرت رکھتا ہوں کہ تجھے لڑکا دوں اور ہم اس لئے کہ بنائیں اسے تمام جہان کے لئے رحمت کا ایک نشان بنانا چاہتے ہیں۔ یعنی ہم اسے قدرت کاملہ کا ایک نمونہ بنانا چاہتے ہیں اور یہ صرف اس لئے کہ تا میری مخلوق یہ جان لے کہ میں ہر چیز پر قادر ہوں۔ یفعل ما یشاء '' جو چاہتا ہوں پیدا کرتا ہوں اور یہ شان ہمارے لطف و احسان کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے اور خدا کے مقرب نے جناب صدیقہ کو آخری تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا کہ اے مریم اس علم کا وقوع پذیر ہونا یعنی جناب مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا بدوں مس بشر پیدا ہونا خدا نے زمانہ کی طرف سے مقرر ہو چکا ہے۔ یعنی ضرور ہو کر رہے گا۔ فرشتۂ غیب صحیفۂ تقدیر سنا کر غائب ہوا تو جناب مریمؑ کے سامنے اپنے خالو کا واقعہ ایک عجیب سماں باندھ گیا۔ وہ دل ہی دل میں اس سے لطف اندوز ہونے لگیں۔ کبھی خالو کی کبڑی پیٹھ اور سفید بالوں کا خیال آتا تو کبھی خالو کے پچکے ہوئے گال اور شکن آلود پیشانی پر نظر جاتی۔ وہ تعجب سے دونوں کا اجتماع یعنی بڑھاپا سفیدی کئے ہوئے سر، گرے ہوئے دانت، خمیدہ قد، جھریاں پڑے ہوئے گوشت پر نگاہ دوڑاتی تو کبھی حیرت سے خالہ کے بانجھ پن کا مشاہدہ کرتی۔ اسے دوسرا کر بے موسم کے میوے کا خیال آتا۔ جس کے لئے اس کے خالو آپ نے دعا کی تھی۔ کبھی وہ دعائیہ کلمات پر غور کرتی اور خالو کی جسارت کی داد دیتی کہ مانگا بھی تو بیٹا اور وہ بھی بڑھاپے میں اور جب وعدہ ہوا کہ ملے گا تو لگے نشانیاں طلب کرنے انوکھی چیز مانگنے پر تعجب نہ ہوا اور جب مرادبر آنے لگی تو تعجب کیا۔ غرضیکہ مختلف نیرنگیٔ قدرت کا مشاہدہ کرتی اور سر دھنتی رہی اور بالآخر اس نتیجہ پر پہنچی کہ مولا تو واقعی علیٰ کل شیء قدیر ہے۔ تیرے آگے کوئی چیز انہونی نہیں۔ تو نے نمرود کے مقابلہ ابراہیم کے لئے گلزار کیا تو نے ہاجرہ کی بے قراری پر رحم کھاتے ہوئے سنگلاخ زمین میں چشمہ بہا دیا۔ تو نے اسماعیل کو چھری کے نیچے معراج کراتے ہوئے ذبح عظیم دیا۔ تو نے دیدۂ یعقوب کو بینائی دی۔ تو نے یوسف کو قید و بند سے نجات دیتے ہوئے تخت مصر کا وارث کیا۔ مولا میری بگڑی بھی تو ہی سنوارے گا۔ جس عظیم کام کے لئے مجھے منتخب کیا ہے اس کا ہر طرح سے تو ہی محافظ و نگہبان ہے۔ مولا یہ تیری بندی بیچاری ہر حال میں شاکر و صابر ہے۔ ہاں تیرے امتحان کی تاب نہیں لا سکتی۔ اپنے رحم سے اپنے کرم سے مشکل آسان فرما اور جو جو واقعات آنے والے ہیں ان میں میری صحیح راہنمائی فرما اور ثبات قدمی و فرمانبرداری کی توفیق دے۔ اس پیام ربانی کے تھوڑے عرصہ بعد جناب صدیقہ کو حمل کے آثار معلوم ہونے لگے۔ وہ روز روز اس میں اضافہ معلوم کرتی۔ حتیٰ کہ اس کا یہ خیال حق الیقین کے مراتب تک پہنچ گیا۔ اب وہ ہا تاحمدگی سے اس کی احتیاط و حفاظت میں مصروف رہتیں

اور چونکہ راہبانہ حیات ہی زیب تن تھا۔ جو کمونا بہت ڈھیلا واقع ہوا ہے اور ویسے بھی وہ بلند اخلاق یعنی چال چلن کی مالک تھیں۔ اس لئے نہ ہی کسی کو کچھ شک کرنے کا موقع یا تجسس لگنے کا امکان ہوا اور نیز راہبانہ زندگی میں اور مخصوص حجرہ میں کسی کو دخل دینے کا کوئی حق بھی نہ تھا۔ اس لئے یہ بھید سوائے صدیقہ کے اور کو معلوم نہ ہوا اور نہ ہی اس کی ضرورت تھی۔ دن گذرتے گذرتے تمام ہوئے اور اب وہ ساعت سعید قریب آئی جس کے لئے یہ تمام اہتمام کیے گئے تھے۔ جناب زکریا علیہ السلام و مریم صدیقہ کا واقعہ اسی عظیم الشان نشان کی تمہید تھا اور یہ وہ نشان ہے جسے خدائے قدوس نے آیۃ للناس و رحمۃ منا کے نام سے یاد کیا ہے۔ یعنی تمام جہاں کے لئے اس کی قدرت و رحمت کی ایک نہ بھولنے والی یادوا یک نہ فراموش ہونے والا واقعہ ہے۔ جس کو تخلیق الفدا بیشاء کی عملی تصویر اور واللہ علیٰ کل شئی قدیر کا زندہ فوٹو کہنا چاہیے۔ یہ وہ اہم مسئلہ ہے جس میں نصاریٰ و مسلمان وہ دنیا کے کسی خطہ کے ہوں متفق ہیں اور جن کی تعداد کڑوڑ ہا اور بے حد سے زیادہ ہے۔ ہاں اس واقعہ سے مولوی محمد علی لاہوری امیر جماعت مرزائیہ کو انکار ہے۔ وہ مسیح علیہ السلام کو بن باپ کے نہیں مانتا۔ دیکھو (بیان القرآن ج ا ص ۳۱۲، حاشیہ نمبر ۳۴۷) اس میں اس کی ذاتی اغراض مضمر ہیں۔ وہ چلی گئیوں اور سنہری مصلحتوں سے وہ ڈیڑھ اینٹ کی جدا گانہ خانقاہ بسانے پر مجبور ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

سچا دین محمد والا منیا خلقت ساری
کی ہویا جے اک جلاہیا ہو بیٹھا انکاری

”فحملته فانتبذت به مكانا قصيا فاجآءها المخاض الى جذع النخلة قالت يليتني مت قبل هذا وكنت نسيا منسيا (مریم: ۲۲، ۲۳)“ ﴿پھر پیٹ میں لیا اس کو پھر یکسو ہوئی اس کو لے کر ایک بعید مکان میں پھر لے آیا اس کو درد زہ ایک کھجور کی جڑ میں بولی کسی طرح میں مر چکتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری۔﴾

اب اس موعودہ انعام باری کا وقت قریب آیا۔ یعنی مدت حمل اختتام پذیر ہوئی تو جناب مریم کو تشویش ہوئی اور وضع حمل کے لئے وہ مخصوص حجرہ ناکافی سمجھا گیا اور ویسے بھی مقدس ہیکل میں یہ چیز ادب کے منافی تھی۔ اس لئے ضرورت لاحق ہوئی کہ یکسوئی اختیار کی جائے اور خلوت میں یہ کام پورا ہو۔ چنانچہ شرم و حیا نے تقاضہ کیا اور عفت و عصمت منت گذار ہوئی تو جناب مریم نے جنگل کی راہ لی۔ درختوں کے پتوں نے شادیانے بجائے اور طیور خوش نوا نے ترانوں سے لبیک کہا۔ فضا کا ذرہ ذرہ استقبال کے لئے دوڑا۔ ہوا کے خوش گذار جھونکے پاسبان ہوئے۔ رحمت

الٹی وہ نیند زبانی نے ساتھ دیا تو جناب صدیقہ نے جنگل کے ایک جھونپڑے کو زینت بخشی اور اس طرح سے خدا کی امانت کو صحرا کی اس شہزادی نے محفوظ کیا۔ اب وضع حمل کے آثار شروع ہوئے اور دل کو بے چینی شروع ہوئی۔ طبیعت نے اس مقید قفس سے نکلنے کا تقاضہ کیا درد نے علاج و درمان تلاش کیا۔ وحشت نے جنگل کی راہ بتائی۔ آہ وہ معصوم و عفت مآب دیوی بے مونس و غمگسار انسانی بستی سے دور جنگل میں بھٹکنے لگی۔ فرشتوں نے نظر ترحم سے دیکھا اور کائنات ارضی نے اس کی راہ میں آنکھیں بچھا دیں۔ یونہی چلتے چلتے کھجور کے ایک خشک درخت تک پہنچیں تو درد نے جان پر بن ڈالی۔ اب قدم اٹھانے کی طاقت بھی جاتی رہی اور حواس خمسہ بھی منہ موڑنے لگے۔ جناب صدیقہ پکار اٹھیں اے کاش میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور آج بھولی بسری ہوتی۔ یہ فطرت انسانی کا تقاضہ تھا یہ بشریت کی کمزوری۔ بہرحال یہ الفاظ درد و کرب سے بیساختہ منہ سے نکلے اور اس کے ساتھ ہی خدا کی امانت نے کفر کی تاریکیوں کو چاک کیا۔ دریائے رحمت نے اندملی ہوئی تو فرشتے نے پردے میں ندا دی۔ گویا غیرت سرمدی کو یہ گوارا نہ ہوا کہ اس حالت میں کوئی فرشتہ شکل انسانی میں متشکل ہو کر ہم کلام ہو۔ جیسا کہ قبل واقعہ گذر چکا ہے۔ وہاں آپ کی عفت زندگی کا امتحان مقصود تھا اور یہاں غیرت و ادب کا لحاظ ہوتا۔ غرضیکہ فرشتے نے پیغام الٰہی یوں ادا کیا۔ "فنادھا من تحتہا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا ۰ وھزی الیک بجذع النخلۃ تسقط علیک رطبا جنیا ۰ فکلی واشربی وقری عینا فاماترین من البشر احدا ۰ فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا (مریم: ۲۴تا۲۶) "پس آواز دی اس کو اس کے نیچے سے کہ غمگین مت ہو کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اس سے گریں گی تجھ پر پکی کھجوریں۔ اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ۔ پھر اگر تو دیکھے کوئی آدمی تو کہیو میں نے مانا ہے رحمٰن کا روزہ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے۔"

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ وہ مقام جہاں جناب مریم نے کرب و بے چینی سے کھجور کی جڑ کا سہارا لیا تھا اور جہاں شدت درد میں زندگی کو موت پر ترجیح دی تھی۔ آہ جہاں بے مونس و غمگسار غریب الوطنی و تنہائی و بیکسی کے سوا کوئی ساتھی نہ ہو۔

آنے والا جانے والا بے کسی میں کون تھا
ہاں مگر اک دم غریب آتا رہا جاتا رہا

السوس جہاں سامان ضرورت مفقود اور راحت کوسوں دور تھی اور جہاں سب سے بڑھ

کہ ایک مشہور پاک باز عفیفہ کو دینی حیثیت سے آئندہ بدنامی ورسوائی کا تصور کچوکے لگاتا اور دل مسوس کر رہ جاتا تھا۔ یہ مقام سطح زمین سے کچھ بلند واقع ہوا تھا۔ یا یوں سمجھئے ایک ٹیلا سا تھا جہاں جناب مریم نے زچگی کے مصائب اور بے سروسامانی کے نوائب برداشت کئے تھے۔ اسی ٹیلے کے نیچے سے ندا آئی کہ اے مریم! دامن صبر ورضا کو ہاتھ سے نہ چھوڑ! اس قدر رنج وفکر میں مبتلا نہ ہو۔ خدا کی رحمتوں ونوازشوں کا مشاہدہ کر نیرنگیٔ قدرت کا تماشہ کر کہ جناب ہاجرہ کے نوائب ومصائب کا اختتام آب زم زم سے ہوا تھا اور ایسا ہی چشمہ تمہاری سہولت وآرام کے لئے تمہارے پائیں زمین پر موجیں اور لہریں مار رہا ہے۔ جس کا پانی نہایت شیریں اور سرد ہے اور اس بے برگ وبار کھجور کے تنے کو دیکھ جس کی شادابی مردنی کے لباس میں مدت سے سوکھی تھی اور جس کی جڑ بھی یاس وناامیدی کے وقت تو تھا اسے بھی کس شان بے نیازی سے سبز کیا کہ رطب تر لئے لہرا رہا ہے۔ یقین ہے کہ تیرے قلب حزیں کو ان سے تسکین وتسلی ہوگی اور تجھے رنج اندوہ کرنے اور غم کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ جب کہ تائید ربانی اور فضل رحمانی ہر حال میں تیرے شامل حال ہے اور اے مریم اطمینان وانبساط سے کھا اور پی اور اپنے لخت جگر ونور نظر سے آنکھوں کو سکھ کیجئے ٹھنڈی رکھ۔ اس کے آخر میں پیام ربانی ان الفاظ پر ختم ہوا کہ اے مریم اگر تو اس تنہائی کے موقعہ اور ہو کے عالم میں کسی شخص کو دیکھے تو اس سے کلام نہ کرنا اور اگر وہ ہم کلام ہونے پر مصر ہو تو صرف یہ اشارہ کر دینا کہ میں نے رحمن پاک کے لئے آج کے دن خاموش رہنے کا عہد ٹھان رکھا ہے۔ اس لئے آج کسی کے استفسار کے جواب میں بھی نہ بولوں گی۔ اللہ اللہ جناب زکریا علیہ السلام نے جب گود بھرنے کی مزید تسلی وتشفی کے لئے جناب الٰہی میں نشان طلب کیا تو ارشاد ہوا کہ تو چنگا بھلا تین دن تک کلام نہ کر سکے گا اور جب یہ وقوع میں آئے تو سمجھ کہ مراد بر آئی۔ وہاں تو یہ عالم تھا کہ بولنے پر قادر نہ تھے۔ اس لئے چپ تھے اور یہاں یہ حال ہے کہ قدرت رکھنے پر بھی بولنے کا حکم نہیں۔ یہ خاموشی کا روزہ شریعت محمدیہ میں جائز نہیں۔ مگر دین موسوی میں جائز تھا اور اس پر عام عمل درآمد ہوتا تھا۔ ''فاتت به قومها تحمله قالوا يمريم لقد جئت شيئا فريا۔ يأخت هرون ما كان ابوك امرا سوء وما كانت امك بغيا۔ فاشارت اليه۔ قالوا كيف نكلم من كان في المهد صبيا (مریم:۲۷تا۲۹)'' پھر لائی اس کو (عیسیٰ) اپنے لوگوں کے پاس گود میں وہ اس کو کہنے لگے۔ اے مریم تحقیق لائی تو چیز عجیب! اے بہن ہارون کی نہ تھا۔ باپ تیرا آدمی برائی کا اور نہ تھی ماں تیری بدکار۔ پس اشارت کی طرف اس کے کہا انہوں نے کیونکر کلام کریں۔ ہم اس شخص سے کہ ہے بیچ گود کے لڑکا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جس وقت جناب مریم اس اہم کام کو سرانجام دے چکیں۔ یعنی زچگی کے مراحل طے ہوئے اور بدن میں چستی کے آثار دکھائی دیئے اور چلنے پھرنے کی پاؤں میں سکت معلوم ہوئی تو آپ نے خدا کی امانت کلمتہ اللہ روح اللہ کو ایک مصلّٰی سفید کپڑے میں لپیٹ کر گود میں لیا اور اس پاک نام پر قوم کی طرف چل دیں۔ جب افراد قوم نے دو ایک دن کی غیر حاضری کے بعد جناب صدیقہ کو کمزور ولاغر حالت میں ڈگمگاتے قدموں سے آتے دیکھا تو وہ بے تحاشہ اس کی طرف دوڑے اور جب قریب پہنچے تو دریائے حیرت و استعجاب میں غرق ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ہیکل کی سب سے معظم زن جس کے زہد و اتقاء کی دھوم کا ایک عالم معترف ہے۔ ایک نوزائیدہ بچہ اٹھائے چلی آرہی ہے۔ وہ تعجب و افسوس سے آپس میں ہم کلام ہوئے۔ کسی نے کہا ایسی ایسی اللہ والیوں کا یہ حال ہو تو عوام کا اللہ ہی مالک ہے۔ کسی نے کہا دیکھو تو اس پارسا چھوکری پر کتنی امیدیں تھیں۔ جن کو ڈبو دیا کوئی بولا اسی لئے تو ہیکل کی خدمت عورتوں کے سپرد کرنا غلطی ہے۔ غرضیکہ اپنی اپنی عقل و بساط کے مطابق مختلف قیاف آرائیاں ہو گئیں۔ بہت سے عقیدت کیش خاموش رہے۔ بعض نے نگاہ کا دھوکا سمجھا اور بار بار انگلیوں سے آنکھوں کو ملتے ہوئے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ اسی آزردگی کے عالم میں جناب صدیقہ پاس پہنچ گئیں۔ اکابر قوم نے تلخی سے مزاج پرسی کرتے ہوئے کہا کہ یہ طوفان بدتمیزی کیوں اٹھایا۔ اپنی عصمت و عفت کو چار چاند لگانے والی نیک بی بی ہماری ناک بھی صفائی سے کاٹ گئی۔ مقدس ہیکل کی عظمت کو بٹہ لگا۔ غرضیکہ طرح طرح سے تاپاک حملے کئے گئے اور اس کے بعد واقعہ حال کی تحقیق سے جواب طلبی کی اور سلسلہ کلام کو یوں شروع کیا کہ اے مریم تو نے یہ کیا کیا۔ تیری اس عجیب حرکت کا جس قدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ حالانکہ تو بلند مرتبت خاندان کی چشم و چراغ ہے۔ تیرا بھائی ہارون کیسا صالح تھا۔ تیرا باپ کس قدر متقی و پرہیزگار تھا۔ تیری ماں بھی نہایت شریف اللہ والی نیک بی بی تھی۔ یہ تجھ کو کیا ہوا جو غضب ڈھا دیا۔ بولتی کیوں نہیں۔ جواب کیوں نہیں دیتی کیا بہری ہو گئی یا سوجھائی نہیں دیتا۔ یہ کس قدر ڈھٹائی ہے ہم تم سے پوچھتے ہیں اور تو جواب تک نہیں دیتی۔ بتا اور جلد بتا یہ بچہ کیسا ہے کس کا ہے اور تو نے کنوارپن کے عہد کو کیوں توڑا۔ مقدس ہیکل کے نام پر کیوں بٹہ لگایا۔ اس کے جواب میں تصویر درد جو ساکت و صامت کھڑی تھی حرکت میں آئی اور انگلی سے خدا کی امانت کی طرف اشارہ کیا کہ جو کچھ بھی پوچھنا ہو اس سے پوچھ لو۔ اکابر قوم اور زیادہ برہم ہوئے اور غصے میں لال پیلے ہو کر بولے ہم اس بچے کو کس طرح پوچھ سکتے ہیں۔ جو ابھی تیری گود میں ہے۔ یعنی وہ بچہ جو طرز تکلم سے آشنا نہیں وہ ہم کو بھلا کیا جواب دے سکتا ہے اور تو کیسا یہ

کہہ کر (اشارہ) اور زیادہ استہزاء کرتی اور دکھ دیتی ہوئی ہمارے جذبات کو چیلنج کرتی ہے۔ جناب صدیقہ کے اس اشارے نے قوم کے جذبات میں ہیجان پیدا کر دیا۔ وہ جوش انتقام میں بھڑک اٹھے۔ قریب تھا کہ یہ معاملہ ہنگامی صورت اختیار کر لیتا۔ کیونکہ بظاہر اس کے تمام آثار پیدا ہو چکے تھے۔ ماتھوں پہ شکن، چہرہ پہ غضب، ذہن میں آگ، بدن میں جھنجھلاہٹ، خون میں جوش اور جوش میں انتقام پلا پڑا تھا۔ بھویں تن چکی تھیں۔ منہ سے بڑبڑانے اور غرغرانے کی آوازیں شروع ہی ہوئی تھیں کہ غیرت سرمدی جوش رحمت کے لباس میں نمودار ہوئی۔ زچہ کی عصمت مآبی کے لئے بچہ سے زیادہ اور کون سی بہتر شہادت ہو سکتی تھی اور یہی وجہ ہے جو جناب صدیقہ کو خاموش رہنے کی تلقین کی گئی تھی اور استفسار کے موقعہ پر اشارے ہی پر اکتفا کرنا موزوں سمجھا گیا۔ چنانچہ مشیت الٰہی کلمۃ اللہ کے پیکر میں یوں گویا ہوئی۔

”قال انی عبد اللہ اتنی الکتب و جعلنی نبیا۔ وجعلنی مبارکا این ما کنت واوصنی بالصلوۃ والزکوۃ مادمت حیا۔ وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا۔ والسلم علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا (مریم: ۳۰ تا ۳۳)“ ﴿کہ تحقیق میں بندہ اللہ کا ہوں دی ہے مجھ کو کتاب اور کیا ہے مجھ کو نبی اور کیا ہے مجھ کو برکت والا جہاں ہوں میں اور حکم کیا ہے مجھ کو ساتھ نماز کے اور زکوٰۃ کے جب تک رہوں میں جیتا اور خوش سلوک ساتھ ماں اپنی کے اور نہیں کیا مجھ کو سرکش بدبخت اور سلام ہے اوپر میرے جس دن پیدا ہوا میں اور جس دن مروں گا میں اور جس دن اٹھوں گا میں زندہ ہو کر۔﴾

واللہ کیا شافی و پر حکمت جواب ہے اور وہ بھی اس زبان سے جو طرز تکلم سے محض نا آشنا تصنع سے خالی اور بناوٹ سے کوسوں دور ہے اور اس سے بڑا اعجاز اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ بچہ جو ابھی نیکی و بدی میں تمیز کرنا تو کیا اپنے دکھ درد کا اظہار کرنے یا تکلیف کا باعث کہنے سے قاصر و عاجز ہے واللہ باللہ اس عمر میں صرف کلام کرنا ہی اتنا بڑا معجزہ ہے کہ بڑے سے بڑے شقی کا منہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتا ہے۔

جناب کلمۃ اللہ نے صرف براءت ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مشیت ایزدی نے روح اللہ سے وہ وہ کلمات کہلوائے جن سے رہتی دنیا تک کے معترضین بشرطیکہ ان میں دیانت و انصاف کو تھوڑا سا بھی دخل ہو اور عقل سلیم اور فکر صحیح بالکل کنارہ کش نہ ہو چکی ہو وہ تھوڑے سے تدبر اور معمولی سے تفکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہ رہ سکیں گے کہ ان کی پیدائش بغیر مس بشر محض قدرت کاملہ

سے بطورِ نشان معرضِ ظہور میں آئی۔ سب سے پہلی چیز جو آپ نے بیان کی وہ نصاریٰ کے عقائد کا
بنیادی پتھر ہے۔ یعنی ابن اللہ کی تردید آپ نے کہا یہ حقیقت نفس الامری ہے کہ میں اللہ کا بیٹا نہیں
ہوں۔ بلکہ بندہ ہوں ہاں یہ اس کا انعام ہے کہ اس نے مجھ کو صاحبِ کتاب نبی بنایا ہے۔

اس کے بعد اپنے نظام ہونے کے دلائل پیش کئے۔ سب سے پہلے خدا کی اس عنایت
مہربانی کا تذکرہ کیا جو مخصوص انعام آپ کی ذات سے وابستہ ہے۔ "وجعلني مباركا" یعنی
خدا کی تائید و برکت میرے شاملِ حال ہے۔ جہاں کہیں میں رہوں اس کا فضل و احسان تائید
اعانت ہر حال میں میری ساتھی ہے۔ یعنی وہ میرا آقا و مولا بڑا مہربان و شفیق ہے جو ہر اقدام
معصیت کے وقت بھی مجھ کو نہیں بھولتا۔ بلکہ میری ہر آن میں مدد و نصرت کرتا ہے یعنی کہ میرے
وجود میں بعض ایسے خواص ودیعت فرما دیئے گئے ہیں جو ہر مشکل کے وقت اس کی مہربانی سے خود
بخود میری مدد کرتے ہیں اور اسی قوت و رحمت کے تقاضے میں اس نے مجھے یہ بھی ہدایت کی ہے کہ
بندہ ہونے کا عملی ثبوت دوں۔ چنانچہ اسی لئے اس نے مجھے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے
اور یہ قید میری زندگی سے وابستہ ہے۔ یعنی جب تک میں جیتا رہوں اس پر پورا پورا عامل رہوں اور
اس نے مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ میں اپنی ماں کا پورا پورا تابعدار رہوں اور نیک سلوک کروں اور اس
کا مجھ پر یہ بھی احسان ہے کہ اس نے میرے وجود میں وہ مادہ جو سرکشی و طغیانی کی طرف رجوع
کرتا ہے نہیں رکھا۔ بلکہ اس کے برعکس اس نے مجھ میں اطاعت کیشی و فرمانبرداری کے جوہر بھر
دیئے ہیں اور بدبختی و نامرادی کو مجھ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دور کر دیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ
اس نے میری سلامتی کا وعدہ میری پیدائش سے لے کر میری موت تک اور موت سے لے کر
میرے جی اٹھنے تک کا کیا ہے۔ یعنی اس کا سلام و پیام میرے شاملِ حال ہے۔ یعنی اس کی تائید
و حمایت میرے ہر سانس کے ساتھ وابستہ ہے۔ یعنی میں جیتے جی اس کا ہوں اور مر کر بھی اسی کا
ہوں اور جب دوبارہ اٹھایا جاؤں پھر بھی اسی کا ہوں اور یہ تمام انعام و اکرام و الطاف ایزدی ہر زمانہ
میں۔ میں جہاں کہیں بھی ہوں اور جس حال میں بھی ہوں میرے ساتھ ہیں۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ دراصل یہ ایک الٰہی وعدہ دہانی ہے جو وہ اس بندہ کے ساتھ
اس وقت کیا جا رہا ہے جب کہ وہ ابھی صرف تین دن کے شیر خوار بچے ہیں اور لطف یہ کہ اس کا
اقرار انہی کی زبانی کرایا جا رہا ہے۔ اس میں چند چیزیں ایسی ہیں جن کا بہت کچھ تعلق زمانہ حال
کے ان بزرگ نما مولوی منش پادریوں سے ہے۔ جو حیاتِ مسیح کے قائل اور بندوں کی بشریت کے منکر
ہیں۔ میرا یہ خطاب قادیانی و لاہوری دونوں جماعتوں سے ہے۔ اول انہوں نے علامات مسیح کی تعبیر بدل

اور بیٹا باپ کی قائل ہے۔ ولیکن موٴخر الذکر کا تو کچھ نہ پوچھو۔ یہ بےپیندے کا لوٹا ہے۔ جس کی سیمابی حالت کو قراری نہیں۔ وہ جہاں حیات مسیح کے قائل نہیں وہاں بدوں مس بشر یعنی اس اعجازی پیدائش کو بھی آیات اللہ نہیں مانتی۔ بلکہ یہود نامسعود کے نقش قدم پہ چلتی ہوئی کوئی دو ہاتھ آگے ہی نکل جاتی ہے۔ حالانکہ ان کا مسیح یعنی قادیان کا جھوٹا نبی بھی ان کے اس نظریے سے بیزار ہے۔
پادری محمد علی جب تک قادیان میں مرزا قادیانی کی زندگی میں لنگر کے ٹکڑے توڑتے رہے۔ برابر مشق چلے آئے۔ ان دنوں آپ کے ہاتھ میں مرزائی گزٹ کی باگ ڈور تھی۔ جس میں نت نئے الہام ڈنکے کی چوٹ مارکیٹ اور عام منڈیوں میں لانے کے لئے تشہیر کئے جاتے تھے اور مرزائی عقائد کی نشر و اشاعت کی ٹھیکیداری کرتے ہوئے بیسیوں مضامین اسی شکل میں یعنی بن باپ ولادت پر آپ نے اپنی قلم سے لکھے۔ ۱۹۰۸ عیسوی میں مرزا قادیانی نے انتقال کیا تو یاروں کو امارت کی امیدواری ہوئی۔ مگر دن پورے نہ ہونے کی وجہ سے ناکام رہے۔ اس کے بعد ۱۹۱۴ء تک آپ کا بھی عقیدہ تھا کہ جناب مسیح علیہ السلام آیات اللہ ہیں اور بن باپ کے ہیں۔ مگر جونہی ذبح عاشق کی خانقاہ میں منبری مرغ آنے شروع ہوئے آپ نے بھی جدت اختیار کرتے ہوئے سرے سے مسئلے کا انکار کر دیا۔ میرے خیال میں جس کام کو مرزا آنجہانی ناتمام چھوڑ گئے تھے۔ آپ نے تمام کیا اور ہو سکتا ہے کہ قادیانی فرشتے اب احمدیہ بلڈنگ پر نزول اجلال فرماتے ہوں اور چونکہ آپ مرزا قادیانی کے روحانی بیٹے اور مشیر خاص ہیں۔ اس لئے اسی مناسبت سے وہ جاتے جاتے وحی کی کانا پھوسی کر جاتے ہوں۔ بہرحال یہ تو ایک ضمنی بات تھی جو بیچ میں آ گئی۔

جناب صدیقہ کی بریت احسن طریق پر ہو چکی۔ ان کی اپنی قوم کا یہ کہنا کہ تیرا بھائی ماں اور باپ نہایت نیک متقی پرہیزگار تھے۔ گویا اس بات کا اعتراف تھا کہ تو اور تیرا تمام خاندان نہایت شریف اور خدا کے پسندیدہ بندوں میں سے ہے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ تو تارک الدنیا ہوتے ہوئے بھی ایک ایسے فعل کی مرتکب ہوئی جو ہر لحاظ سے قابل شرم ہے۔ کیونکہ ہیکل کے خدمت گار لذات دنیوی سے کنارہ کش و متنفر رہنے کا عہد کرتے ہوئے دم واپسیں تک اسی عزم پر اڑے رہتے ہیں ان کو ازدواجی زندگی میں منسلک ہونا یا کسی سے رشتۂ الفت پیدا کرنا یا کسی کا ناکح یا منکوحہ بننا سنت موسوی میں قطعاً حرام و قابل شرم ہے۔ دراصل ان کا یہ تعجب حقیقت پر مبنی تھا اور ہر شریف قوم کے افراد واقعہ حالیہ پر یونہی اظہار تعجب کیا کرتے ہیں۔ مگر جب اس کی بریت ایک نہایت معصوم و شیر خوار بچے کی خارق عادت اس گویائی نے ورطۂ حیرت میں غرق عقل و خرد سے مجبور خوض و فکر سے معذور کو تماشہ کر دیا۔ وہ حیران و ششدر نظریں پھاڑ پھاڑ کر دیدی آنکھوں سے دیکھا کئے اور

جناب کلمۃ اللہ کی نبوت کے بشارات اطمینان سے سنتے رہے۔ اب کون سا ایسا معجزہ باقی تھا جو زبان طعن دراز کرتا اور کسی کو جرأت تھی کہ وہ جناب صدیقہ سے کچھ مزید پوچھنے کی ہمت کرتا۔ قرآن کریم کی یہاں تک واقعہ بیانی کرنے کے بعد خاموشی اختیار کرنے کے یہ معنی سمجھے جاتے ہیں کہ تمام معترضین اطمینان قلب لے کر اٹھے اور روح اللہ کی پیدائش کو کرشمہ قدرت یا اعجاز الٰہی سمجھے۔ یہاں تک واقعہ بیان کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

"ذالك عيسى ابن مريم قول الحق الذى فيه يمترون ماكان الله (مریم: ۳۴،۳۵)" یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا۔ سچی بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں۔ اللہ ایسا نہیں کر رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب ٹھہرا لیتا ہے کسی کام کو تو یہی کہتا ہے اس کو کہ ہو وہ ہو جاتا ہے اور کہا بے شک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اس کی بندگی کرو۔ یہ ہے راہ سیدھی پھر جدی جدی راہ اختیار کی۔ فرقوں نے ان میں سے سو خرابی ہے۔ منکروں کو جس وقت دیکھیں گے ایک دن بڑا۔ کیا خوب سنتے اور دیکھتے ہوں گے جس دن آئیں گے ہمارے پاس لیکن بے انصاف آج کے دن بہک رہے ہیں اور ڈر سنا دے ان کو اس پچھتاوے کے دن کا جب فیصل ہو چکے کا کام اور وہ بھول رہے ہیں اور وہ یقین نہیں لاتے۔ ہم وارث ہوں گے زمین کے اور جو کوئی ہے اس پر اور وہ ہماری طرف پھر آئیں گے۔"

ارشاد ہوتا ہے اے محمد ﷺ یہ ہے وہ قطعی یقینی سچا واقعہ جس میں خواہ مخواہ لوگ فضول جھگڑتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کس چیز کو سچی بات قرار دیا اور کس معاملے میں لوگ جھگڑتے تھے۔ تاریخ عالم کی اوراق گردانی کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کا جھگڑا دو باتوں میں ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ ایک حیات و ممات مسیح کا اور دوسرا ابن اللہ کا۔ چنانچہ فرقان حمید نے جہاں دیگر مسائل و عصمت انبیاء پر روشنی ڈالی ہے وہاں ان دو مسئلوں کا بھی شافی جواب دیا ہے۔ اول الذکر کے لئے تو یہ کتاب لکھی جا رہی ہے اس لئے انشاء اللہ اسی چیز پر سیر حاصل بحث و تمحیص کی جائے گی۔ سر دست اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ یہود کا خیال تھا کہ مسیح کو مصلوب و قتل کر دیا گیا اور وہ لعنتی موت مرا۔ نصاریٰ نے اسی مسئلے کو کفارہ کے نام سے مان کرتے ہوئے اپنی نجات کا باعث سمجھ لیا۔ گویا دونوں نے مصلوب و قتل کا اقرار کیا۔ فرقان حمید نے قرآن ناطق کی زبان فیض ترجمان سے اس کی پر زور تردید کرائی اور قتل و مصلوب ہونے کی نفی کی۔ دوسرا مسئلہ ابن اللہ کا تھا۔ جس کا دندان شکن جواب دیتے ہوئے طرح طرح سے مثالیں دے کر سمجھایا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ "ان مثل عيسى عند الله كمثل ادم خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون

(آل عمران ۵۹) ''﴿ عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہے جیسے آدم کی۔ پیدا کیا اس کو مٹی سے
پھر کہا اس کو ہو جا پس وہ ہو گیا۔﴾

یعنی جناب روح اللہ کی اعجازی پیدائش میں شیطانی وساوس میں آنے والو تمہارے ذہن کے ناپاک قطرہ ووتی کی بات پر ٹھہرے ہوئے دماغ اور محدود عقل سٹپٹا اٹھی کہ بلا باپ کے بچے کیسے پیدا ہوا۔ ہماری قدرت وطاقت کا احاطہ کرنے والو عقل کے ناخن لو اپنی بے بسی و ناتوانی کو سوچو اور سینے پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ آدم کو کون سی ماں نے جنا اور کون سے باپ نے رجولیت کا اظہار کیا۔ وہ تو ماں اور باپ دونوں ہی نہ رکھتے تھے۔ جب ہم اس بات پر قادر ہیں کہ بلا ماں اور بغیر باپ تمہاری جد امجد کو عالم عدم سے عالم وجود میں لے آئے تو کیا اب ہماری طاقت کمزور ہو گئی ہے یا تمہارے خیال میں ہم پر بڑھاپا غالب آگیا ہے یا ہمارے اختیارات سلب ہو چکے ہیں یا کون سی چیز کی کمی ہے جو ہم پر طاری ہو گئی ہے جو ہم اب ایسا کرنے سے قاصر ہو چکے۔ عقل کے اندھو! بدقسمت کے پتلو! ہم تمہاری طرح معذور و مجبور نہیں بلکہ ہم ''واللہ علی کل شیء قدیر (آل عمران:۱۸۹)'' ہیں یعنی ہم ہر ایک چیز پر قادر و مالک ہیں۔ ''یخلق ما یشاء'' ہیں جو چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں۔ ''یفعل مایشاء'' ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ ''لا یسئل عما یفعل وهم یسئلون'' ہیں ہماری کارکردگی پر کوئی ہم سے پوچھنے والا نہیں۔ یہ ہمارے مستعار بخشے ہوئے مال پر چند دن کے لئے اترانے والو ہماری ذات پاک تو وہ ہے ''ان یشاء یذهبکم ویات بخلق جدید وما ذالک علی اللہ بعزیز (فاطر:۱۶،۱۷)'' اگر ہم چاہیں تو آن واحد میں یہ تمہارے مال اور اولاد یہ اونچے محل یہ باغ و چشمے یہ خزانے اور آرام دہ چیزیں اور اس کے علاوہ تمام وہ چیزیں جو روئے زمین کی زینت ہیں اور تمہاری جانیں بھسم کر دیں اور طرفۃ العین میں ایسی ہی ایک اور مخلوق مع سامان آرائش و زیبائش پیدا کرنے اور بسانے پر کلی طور پر مختار ہیں اور تم سمجھتے ہو کہ یہ بڑا مشکل و اہم کام ہوگا۔ نہیں یہ تو بہت ہی آسان ہے۔ کیونکہ ہم تمہاری طرح تنگ وسائل اور بوسیدہ قوانین کے محتاج نہیں۔ ہم تو جب ارادہ کرتے ہیں کسی امر کا تو اتنا ہی کافی ہے جو کہہ دیتے ہیں ہو جا۔ بس وہ فوراً ہو جاتا ہے۔ ''اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون (یٰسین:۸۲)'' اور جب کہ ہم ہر طرح سے مالک و مختار ہیں تو تم پوچھنے والے کون کہ بدون کسی بشر مسیح کیونکر پیدا ہو گئے۔ یہ تو ہماری قدرت کاملہ و حکمت بالغہ کا ادنیٰ نمونہ ہے۔ عزیر علیہ السلام کے واقعہ پر غور کرو۔ جب وہ ایک کھنڈر جیسی بدنصیب اجڑی بستی پر سے گذر رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ مکان اپنی چھتوں پر گرے پڑے ہیں اور مکین موت کی گہری نیند میں ہمیشہ کی نیند

ہو رہے ہیں۔ کم بختی وہ مرادوں کی چھاتی پیٹ پیٹ کر ان کا ماتم کر رہی ہے اور "لمن الملک الیوم (مومن:۱۶)" کا سوال بند ہو رہا ہے۔ ان حالات سے وہ ایسے متاثر ہوئے کہ شریعت کے تقاضے میں ہم سے سوال کیا سوالا اس اجڑی بستی اور اس کے مکینوں کو کس طرح زندہ کرے گا۔ ہم نے ان کے اطمینان قلب اور کرشمہ قدرت دکھانے کے لئے ان کو موت کی گہری نیند سلا دیا وہ برابر سو سال سویا کئے۔ اس کے بعد ہم نے ان کو دوبارہ زندگی بخشی اور ان سے پوچھا عزیر بھلا بتاؤ تو کتنے مدت آرام کیا بولے ایک دن یا کچھ کم۔ ارشاد ہوا اپنا کھانا اور پینا ملاحظہ کرو اور جب کیا کھانا گرم تھا اور پانی میں بوسیدگی کا شائبہ تک نہ تھا۔ پھر حکم ہوا اپنے گدھے کو تو دیکھو تعمیل ارشاد کی تو دیکھا کہ بوسیدہ و کرم خوردہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے۔ حیرانگی ہوئی کہ کھانا گرم اور پانی صحیح ہے مگر یہ گدھے پر کیا آفت پڑی جو اس کا گوشت پوست تو کیا ہڈیاں بھی مٹی ہو رہی ہیں۔ ارشاد ہوا عزیر تعجب نہ کرو اور اطمینان قلب کے لئے قدرت کی کرشمہ سازیاں مشاہدہ کرو وہ دیکھو ہڈیاں گوشت و پوست سے کس عجلت کے ساتھ ملفوف ہو رہی ہیں۔ پھر کیا تھا چند ساعتوں میں وہ جیتا جاگتا پورا چالاک گدھا تھا۔ جناب عزیر سجدہ شکر میں گرے اور عرض کی "قال اعلم ان اللہ علی کل شئی قدیر" ایسا ہے اور سینکڑوں واقعات فرقان حمید میں شرح و بسط سے مذکور ہیں۔ "تکاد السموٰت یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمٰن ولدا (مریم:۹۰،۹۱)" چنانچہ سختی سے ابن اللہ ہونے کی تردید کی اور فرمایا ہماری غیرت کو جوش غضب میں لانے کے لئے اس سے زیادہ اور کوئی کلمہ نہیں۔

اس کلمۂ کفر کے اعادہ سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں یہ تمام وقوع عمل میں آ سکتے ہیں۔ مگر رحمان پاک کے لئے اولاد کا نسبت کرنا غیر ممکن نہیں۔ بلکہ محال ہے اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے جب کہ اس کی کوئی مثال ہی نہیں کوئی نظیر ہی نہیں۔ "ولا مثال لہ ولا نظیر لہ" اور جب کہ اس کی مثال دی ہی نہیں جا سکتی۔ لیس کمثلہ شئی!

اسی نے زبان فیض ترجمان سے ہزاروں دفعہ اس کی تردید کرائی۔ مثلاً "قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد (سورۃ اخلاص)"

اور یہی وجہ ہے کہ سرکار مدینہ نے اپنی ساری زندگی میں کوئی ایسا خطبہ یا وعظ نہیں کہا۔ جس میں توحید باری کو ایک اہم امتیازی رتبہ نہ دیا ہو۔ اللہ اللہ توحید کے اس شیدائی نے عقوں "من قال لا الٰہ الا اللہ فقد دخل الجنۃ" کی صدائیں لگائیں۔ یعنی اے لوگو! جس کسی نے بھی خدائے واحد کی توحید کا اقرار کیا اور عامل رہا گویا اس نے اپنا ٹھکانا جنت میں بنا لیا۔ یہی نہیں بلکہ

آپ نے اہل کتاب کو متعدد دعوتیں دیں اور کہا" قل یا اھل الکتب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم (آل عمران:۶۴)"

کہہ دے تو یا رسول اللہ آؤ طرف بات کے جو برابر یعنی مشترک ہے ہمارے اور تمہارے بیچ یہ کہ نہ شریک کریں عبادت میں کوئی معبود سوائے اللہ کے غرضیکہ سارا قرآن مجید توحید ربانی سے بھرا پڑا ہے اور یہی ایک امتیازی چیز ہے جو تمام ادیان پر اسلام کو فوقیت دیتی ہے۔ گو انواع معصیت کے نوع اور گناہوں کی کئی تصویریں ہیں اور ان کی سزائیں گناہ کے نوعیت پر کم و بیش مختلف ہیں۔ لیکن قابل عفو ہیں وہ معاف کی جا سکتی ہیں وہ رحمت کردگار اپنی بے پایاں رحمت کے تصدق میں ان میں بہتوں کو معاف کر دے گی اور ان افعال قبیحہ کے مرتکب دامان سرکار مدینہ سے بالکل منقطع نہ ہو سکیں گے۔ بلکہ جناب رحمت للعالمین شفاعت کے موقعہ پر ان کی سفارش فرمائیں گے۔ مگر آہ وہ بدبخت و بدنصیب جو شرک کے چنگل میں پھنسے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں رائی کے دانہ کے برابر بھی کسی کو اس کا شریک بنایا مثلاً ذات باری کی مختص صفات میں سے کسی کو ساجھی بنایا وہ دیوی ہو یا دیوتا ولی ہو یا پیر ہو جن ہو یا فرشتہ کوئی نہیں جو کسی کو مار یا جلا سکے۔ کس کو طاقت ہے کہ کسی کو بیٹا یا بیٹی دے۔ کون سا ایسا ذی روح ہے جو مینہ برسائے اور پھل پھول زمین سے پیدا کرے۔ کوئی نہیں جو کل کی خبر دے نیز ماں کے پیٹ میں بچی یا بچہ کو پہچانے۔ کون جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ کس کو معلوم ہے کہ کب اور کہاں مرے گا۔ کون سا ایسا گیانی ہے جو مکھی یا مچھر کا پر پیدا کرے کوئی نہیں جو مکھی کا اٹھایا ہوا کھانا اس سے چھین کر واپس لے سکے۔ یہ سب طاقتیں اور قدرتیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں۔ جس کے لئے تمام عبادتیں اور ریاضتیں اور تمام اچھے اور پاکیزہ نام بلند کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ شرک ایسا مرض اور لاعلاج بیماری ہے جس کا بیمار کبھی اچھا نہیں ہوتا۔ یہ وہ نہایت ناپاک مرض ہے جو ایمان کو ہڑپ کر جاتی ہے اور دوزخ کا مستحق بنا دیتی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

"ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء (نساء:۴۸)" ﴿تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا شرک کو اور بخش دے گا اس کے سوا اور جس کو چاہے گا۔﴾

اس لئے جناب مسیح کو خدا کہنا یا خدا کا بیٹا قرار دینا صریح کفر اور گناہ عظیم ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس سے اجتناب کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے جناب مسیح کی زبانی کھلے لفظوں میں اس کا اعتراف کراتے ہوئے اعلان کرایا کہ میرا اور تمہارا ایک ہی خدا ہے وہ واحد ہے جو تمام عالم کی

ربوبیت فرماتا ہے۔ اس لئے ہم سب کو اسی کی بندگی سزاوار ہے اور یہی سیدھا راستہ ہے جو جنت کو
جاتا ہے اور خدا کی خوشنودی کو حاصل کرتا ہے۔ مگر افسوس باوجودیکہ پے در پے پیامبر بنی اسرائیل
کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے اور ہزاروں معجزات مشاہدے میں آئے مگر ہمارے نبی کے
فرزند شپرہ چشم ہی رہے۔ پھر ہدایت اور کوکب رسالت پوری آب و تاب سے جلوہ فگن ہوئے۔ مگر
کور باطنی نے صداقت و دیانت سے کوسوں دوری رکھی۔ نصرانی نے اس اعجازی آیات اللہ کو ابن
اللہ قرار دیا اور توحید ربانی تعالی کو تین حصص میں برابر کا تقسیم کر دیا۔ یعنی باپ، بیٹا اور روح
القدس۔ یہود نامسعود نے جناب صدیقہ کی شان میں نہایت اوباشانہ و سخت کلمات استعمال کئے اور
جناب مسیح کو نعوذ باللہ خاکم بدہن ہزار بار توبہ اللہ معاف کرے ولد الحرام ٹھہراتے ہوئے خدائے
جبار کے غضب کو چیلنج کیا۔ اس طرح سے مختلف خیالات میں سچے اور صحیح راستے سے بھٹک گئے اور
باوجودیکہ دیدہ و اکئے حواس خمسہ کے صحیح ہوتے ہوئے وہ اس اعجازی عظیم کو مشاہدہ کر چکے تھے۔
لیکن دل کی آنکھیں اندھی کی اندھی رہ گئیں۔ ارشاد ہوتا ہے اے محمد ﷺ یہ لوگ جو ہمارے
معجزات کا انکار کر رہے ہیں ان کے لئے روز جزا میں نہ صرف خرابی ہے۔ کاش کہ وہ اس بڑے دن کا
خیال کرتے کہ جب حرارت آفتاب جان پر بنا ڈالے گی۔ جہاں مال کام آئے گا نہ اولاد۔ جہاں
باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے متنفر ہوگا اور ماں بچے کو دودھ پلانا بھول جائے گی۔ جہاں کوئی
ساتھی ہوگا نہ رفیق، نہ عاشق نہ معشوق۔ ہر متنفس کی جان منہ کو آئی ہوگی۔ مگر تمنا پھر بھی نہ نکل سکے
گی۔ جہاں سوائے عرش کے کوئی سایہ نہ ہوگا۔ جہاں تمام لوگ ہادی اور پیامبر نفسی نفسی
پکار رہے ہوں گے۔ ہاں ایک اور صرف ایک ایسی ذات ہوگی جو یارب امتی کا اعادہ کرے
گی۔ لوگ اپنی جان کی فکر کریں گے اور وہ غم امت کا مداوا تلاش کرے گی۔ خدائے جبار تخت
عدالت پر جلوہ افروز ہوگا اور میزان اعمال لوگوں کے حساب کرے گی۔ آہ وہ ایسا سخت دن ہوگا
جس میں جوانی بڑھاپے میں اور سیاہی سفیدی میں بدل جائے گی اور اے میرے حبیب اس دن یہ
لوگ جنہوں نے انبیاء کی تکذیب اور آیات کی تحقیر کی ہوگی اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے اور کہتے پھر
پچھتاویں گے۔ مگر اس سے کچھ نفع حاصل نہ ہوگا۔ ہاں وہ لوگ اس سے بری ہیں جو قلب سلیم لے کر
آئیں گے۔ اس دن یہ مغضوب لوگ خوب دیکھتے اور سنتے ہوں گے۔ یعنی ان کی آنکھیں اور کان
قوت سامعہ اور باصرہ سے اپنے سابقہ واقعات کو دل کی آنکھوں اور دل کے کانوں سے سن اور دیکھ
رہے ہوں گے اور اے محمد اتمام حجت کیلئے ذرا ان لوگوں کو اس نہ کفایت کرنے والے مشکل و کٹھن
دن سے جس دن ان کی بداعمالیوں کی پوری پوری سزا دی جائے گی اور جس دن گنہگار اپنی ہتھیلیاں

مسلسل رہے ہوں گے یہ دن ہمارے فیصلے کا دن ہوگا اور ہماری ہی بادشاہت ہوگی۔
گھڑیاں دنوں میں اور دن مہینوں اور سالوں میں کٹتے گئے۔

جیسے جیسے جناب مسیح علیہ السلام بڑھتے اور جوان ہوتے گئے۔ ویسے ویسے یہود کا بغض وعناد بھی بڑھتا گیا۔ اب وہ دن قریب آئے جو بغض وکاوش۔ کے نتیجہ میں آتے ہیں۔ یعنی وہ دبی ہوئی چنگاری جو اندر ہی اندر سلگتی رہتی ہے۔ شعلۂ آتش میں بھڑک اٹھی اور اس میں عوام کے ساتھ ساتھ شاہی اراکین بھی کود پڑے۔ جن ہر آپ کی ولادت سے وہ پہلے ہی دشمن تھے۔ آپ کی پندونصائح سے جلتی پہ تیل کا کام کیا اور وہ بری طرح سے جوش انتقام میں بھڑک اٹھے پھر کیا تھا جا بجا منظم سازشیں شروع ہو گئیں اور طرح طرح سے کلمۃ اللہ کو ستانے کے سامان ہونے لگے۔ انہوں نے بہت ہی تجاویز سوچیں اور بہت سے حربے تلاش کیے۔ مگر کسی ایک تدبیر پر اتفاق نہ ہوا۔ ان میں سے بعض یہ تھیں کہ کسانی میں قتل کر دیا جائے کوئی کہتا تھا دین موسوی کے دشمن کو یوں بزدلی سے سزا دینا بڑے درجے کی حماقت ہے۔ کوئی کہتا تھا انصاف تو یہ ہے کہ جس طرح یہ اپنے آپ کو یہودیوں کا بادشاہ کہتا ہے اس پر سرکنڈوں کا تاج رکھا جائے اور طرح طرح سے استہزاء کرتے اور ستاتے ہوئے بھوکا اور پیاسا مارا جائے۔ بعض کہتے کہ وہ کوئی بڑا جادوگر ہے مٹی کے پرند بنا کر اڑا دیتا ہے۔ کوڑھیوں اور اندھوں کو جادو کے زور سے اچھا کرتا ہے۔ ایک بہت بوڑھا بولا کہ میں ابھی اس کے پاس سے گزر کر آیا ہوں وہ مجھ کو کہتا تھا کہ تم آدھا دودھ پی کر آئے ہو اور بقیہ ڈھانپ کر شام کے لئے رکھ کر آئے ہو۔ میں حیران ہوا کہ میرے گھر میں سوائے میرے اور کوئی نہ تھا۔ پھر اسے کیسے پتہ لگ گیا۔ واقعی میں وہ کوئی بڑا ہی جادوگر ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے خیالات کا اظہار ہوا اور بالآخر یہ تجویز متفقہ طور پر پاس ہوئی کہ شاہی عدالت میں توہین مذہب کا مقدمہ چلایا جائے اور اس طریق سے اسقف اعظم کی سفارش سے اس کو مصلوب کر دیا جائے۔ یہ تجویز پاس ہوئی تو اس کے متعلق جعل سازیاں اور مکاریاں جلد عمل میں لانے کی تیاریاں ہونے لگیں۔

"انی قد جئتکم بایۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابری الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لایۃ لکم ان کنتم مؤمنین۔ ومصدقا لما بین یدی من التورۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم وجئتکم بایۃ من ربکم فاتقوا اللہ واطیعون ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھذا

صراط مستقیم (آل عمران ۴۹تا۵۱) "تو بے شک میں آیا ہوں تمہارے پاس نشانیاں لے کر تمہارے رب کی طرف سے۔ میں بنا دیتا ہوں تم کو مٹی سے پرندہ کی شکل۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اڑتا ہوا جانور اللہ کے حکم سے اور اچھا کرتا ہوں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے اور بتا دیتا ہوں تم کو جو کھا کر آؤ اور جو رکھ آؤ اپنے گھر میں۔ اس میں پوری نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔"

اس آیت کریمہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جب جناب کلمۃ اللہ روح القدس نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو وہ قوم جو سرکشی و طغیانی میں بے باک و نڈر ہو چکی تھی اور جن کے دست ظلم سے بیشتر نبی ناحق ستائے اور مٹائے گئے تھے اور جو نبوت و رسالت کو مٹانے کی عادی ہو چکی تھی۔ جیسا کہ قرآن حکیم شاہد ہے۔ "ویقتلون النبیین بغیر حق" بڑے زور وشور سے تکذیب و استہزاء کے لئے اٹھی اور جب آپ نے اپنی نبوت کا یقین دلایا تو وہ اور زیادہ برافروختہ ہو کر بولنے لگے کہ آئے دن نبوت کے علمبردار ہی چلے آتے ہیں۔ ٹھکانے لگاتے لگاتے ہم تو تنگ آ گئے۔ مگر یہ سلسلہ ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔ لو صاحب یہ ایک اور آدم کے بھومیاں نبی صاحب تمہارے سچے ہونے کے کیا دلائل ہیں۔ یہی نا کہ تم کہو گے کہ مجھے وحی آتی ہے۔ میں ملہم ہوں یا زیادہ سے زیادہ چند ایک بے تکی پیشین گوئیاں جڑ دو گے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی عقلی دلائل ہوں تو بیان کرو۔ مگر سوچ سمجھ کر کہنا یہ جہالت و تاریکی کا زمانہ نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم اچھے اچھے اطباء وحکماء موجود ہیں۔ پرسوں تم نے دیکھا ہوگا کہ وہ کوڑھی کس قدر درد و مصیبت میں مبتلا تھی۔ بس ہمارے ایک ہی قرص سے اچھی ہو گئی۔ وہ صحرا نوردوں نے جنگل کا کونہ کونہ چھان کر اس جڑی بوٹی کو حاصل کر ہی لیا۔ جو جنگل کا سونا بنانے میں نایاب ہے۔ مسیح علیہ السلام نے اس کے جواب میں تبسم فرماتے ہوئے کہا: اے اہل دانش! میں نے حکمت و کیمیا گری کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہاں اس سے انکار نہیں۔ میں وہ طبیب بھی ہوں جو تمہاری ان بیماریوں کا جو اندر ہی اندر تمہاری جان کا روگ ہو رہی ہیں اور جن سے تم کو قطعاً علم نہیں ہے کا علاج کروں اور وہ روحانی بیماریاں مثلاً شرک فی التوحید۔ ۱؎ تم نے عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہہ کر اپنے خسران و خذلان کا سامان مہیا کر لیا۔ تمہارے راہبوں نے تورات پاک میں تحریف ۲؎ کرتے ہوئے مفید مطلب کو بڑھا اور غیر مفید کو گھٹا دیا۔ شریعت موسوی کو مدت ہوئی تم چھوڑ چکے۔ ہاں خالی ایک نام کی یادگاری ہے۔ جس پر اس قدر رنگ ودو

۱؎ "وقالت الیہود عزیر ابن اللہ (توبہ:۳۰)"

۲؎ "یحرفون الکلم عن مواضعہ (المائدہ:۱۳)"

ہو رہی ہے ورنہ تمہاری بدبختی کا بھی کوئی ٹھکانہ ہے جو انبیاء کی قاتل اور اتقیا کی دشمن ہے۔ ذرا اس اللہ سے جس کے ساتھ شریک ملاتے ہو۔ وہ واحد لاشریک ایسی پاک ذات ہے جو بیوی اور بیٹوں سے پاک جو رشتوں اور ناطوں سے مبرا ہے۔ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی۔

پھر کس قدر غضب ہے کہ تم ملائکۃ اللہ کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے ہو اور اپنے لئے بیٹے پسند کرتے ہو اور پھر اس پر سے اور حماقت پر اتراتے ہوئے صادقوں کو کاذب قرار دیتے ہو۔ مجھ سے میرے نبی ہونے کے برہان مانگتے ہو تو سنو بخدا میں اس خدائے رحمان کی طرف سے مبعوث کیا گیا ہوں۔ جس نے موسیٰ و ہارون، اسحاق، ابراہیم کو بھیجا تھا اور نشانات کے متعلق اس قدر کہہ دینا کافی ہے کہ خلاق جہاں نے مجھ کو یہ طاقت بخشی ہے کہ جب اور جس وقت چاہوں مٹی سے پرندوں کی شکل بنا کر اس میں پھونک دوں تو وہ بحکم ایزدی پرواز کرنے لگیں اور یہی نہیں تم اطباء کے گیت گاتے ہو لاؤ تو کوئی مادرزاد کوڑھی یا اندھا اور کہو تو ان تمام کو کر دو وہ اچھا کریں اس کو کریدو دیکھو اور، اسی طرح سے سن لو یہ شرف بھی مجھ کو ہی ودیعت کیا گیا ہے۔ میں خدا کے فضل و حکم سے اچھا کرنے پر قادر ہوں اور اسی پر بس نہیں مولا کریم کی مجھ پر اس قدر مہربانی و محبت ہے کہ میں مردوں کو اس کے حکم سے زندہ کر سکتا ہوں اور اس کا یہ بھی احسان ہے کہ میں تمہارے اطمینان قلب کے لئے یہاں تک بتا سکتا ہوں کہ تم کیا کھا کر آ رہے ہو اور باقی اپنے گھروں میں کیا چھوڑ آئے ہو۔ اب ہر ذی ہوش و صاحب عقل ان معجزات کو میرے من جانب خدا ہونے میں اور میری ولادت آیات اللہ میں کس قسم کا شک لائے گا۔

عزرا یہ کلمات نہایت غور و فکر سے سنتے اور خاموش رہا۔

جناب مسیح علیہ السلام کی عمر کی یہ تینتیسویں منزل قریب الاختتام تھی۔ ان دنوں آپ تبلیغ رسالت اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ان تھک دوڑ دھوپ میں مصروف تھے۔ آپ ان دنوں ہیکل میں اکثر پند و نصائح کے گوہر بہاتے اور فقیہوں کی خلوت و جلوت کے اشغال کا اظہار کرتے۔ ان کے تصنع کے لباس اور بناوٹ کی باتیں ان کی خلوت کی سیہ کاریاں اور جلوت کی پاکبازیاں ہاتھی کے دانت تھیں۔ جو کھانے کے اور دکھانے کے اور کے مصداق تھیں۔ چنانچہ موجودہ انجیل ہمارے اس بیان کی موید ہے۔ (متی باب ۲۳۔ آیت ۱ تا ۱۲)

"اس وقت یسوع نے بھیڑ سے اور اپنے شاگردوں سے یہ باتیں کہیں کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تم کو بتائیں وہ سب کرو اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرو۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں۔ وہ ایسے بھاری بوجھ جن کا اٹھانا مشکل ہے۔ باندھ کر

لوگوں کے کندھوں پر رکھتے ہیں۔ مگر آپ انہیں اپنی انگلی سے بھی ہلانا نہیں چاہتے۔ وہ اپنے سب کام لوگوں کے دکھانے کو کرتے ہیں۔ کیونکہ اپنے آپ کو بڑے بناتے اور اپنی پوشاک کے کنارے چوڑے رکھتے ہیں اور ضیافتوں میں صدر نشینی اور عبادت خانوں میں اعلیٰ درجے کی کرسیاں اور بازاروں میں سلام اور آدمیوں سے ربی کہلانا پسند کرتے ہیں۔ مگر تم ربی نہ کہلاؤ۔ تمہارا استاد ایک ہی ہے اور تم سب بھائی ہو اور زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو۔ کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے اور نہ تم ہادی کہلاؤ۔ کیونکہ تمہارا ہادی ایک ہی ہے۔ یعنی مسیح لیکن جو تم میں بڑا ہے وہ تمہارا خادم بنے اور جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائے گا وہ چھوٹا کیا جائے گا اور جو اپنے آپ کو چھوٹا بنائے گا وہ بڑا کیا جائے گا۔''

عقیدت وارادت کا ہر زمانے میں دور دورہ رہا ہے اور چلا آتا ہے۔ نیازکیش وعقیدت مند اپنے بزرگ ومحبوب کے حق میں کوئی کلمہ گستاخی سننا گوارہ نہیں کرتے۔ دیکھا گیا ہے کہ جان لینا اور جان دینا محض ایک کھیل یا تماشا سمجھا جاتا ہے۔ عقیدت دیوانوں میں ہی نہیں فرزانوں میں بھی ہے۔ جہاں جاہل اس کے شکار ہوتے ہیں وہاں عالم بھی اس سے نہیں بچے۔ چنانچہ وہ لوگ جو فقیہوں اور فریسیوں کے دلدادہ وگرویدہ تھے۔ جناب مسیح کے متواتر خطبات سے تنگ آ گئے اور جوش عقیدت نے انہیں اندھا بنا دیا۔ انہیں جھوٹ اور سچ میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا وہ بےتابانہ کلمۃ اللہ کے تعاقب میں دوڑے جناب روح اللہ اس وقت یروشلم کے دھوبیوں کو خطاب کر رہے تھے۔ چنانچہ یہ ماب بھی آ پہنچا جیسا کہ انجیل شاہد ہے۔ (لوقا باب ۱۲ آیت ۱ تا ۱۲)

''اتنے میں جب ہزاروں آدمیوں کی بھیڑ لگ گئی۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا تو اس نے سب سے پہلے اپنے شاگردوں سے یہ کہنا شروع کیا کہ اس خمیر سے ہوشیار رہنا جو فریسیوں کی ریاکاری ہے۔ کیونکہ کوئی چیز ڈھکی نہیں جو کھولی نہ جائے گی اور نہ کوئی چیز چھپی ہے جو جانی نہ جائے گی۔ اس لئے جو کچھ تم نے اندھیرے میں کہا ہے وہ اجالے میں سنا جائے گا اور جو کچھ تم نے کوٹھریوں کے اندر کان میں کہا ہے کوٹھوں پر اس کی منادی کی جائے گی۔ مگر دوستوں سے میں کہتا ہوں کہ ان سے نہ ڈرو جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور بعد اس کے کچھ اور نہیں کر سکتے۔ لیکن میں تمہیں جتاتا ہوں کہ کس سے ڈرنا چاہئے۔ اس سے ڈرو جس کو اختیار ہے کہ قتل کرنے کے بعد جہنم میں ڈالے ہاں میں تم سے کہتا ہوں کہ اس سے ڈرو۔ کیا دو پیسے کی پانچ چڑیاں نہیں بکتیں۔ تاہم خدا کے حضور میں ایک کی بھی بھول نہیں پڑتی۔ بلکہ تمہارے سر کے سب بال گنے ہوئے ہیں۔ ڈرو نہیں تمہاری قدر تو بہت سی چڑیوں سے زیادہ ہے اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی آدمیوں کے

سامنے میرا اقرار کرے ابن آدم بھی خدا کے فرشتوں کے سامنے اس کا اقرار کرے گا اور جو آدمیوں کے سامنے میرا انکار کرے خدا کے فرشتوں کے سامنے اس کا انکار کیا جائے گا اور جو کوئی ابن آدم کے خلاف کوئی بات کہے اس کو معاف کیا جائے گا اور جب وہ تم کو عبادت خانوں میں اور حاکموں اور اختیار والوں کے پاس لے جائیں تو فکر نہ کرنا کہ ہم کس طرح اور کیا جواب دیں یا کیا کہیں۔ کیونکہ روح القدس اسی گھڑی تمہیں سکھا دے گا کہ کیا کہنا چاہئے۔"

ان پاکیزہ کلمات نے وہی کام کیا جو ریت پر پانی کرتا ہے۔ حالانکہ اس میں سراسر بھلائی ہی بھلائی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ موسیٰ جیسے اولوالعزم اور صاحب کتاب و شریعت نبی کے بعد کیا ضرورت ہے کہ کوئی نبی آئے اور یہ چھوٹے چھوٹے نبی جو شریعت موسوی کی پیروی کی تلقین اور بعض احکام کا نسخ کرتے ہیں جھوٹے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کا قتل جائز و کار ثواب ہے۔ ان کا یہ بھی خیال تھا عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ماننا خدا کی عین خوشنودی کو حاصل کرنا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ تورات مقدس میں نسخ و ترمیم کا حق سوائے فقیہوں اور فریسیوں کے اور کسی کو نہیں۔ ان کے خیال میں سب سے بڑا گناہ راہبوں اور اسقفوں کی زندگی پر حرف گیری کرنا تھا۔ وہ اور تمام باتیں تو برداشت کر سکتے تھے۔ مگر نہ سن سکتے تھے۔ تو فقیہوں کی بجو، وہ جانتے تھے کہ سبت کے دن تورات مقدس میں مجلس مشاورت کے ایما سے بعض قوانین کا تو ڑ موڑ ہوتا ہے اور چند آیات میں تحریف کی جاتی ہے۔ مگر اس چیز کو وہ خدمت خلق سے تعبیر کرتے تھے۔ ان کے خیال میں امراء کو سخت سزا دینا شریعت موسوی کی توہین کرنا تھا۔ کیونکہ وہ ضروریات دین کے وقت اپنے مالوں سے مدد کرتے ہیں اور غرباء غربت کی وجہ سے اس ثواب سے محروم ہیں۔ غرضیکہ جناب مسیح کی نکتہ چینیاں جو فقیہوں اور فریسیوں کی اندرونی زندگی سے تعلق رکھتی تھیں۔ انہیں ایک آنکھ نہ بھاتی تھیں اور روز روز کے وعظ انہیں ستاتے اور انتقام پر مجبور کرتے تھے۔ یہ تو عوام کی زندگی تھی ادھر فقیہ و فریسی ان کلمات سے تیغ پا ہو رہے تھے۔ ان کے دل انتقام کی آگ میں جل اور بھن رہے تھے کہ کل کا چھوکرا ہمیں تہذیب سکھاتا ہے۔ ہماری عمریں خدمت دین میں گذر گئیں اور مقدس ہیکل کی جاروب کشی سے ہماری ڈاڑھیں کھردری ہو گئیں۔ مراقبات اور چلات میں ہمارے اعضاء ہم کو جواب دے گئے تورات مقدس پڑھتے پڑھتے ہماری بینائی نے ہم سے منہ موڑا اور ضروریات دین میں قانون وضع کرتے کرتے عاجز آ گئے۔ آج اس کا صلہ یہ دیا جاتا ہے جو اس طریق سے ہمارے ہی ہیکل میں ہماری آبرو ریزی ہوتی ہے۔ دنیا سنتی ہے اور خاموش رہتی ہے۔ حکومت چپ در گوش ہے۔ گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ میں مسیح کے نقیب و منادی ہماری رسوائی و بدباری کی منادی کر رہے ہیں اور ہم ہیں

کہ خاموش بیٹھو وہ ہمارے نوجوان چیلوں واسطفانوس کو دیکھو جو ہماری رفاقت سے منہ موڑ کر ای
جادوگر کے ہو رہے ہیں۔ مقدس باپ عزری کی اتنا پر لعنت جو خدا کے بیٹے کی ناراستگی کو وہ چند شعبدہ
بازیوں پر ترجیح دے رہے ہیں یہ بھی کوئی معجزے ہیں کہ مٹی سے چڑیاں بنائی جارہی ہیں۔ ضرور
کوئی بدروح جو ہمارے ہاتھ سے ستائی ہوئی تھی پر اس جادوگر کا تصرف ہے۔ کیا جناب موسیٰ کے
سامنے فرعون کے جادوگروں نے کرشمہ سازیاں نہ کی تھیں کیا رسیوں کے سانپ نہ بنائے گئے
تھے۔ مگر کہاں ہے؟۔ کیا ان اعمال کو جو مشتی کا دودھ یاد دلا دے۔ ہر بات میں سحر ہوتے آئے
ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پس یہی بہتر ہے کہ کمر ہمت باندھو اور حکومت وقت کو خواب گراں سے
ہوشیار کرو اور اس فتنہ کی بیخ کنی کے لئے ہر ممکن کوشش کرو۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یہ شخص دوڑتا
ہوا آیا اور کہنے لگا کہ آج پھر مقدس ہیکل میں ہمارے خلاف زہر اگلا جائے گا۔ کیونکہ ابھی ابھی وہ
جادوگر جس نے ساکین کی لڑکی کو زندہ کیا تھا اپنے شاگردوں کے ساتھ مقدس کو گیا ہے۔ چنانچہ یہ
سب مقدس کو چل دیئے۔ جہاں جناب کلمۃ اللہ روح اللہ یہ تقریر فرما رہے تھے۔

(متی باب: ۲۳ آیت ۱۳ تا ۳۹)

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو! تم پر افسوس ہے کہ آسمان کی بادشاہت لوگوں پر بند
کرتے ہو۔ کیونکہ نہ تو آپ داخل ہوتے ہو اور نہ داخل ہونے والوں کو داخل ہونے دیتے ہو
اے ریاکار فقیہو اور فریسیو! تم پر افسوس ہے کہ ایک مرید کرنے کے لئے تری اور خشکی کا دورہ کرتے
ہو اور جب وہ مرید ہو چکتا ہے تو اسے اپنے سے دونا جہنم کا فرزند بنا دیتے ہو۔ اے اندھے راہ
بتانے والو تم پر افسوس ہے جو کہتے ہو کہ اگر کوئی مقدس کی قسم کھائے تو کچھ بات نہیں۔ لیکن اگر
مقدس کے سونے کی قسم کھائے تو اس کا پابند ہوگا۔ اے احمقو اور اندھو کون سا بڑا ہے سونا یا مقدس
جس نے سونے کو مقدس کیا اور پھر کہتے ہو کہ اگر کوئی قربان گاہ کی قسم کھائے تو کچھ بات نہیں۔ لیکن
جو نذر اس پر چڑھی ہو۔ اگر اس کی قسم کھائے تو اس کا پابند ہوگا۔ اے اندھو کون سی بڑی ہے نذر یا
قربان گاہ جو نذر کو مقدس کرتی ہے۔ پس جو قربان گاہ کی قسم کھاتا ہے وہ اس کی اور سب چیزوں کی
جو اس پر ہیں۔ قسم کھاتا ہے اور جو مقدس کی قسم کھاتا ہے وہ اس کی اور اس کے رہنے والے کی قسم
کھاتا ہے اور جو آسمان کی قسم کھاتا ہے وہ خدا کے تخت کی اور اس پر بیٹھنے والے کی قسم کھاتا ہے۔
اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس ہے کہ پودینے اور سونف اور زیرے پر دہ یکی دیتے ہو اور تم
نے شریعت کی زیادہ بھاری باتوں یعنی انصاف اور رحم اور ایمان کو چھوڑ دیا ہے۔ لازم تھا کہ یہ بھی
کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے۔ اے اندھے راہ بتانے والو جو مچھر کو تو چھانتے ہو اور اونٹ کو نگل

نگلتے ہو۔ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو! پیالی اور رکابی کو اوپر سے تو صاف کرتے ہو۔ مگر وہ اندر لوٹ
اور ناپرہیزگاری سے بھرے ہیں۔ اے اندھے فریسی! پہلے پیالے اور رکابی کو اندر سے صاف کرتا
کہ اوپر سے بھی صاف ہو جائے۔" اس کے آخر میں یروشلم پر افسوس فرماتے ہوئے کہا۔

"اے یروشلم! اے یروشلم! تو جو نبیوں کو قتل کرتی ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے۔ انہیں
سنگسار کرتی ہے۔ کتنی ہی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کرتی ہے
اسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں۔ مگر تم نے نہ چاہا دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران
چھوڑا جاتا ہے۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے۔ جب تک نہ کہو
گے کہ مبارک ہے وہ جو خدا کے نام پر آتا ہے۔"

یہ تقریر فرما کر آپ ہیکل سے چل دیئے۔ مگر فقیہوں اور فریسیوں کی رگوں میں جو خون
کھولنے لگا وہ اس تقریر کو اپنے وقار کے لئے موت کے مترادف سمجھے۔ جناب مسیح کو اپنے راستے کا
زبردست کانٹا سمجھتے ہوئے نکالنے کی فکر میں محو ہو گئے۔ تقریر کے سخت الفاظ ان کے سینوں پر
سانپ بن کر لوٹ رہے تھے اور وہ انتقام کی آگ میں جل بھن کر کوئلہ ہو رہے تھے۔ ان کے دماغ
میں خوفناک تصور رقص کرنے لگا تا اور دل جوش حسد میں پھٹا جاتا تھا۔ غرضیکہ وہ قوم ربی و اسقف
چلتے پھرتے بولتے چالتے خوفناک درندوں کی طرح جناب مسیح عیسیٰ معصوم و بے گناہ پر دانت
تیز کئے ادھار کھائے بیٹھے وقت کا انتظار کر رہے تھے کہ انہیں مسیح کی اس پیش خبری نے بے چین کر
دیا وہ بے چین ہو کر تلملا اٹھے اور برداشت کا مادہ ختم ہوتا جا رہا۔ (مرقس ۱۳ آیت ۱ تا ۲)

"اور یسوع ہیکل سے نکل کر جا رہا تھا کہ اس کے شاگرد اس کے پاس آئے تاکہ اسے
ہیکل کی عمارتیں دکھائیں۔ اس نے جواب میں ان سے کہا کیا تم ان سب چیزوں کو نہیں دیکھتے میں تم
سے سچ کہتا ہوں کہ یہاں کسی پتھر پر پتھر باقی نہ رہے گا جو گرایا نہ جائے۔"

مقدس ہیکل کے حق میں یہ الفاظ سن کر ان کے جذبات میں تلاطم خیز طوفان اٹھا۔ بغض
وحسد نے پہلے ہی سینے میں آتش بھڑکا رکھی تھی۔ یہ کلمات جلتی پر تیل کا کام کر گئے۔ ان کے دماغ فکر
و تدبر سے خالی انصاف و عدل سے کورے تھے اور وہ ہر وہ کام کرنے پر تل گئے جو ایسے مواقع پر
ارباب کے لئے پیش آیا کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک خاص مجلس مشاورت میں یہ تدبیر کی کہ یہ
شخص ملحد و زندیق ہے اور خطرہ ہے کہ شریعت موسوی میں یہ تفرقہ پیدا کرے گا۔ لہٰذا اس کی بیخ
کنی کے لئے گورنمنٹ وقت اور قانون کے مصداق آج ہی استغاثہ دائر کر کے فوری مطالبہ کرنے کا حکم
لے لینا چاہئے۔ حکومت اپنی ہے حکام گھر کے ہیں قانون ہمارا ہے پھر دیر کی کیا ضرورت ہے۔ دیکھیں

تو یہ یہودیوں کے بادشاہ ہونے کا خبط کے زور میں اترانا ہے اور مقدس ہیکل کی گستاخی کیا رنگ لاتی ہے۔ ہمارے بزرگ پاپاؤں کے حق میں زہر آلود کلمات کا اعادہ کرنے والا زندہ نہیں رہ سکتا اسے کوئی حق نہیں کہ وہ مقدس اور مقدس کی زمین پر اپنے ناپاک قدموں سے چلے اور توریت پاک پر زبان طعن دراز کرے۔ اس سے بڑا گناہ اس سے زیادہ ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں محرف کلام خدا ٹھہراتا ہے۔ حالانکہ ہم نے جو کچھ کیا اور کر رہے ہیں یہ کتاب مقدس کی عین خدمت اور ضرورت وقت کی بہترین چیز ہے۔ چنانچہ اس موقعہ پر کلام مجید نے جو مختصر روشنی ڈالی ہے وہ ہمارے اس بیان کی مؤید ہے ارشاد ہوتا ہے۔

"فلما احس عیسیٰ منهم الکفر قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ آمنا باللہ واشهد بانا مسلمون ۰ ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشٰهدین ۰ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین (آل عمران: ۵۲ تا ۵۴)"

﴿پھر جب معلوم کیا عیسیٰ نے بنی اسرائیل کا کفر بولا کون ہے کہ میری مدد کرے۔ اللہ کی راہ میں کہا حواریوں نے ہم ہیں مدد کرنے والے۔ اللہ کے ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہم نے حکم قبول کیا۔ اے رب ہم نے یقین کیا اس چیز کا جو تو نے اتاری اور ہم تابع ہوئے رسول کے سو تو لکھ لے ہم کو ماننے والوں میں اور خفیہ تجویز کی کافروں نے اور تدبیر کی اللہ نے اور اللہ بہتر ہے تجویز کرنے والا۔﴾

جناب کلمۃ اللہ کو بنی اسرائیل کے کفر وطغیان کا علم ہوا کہ وہ بجائے نورانیت کے اندھیروں میں مقید ہوئے جاتے ہیں۔ ان کے دن سرکشی وعصیان میں کٹتے ہیں۔ تو رات فسق وفجور میں بسر ہوتی ہے۔ ہر صبح ان کی کور چشمی کا ماتم کرتی ہوئی رات کا دھوکہ دیتی ہے۔ کوکب رسالت کی تنہائی شب دیجور کا دھوکہ دیتی ہوئی نامرادی کی طرف کشاں کشاں لئے جاتی ہے۔ غرضیکہ صبح وشام وہ سرکشی کے شیدائی اور بدبختی ونامرادی کے فدائی بنے رہتے ہیں اور نہیں جانتے کہ جس چیز کو وہ خیر سمجھتے ہیں وہ شر ہے اور سب سے مشکل ترین اور اذیت دہ یہ بات ہے کہ وہ میرے چند نصائح کو جو فی الحقیقت ان کی اپنی ہی جانوں کے لئے مفید اور ضروری ہے۔ نہیں سنتے اس لئے جناب مسیح نے ندا کی کہ کون ہے جو اللہ کے راستے میں یعنی اعلائے کلمۃ الحق میں میری مدد کرے۔ وہی دھوبی جو دریا پر کپڑے دھوتے ملے تھے اور جن کو آپ نے فرمایا تھا کہ "کپڑے کیا دھوتے ہو آؤ میں تمہیں دل دھونے بتا دوں۔ بولے ہم ہیں اللہ کی راہ میں مدد کرنے والے۔

چنانچہ انہیں بارہ حواریوں نے پیام خداوندی پہنچانے میں مدد کی۔ مگر افسوس بنی اسرائیل بجائے سدھرنے کے اور زیادہ بگڑ گئے اور جوش انتقام میں ایسے اندھے ہوئے کہ شمع ہدایت کے گل کرنے کی مکمل تیاریاں کرنی گئیں۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے اور انجیل مؤید ہے کہ مسیح علیہ السلام پر سرکاری عدالت میں دعویٰ کیا گیا اور آپ کی ذات پر زندیق و ملحد ہونے کے علاوہ عرف کلام الٰہی ہونے کا الزام لگایا گیا۔ باقاعدہ شہادتیں ہوئیں اور الزامات کی تصدیق کی گئی۔ یہاں سب سے زیادہ قابل ذکر یہ بات ہے کہ وہ حواری جو جناب مسیح کے سچے ساتھی تھے۔ وہ بھی رفاقت سے منہ موڑ گئے اور اطاعت سے منہ موڑنے لگے۔ چنانچہ ان میں سے یہودا اسکر یوطی نے جاسوسی کر کے مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرایا اور حواری ہونے سے عدالت میں انکار کیا اور اس کے نتیجہ میں بالآخر عدالت نے مسیح کے مصلوب کئے جانے کا حکم صادر کر کے اس پر دستخط ثبت کر دیئے۔ اس کے بعد بنی اسرائیل نے ہر ممکن طریق سے اس معصوم و بے گناہ کے ساتھ کمال شوخی اور استہزاء کیا۔ سر پر سرکنڈوں کا تاج رکھا۔ طرح طرح سے تمسخر اڑایا اور سپاہیوں نے تمسخرانہ لہجے میں یہودیوں کا بادشاہ کہتے ہوئے سلام کیا۔ اس کے بعد انہیں زیر حراست رکھا گیا۔ جہاں جناب مسیح نے کمال خشوع و خضوع سے درگاہ رب العزت میں دعا کی کہ مولا تو خوب جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں۔ بھلائی چاہتا تھا برائی کرتے ہیں۔ تیرا احکام سنانے پر استہزاء ہوتی ہے۔ یا اللہ تو جانتا ہے کہ تیرے پیارے رسولوں پر جو مجھ سے پیشتر تیری جانب سے مبعوث ہوئے تھے۔ انہوں نے ان سے کیا کیا سلوک کیا اور اب مجھ سے کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اے غیرت ابدی جوش میں آ۔ اے رحمت سرمدی موج دکھلا۔ مولا یہ کب تک تیری مخلوق پر دست ظلم دراز کریں گے۔ ان کے ناپاک ہاتھ مجھ تک آنے سے روک دے اور اپنی خاص حمایت و مہربانی سے اس ابتلاء و مصیبت سے نجات دے۔ ان دعائیہ کلمات کے جواب میں ارشاد ہوا مطمئن رہو اور گھبراہٹ کو دل سے نکال دو۔ گو انہوں نے تمہارے مٹانے اور رسوا کرنے کی پوری پوری تجویز کر لی ہے۔ مگر ہماری تدابیر کے سامنے بھلا ان کی کیا حقیقت و طاقت ہے اور ہم سے بہتر کون تدبیر کنندہ ہے۔ چنانچہ ہمارے اس بیان کی تصدیق جہاں آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ سے لے کر خلفائے راشدین، تابعین، تبع تابعین، آئمہ، مجتہدین، دواء عین رحمہم اجمعین محدثین و مفسرین تا این زمان کرتے چلے آئے ہیں اور انشاء اللہ کرتے چلے جائیں گے اور خدا کے فضل سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے حیات مسیح کی نفی کی ہو اور لطف تو یہ ہے کہ جناب قادیانی کے مسلمہ مجددین بھی پرزور ہماری تائید و سفارش فرماتے ہیں۔ اس لئے اختصاراً چند ایک کے پاکیزہ خیالات ملاحظہ فرمائیں۔

(تفسیر کبیر ج۸ ص۶۷،۶۸ مصنفہ امام فخر الدین رازیؒ) "فلما احس عیسیٰ منھم الکفر قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ آمنا باللہ واشھد باناّ مسلمون ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشھدین ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔۔۔ الخ!" یہود کا مکر حضرت عیسیٰ سے یہ تھا کہ انہوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا مکر یہود سے سو اس کی کئی صورتیں ہوئیں۔۔ ایک صورت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور یہ اس طرح ہوا کہ یہود کے ایک بادشاہ نے حضرت عیسیٰ کے قتل کا ارادہ کیا اور جبرائیل ایک گھڑی بھی حضرت عیسیٰ سے جدا نہ ہوتے تھے اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا وایدناہ بروح القدس یعنی ہم نے حضرت عیسیٰ کو جبرائیل سے مدد دی۔ پس جب یہود نے قتل کا ارادہ کیا تو جبرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک مکان میں داخل ہو جانے کے لئے فرمایا۔ اس مکان میں کھڑکی تھی۔ پس جب یہود اس مکان میں داخل ہوئے تو جبرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کھڑکی سے نکال لیا اور حضرت عیسیٰ کی شباہت ایک اور آدمی کے اوپر ڈال دی۔ پس وہی پکڑا گیا اور پھانسی پر لٹکایا گیا۔ غرضیکہ یہود کے ساتھ اللہ کے مکر کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور یہود کو حضرت مسیحؑ کے ساتھ شرارت کرنے سے روک لیا۔

امام جلال الدین سیوطیؒ اپنی تفسیر (درمنثور ج۲ ص۳۶،۳۵) میں "فلما احس عیسیٰ" میں لکھتے ہیں۔ پس جب عیسیٰ نے یہود کا کفر معلوم کرلیا اور یہود نے حضرت عیسیٰ کے قتل کا ارادہ کرلیا اور یہود نے حضرت عیسیٰ کے ساتھ مکر کیا۔ جب انہوں نے مقرر کیا ایک آدمی کو کہ وہ قتل کرے عیسیٰ علیہ السلام کو دھوکا سے اور اللہ نے یہود کے ساتھ مکر کیا اس طرح کہ ڈال دی شبیہ حضرت عیسیٰ کی اس شخص پر جس نے ارادہ کیا تھا۔ ان کے قتل کا پس یہود نے قتل کیا۔ اس شبیہ کو اور اٹھالئے گئے۔ حضرت عیسیٰ اور اللہ تعالیٰ تمام تدبیریں کرنے والوں سے بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ اپنی بے نظیر کتاب "تاویل الاحادیث" میں فرماتے ہیں۔" اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو گویا ایک فرشتے تھے کہ زمین پر چلتے تھے۔ پھر یہودیوں نے ان پر زندیق ہونے کی تہمت لگائی اور قتل پر جمع ہوگئے۔ پس انہوں نے تدبیر کی اور خدا نے بھی تدبیر کی اور اللہ بہترین تدبیریں کرنے والا ہے۔ اللہ نے ان کے واسطے ایک صورت مثالیہ بنادی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور ان کے گروہ ہی سے یا ان کے دشمن کے ایک آدمی

تو ان کی صورت کا بنا دیا۔ پس وہ قتل کیا گیا اور یہودی اسی کو عیسیٰ سمجھتے تھے۔"

حافظ ابن کثیرؒ تفسیر (ج ۲ ص ۳۸، ۳۹) میں فرماتے ہیں:

"جب یہود نے آپ کے مکان کو گھیر لیا اور گمان کیا کہ آپ پر غالب ہو گئے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ نے ان کے درمیان سے آپ کو نکال لیا اور اس مکان کی کھڑکی سے آسمان پر اٹھا لیا اور آپ کی شباہت اس پر ڈال دی۔ جو اس مکان میں آپ کے پاس تھا۔ سو جب وہ اندر گئے تو ان کو رات کے اندھیرے میں عیسیٰ خیال کیا۔ پس اسے پکڑا اور سولی دیا اور سر پر کانٹے رکھے اور ان کے ساتھ خدا کا یہی مکر تھا کہ اپنے نبی کو بچا لیا اور اسے ان کے درمیان سے اوپر اٹھا لیا اور ان کو ان کی گمراہی میں حیران چھوڑ دیا۔"

تصدیق از مرزا غلام احمد قادیانی

"یہ بات ہم مقرر لکھنا چاہتے ہیں کہ قدرت الٰہی پر اعتراض کرنا خود ایک وجہ سے انکار خدا تعالیٰ ہے۔ کیونکہ اگر خدا کی قدرت مطلق کو نہ مانا جائے۔۔۔ اس صورت میں تمام خدائی اس کی باطل ہو جاتی ہے۔۔۔۔ حق یہی ہے کہ پرمیشر کو سرب شکتی مان اور قادر مطلق تسلیم کیا جائے اور اپنے ناقص ذہن اور ناتمام تجربہ کو قدرت کے بے انتہا اسرار کا محک امتحان نہ بنایا جائے ورنہ ہر دانی کے دعویٰ پر اس قدر اعتراض وارد ہوں گے کہ جن کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ جو بات اپنی عقل سے بلند تر دیکھتا ہے اس کو خلاف عقل سمجھ لیتا ہے۔ حالانکہ بلند تر از عقل ہونا شئے دیگر ہے اور خلاف عقل ہونا شئے دیگر۔" (سرمہ چشم آریہ ص ۹۳، ۹۴، خزائن ج ۲ ص ۱۰۲)

"خدا کی قدرتوں کے اسرار اس قدر ہیں کہ انسانی عقل ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ جب سے خدا تعالیٰ نے مجھے یہ علم دیا ہے کہ خدا کی قدرتیں عجیب در عجیب اور عمیق در عمیق اور وراء الوراء در لا یدرک ہیں تب سے میں ان لوگوں کو جو فلسفی کہلاتے ہیں۔ پکے کافر سمجھتا ہوں اور چھپے ہوئے دہریہ خیال کرتا ہوں۔" (چشمہ معرفت ص ۲۶۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۸۱)

"قوانین قدرت غیر متناہی اور غیر محدود ہیں۔ ہمارا یہ اصول ہونا چاہئے کہ ہر ایک نئی بات جو ظہور میں آئے پہلے ہی اپنے عقل سے بالاتر دیکھ کر اس کو رد نہ کریں۔ بلکہ اس کے ثبوت یا عدم ثبوت کا حال جانچ لیں۔ اگر وہ ثابت ہو تو اپنے قانون قدرت کی فہرست میں اس کو بھی داخل کر لیں۔ اگر ثابت نہ ہو تو کہہ دیں کہ ثابت نہیں۔ مگر اس بات کے کہنے کے ہم مجاز نہیں کہ وہ امر قانون قدرت کے باہر ہے۔ قانون قدرت سے باہر کسی چیز کو سمجھنے کے لئے ہمارے لئے ضرور ہے کہ ہم ایک دائرہ کی طرح خدا تعالیٰ کے تمام قوانین ازلی وابدی پر محیط ہو جائیں اور بخوبی ہمارا

کلّوا ہی بہت بڑا احاطہ تامہ کر لے کہ خدا تعالیٰ نے روز ازل سے آج تک کیا کیا قدرتیں ظاہر کیں اور آئندہ اپنے ابدی زمانہ میں کیا کیا قدرتیں ظاہر کرے گا یا وہ جدید در جدید قدرتوں کے ظاہر کرنے پر قادر ہوگا یا کوتاہ کے کس کی طرح انہیں چند قدرتوں میں مقید محصور رہے گا۔ اگر انہیں میں مقید رہے گا تو باوجود غیر محدود ابدیت اور قدرت کے یہ مقید و محصور ہونا کسی وجہ سے ہوگا۔ کیا وہ آپ ہی عاجز آ جائے گا۔ یا کسی دوسرے قاہر نے اس پر جبر کیا ہوگا۔ بہرحال اگر ہم خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو غیر محدود سمجھتے ہیں تو یہ جنون اور دیوانگی ہے کہ اس کی قدرتوں پر احاطہ کرنے کی امید رکھیں۔ اس صورت میں یہ حکم پیش آتا ہے کہ ہمارا ناقص تجربہ خدائے ازلی و ابدی کی تمام قدرتوں کا حد بست کرنے والا ہوگا۔" (سرمہ چشم آریہ ص ۱۵،۱۶، خزائن ج ۲ ص ۶۳،۶۴)

"اس کلمہ میں جس قدر کفر اور بے ادبی اور بے ایمانی بھری ہوئی ہے وہ ظاہر ہے کہ ایک محدود زمانہ کے محدود در محدود تجارب کو پورا پورا قانون قدرت خیال کر لینا اس پر غیر متناہی سلسلہ قدرت کو ختم کر دینا ان پست نظروں کا نتیجہ ہے۔ جنہوں نے خدائے ذوالجلال کو جیسا کہ چاہئے شناخت نہیں کیا۔" (سرمہ چشم آریہ ص ۷، خزائن ج ۲ ص ۵۵)

(انجیل متی باب ۲۶، آیت ۱تا۵) "اور جب یسوع یہ سب باتیں کر چکا تو اپنے شاگردوں سے کہا تم جانتے ہو کہ دو دن کے بعد عید فسح ہوگی اور ابن آدم مصلوب ہونے کو پکڑوایا جائے گا۔ اس وقت سردار کاہن اور قوم کے بزرگ کائفا نام سردار کاہن کے دیوان خانہ میں جمع ہوگئے اور صلاح کی کہ یسوع کو فریب سے پکڑ کر قتل کریں۔ مگر کہتے تھے کہ عید کو نہیں ایسا نہ ہو کہ لوگوں میں بلوا ہو جائے۔"

(مرقس باب ۱۴، آیت ۳۲تا۳۶) "اس وقت یسوع ان کے ساتھ گتسمنی نام ایک جگہ میں آیا اور اپنے شاگردوں سے کہا کہ یہیں بیٹھے رہنا۔ جب تک کہ میں وہاں جا کر دعا مانگوں اور پطرس اور زبدی کے دونوں بیٹوں کو ساتھ لے کر غمگین اور بیقرار ہونے لگا۔ اس وقت اس نے ان سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ پھر تھوڑا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یہ دعا مانگی۔ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تاہم جیسا میں چاہتا ہوں ویسا نہیں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔ پھر شاگردوں کے پاس آ کر ان کو سوتے پایا اور پطرس سے کہا کیا تم میرے ساتھ ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے۔ جاگو اور دعا مانگو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔ روح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے۔ پھر دوبارہ اس نے جا کر یہ دعا مانگی۔ اے میرے باپ اگر یہ میرے پیئے بغیر نہیں

ٹل سکتا تو تیری مرضی پوری ہو اور آ کر انہیں پھر سوتے پایا۔ کیونکہ ان کی آنکھیں نیند سے بھری ہوئی تھیں اور انہیں چھوڑ کر پھر چلا گیا اور وہی بات پھر کہہ کر تیسری بار دعا مانگی تب شاگردوں کے پاس آ کر ان سے کہا اب سوتے ہو اور آرام کرو۔ دیکھو وقت آ پہنچا ہے اور ابن آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالے کیا جاتا ہے۔ اٹھو چلیں دیکھو میرا پکڑوانے والا نزدیک آ پہنچا ہے۔"

(انجیل مرقس باب ۱۴: آیت ۳۳ تا ۴۵) "وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یہوداہ جو ان بارہ میں سے ایک تھا۔ آیا اور اس کے ساتھ بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لئے ہوئے سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آ پہنچی اور اس کے پکڑوانے والے نے انہیں پتا دیا تھا کہ جس کا میں بوسہ لوں وہی ہے اسے پکڑ لینا اور فوراً یسوع کے پاس آ کر کہا۔ اے ربی سلام اور اس کے بوسے لئے یسوع نے اس سے کہا میاں جس کام کو آیا ہے وہ کر لے۔ اس پر انہوں نے پاس آ کر یسوع پر ہاتھ ڈالا اور اسے پکڑ لیا اور دیکھو یسوع کے ساتھیوں میں ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی اور سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اس کا کان اڑا دیا۔ یسوع نے اس سے کہا اپنی تلوار کو میان میں کر لے کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کئے جائیں گے۔ کیا تو نہیں سمجھتا کہ میں اپنے باپ سے منت کر سکتا ہوں اور وہ فرشتوں کے بارہ تمن سے زیادہ ۲۰۰۰۰ سپاہیوں کو میرے پاس ابھی موجود کر دے گا۔ مگر وہ نوشتے کہ یونہی ہونا ضرور ہے۔ کیونکر پورے ہوں گے۔ اسی گھڑی یسوع نے بھیڑ سے کہا کیا تم تلواریں اور لاٹھیاں لے کر مجھے ڈاکوؤں کی طرح پکڑنے نکلے ہو۔ میں ہر روز ہیکل میں بیٹھ کر تعلیم دیتا تھا اور تم نے مجھے نہیں پکڑا۔ مگر یہ سب کچھ اس لئے ہوا ہے کہ نبیوں کے نوشتے پورے ہوں اور اس پر سارے شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔"

ناظرین کرام ہمارے بیان کی تصدیق ان محترم و مکرم ہستیوں نے فرمائی جن کے متعلق مرزا قادیانی اس قدر حسن عقیدت رکھتا ہے کہ ایک بار قاصر ہوا اپنے پیشواء سے، چنانچہ ذیل میں ان بزرگان دین کی امانت و دیانت کا نقشہ تحریرات مرزا سے برائے لطف و اتمام حجت پیش کیا جاتا ہے تاکہ کسی مرزائی کو ان کی تفاسیر کے سامنے سر مو جنبش کرنے کا موقعہ نہ ملے اور اگر کوئی مرزائی ان تحریرات کے مشاہدے کے بعد خبث و بد باطنی کا مظاہرہ کرے گا تو یقیناً وہ اپنے خسران و خذلان کا ذمہ دار ہوتا ہوا اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے گا۔ اس لئے از راہ ہمدردی میں ایسے لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جویائے حق ہو کر میری ان معروضات کو غور سے پڑھیں۔ نیز ہمارے اس بیان کی انجیل مقدس بھی مؤید ہے۔ کاش وہ تحریف شدہ نہ ہوتی اور کاش وہ حوادث زمانہ کا شکار نہ ہوتی تو اور بہت ہی مفید مطلب باتیں نکلتیں۔ بہر حال معاملہ

نہایت بین و صاف ہے اور اس پر مزید حاشیے کی ضرورت نہیں۔

۱۔ "قرآن شریف کے وہ معانی و مطالب سب سے زیادہ قبول ہوں گے جن کی تائید قرآن شریف ہی میں دوسری آیات سے ہوتی ہے۔"

(برکات الدعا ص ۱۴، از مرزا غلام احمد قادیانی)

۲۔ "جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخواں فروش نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں۔"

(فتح اسلام ص ۹ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۷)

۳۔ "یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کوئی کمی بیشی نہیں کرتے۔ گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف کرنا ہے وہ فرماتا ہے۔ من كفر بعد ذالك فاولئك هم الفاسقون"

(شہادۃ القرآن ص ۴۸ خزائن ج ۶ ص ۳۴۴، غلام احمد قادیانی)

۴۔ "مجدد کو فہم قرآن عطا ہوتا ہے۔" (ایام الصلح ص ۵۵ خزائن ج ۱۴ ص ۲۸۸)

۵۔ "مجدد مجملات کی تفصیل کرتا اور کتاب اللہ کے معارف بیان کرتا ہے۔ تواتر قوی کے منکر پر خدا کے فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہو۔"

(حمامۃ البشریٰ ص ۵۵ خزائن ج ۷ ص ۲۹۰)

۶۔ "جو شخص کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے تو اس پر خدا اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ یہی میرا اعتقاد ہے اور یہی میرا مقصود ہے اور یہی میرا مدعا ہے۔ مجھے اپنی قوم سے اصول اجماعی سے کوئی انکار نہیں۔"

(انجام آتھم ص ۱۴۴ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً مصنفہ غلام احمد قادیانی)

اس کے علاوہ مرزائے قادیان انجیل شریف کے متعلق حسب ذیل عقیدہ رکھتا تھا اس لئے انجیل مقدس قادیانیوں کے لئے حجت ہے۔

۱۔ "فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون" کے تحت میں لکھتے ہیں کہ "اگر تمہیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اور ان کی کتابوں کے واقعات پر نظر ڈالو تا اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جائے۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۱۶ خزائن ج ۳ ص ۴۳۳، غلام احمد قادیانی)

۲...... ”زبردستی سے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ یہ ساری کتابیں (انجیل توریت) محرف ومبدل ہیں۔ بلاشبہ ان مقامات (رفع جسمانی وغیرہ) سے تحریف کا کچھ علاقہ نہیں...... پھر ہمارے امام المحدثین حضرت اسماعیل صاحب اپنی صحیح بخاری میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان کتابوں میں کوئی لفظی تحریف نہیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۶۱۳ خزائن ج ۳ ص ۴۳۸)

۳...... ”انجیل برنباس نہایت معتبر انجیل ہے۔“

(سرمہ چشم آریہ ص ۱۷۸ خزائن ج ۲ ص ۲۳۰ حاشیہ)

اب ہم آپ کی خدمت میں انجیل برنباس سے چند ایک حوالے پیش کرتے ہیں جن کا تعلق حیات مسیح سے ہے اور قادیانی حضرات سے خصوصاً اور دیگر احباب سے عموماً اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس کو کھول میں دیکھیں، سوچیں، سمجھیں اور بلا چون وچرا سر تسلیم خم کریں۔ کیونکہ مرزا قادیانی اس کے نہایت معتبر ہونے کی رائے پیش کرکے سلامی کرچکے ہیں۔

”اور یسوع گھر سے نکل کر باغ کی طرف مڑ گیا تاکہ نماز ادا کرے...... اور چونکہ یہودا اس جگہ کو جانتا تھا۔ جس میں یسوع اپنے شاگردوں کے ساتھ تھا۔ لہٰذا وہ کاہنوں کے سردار کے پاس گیا اور کہا اگر تو مجھے وہ دے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے تو میں آج کی رات یسوع کو تیرے سپرد کردوں گا جس کو تم لوگ ڈھونڈ رہے ہو۔ اس لئے کہ وہ گیارہ رفیقوں کے ساتھ اکیلا ہے۔“ (انجیل برنباس فصل: ۲۱۴ آیت: ۱ تا ۳ ص ۲۹۶ مترجمہ محمد حلیم انصاری لاہور)

”اور جب کہ سپاہی یہودا کے ساتھ اس جگہ کے نزدیک پہنچے جس میں یسوع تھا تو یسوع نے ایک بھاری جماعت کا نزدیک آنا سنا تب اس لئے وہ ڈر کر گھر میں چلا گیا اور گیارہوں شاگرد سو رہے تھے۔ پس جب کہ اللہ نے اپنے بندے کو خطرے میں دیکھا اپنے سفیروں جبرائیل، میکائیل، رفائیل اور اوریل کو حکم دیا کہ یسوع کو دنیا سے لے لیں۔ تب پاک فرشتے آئے اور یسوع کو دکن کی طرف دکھائی دینے والی کھڑکی سے لے لیا۔ پس وہ اس کو اٹھا لے گئے اور اسے تیسرے آسمان میں ان فرشتوں کی صحبت میں رکھ دیا جو ابد تک اللہ کی تسبیح کرتے رہیں گے۔“

(انجیل برنباس: ۲۱۵ آیت ۱ تا ۶ ص ۲۹۷)

یہ تھے وہ واقعات جب کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کی دعاء کو مستجاب فرماتے ہوئے تسلی وتشفی دی۔ جیسا کہ قرآن مجید شاہد ہے۔

”اذ قال اللہ یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ ثم الیّ

مرجعكم فاحكم بينكم فيما كنتم فيه تختلفون ۔ فاما الذين كفروا فاعذبهم عذاباً شديداً في الدنيا والآخرة ومالهم من نصرين ۔ واما الذين آمنوا وعملوا الصلحت فيوفيهم اجورهم والله لا يحب الظلمين ۔ ذلك نتلوه عليك من الآيت والذكر الحكيم ۔ ان مثل عيسى عند الله كمثل ادم خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون ۔ الحق من ربك فلا تكن من الممترين ۔ فمن حآجك فيه من بعد ما جآءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنت الله على الكذبين ۔ ان هذا لهو القصص الحق وما من اله الا الله وان الله لهو العزيز الحكيم ۔ فان تولوا فان الله عليم بالمفسدين (آل عمران: ۵۵ تا ۶۳) "جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھا لوں گا اپنی طرف اور پاک کر دوں گا تجھ کو کافروں سے اور رکھوں گا ان کو جو تیرے تابع ہیں۔ غالب ان لوگوں سے جو انکار کرتے ہیں قیامت کے دن تک۔ پھر میری طرف ہی تم سب کو پھر آنا ہے۔ پھر فیصلہ کروں گا میں تم میں جس بات میں کہ تم جھگڑتے تھے سو وہ لوگ جو کافر ہوئے ان کو عذاب کروں گا سخت عذاب دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں ان کا مددگار اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے سو ان کو پورا دے گا ان کا حق اور اللہ کو خوش نہیں آتے بے انصاف۔ یہ پڑھ سناتے ہیں ہم تجھ کو آیتیں اور بیان تحقیقی۔ بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہے جیسے آدم کی۔ بنایا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو ہو جا تو ہو گیا حق وہ ہے جو تیرا رب کہے۔ پھر تو مت رہ شک لانے والوں میں سے پھر جو کوئی جھگڑا کرے تجھ سے اس قصہ میں بعد اس کے کہ آ چکی تیرے پاس خبر سچی تو تو کہہ دے آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر التجا کریں ہم سب اور لعنت کریں اللہ کی ان پر جو کہ جھوٹے ہیں۔ بے شک یہی ہے بیان سچا اور کسی کی بندگی نہیں ہے سوائے اللہ کے اور اللہ جو ہے وہی ہے زبردست حکمت والا۔ پھر اگر قبول نہ کریں تو اللہ کو معلوم ہے فساد کرنے والے۔"

فوائد از عمدة المفسرین حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب

دیوبندی استاذی المعظمی حدیث و تفسیر جامع اسلامیہ ڈابھیل (سورت)

"مکر کہتے ہیں لطیف و خفیہ تدبیر کو اگر وہ اچھے مقصد کے لئے ہو اچھا ہے اور برائی کے لئے ہو تو برا ہے۔ اسی لئے "ولا یحیق المکر السیئ" میں مکر کے ساتھ سیئ کی قید لگائی اور

یہاں خدا کو خیر الماکرین کہا۔ مطلب یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف طرح
طرح کی سازشیں اور خفیہ تدبیریں شروع کر دیں۔ حتی کہ بادشاہ کے کان بھر دیئے کہ یہ شخص معاذ
اللہ ملحد ہے تورات کو بدلنا چاہتا ہے۔ سب کو بے دین بنا کر چھوڑے گا۔ اس نے مسیح علیہ السلام کی
گرفتاری کا حکم دے دیا۔ ادھر یہ ہو رہا تھا اور ادھر حق تعالیٰ کی لطیف و خفیہ تدبیر ان کے توڑ میں اپنا
کام کر رہی تھی۔ جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ بے شک خدا کی تدبیر سب سے بہتر اور مضبوط ہے۔
جسے کوئی نہیں توڑ سکتا۔ بادشاہ نے لوگوں کو مامور کیا کہ مسیح علیہ السلام کو پکڑیں صلیب پر چڑھائیں
اور انکی عبرتناک سزا دیں۔ جسے دیکھ کر دوسرے لوگ اس کا اتباع کرنے سے رک جائیں۔
"فبعث فی طلبه من یأخذه ویصلبه ویتکل به (ابن کثیر)" خداوند قدوس نے
اس کے جواب میں مسیح علیہ السلام کو مطمئن فرما دیا کہ میں ان اشقیاء کے ارادوں اور منصوبوں کو
خاک میں ملا دوں گا۔ یہ چاہتے ہیں کہ تجھے پکڑ کر قتل کر دیں اور پیدائش اور بعثت سے جو مقصد ہے
پورا نہ ہونے دیں اور اس طرح خدا کی نعمت عظیمہ کی بے قدری کریں۔ لیکن میں ان سے اپنی یہ
نعمت لے لوں گا۔ تیری عمر مقدر اور جو مقصد عظیم اس سے متعلق ہے پورا کر کے رہوں گا اور تجھ کو
پورے کا پورا صحیح و سالم لے جاؤں گا کہ ذرا بھی تیرا بال بیکا نہ کر سکیں۔ بجائے اس کے کہ وہ لے
جائیں خدا تجھ کو اپنی پناہ میں لے جائے گا۔ وہ صلیب پر چڑھانا چاہتے ہیں۔ خدا تجھ کو آسمان پر
چڑھا لے گا۔ ان کا ارادہ ہے کہ رسوا کن اور عبرتناک سزائیں دے کر لوگوں کو تیرے اتباع سے
روک دیں۔ لیکن خدا ان کے ناپاک ہاتھ تیرے تک نہ پہنچنے دے گا۔ بلکہ اس گندے اور نجس مجمع
کے درمیان سے تجھ کو بالکل پاک و صاف اٹھا لے گا اور اس کی بجائے نہ تیری بے عزتی ہو اور لوگ
ڈر کر تیرے اتباع سے رک جائیں۔ تیرے اتباع کرنے والوں اور نام لینے والوں کو قرب قیامت
تک منکروں پر غالب و قاہر رکھے گا۔ جب تک تیرا انکار کرنے والے یہود اور اقرار کرنے والے
مسلمان یا نصاریٰ دنیا میں رہیں گے۔ ہمیشہ اقرار کرنے والے منکرین پر فائق و غالب رہیں گے۔
بعد ایک وقت آئے گا جب تجھ کو اور تیرے موافق و مخالف سب لوگوں کو میرے حکم کی طرف لوٹنا
ہے۔ اس وقت میں تمہارے سب جھگڑوں کا دوٹوک فیصلہ کر دوں گا اور سب اختلاف ختم کر دیئے
جائیں گے۔ یہ فیصلہ کب ہو گا۔ اس کی جو تفصیل "فاما الذین کفروا فاعذبهم عذابا
شدیدا فی الدنیا" سے بیان کی گئی ہے وہ اس کے مطابق ہے کہ آخر زمانہ سے پیشتر دنیا ہی میں اس کا ظہور
شروع کرا دیا جائے گا۔ یعنی اس وقت تمام کافر عذاب کے نیچے ہوں گے۔ کوئی طاقت ان کی مدد
فریاد کو نہ پہنچ سکے گی۔ اس کے بالمقابل جو ایمان والے رہیں گے ان کو دنیا اور آخرت میں پورا پورا

اجڑ دیا جائے گا اور بے انصاف ظالموں کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔ امت مرحومہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ جب یہود نے اپنی ناپاک تدبیریں پختہ کرلیں تو حق تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ نبی کریم ﷺ کی متواتر احادیث کے موافق قیامت کے قریب جب دنیا کفر وضلالت اور دجل وشیطنت سے بھر جائے گی۔ خدا تعالیٰ خاتم انبیاء بنی اسرائیل حضرت مسیح علیہ السلام کو خاتم الانبیاء علی الاطلاق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ایک نہایت وفادار جرنیل کی حیثیت میں نازل کرکے دنیا کو دکھلا دے گا کہ انبیاء سابقین کو بارگاہ خاتم النبیین کے ساتھ کس قسم کا تعلق ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے اور اس کے اتباع یہود کو چن چن کر مار دیں گے۔ کوئی یہودی جان نہ بچا سکے گا۔ شجر وحجر تک پکاریں گے کہ ہمارے پیچھے یہ یہودی کھڑا ہے۔ قتل کرو حضرت مسیح صلیب کو توڑ دیں گے۔ نصاریٰ کے باطل عقائد وخیالات کی اصلاح کرکے تمام دنیا کو ایمان کے راستہ پر ڈال دیں گے۔ اس وقت تمام جھگڑوں کا فیصلہ ہوکر اور مذہبی اختلاف مٹ مٹا کر ایک خدا کا سچا دین اسلام رہ جائے گا۔ اسی وقت کی نسبت فرمایا "وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته" میرے نزدیک "ثم الی مرجعکم" صرف آخرۃ کے متعلق نہیں بلکہ دنیا وآخرۃ دونوں سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسا آگے تفصیل کے موقعہ پر "فی الدنيا والآخرة" کا لفظ صاف شہادت دے رہا ہے اور یہاں کا قرینہ ہے کہ "الی یوم القيامة" کے معنی قرب قیامت کے ہیں۔ چنانچہ احادیث صحیحہ میں مصرح ہے کہ قیامت سے پہلے ایک مبارک وقت ضرور آنے والا ہے۔ جب سب اختلافات مٹ مٹا کر ایک دین باقی رہ جائے گا۔ والله الحمد اولا وآخرا۔ چند اصولی باتیں اس آیت کے متعلق یاد رکھنے کی ہیں۔ لفظ توفی کے متعلق کلیات ابی البقاء میں ہے: "التوفي في الاماتة وقبض الروح عليه استعمال العامة او الاستيفاء واخذ الحق وعليه استعمال البلغاء" توفی کا لفظ عوام کے یہاں موت دینے اور جان لینے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن بلغاء کے نزدیک اس کے معنی ہیں پورا وصول کرنا اور ٹھیک لینا۔ گویا ان کے نزدیک موت پر بھی توفی کا اطلاق اسی حیثیت سے ہوا کہ موت میں کوئی عضو خاص نہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے پوری جان وصول کرلی جاتی ہے۔ اب اگر فرض کرو خدا تعالیٰ نے کسی کی جان بدن سمیت لے لی تو اسے بطریق اولیٰ توفی کہا جائے گا۔ جن اہل لغت نے توفی کے معنی قبض روح کے لکھے ہیں۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ قبض روح مع البدن کو توفی نہیں کہتے نہ کوئی ایسا ضابطہ بتلایا ہے کہ جب توفی کا فاعل اللہ اور مفعول ذی روح ہو تو بجز موت کے کوئی معنی نہ ہوسکیں۔ ہاں چونکہ عموماً قبض روح کا وقوع بدن سے جدا کرکے ہوتا ہے۔

اس لئے کثرت دعوة کے لحاظ سے اکثر فوت کا لفظ اس کے ساتھ لکھ دیتے ہیں۔ ورنہ لفظ کا لغوی مدلول قبض روح مع البدن کو شامل ہے۔ دیکھئے "اللہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها (الزمر: ۴۲) "کہ توفی نفس (قبض روح) دو صورتیں بتلائیں۔ موت اور نیند۔ اس قسم سے نیز توفی کو انفس پر وارد کر کے اور حین موتها کی قید لگا کر بتا دیا کہ توفی اور موت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اصل یہ ہے کہ قبض روح کے مختلف مدارج ہیں۔ ایک درجہ وہ ہے جو موت کی صورت میں پایا جائے۔ دوسرا وہ جو نیند کی صورت میں ہو۔ قرآن کریم نے بتلا دیا کہ وہ دونوں پر توفی کا لفظ اطلاق کرتا ہے۔ کچھ موت کی تخصیص نہیں۔ "یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنهار (انعام: ۶۰)" اب جس طرح اس نے دو آیتوں میں نوم پر توفی کا اطلاق جائز رکھا۔ حالانکہ نوم میں قبض روح بھی پورا نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر آل عمران اور مائدہ کی دو آیتوں میں توفی کا لفظ قبض روح مع البدن پر اطلاق کر دیا گیا تو کون سا استحالہ لازم آتا ہے۔ بالخصوص جب یہ دیکھا جائے کہ موت اور نوم میں لفظ توفی کا استعمال قرآن کریم ہی نے شروع کیا ہے۔ جاہلیت والے تو عموماً اس حقیقت سے ہی نا آشنا تھے کہ موت یا نوم میں خدا تعالیٰ کوئی چیز آدمی سے منتقل کر لیتا ہے۔ اس لئے لفظ توفی کا استعمال موت و نوم پر ان کے یہاں شائع نہ تھا۔ قرآن کریم نے موت وغیرہ کی حقیقت پر روشنی ڈالنے کے لئے اول اس لفظ کا استعمال شروع کیا تو اسی کو حق ہے کہ موت و نوم کی طرح اخذ روح مع البدن کے نادر مواقع میں بھی اسے استعمال کر لے۔ بہر حال آیت حاضرہ میں جمہور کے نزدیک توفی سے موت مراد نہیں اور ابن عباس سے بھی صحیح ترین اور آخری یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ کما فی روح المعانی وغیرہ۔ زندہ اٹھائے جانے یا دوبارہ نازل ہونے کا انکار سلف میں کسی سے منقول نہیں۔ بلکہ تلخیص الحبیر میں حافظ ابن حجر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور ابن کثیر وغیرہ نے احادیث نزول کو متواتر کہا ہے اور اکمال اکمال المعلم میں امام مالک سے اس کی تصریح نقل کی ہے۔ پھر جو معجزات حضرت مسیح علیہ السلام نے دکھلائے ان میں علاوہ دوسری حکمتوں کے ایک خاص مناسبت آپ کے رفع الی السماء کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ آپ نے شروع ہی سے متنبہ کر دیا کہ جب ایک مٹی کا پتلا میرے پھونک مارنے سے باذن اللہ پرند بن کر اوپر اڑا چلا جاتا ہے۔ کیا وہ بشر جس پر خدا نے روح اللہ کا لفظ اطلاق کیا اور روح القدس کے پھونکنے سے پیدا ہوا۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ خدا کے حکم سے اڑ کر آسمان تک چلا جائے۔ جس کے ہاتھ لگانے یا دو لفظ کہنے پر حق تعالیٰ کے حکم سے اندھے اور کوڑھی اچھے اور مردے زندہ ہو جائیں۔ اگر وہ اس موطن کون و فساد سے الگ ہو کر ہزاروں برس فرشتوں

کی طرح؟ ان پر تندو تند رستم سے جو کیا مشہور ہے" قال فتنده فطار الملئکة فهو معهم حول العرش وصار نصيبا ملكيا سماويا ارضيا"

(بغوی تفسیر حقانی ص ۷۷،۷۸ء، روایات تحریفات)

ناظرین کرام! اب ہم آپ کی خدمت میں مرزا قادیانی کے خیالات پیش کرتے ہیں۔ وہ "مکروا ومکر اللہ" کی تحت میں (ازالہ نمبر ۳ ص ۸ خزائن ج ۳ ص ۳۰۲) میں لکھتے ہیں کہ: "یہودیوں نے نعوذ باللہ! حضرت مسیح کے لئے صلیب کا حیلہ سوچا تھا... خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا اونچا طرف رفع کروں گا۔"

قرآن مجید فرقان حمید کے سیاق و سباق سے یہ روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل کیا سلوک کرنا چاہتے تھے۔ وہ صلیب دے کر قتل کرنا چاہتے تھے۔ یہ بھی عرض کرنا مفید ہوگا کہ اس زمانے میں پھانسی کا طریقہ آج کل کے طریق کا سے پاکل جداگانہ تھا۔ اس زمانہ میں لکڑی کے ایک تختے پر جو صلیب کی شکل پر بنا ہوتا تھا اور جیسے کہ آج تک صلیب کا نشان رائج الوقت ہے۔ گنہگار کو ان کے ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں ٹھونک کر کھڑا کر دیتے تھے۔ اس کے بعد اس کے گھٹنے وغیرہ کی ہڈیاں توڑ دیتے تھے۔ بیچارا مصلوب سسک سسک کر بھوکا پیاسا کئی گھنٹوں میں جان دیتا تھا۔ اس کے بعد اس کی لاش سے انتقام لیتے ہوئے اس کا سر تن سے جدا کیا جاتا تھا۔

بنی اسرائیل کی مجلس شوریٰ بھی خوفناک انتقام مسیح علیہ السلام سے لینا چاہتی تھی۔ جس کا مکمل انتظام ہو چکا تھا۔ بلکہ ہر کوئی طاقت ایسی نہ تھی جو اس انتہائی ظلم و بربریت کو روک سکے۔ یہی وجہ ہے کہ حواری بھی تین پانچ ہونے کو ترجیح دیتے ہوئے سرک گئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر مسیح کے ساتھی قرار دیئے گئے تو ہمارے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو آئے دن ہو رہا ہے۔ اب ایک جان تھی جو بے یار و مددگار تن تنہا اکیلی تھی اور چاروں طرف سے دشمن مکان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ دشمن وقت کے منتظر کھڑے تھے اور ان میں سب سے زیادہ جناب مسیح کا وہ حواری تھا جو تیس درہم کے عوض مسیح کا جاسوس بنا اور جسے دنیا یہودا اسکریوطی کے نام سے ہر صبح کی اذان سے تین دفعہ پہلے مسیح کا انکار کرنے والا کہتی ہے۔ بنی اسرائیل اپنے آخری نبی کے ساتھ انتہائی ذلت و تحقیر کے سلوک پر تلی ہوئی ہے۔ آہ وہ بدبخت قوم نہیں جانتی کہ اس کے بعد ان کی ہدایت کے لئے کوئی نبی ان کی قوم میں بالخصوص مبعوث نہ کیا جائے گا۔ ادھر بنی اسرائیل طرح طرح کے ذلت کے سامان سوچ رہے ہیں۔ ادھر غیرت کردگار جوش رحمت میں وجیہاً فی الدنیا کے بچاؤ اور عزت

کے سامان کر رہی ہے۔ تاریکی کے فرزند نہایت مستعدی سے پہرہ دے رہے ہیں اور قیدی کی ہر طرح سے پوری پوری حفاظت مقصود ہے۔ فقیہ و فریسی اپنی خانقاہوں میں

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

کے مصداق مزے اڑا رہے ہیں۔ ان کے دل نہایت مطمئن ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مقدس تورات کا دشمن کل صبح اپنے کیفر کردار کو پہنچ جائے گا اور ہم اسے نہایت ذلت کی حالت میں بھوکا اور پیاسا جان توڑتے دیکھیں گے۔

جناب کلمۃ اللہ بظاہر قیدی مگر حقیقتاً بالکل آزاد نہایت فرحت و انبساط کے ساتھ لاتعداد ملائکہ میں بادشاہ بنے بیٹھے ہیں اور جان کا ساتھی روح الامین حکم کا منتظر کھڑا ہے اور جیسا کہ قرآن حکیم اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ "وایدناہ بروح القدس (بقرہ: ۲۵۳)" اور جیسا کہ انجیل شریف کا ہم حوالہ دے آئے ہیں۔ جس میں مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ بارہ تمن سے زیادہ فرشتے وہ میرے پاس بھیج دے گا۔

مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے پیشتر اللہ تعالیٰ نے جناب صدیقہ سے یہ وعدہ فرمایا تھا۔ "وجیہاً فی الدنیا (آل عمران: ۴۵)" یعنی وہ دنیا میں صاحب مراتب و وجاہت ہوگا اور اللہ کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے۔ "ان اللہ لا یخلف المیعاد (الرعد: ۳۱)" اور اللہ تعالیٰ کے بول ہمیشہ سچے ہوتے ہیں۔ "لا تبدیل لکلمات اللہ (یونس: ۶۴)" اب واقعات پر نظر دوڑایے اور حالات کو سوچیے کہ بچپن سے جناب مسیح پر پیدائش بن باپ کے طعن و تشنیع شروع ہے اور ہمیشہ چلی آتی ہے۔ اس کے بعد قوم ہے کہ وہ بات سننا گوارہ نہیں کرتی اور ان کی شقاوت بھی اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ وہ جان لینے کی ٹھن گئی ہے۔ دوسرے چند حواری تھے جو جان کے خوف سے چھپتے رہے۔ چند ایک خدا پرست لوگ دبی زبان سے مسیح کی رسالت پر ایمان لائے نہ دولت پاس تھی نہ حکومت نہ نوکر تھے نہ چاکر نہ پیادہ فوج تھی نہ رسالے نہ توپیں اور کوئی ظاہری اسباب ایسے تھے جن سے "وجیہا فی الدنیا" ثابت ہو سکے۔ تقریباً ساڑھے تینتیس برس کی عمر میں شام کی زمین آپ پر تنگ کر دی گئی اور معصوم جان کو تلف کرنے کے لئے حکومت وقت کے علاوہ ہزاروں فقیہ و فریسی تل گئے اور اس طرح سے خدا کا وعدہ "وجیہا فی الدنیا" کسی دوسرے وقت کا منتظر ہوا اور جیسا کہ جناب صدیقہ کو ایک اور خوشخبری بھی دی گئی تھی۔ جس کا پورا ہونا بھی از بس ضروری تھا۔ "ویکلم الناس فی المهد وکهلا (آل عمران: ۴۶)" کہل ادھیڑ عمر کو کہتے ہیں

در جوانی چالیس برس تک رہتی ہے تو گویا مسیح علیہ السلام کو یہ عمر ابھی نصیب ہی نہیں ہوئی اور نہ ہی آپ نے ابھی وعدہ الٰہی کے مطابق باتیں کی ہیں اور یہ ادھیڑ عمر میں باتیں کرنا بھی ایک راز خداوندی ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ بچہ بھی دنیا اس عمر میں باتیں کرتی ہے۔ مسیح کا کہل میں باتیں کرنا حکمت خداوندی کے مطابق ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ کہل کی عمر کتنے سو برس بعد آپ کو ملے گی۔ مگر دیکھنے والے یہی اندازہ کریں گے کہ آپ کی عمر پچاس سے متجاوز نہیں۔ یہ بھی ایک معجزہ ہوگا۔ بہرحال یہ دوسرا وعدہ بھی معرض التوا میں ہے اور چونکہ یہ وعدے من جانب خدا ہیں۔ اس لئے ان پر ایمان لانا ایمانی فرض ہے جیسا کہ خدا کی توحید خاتمیت اللہ اور جنات کے وجود اور حشر کے دن پر، بہت بدنصیب ہے وہ جو خدا کے وعدے پر ایمان نہ لائے یا ان کی بودی تاویلیں کر کے دنیا کو گمراہ کرے۔ اس کے بعد حالات کی نزاکت کو دیکھئے کہ یہود نامسعود مسیح علیہ السلام سے کیا چاہتے تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی جناب مسیح کے متعلق اپنا عقیدہ بیان کرتا ہے کہ ”پھر بعد اس کے مسیح ان کے حوالے کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے۔ گالیاں سننا ملا۔ پیچھے کھانا ہنسی اور ٹھٹھے میں اڑائے جانا اس نے دیکھا آخر صلیب پر چڑھا دیا۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۸۸، خزائن ج ۳ ص ۲۹۵)

”یہودیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ قتل بھی کئے گئے اور صلیب بھی دیئے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلے صلیب دے کر پھر ان کو قتل کیا گیا۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۷، خزائن ج ۲۱ ص ۳۳۵)

”عیسائیوں کا یہ بیان کہ درحقیقت مسیح پھانسی کی موت سے مر گیا اور عیسائیوں کے لئے کفارہ ہو گیا۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۷۲، خزائن ج ۳ ص ۲۹۲)

بہرحال مرزائی عیسائی اور یہودی اس بات پر متفق ہیں کہ مسیح نعوذ باللہ ذلت کی زندگی میں صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ گویا دنیا میں وجاہت نصیب نہیں ہوئی اور اس پر بھی ان تینوں قوموں کا ایمان ہے کہ یہودیوں کا مکر مسیح کے ساتھ یہی تھا کہ صلیب پر چڑھائیں اور ذلت کی موت ماریں۔ اب کلام مجید کو دیکھئے وہ پر زور اس کی تردید کرتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا نہ ہی مسیح کی ذلت کسی نے کی نہ ان سے کوئی ٹھٹھا کر سکا۔ نہ وہ صلیب پر دیئے گئے نہ ان کو کوئی قتل کر سکا۔ چنانچہ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یہ ناپاک ارادہ کیا تو ہم نے جہاں مریم صدیقہ کے ساتھ چند وعدے مسیح کے متعلق کئے تھے وہاں خود مسیح کے ساتھ ایک وعدہ کیا اور وہ یہ ہے۔ ”اذ قال الله یعیسی انی متوفیك ورافعك الیّ ومطهرك من الذین كفروا (آل عمران:۵۵) “جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں تجھ کو پورا لینے والا

ہوں اور اپنی طرف تجھے اٹھانے والا ہوں اور ان یہود سے تجھے پاک کرنے والا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے جناب کلمتہ اللہ سے یہ وعدہ کیا کہ میں تمہیں روح مع الجسم کے ساتھ لینے والا ہوں۔ یہ وعدہ عیسیٰ علیہ السلام سے ہو رہا ہے۔ جو روح مع الجسم سے مرکب تھا۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں صرف تیری روح کو لینے والا ہوں۔ نہیں جناب عیسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ ہم تمہیں لینے والے ہیں یہاں موت کا کوئی تصور ہی نہیں اور اگر بفرض محال اس کے یہی معنی کئے جائیں جیسا کہ مرزا قادیانی کرتا ہے کہ میں تمہیں موت دینے والا ہوں تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہود تجھ کو مصلوب کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور چونکہ حکومت ان کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے اس حالت میں نعوذ باللہ میں تیری مدد کرنی چاہتا ہوں۔ مگر مرعوب ہوں اور وہ زائد مسدود ہیں۔ اس لئے اس وقت مدد نہیں کر سکتا۔ ہاں تیری روح قبض کر دوں گا۔ سبحان اللہ کیا عجیب چیز ہے۔ روح تو سب ہی کا قبض ہوتا ہے پھر اس میں کیا تخصیص ہے ایک اور بے تکی بھی سنئے مرزائی ترجمہ اس آیت کا یہ ہوا کہ اے عیسیٰ میں تمہیں مارنے والا ہوں اور تیری روح اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

العیاذ باللہ کلام مجید کی بلاغت پر دھبہ آتا ہے۔ کیونکہ تکرار آ گیا ہے۔ جو چیز ایک آیت سے بخوبی نکل سکتی تھی یعنی انی متوفیک میں تجھے مارنے والا ہوں اور جب مر گیا تو روح خود بخود پرواز کر گئی۔ یہ تکرار کیوں کی میں تمہیں مارنے والا ہوں۔ میں تمہاری روح لینے والا۔ مارنا اور روح کا لینا ایک ہی چیز تھی۔ کلام مجید کی بلاغت پر دھبہ لگا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ ترجمہ غلط ہے۔ صحیح نہیں اور اس کے غلط ہونے کے بہت سے وجوہ ہیں اور سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر بقول مرزا جناب مسیح کو موت آ گئے تو یہود نا مسعود کی تائید ہوئی۔ کیونکہ وہ بھی چاہتے تھے۔ گویا یہود کی خفیہ تجویز کامیاب ہوئی اور خدا کی خفیہ تدبیر ناکام ہوئی۔ حالانکہ اللہ نے اپنے لئے خیر الماکرین فرمایا ہے۔ اس لئے اس کا ترجمہ وہی صحیح ہے جو شارع علیہ السلام سے لے کر آج تک اجماع امت میں چلا آیا ہے۔ چنانچہ ذیل میں اس بزرگ ہستی کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو عند المرزا نہایت معتبر اور جس کے لئے حضور سرکار مدینہ نے فہم کی زیادتی کی دعا فرمائی تھی اور جو قرآن کو اول نمبر پر سمجھنے والے تھے۔ (ازالہ اوہام ص ۲۴۷ خزائن ج ۳ ص ۲۲۵)

چنانچہ ترجمان رسول حضرت ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں۔ ”فاجتمعت الیہود علی قتلہ فاخبرہ اللہ بانہ یرفعہ الی السماء ویطہرہ من صحبۃ الیہود (نسائی وابن مردویہ ذکرہ فی السراج المنیر ج ۱ ص ۲۲۹ طبع بیروت)“

یعنی جب یہود مسیح کو قتل کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اسے خبر دی کہ

میں تجھے آسمان پر اٹھاؤں گا اور کفار یہود کی صحبت سے پاک رکھوں گا۔"

اور ایسا ہی (تفسیر معالم ج اص ۱۶۱) میں ابن عباس سے روایت مرقوم ہے۔

جب وہ شخص جو مسیح کو پکڑنے کے لئے گیا تھا۔ مکان کے اندر پہنچا تو خدا نے جبرائیل کو بھیج کر مسیح کو آسمان پر اٹھا لیا اور اسی بدبخت یہودی کو (یعنی یہوداہ اسکریوطی) مسیح کی شکل پر بنادیا۔ پس یہود نے اس کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا۔"

امام فخر الدین رازی (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۱،۷۲) میں زیر آیت "واذ قال الله یا عیسیٰ" حسب ذیل ارشاد فرماتے ہیں۔

یہ مکر الٰہی اس وقت پایا گیا جب کہا خدا نے انی متوفیک ورافعک کے معنی ہیں۔ اے عیسیٰ میں تیری عمر پوری کروں گا اور پھر تجھے وفات دوں گا۔ پس میں ان یہود کو تیرے قتل کے لئے نہیں چھوڑوں گا۔ بلکہ میں تجھے اپنے آسمان اور ملائکہ کے مقر کی طرف اٹھاؤں گا اور تجھ کو ان کے قابو میں آنے سے بچاؤں گا اور یہ تفسیر نہایت ہی اچھی ہے۔ تحقیق توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو ہر لحاظ سے اپنے قابو میں کر لینا اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ بعض آدمی خیال کریں گے کہ حضرت عیسیٰ کا جسم نہیں روح اٹھالی گئی تھی۔ اس واسطے انی متوفیک کا فقرہ استعمال کیا۔ تاکہ یہ کلام دلالت کرے اس بات پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم بمعہ روح آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ ان کی توفی کے معنی زمین سے نکل کر آسمان کی طرف اٹھایا جانا ہے اور اگر کہا جائے کہ اس صورت میں تو توفی اور رفع میں کوئی فرق نہ ہوا۔ بلکہ دونوں ہم معنی ہوئے۔ اگر ہم معنی ہوئے تو پھر رافعک الیّ کا فقرہ بلا ضرورت تکرار کلام میں ثابت ہوا۔ جواب اس کا ہم یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انی متوفیک سے صرف حضرت عیسیٰ کی توفی کا اعلان کرتا ہے اور توفی ایک عام لفظ ہے۔ جس کی ماتحت بہت قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک توفی موت کے ساتھ ہوتی ہے اور ایک توفی آسمان کی طرف بمعہ جسم اٹھا لینا ہے۔ پس جب انی متوفیک کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ورافعک الیّ تو اس فقرہ سے توفی کی ایک قسم مقرر ومعین ہوگی۔ پس کلام میں تکرار نہ رہا اور مطہرک من الذین کفروا کے معنی یہ ہیں کہ میں تجھے ان یہود کی صحبت سے جدا کرنے والا ہوں اور تیرے اور ان کے درمیان علیحدگی کرنے والا ہوں اور امام جلال الدین سیوطیؒ (تفسیر جلالین ص ۵۲) "واذ قال الله یا عیسیٰ" کی تحت میں فرماتے ہیں۔

"جب کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ میں تجھ کو اپنے قبضے میں کرنے والا ہوں اور دنیا سے بغیر موت کے آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے الگ کرنے والا ہوں۔ کافروں کی صحبت

سے اور تیرے تابعداروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک دلائل اور تلوار سے غالب رکھنے والا ہوں اور امام فخر الدین رازیؒ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۱، ۷۲) "واذ قال اللہ یا عیسیٰ" کے تحت میں فرماتے ہیں۔

"قول انی رافعک الیّ تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ اٹھالیا اور واؤ ترتیب کا تقاضا نہیں کرتی۔ پس سوائے اس کے کچھ نہ باقی رہا کہ کہا جائے کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہے اور معنی یہ ہیں کہ میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کفار سے بالکل پاک و صاف رکھنے والا ہوں اور تجھے دنیا میں نازل کرنے کے بعد وفات کرنے والا ہوں اور اس قسم کی تقدیم و تاخیر قرآن شریف میں بکثرت ہے۔"

ان تراجم و تفاسیر سے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہود کا وہ ناپاک منصوبہ جو جناب کلمۃ اللہ کے لئے انہوں نے تجویز کیا تھا کہ قتل کریں گے اور صلیب پر چڑھائیں گے یا طرح طرح سے ہنسی ٹھٹھا کریں گے اور تمسخر اڑائیں گے۔ پورا نہیں ہوا بلکہ مالک الملک نے ان کی تدبیر سوء کے مقابل تدبیر خیر کی اور وہ بھی وعدہ تھا جو بلا توقف ایفاء کا مقتضی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب جبرائیل اور اس کے ماتحتوں کو بھیجا۔ جیسا کہ اس کے وعدے کے الفاظ صاف دلالت کرتے ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو پورا لینے والا ہوں اور اپنی طرف تجھے اٹھانے والا ہوں اور ان یہود سے تجھے پاک کرنے والا ہوں۔ جناب جبرائیل کلمۃ اللہ کو اس مکان سے جس میں کہ وہ محصور تھے نکال کر آسمان پر لے گئے اور اس طریق سے یہود نامسعود سے آپ کو پاک کیا اور ویسے بھی مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وہ وہ معجزات عطاء کر رکھے تھے جن کی نظیر ہی نہیں۔ مثلاً مادرزاد کوڑھی اور اندھوں کا اچھا کرنا، مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مارنا اور ان کا پرواز کرنا، مردوں کو زندہ کرنا یہ سب باتیں دلالت کرتی ہیں کہ ان میں کوئی خاص طاقت تھی اور جب ایسی ایسی خوبیاں موجود تھیں اور ان کا انکار نہیں کیا جا سکتا تو اس کا انکار کس طرح کیا جائے کہ مردے تو آپ کے حکم پر زندہ ہوں۔ اندھے سوجھاکے ہو جائیں۔ مادرزاد کوڑھے چنگے بھلے ہو جائیں اور جب اپنی جان خطرے میں ہو تو بے بس رہیں۔ یہ غیر ممکن ہے کہ جب ان تمام معجزات کو مانا جاتا ہے جو بظاہر ناممکن اور سنت اللہ کے خلاف ہیں اور جن کا فاعل مسیح علیہ السلام ہے تو مسیح کے رفع الی السماء کو کیوں نہ مانیں۔ جس کا فاعل باری تعالیٰ ہے۔ یا تو خدا کی قدرتوں اور طاقتوں کا سرے سے انکار کریں کہ مولا کو یہ طاقت نہیں کہ وہ کرۂ زمہریر و آتشین سے کسی خاکی کو لے جا سکے اور اگر یہ خیال فاسد باطل ہے تو ایک انسان کیا وہ چاہے تو تمام مخلوق کو لے جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ "واللہ علیٰ

کل شیء قدیر" ہے۔ وہ خطرناک کتے جو برف اور آگ سے بنا دیتے ہیں وہ بھی اسی کی مخلوق
ہیں اور انسانوں سے زیادہ تابع فرمان ہیں اور خدا کی حمد و تقدیس ہمہ وقت بیان کرتے ہیں۔ جیسا
کہ قرآن حکیم شاہد ہے "کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ (النور: ۴۱)" ہر چیز اس کے تابع
فرمان ہے اور اپنی زبان میں اس کی حمد و شکر کرتی جاتی ہے۔ جمادات ہی کو دیکھئے اور مثال کے طور
پر جناب داؤد علیہ السلام کے واقعہ ہی کو لے لیجئے۔ قدرت نے انہیں وہ لحن عطا کیا تھا جس کی نظیر
ہی نہیں۔ آپ جب حمد و ثنا کرتے تھے تو پرند اور پہاڑ جواب دیتے تھے۔ جیسا کہ قرآن شاہد ہے
"یاجبال اوبی معہ والطیر (سبا: ۱۰)" اس کے علاوہ جناب ابراہیم کی مثال آپ کے
سامنے ہے۔ نمرود کی وہ جس میں ہزاروں من لکڑیاں جل چکی تھیں اور جس پر پرند پرواز کرنے
سے عاجز تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ایک ہی حکم سے "قلنا یانار کونی بردا وسلاما علی
ابراھیم (الانبیاء: ۶۹)" ٹھنڈی ہو گئی۔ مفسرین برداً وسلاماً کی تفسیر میں متفقہ طور پر لکھتے ہیں کہ
اگر سلاماً والی سردی نہ کہا جاتا تو وہ آگ سرد ہوتی کہ ابراہیم سردی سے "واصل الی الحق" ہو
جاتے۔ مزید یہ کہ نیل ہی کو دیکھئے کہ جو قبطیوں کے لئے قہار بنا وہاں سبطیوں کے لئے رحیم بھی
تھا۔ اس لئے خدا کی وہ مخلوق جو کرہ زمہریر ہو یا آتش کی کیا طاقت ہے جو اللہ کی مرضی کے
خلاف سر مو بھی فرق لائے۔ ہاں آج کل کے فلسفی بھلا اس بات کو کیا جانیں کہ وہ شیاطین آسمان
کی طرف صعود کرتے ہیں اور ملائکہ کے کاروبار اور باتوں کو سننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
کے دربان پہلے ہی دن سے اس بات پر مامور ہیں کہ جب وہ آویں تو آگ کے شعلوں سے ان
کی تواضع کی جائے۔ چنانچہ یہ ایک عام مشاہدہ کی چیز ہے۔ جسے عرف عام میں ستاروں کا ٹوٹنا
کہا جاتا ہے۔ حالانکہ آج کل کے فلسفی تو اس بات پر تل گئے ہیں کہ چاند اور ستاروں میں شہر آباد
ہیں اور کوشش ہو رہی ہے کہ ان کے مکینوں سے ہم کلامی ہو۔ گو سائنس اور فلسفہ کلام مجید کے سامنے
بیسیوں دفعہ خجل و شرمندہ ہوا اور ہوتا رہے گا۔ مثلاً کلام مجید نے اعلان کیا کہ تمہارے ہاتھ اور پاؤں
تمہاری بد اعمالیوں کی ویسی ہی گواہی دیں گے جیسے کہ تمہاری زبان ترجمانی کرتی ہے۔ یہ سن کر
فلسفیوں کے پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے۔ اس آیت کریمہ پر "تشھد ارجلھم
(یٰسین: ۶۵)" طرح طرح سے ایک کافی مدت تک اعتراض ہوتے رہے۔ آخر ٹوگراف ایجاد
ہوئی تو منہ پر تالے پڑ گئے۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے جنگ موتہ کا واقعہ بیان فرمایا جو قریباً
ایک مہینہ کی مسافت پر واقع تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا زید شہید ہوا اب علم جعفرؓ نے ہاتھ میں لیا وہ
بھی واصل الی الحق ہوا۔ اس کے بعد علم اسلام عبداللہ بن رواحہؓ نے ہاتھ میں لیا وہ بھی شہید ہوا۔

اس کے بعد علم خالد بن ولیدؓ جو خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے نے سنبھالا اور خدا کی مہربانی سے کامیاب ہوا۔ اسی حالت میں آپ جعفرؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ جعفرؓ کی بیوی بچوں کو نہلا کر سرمہ لگا رہی تھی۔ آپ بچوں کو دیکھ کر آب دیدہ ہو گئے اور زانوں پر بٹھا لیے۔ اسماءؓ نے پوچھا کیا ان کے والد کی کوئی خبر آئی ہے۔ فرمایا ہاں وہ شہید ہوا۔ ایسی اسکی اور سینکڑوں اخبار مدتوں فلسفیوں کا کھلونا بنی رہیں۔ بالآخر ٹیلی فون ریڈیو تار یہ ایجاد ہو گئیں تو شرم کے آنچل سے منہ چھپانا پڑا۔

یہاں تو معاملہ ہی صاف ہے۔ خالق کائنات اپنی مخلوق کو جہاں چاہے اور جس طریق سے چاہے لے جائے اور رکھے کسی کا کیا حق ہے کہ زبان کو ذرا سی جنبش بھی کرے۔ جب کہ قرآن حمید میں ایسے بھی واقعات موجود ہیں۔ جناب سلیمان علیہ السلام کے عہد رسالت میں جہاں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر شاہی دے رکھی تھی۔ وہاں جنات پر بھی شہنشاہی تھی اور پرندوں کی بولی چال پر بھی خاص تصرف تھا۔ ایک دن جب کہ آپ فوج کا جائزہ لے رہے تھے۔ پرندوں میں سے ہدہد کو غائب پایا۔ اظہار ناراضگی فرماتے ہوئے غیر حاضری پر تعجب کیا اور معقول عذر پر معافی دی۔ جب وہ حاضر ہوا تو عرض کی کہ میں نے آج ایک ایسے ملک پر پرواز کیا ہے جس کے لوگ چاند اور سورج کی پرستش کرتے ہیں اور ان پر ایک عورت حکمران ہے اور اس کی عدالت کا تخت بہت عمدہ اور بڑا ہے۔ آپ نے نامۂ ہدایت بھیجا۔ جس میں خدائے واحد اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی تلقین فرمائی۔ اس نے اس کے جواب میں نبوت اور سلطنت کے امتیاز کے لئے تحائف بھیجے۔ آپ نے اس کے جواب میں ناراضگی پائی اور سختی سے توحید پر ایمان لانے کو لکھا۔ اس وقت آپ دربار عام میں اجلاس فرما رہے تھے اور رسالت کا رعب آپ کے فرق مبارک سے ٹپک رہا تھا۔ جلالت نبوت میں آپ نے مصاحبین پر نظر دوڑائی اور فرمایا: "ایکم یاتینی بعرشها قبل ان یاتونی مسلمین" "تم میں سے کون ہے جو اس سے پہلے کہ وہ مسلمان ہو کر آئے۔ اس کا تخت یہاں اٹھا لائے۔" قال عفریت من الجن انا آتیک به قبل ان تقوم من مقامک (النمل۔۳۹) "جنات میں سے ایک دیو بولا میں لا سکتا ہوں۔ اس کو اس سے پہلے کہ آپ کھڑے ہوئے اپنی جگہ پر بیٹھ جائیں۔ یعنی جو وقت کھڑے ہونے اور بیٹھنے میں خرچ ہوتا ہے۔ اسی تھوڑے سے وقت میں اس بھاری بھرکم تخت کو آپ کی خدمت میں حاضر کر سکتا ہوں اور اس پر میں زبردست امانت دار بھی ہوں۔ اس کے بعد ایک اور نے یوں لب کشائی کی" قال الذی عنده علم من الکتاب انا آتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک (النمل: ۴۰) "عرض کیا جناب میں لا سکتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ آنکھ جھپکیں۔ کیونکہ مجھے توریت کا علم دیا گیا ہے۔

انصاف خداوند کا ہم اور اس کی مخلوق کے ادنیٰ افراد کو یہ طاقت ہو کہ دو بستیوں کی مسافت سے بھاری جہاز تخت آن واحد میں لا سکنے میں قدرت رکھتے ہوں اور لا کر حاضر کر دیں۔ مگر وہ خالق جہاں جو ساری دنیا و مافیہا کا مالک ہو رزاق ہو۔ اپنی مرضی و مشیت کے مطابق جہاں چاہے لے جانے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ مرزائی گویا جہالت سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ طاقت و قدرت تو ہے مگر وہ اپنے قوانین کو نہیں بدلتا۔ جس کا سہل اور صحیح جواب تو یہ ہے کہ قانون قدرت کی تابعداری ہمارے لئے ہے نہ کہ خالق جہان ذات کے لئے۔ ہم زکام سردی سے تنگ فرمان ہیں۔ وہ کسی قانون و حکم کا تابع نہیں۔ ورنہ اگر ہماری طرح وہ بھی تابع اشیاء ہو جائے تو واللہ علیٰ کل شئی قدیر کیسے اس طاقتوں اور قدرتوں کی مصداق ہی نہیں۔ جیسا کہ ہم مرزا قادیانی کے حوالوں سے مکمل ثابت کر آئے ہیں۔ جب انسان کا آسمان پر لے جانا تو کیا وہ تو وہ سب قدرت رکھتی ہے جو ان یشاء یذھبکم ویأت بخلق جدید وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز (ابراھیم ۲۰،۱۹) کا اعلان فرماتی ہے۔ یعنی اگر وہ مالک لطف چاہے تو ہم سب کو ایک سیکنڈ کے بیسیوں حصے میں صفحہ ہستی سے ہلاک غرق کر دے اور اس سے تھوڑے عرصے میں ایک اسی طرح کی اور نئی مخلوق ہماری طرح کھانے پینے اور جھگڑنے والی لا دے اور ہم تو یہی کہیں گے کہ یہ تقاضا محال و غیر ممکن ہے۔ مگر وہ خالق جہاں کے فرمان کے مطابق نہایت آسان ہے اور یہ مسیح علیہ السلام کے لئے روح الامین کو بھیج کر منگانا بھی ہم منکر اور ایمان والوں کی تسلی کے لئے تھا ورنہ وہ پاک ذات تو اتنی زبردست و قدرت آور ہے کہ جب وہ ارادہ کرتی ہے کسی امر کا تو بس اتنا ہی حکم کرتی ہے کہ ہو جا بس حکم کے ساتھ ہی وہ ہو جاتی ہے۔ نہ اسے ہماری طرح بودے سہارے اور وسائل مطلوب ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی ضرورت ہے۔ ہاں اس کے قادر و توانا ہونے کا ایمان ہونا چاہئے۔ کتب سیر میں لکھا ہے کہ نوح کے طوفان کے وقت ایک ایماندار بوڑھی غریب عورت تھی جب جناب نوح نے طوفان کی آمد کی خبر دی تو قوم نے استہزاء کیا مگر وہ ڈر گئی اور ایمان لائی۔ چنانچہ جب بھی وہ نوح علیہ السلام سے ملاقی ہوئی۔ عرض کرتی جناب نوح طوفان کے وقت مجھے یاد رکھنا اور اپنی کشتی میں مجھے بھی جگہ دینا۔ اتفاق کی بات ہے کہ طوفان کے موقعہ پر وہ نوح علیہ السلام کی یاد سے اتر گئی۔ جب دنیا زیر و زبر ہو گئی اور پانی کا فور ہوا تو آپ کشتی سے اترے نہ کہیں مکان تھے نہ گل نہ باغ تھے نہ وادیاں۔ ایک ہو کا عالم تھا۔ جو چاروں طرف ہو رہا تھا۔ چلتے چلتے جھگی کی طرف کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی۔ تعجب ہوا بڑھ کر دیکھی۔ سامنے جھونپڑا نظر آیا۔ دروازہ بند تھا۔ دستک دی تو وہی بڑھیا لڑکھڑاتی سامنے آئی اور کہا جناب نوح کیا طوفان کے آنے کا دن آ گیا اور مجھ [illegible] نہ ہو۔ جناب نوح نے جواب دیا ماں۔

وہ تو گندہ ہو چکا اور دنیا فرق ہوئی۔ اس نے تعجب سے ہاتھوں کو ملا اور کہا واللہ مجھے تو اس کا کچھ علم بھی نہ ہوا۔ آپ نے جواب دیا تم روز گیہوں کو دیکھتی ہو مگر وہ چند گیہوں جو کیلی کے ساتھ چپٹے رہتے ہیں صحیح وسالم ہی رہتے ہیں۔ ان پر کوئی آنچ تک نہیں آتی۔ اسی طرح جو خدائے واحد کی واحدانیت سے لو لگا رکھتے ہیں وہ ہمیشہ محفوظ و مامون رہتے ہیں۔ تو حاصل یہ ہوا کہ ایمان ہونا چاہئے دیکھئے ہمیں تعلیم ہی کچھ ایسی دی گئی ہے۔ یؤمنون بالغیب ظاہری آنکھ سے ہم نے خدا کو نہیں دیکھا۔ ملائکہ اور جنات کو نہیں دیکھ سکتے۔ سرور دو جہاں ﷺ کو نہیں دیکھا۔ قرآن منزل من اللہ ہوتے نہیں دیکھا۔ معراج جسمانی کے ہم شاہد نہیں۔ شق القمر کے ہم تماشائی نہیں۔ اس کے علاوہ اور سینکڑوں چیزیں ایسی ہیں جو ہمارے مشاہدے میں نہیں آئیں۔ مگر ہم سب کا اس پر کامل بھروسہ اور ایمان ہے کہ یہ سب چیزیں صحیح اور درست ہیں۔ حالانکہ ہمارے عقل و فکر سے وراء الوراء ہیں۔ اصل میں ہمارے ایمان ایمان نہیں رہے یا تو وہ سرے سے ہم سے کنارہ کش ہوگئے یا وہ توہمات باطلہ سے اس قدر کمزور ہیں کہ ان میں وہ اہلیت کا مادہ ہی نہیں خیر القرون میں ہمارے جیسے چند ایک گنوار دیہاتی سرکار مدینہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور ایمان لانے کا اقرار کیا۔ زبان فیض ترجمان سے مشیت الٰہی یہ جواب دلوایا۔

"قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا (حجرات:۱۴) "کہا گنواروں نے کہ ایمان لائے ہیں ہم کہہ دے میرے حبیب کہ نہیں ایمان لائے تم ولیکن یہ کہو کہ مسلمان ہوئے ہم اور ابھی نہیں داخل ہوا۔ ایمان بیچ دلوں تمہارے کے" اور یہاں تو مسیح علیہ السلام کے آسمان پر جانے میں اشکال ہی نہیں۔ جب کہ سرور دو جہاں ﷺ کا معراج جسمانی ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے اور جمہور امت کا اس پر ایمان ہے ارشاد ہوتا ہے "سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصا الذی (بنی اسرائیل:۱) "وہ پاک ذات ہے جو رات لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔"

مگر افسوس یہاں بھی مرزائی اپنی کم عقلی کا ثبوت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ کو خواب میں سیر کرایا گیا اور یہ چیزیں روح نے دیکھیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے بندے کو سیر کرایا۔ اب بندہ روح مع الجسد دونوں کا مجموعہ ہے۔ اسی طرح یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ میں عیسیٰ روح مع الجسد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ عیسیٰ کو پورا پورا لینے کا وعدہ فرمارہے ہیں۔ نہ کہ خالی روح کو اور یہ روح کی حقیقت بھلا مرزا جیسے پاگل کیا جانیں۔ حالانکہ وہ

ٹوٹی پھوٹی گفتگو ذری عربی سرقہ کر کے جو ذکر تو زمانے پر ہی قادر تھے۔ غور سے سنئے ہم اسی روح میں سے عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا ثابت کرتے ہیں۔ مگر گوش ہوش چاہیے اور دل کی صفائی ارشاد ہوتا ہے۔ ’’ویسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی (بنی اسرائیل:۸۵)‘‘ سوال کرتے ہیں اے محمد ﷺ تجھ سے روح کیا ہے۔ کہہ دے روح میرے مالک کا ایک حکم ہے۔ ناظرین! آپ نے ابھی اسی کتاب میں زکریا علیہ السلام کے بیان میں پڑھا ہے کہ جناب یحییٰ نے یہ بشارت دی گئی۔ ’’ومصدقا بکلمة من الله (آل عمران:۳۹)‘‘ یعنی میں ایک کلمتہ اللہ کی تصدیق کرتا ہوں اور کلمتہ اللہ کا ترجمہ ہے روح اللہ کا یا حکم اللہ کا۔

اس کے بعد جناب مریم کو ملائکہ نے ایک بشارت دی اور وہ یہ ہے۔ ’’ان الله یبشرك بکلمة منه (آل عمران:۴۵)‘‘ یعنی تحقیق اللہ تجھ کو خوشخبری دیتا ہے اپنے ایک حکم کی۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ کلمتہ اللہ یا روح اللہ کون ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ ’’کلمة القاها الیٰ مریم (نساء:۱۷۱)‘‘ ﴿وہ اللہ کا کلمہ تھا جو مریم کی طرف القا کیا گیا تھا۔﴾

اور ان کلمات کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ’’والی الله ترجع الامور (بقرہ:۲۱۰)‘‘ ﴿اسی اللہ کی طرف تمام امور رجوع ہوتے ہیں۔﴾

’’الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه (فاطر:۱۰)‘‘ ﴿اسی کی طرف چڑھتے ہیں کلمے پاک اور عمل نیک بلند ہوتے ہیں۔﴾

ثابت ہوا کہ خدا کے کلمات خدا کی طرف ہی لوٹ جاتے ہیں اور مسیح چونکہ کلمتہ اللہ تھے۔ اس لئے اللہ ہی کی طرف لوٹ گئے۔

مرزائی صاحبان ایک اور اعتراض کر کے جہلاء کو عموماً پھسلایا کرتے ہیں وہ یہ سرور دوجہاں خاتم النبیین ﷺ جو تمام انبیاء کے سردار ہیں اور جو ساری مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ وہ تو مدینہ طیبہ میں آرام کریں اور بنی اسرائیل کا آخری نبی آسمان کو زینت بخشے۔ اس میں حضور سرور کائنات ﷺ کی ہتک ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کی اس میں ہتک نہیں ہے۔ بلکہ کمال عزت ہے کہ ان کے عہد رسالت میں ایک صاحب کتاب رسول ایک وفادار جرنیل کی حیثیت سے اسوۂ نبی ﷺ پر چلتا ہوا مہدی امام کی اقتداء میں نماز پڑھے۔ حضور کی صداقت کو روشن کرنے کے لئے پیش گوئی کو پورا کرے۔ آسمان سے آوے اور نبی عربی کی سلامی کو روضہ اطہر پر حاضر ہو اور حسب پیش گوئی سرکار مدینہ حج کرے۔ صلیب کو توڑے۔ خنزیر کا کھانا حرام قرار دے۔ تثلیث کو باطل ثابت کرے۔ تمام اہل کتاب کو لوائے محمدی کی پناہ میں لاوے اور اس قدر

عاشق زار ہو کر زندگی میں امت محمدیہ میں ہونے کی خواہش کرے اور جب دم واپسیں ہو تو محمد عربی ﷺ کے روضۂ اطہر میں دفن ہونے کی آرزو کرے اور آپ ﷺ کے پہلو میں دفن ہو اور لطف تو یہ ہے کہ سب پیشگوئی ہے کہ آپ ﷺ روز جزا کو جناب صدیقؓ و عمرؓ کے درمیان اللہ کے دو محبوب اکٹھے اٹھیں۔ ذیل میں ایک مضمون جناب مولانا شیخ الحدیث والتفسیر مولوی شبیر احمد عثمانی صدر المدرسین کا پیش کیا جاتا ہے۔ پڑھئے اور سر دھنئے۔

"افضل البشر کی عظمت میں کسی کا کیا منہ ہے کہ ہم سے گوئے سبقت لے جائے۔ ایک وہ ہیں جن کے خیال میں حضرت مسیح علیہ السلام ہمارے چوتھے آسمان پر رہ کر افضل بن سکتے ہیں اور ہم وہ ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ واللہ وہ سرزمین جس پر سرور کائنات ﷺ کے قدم پڑتے ہیں۔ اس آسمان سے ہزار درجہ افضل ہے۔ جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ اس کے غیر متناہی فرشتے بھی آباد ہیں۔ ایک وہ ہیں جو مکین کو مکان کی وجہ سے شرف دیتے ہیں اور ہم وہ ہیں جو مکان کو مکین کی وجہ سے اشرف سمجھتے ہیں۔ "لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد (بلد: ۲،۱) "اے محمد ﷺ میں اس شہر مکہ کی قسم اس لئے کھاتا ہوں کہ تو اس میں رہتا ہے۔ خدا کی جنت اس کے نام کے گرد دور کرتی ہے اور اس کے جہنم اس کے جبر کے نام سے خائف ہیں۔ کوئی نہیں جس پر ایمان لانا اس کے بعد درست ہو۔ اس لئے کہ اب وہ آ گیا جو سارے جہاں کو تسلی دینے والا ہے۔ ہر پیاسا اس کے کوثر رحمت سے سیراب ہوگا۔ ہر بھوکا اس کے دسترخوان سے شکم سیر ہوگا اور ہر خائف اس کے حریم امن میں پناہ پائے گا۔ اس کا دامن خدا تعالیٰ کی دائمی رضا کا ضامن ہے۔ کوئی نہیں جس کا نام اس کے نام سے اونچا ہو سکے۔ کوئی نہیں جو اس کی نبوت کے بعد اپنی طرف دعوت کا حق رکھتا ہو۔ اس لئے کہ امام آ گیا اور وہ حامل لواء ہے اور سب اس کے جھنڈے کے نیچے ہیں۔ اس راز کو آشکارا کرنے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام جیسا اولوالعزم نبی آئے گا اور دنیا کو دکھلا دے گا کہ یہ وہ نبی ہے جس کے دور میں انبیاء امتی بن کر بسر کرتے ہیں اور دوسروں کے شفیع بن کر خود اس کی شفاعت سے مستغنی نہیں۔"

اور ویسے بھی جناب کلمۃ اللہ کی دعا جو انجیل میں اب تک موجود ہے۔ ایک آرزو تھی جو پوری ہوگی۔

"اے رب بخشش والے اور رحمت میں غنی تو اپنے خادم کو قیامت کے دن اپنے رسول کی امت میں ہونا نصیب کر۔" (انجیل برنباس ۲۱۲ آیت: ۱۳ ص ۲۹۲)

اور کیا مسلمان عہد میثاق کو بھول گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارواح انبیاء سے عالم قدس

میں نبی کریم ﷺ کی مدد و نصرت کا وعدہ لیا تھا اور کیا سرکار مدینہ ﷺ نے تمام انبیاء کی مسجد اقصیٰ میں امامت نہیں فرمائی اور وہ تمام مقتدی نہیں ہوئے اور کیا وہ حدیث پاک یاد سے اتر گئی۔ "اول ما خلق اللّٰہ نوری"

مرزائیوں کے لئے تو بتانا ہی کافی ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی ولادت تو آئین قدرت کے مطابق ان کے باپوں سے ہوئی۔ مگر مسیح علیہ السلام کی ولادت بدوں مس بشر ہوئی۔ یہ بھی تو ایک نرالی بات اور فضیلت ہے۔ اس پر کیوں نہیں تیخ پا ہوتے اور عیسائیوں کے لئے اس پر اترانا حماقت ہے۔ جب کہ آدم علیہ السلام ماں اور باپ دونوں ہی نہ رکھتے تھے۔ یہ قدرت کے کارخانے ہیں۔ اس نے جس طرح چاہا اور جیسے منظور ہوا اور جو کچھ منظور ہوا بنا دیا یہ کوئی فضیلت کی چیز نہیں اور اگر یہی فضیلت ہے تو شیطان بھی تو ہزاروں برس فرشتوں میں آسمان پر رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ مکان کی وجہ سے مکین کو فضیلت نہیں ہو سکتی۔ فضیلت تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ عطاء کرے۔ "ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم"

اور ہمارے اس بیان کی تصدیق جہاں اجماع امت سے ہوتی ہے۔ وہاں خود مرزا قادیانی اور موجودہ انجیل بھی پر زور تائید کرتی ہیں کہ نہ تو مسیح علیہ السلام قتل ہوئے۔ نہ صلیب دیئے گئے۔ نہ ان کو کسی نے طمانچہ لگائے نہ ٹھٹھا کیا اور جو کیا گیا وہ اس سے کیا گیا۔ جو مسیح علیہ السلام کو پکڑنے کے لئے مکان کے اندر آیا تھا اور جیسا کہ تحقیق ہم ابھی بیان کریں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

"یہودیوں نے حضرت مسیح کے لئے صلیب کا حیلہ سوچا تھا۔ خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا اپنی طرف رفع کروں گا۔" (اربعین نمبر ۳ ص ۸، خزائن ج ۱۷ ص ۳۹۲)

"خدا کا مکر اس حالت میں کہا جاتا ہے۔۔۔۔ جب ایک شریر آدمی کے لئے اس کے پوشیدہ منصوبوں کو اس کے سزایاب ہونے کا سبب ٹھہراتا ہے۔ قرآن کی رو سے یہی خدا کا مکر ہے جو مکر کرنے والے کی پاداش میں ظہور میں آتا ہے۔۔۔۔ کافروں نے ایک بد مکر کیا کہ خدا کے رسول ﷺ کو مکہ سے نکال دیا اور خدا نے نیک مکر کیا۔ یعنی نکالنا اس رسول کو فتح کا موجب ٹھہرا دیا۔۔۔۔ خدا کے اس قسم کے بھی کام پائے جاتے ہیں کہ جس گڑھے کو ایک بدذات ایک شریف کے لئے کھودتا ہے۔ خدا اسی کے ہاتھ سے اس میں اسی کو ڈال دیتا ہے۔"

(چشمہ معرفت ص ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، خزائن ج ۲۳ ص ۱۱۶، ۱۱۷)

معاملہ نہایت صاف و روشن ہے۔ یہودیوں نے مسیح کے لئے جو تجویز سوچی تھی۔ یعنی

قتل وصلیب وہ والت کراتمیں پر پڑی اوران میں سے جو سب سے زیادہ محرک و مجرم تھا۔ وہ پھانسی اور صلیب پر لٹکایا گیا۔

چنانچہ مرزا قادیانی وعدہ الٰہی کے متعلق جو مسیح علیہ السلام کے ساتھ بچانے کے لئے کیا گیا تھا۔ لکھتے ہیں کہ "وعدے کے الفاظ صاف دلالت کرتے ہیں کہ وعدہ جلد پورا ہونے والا ہے اور اس میں کچھ توقف نہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۶ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اور لگے ہاتھوں اس آیت شریف انی متوفیک ورافعک کے ترجمہ پر بھی مرزا قادیانی کے دستخط کرا دوں کہ وہی ترجمہ صحیح ہے۔ جو شارع علیہ السلام سے لے کر آج دن تک چلا آیا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی اس مایہ ناز کتاب میں جو براہین احمدیہ کہلاتی ہے اور جسے قطبی کا خطاب دیتے ہوئے قطب ستارہ سے زیادہ محکم کہا گیا ہے اور جس کی رجسٹری کا اقرار سرکار مدینہ سے بزعم مرزا ہو چکا ہے اور جو تر بوز کی شکل میں دکھلائی گئی اور جس کا راس مرزا قادیانی کی داڑھی اور کونوں تک ہاتھوں کا ستھرا ہاں کر کھایا گیا (ص ۵۱۹ حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۶۲۰) پر فرماتے ہیں۔

"میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔"

ادھر آؤ مسیح قادیانی دیکھتے جاؤ
کیا ہے فتنہ آخر زمانی دیکھتے جاؤ
کہاں شان پیغمبر اور مرزا غلام احمد
یہ تلبیس حکومت کی نشانی دیکھتے جاؤ

اب خیال کیجئے کہاں پوری نعمت اور کہاں موت یہ بے جوڑ کے تراجم شاید کسی قادیانی مرزائی لغات ہی میں ملیں گے یا اصطلاح قادیان میں خوشی موت کا دوسرا نام ہے۔ کہاں نعمت وانعام ترجمہ کرنا کہاں موت مارنا پر اتر آنا یہ کچھ پنجابی نبی ہی کو زیب دیتا ہے۔ جہاں شاید شادی میں رونا اور ماتم میں ہنسنا جائز سمجھا جاتا ہے۔ اب ہم آپ کی خدمت میں وہ انجیل پیش کرتے ہیں جو مرزائیوں کے لئے قاطع حجت ہے اور جس کی صحت کا اقرار مرزا قادیانی سابقہ اوراق میں کر چکے ہیں۔

"اور یہودا زور کے ساتھ اس کمرہ میں داخل ہوا۔ جس میں یسوع اٹھالیا گیا تھا اور شاگرد سب کے سب سو رہے تھے۔ تب عجیب اللہ نے ایک عجیب کام کیا۔ پس یہودا بولا اور چہرے میں بدل کر یسوع کے مشابہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہم لوگوں نے اعتقاد کیا وہی یسوع ہے۔ لیکن اس نے ہم کو جگانے کے بعد تلاش کرنا شروع کیا تھا تاکہ دیکھے کہ معلم (مسیح) کہاں ہے۔

اس لئے ہم نے تعجب کیا اور جواب میں کہا کہ سیدی تو ہی تو ہمارا معلم ہے۔ کیا تو اب ہم کو بھول گیا۔ مگر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیا تم احمق ہو کہ یہودا اسخریوطی کو نہیں پہچانتے اور اسی اثناء میں وہ یہ بات کہہ رہا تھا کہ سپاہی داخل ہوئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ یہودا پر ڈال دیئے۔ اس لئے کہ وہ ہر ایک وجہ سے یسوعؑ کے مشابہ تھا۔ لیکن ہم لوگوں نے جب یہودا کی بات سنی اور سپاہیوں کا گروہ دیکھا۔ تب ہم دیوانوں کی طرح بھاگ نکلے۔"

{انجیل برنباس فصل ۲۱۷ آیت ۱۰ تا ۱۱ ص ۳۰۲}

پس سپاہیوں نے یہودا کو پکڑا اور اس سے مذاق کرتے ہوئے باندھ لیا۔ اس لئے کہ یہودا نے ان سے اپنے یسوعؑ ہونے کا انکار کیا۔ حالانکہ وہ سچا تھا۔ یہودا نے جواب میں کہا شاید تم دیوانے ہو گئے ہو کہ تم تو ہتھیاروں اور چراغوں کو لے کر یسوعؑ ناصری کو پکڑنے آئے ہو۔ گویا کہ وہ چور ہے تو کیا تم مجھی کو باندھو گے۔ جس نے کہ تمہیں راہ دکھائی ہے۔ تاکہ مجھے بادشاہ بنا دو۔ یہودا نے بہت سی دیوانگی کی باتیں کہیں۔ یہاں تک کہ ہر ایک آدمی نے تمسخر میں (لوگوں نے) پیدا کیا۔ یہ خیال کرتے ہوئے وہ در حقیقت یسوعؑ ہی ہے اور یہ کہ وہ موت کے ڈر سے جنون کا اظہار کر رہا ہے اور میں یہ کہاں کہوں کہ کاہنوں کے سرداروں ہی نے یہ جانا کہ یہودا یسوعؑ ہے۔ بلکہ تمام شاگردوں نے بھی مع اس لکھنے والے حواری برناباس کے یہی اعتقاد کیا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ یسوعؑ کی بیچاری ماں کنواری نے مع اس کے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کے یہی اعتقاد کیا۔ یہاں تک کہ ہر ایک کا رنج تصدیق سے باہر تھا۔ قسم ہے اللہ کی جان کی یہ کہ لکھنے والا اس سب کو بھول گیا۔ جو کہ یسوعؑ نے اس سے کہا تھا۔ از یں قبل کہ وہ دنیا سے اٹھایا جائے گا اور یہ کہ ایک دوسرا شخص اس کے نام سے عذاب دیا جائے گا اور یہ کہ وہ دنیا کا خاتمہ ہونے کے قریب تک نہ مرے گا۔ اسی لئے یہ لکھنے والا یسوعؑ کی ماں اور یوحنا کے ساتھ صلیب کے پاس گیا۔ تب کاہنوں کے سردار نے حکم دیا کہ یسوعؑ کو مشکیں بندھا ہوا اس کے روبرو لایا جائے اور اس سے اس کے شاگردوں اور اس کی تعلیم کی نسبت سوال کیا۔ پس یہودا نے اس بارہ میں کچھ جواب بھی نہ دیا۔ گویا کہ وہ دیوانہ ہو گیا۔ اس وقت کاہنوں کے سردار نے اس کو اسرائیل کے جیتے جاگتے خدا کے نام کا حلف دیا کہ وہ اسے سچ کہے۔ یہودا نے جواب دیا۔ میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ وہی یہودا اسخریوطی ہوں۔ جس نے یہ وعدہ کیا تھا کہ یسوعؑ ناصری کو تمہارے ہاتھوں میں سپرد کر دے گا۔ مگر میں نہیں جانتا کہ تم کس تدبیر سے پاگل ہو گئے ہو اس لئے کہ تم ہر ایک وسیلہ سے یہی چاہتے ہو کہ میں ہی یسوعؑ ہو جاؤں۔ کاہنوں کے سردار نے جواب میں کہا کیا اب تم کو یہ خیال ہو رہا ہے

ہے کہ اس سزا سے جس کا تو مستحق ہے اور تو اسی لائق ہے۔ بالکل بچ کر نجات پا جائے گا۔ قسم ہے اللہ کی جان کی کہ تو ہرگز اس سے نجات نہ پائے گا۔ یہودا نے جواب میں کہا۔ اے حاکم تو مجھے سچا مان کہ اگر تو میرے قتل کا حکم دے گا تو بہت بڑے ظلم کا مرتکب ہوگا۔ اس لئے کہ تو ایک بے گناہ قتل کر دے گا۔ کیونکہ میں خود یہودا اسکریوطی ہوں نہ کہ وہ یسوع جادوگر ہے۔ پس اس نے اس طرح اپنے جادو سے مجھ کو بدل دیا ہے۔..... خدا نے جس نے انجاموں کی تقدیر کی ہے یہودا کو صلیب کے واسطے باقی رکھا تا کہ وہ اس بُری موت کی تکلیف کو بھگتے۔ جس کے لئے اس نے دوسرے کو سپرد کیا تھا..... انہوں نے اس کے ساتھ ہی دو چوروں پر صلیب دیئے جانے کا حکم لگایا..... یہودا کو ننگا کر کے صلیب پر لٹکایا اور یہودا نے کچھ نہیں کیا۔ سوا اس چیخ کے کہ اے اللہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اس لئے مجرم تو بچ گیا اور میں ظلم سے مر رہا ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہودا کی آواز اور اس کا چہرہ اور اس کی صورت یسوع سے مشابہ ہونے میں اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ یسوع کے سب ہی شاگردوں اور اس پر ایمان لانے والوں نے اس کو یسوع ہی سمجھا۔"

(انجیل برنباس فصل ۲۱۷: آیت ۷۶ تا ۷۹، ص ۳۰۲ تا ۳۰۴)

"یسوع کے چلے جانے کے بعد شاگرد اسرائیل اور دنیا کے مختلف گوشوں میں پراگندہ ہو گئے۔ رہ گیا حق جو شیطان کو ناپسند تھا۔ اس کو باطل نے دبا لیا۔ جیسا کہ یہ ہمیشہ کا حال ہے۔ پس تحقیق شریروں کے ایک فرقہ نے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ یسوع کے شاگرد ہیں یہ بشارت دی کہ یسوع مر گیا اور وہ جی نہیں اٹھا اور دوسروں نے یہ تعلیم پھیلائی کہ وہ درحقیقت مر گیا۔ پھر جی اٹھا اور اوروں نے منادی کی اور برابر منادی کر رہے ہیں کہ یسوع ہی اللہ کا بیٹا ہے اور انہیں لوگوں کے شمار میں پولس نے بھی دھوکا دیا۔ رہے ہم تو ہم فقط اس کی منادی کرتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کے لئے لکھا ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتے ہیں تا کہ آخر دن میں جو اللہ کی عدالت کا دن ہوگا چھٹکارا پائے جائیں۔"

(انجیل برنباس فصل ۲۲۲: آیت ۱ تا ۶، ص ۳۰۸)

چنانچہ اس اجمال کی تفصیل کی تائید شارع علیہ السلام کے اس صحیح ترین صحابی نے کی جو علم القرآن کریم کو اول نمبر پر سمجھا جاتے تھے اور جن کے حق میں قرآنی فہم کی حضور کریم ﷺ نے دعا بھی فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے (تفسیر معالم ج۲ ص ۱۶۲) میں روایت منقول ہے۔

"جب وہ شخص جو مسیح کو پکڑنے کے لئے مکان کے اندر پہنچا تو خدا نے جبرائیل کو بھیج کر مسیح کو آسمان پر اٹھا لیا اور اسی بدبخت یہودی کو مسیح کی شکل پر بنا دیا۔ پھر یہود نے اس کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھا دیا۔"

ناظرین! معاملہ نہایت صاف دکھائی دیتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے لئے جو مکر یہودیوں نے سوچا تھا۔ جیسا کہ کلام مجید شاہد ہے۔ ''ومکروا ومکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین (آل عمران:۵۴)'' ﴿یعنی تدبیر کی انہوں نے (یہود نے) اور تدبیر کی اللہ نے اور اللہ کا بہتر ہے تدبیر کرنے والا۔﴾

اب یہ ظاہر ہے اور تاریخ انجیل قرآن وحدیث وجمہور امت بلکہ مرزا قادیانی کا بھی یہ اتفاق ہے کہ یہود کی تدبیر مسیح کی رسوائی قتل وصلیب وغیرہ تھی اور خدا کی تدبیر حسب وعدہ وجیھا فی الدنیا تھی۔ یعنی یہود برائی کرنا چاہتے تھے اور اللہ اس برائی سے بچانا چاہتا تھا۔ اس لئے یہود کی تدبیر اور اللہ کی تدبیر میں ایک خاص مخالفت تھی۔ اب واقعہ کی نزاکت وخصوصیت کو دیکھئے۔ یہود نے مکان کا محاصرہ کر لیا تھا اور قتل وصلیب کا حکم حکومت وقت صادر کر چکی تھی۔ اس میں اگر دیر تھی تو وہ صرف وقت کے پورا ہونے کی تھی۔ گویا یہود اپنی تدبیر میں کامیاب تھے۔ اس حالت میں جناب مسیح نے دعا فرمائی۔ چنانچہ وہ دعا پر کلمات ہم مرزا قادیانی کی زبانی پیش کرتے ہیں غور سے سنئے اور معاملہ کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

''چنانچہ یہ بات قرار پائی کہ کس طرح اس کو (مسیح کو) صلیب دی جائے۔ پھر کام بن جائے گا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ حالت دیکھی تو ان کے ظلم وجور سے بچنے کے لئے دعا مانگی۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۱۲، خزائن ج۱۷ ص۱۰۶)

''حضرت مسیح نے خود اپنے بچنے کے لئے تمام رات دعا مانگی تھی اور یہ بالکل بعید از قیاس ہے کہ ایسا مقبول درگاہ الٰہی تمام رات رو رو کر دعا مانگے اور وہ دعا قبول نہ ہو۔''

(ایام الصلح ص۶۸، خزائن ج۱۴ ص۳۱۵ مؤلفہ غلام احمد قادیانی)

''یہ قاعدہ مسلم الثبوت ہے کہ سچے نبیوں کی بحت اضطرار کی ضرور دعا قبول ہو جاتی ہے۔'' (تبلیغ رسالت ج۳ ص۲۰۵، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۰، حاشیہ مؤلفہ غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی خود اقرار کرتا ہے کہ مسیح نے یہود کے شر سے بچنے کے لئے ساری رات رو رو کر جناب الٰہی میں التجاء کی اور اس کا بھی اعتراف کرتا ہے کہ ایسے مقبول کی دعا قبولیت سے خالی نہیں رہتی۔ چنانچہ یہی یہود کا مکر تھا۔ جس کے بچنے کے لئے مسیح علیہ السلام نے دعا کی تھی اور اس کے جواب میں ارشاد ہوا۔ ''ومکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین'' اب دیکھنا یہ ہے کہ یہود کیا چاہتے تھے۔ قتل ومصلوب کرنا۔ اور اللہ کیا چاہتا تھا مسیح کو بچانا۔ چنانچہ اس دعا کی قبولیت میں ارشاد ہوتا ہے۔ ''یاعیسیٰ انی متوفیک'' ﴿اے عیسیٰ میں لے لوں گا تجھ کو۔﴾

جناب مسیح اطمینان قلب کے لئے عرض کرتے ہیں۔ مولا تو مجھے کس طریق سے بچائے گا۔ ارشاد ہوتا ہے "ورافعک الی" (اور اٹھالوں گا اپنی طرف۔)

جناب مسیح عرض کرتے ہیں یا اللہ یہ یہود جو میرے خون کے پیاسے مکان کو محصور کئے ہوئے وقت کے منتظر کھڑے دانت پیس رہے ہیں ارشاد ہوا۔

"ومطهرک من الذین کفروا" (اور پاک کردوں گا تجھ کو کافروں سے۔)

اور ان یہود سے تمہیں بالکل پاک کرنے والا ہوں۔ یعنی یہ کم بخت پھر تمہیں دیکھ نہ سکیں گے اور ان کی گرفت تم تک نہ پہنچ سکے گی۔

جناب مسیح عرض کرتے یا اللہ میرے حواری اور تابعداروں کا کیا ہوگا وہ میرے اٹھائے جانے کے بعد طرح طرح کے مظالم کے شکار ہوں گے۔ ارشاد ہوا: "وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمة" (اور رکھوں گا ان کو جو تیرے تابع ہیں۔ غالب ان لوگوں سے جو انکار کرتے ہیں۔ قیامت کے دن تک۔)

یہ تھی وہ کیفیت یہود کے بد مکری کہ مسیح کو ذلت وخواری سے قتل ومصلوب کریں اور اس کا جواب خدا نے مکر خیر سے یہ دیا تھا کہ نہیں ہم اپنے بندے کو دنیا وآخرت دونوں میں رسوا وذلیل نہ ہونے دیں گے۔ بلکہ تمہاری منحوس صحبت سے بالکل جدا کرلیں گے اور یہی نہیں تمہاری اس بداعمالی اور مکاری کی سزا قیامت تک تمہاری آل واولاد تک کو بھگتنی پڑے گی اور مسیح کے نام لیوا یعنی (عیسائی ومسلمان) قیامت تک تم پر غالب وحکمران رہیں گے۔ چنانچہ دنیا جانتی ہے کہ کرۂ زمین پر یہود کی آج تک سلطنت نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی ملک وکوئی قوم ان کی ہمسائیگی کو دوست رکھتی ہے۔ آج فرانس سے اخراج ہو رہا ہے تو کل جرمن دھکے دے رہا ہے۔ غرضیکہ کوئی ملک ان کی بود وباش پسند نہیں کرتا۔ رہ یہ کہ ان کا مسکن وماویٰ بیت المقدس تھا۔ جو سیاسی مصلحتوں کی ضرورت سے ان کی آبادی کا حال ہی میں مرکز بنا۔ مگر وہاں عربوں نے ان کو وہ تگنی کا ناچ نچا رکھا ہے کہ توبہ ہی بھلی ہے۔ غرضیکہ یہ راندۂ درگاہ قوم دنیا کے کونے کونے میں بھٹکتی اور خوار ہوتی پھرتی ہے۔ مگر کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اب اگر مرزا قادیانی کے معنی ومفہوم کو لیا جائے یعنی یہ ترجمہ کیا جائے کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو موت دوں گا اور تیری روح کو اپنی طرف اٹھالوں گا تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ یہود پلید نے جو تمہاری رسوائی اور موت کی تدبیر کی ہے یعنی وہ جو تم کو قتل وصلیب دینا چاہتے ہیں ان کے مقابل میں میں نے یہ تجویز لطیف کی ہے کہ تمہیں ضرور موت بذریعہ قتل وصلیب دی جائے گی۔ سبحان اللہ کیا اچھی تجویز ہے کہ وہ تمہیں مارنا چاہتے ہیں اور میری تدبیر تجھے مار کر

چھوڑ دے گی۔ یہ تو یہودی کی تائید ہوئی اور اگر نعوذ باللہ صحیح ہے تو "واللہ خیر الماکرین" کیوں کہا۔ جب کہ اور کوئی تدبیر ہی نہیں آئی اور کتنا دجل ہے جو یہ کہا جاتا ہے کہ یہودیوں کے نزدیک جو صلیب پر مرے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک سفید جھوٹ یا دجالانہ چکمہ ہے۔ لعنتی تو وہ ہے جو جھوٹ بکے۔ وہاں تو یہ لکھا ہے کہ گنہگار و مجرم جو صلیب دیا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے اور پھر یہ تمسخر کرنا کہ تیری روح کو اپنی طرف اٹھاؤں گا کس قدر بیہودہ اور مسخرہ خیز ہے۔ کیا روحیں کوئی اور بھی اٹھاتا ہے۔ ہاں یاد آیا بہشتی مقبرہ کے نام پر ٹکڑے توڑنے والے زاہد تاجر کہ جو جنت کے ٹکٹ تقسیم کرتے ہیں چاہتے ہیں مردہ دفن ہونے سے پیشتر عذاب الٰہی میں گرفتار ہو اور پردہ پوشی کرنے کے بعد چاہتے ہیں اس کی قبر میں جہنم کی آگ ہی کیوں نہ بھڑکائی جائے۔ یار لوگوں کو اس سے کیا مردہ جہنم میں جائے یا جنت میں انہیں تو اپنے حلوے مانڈے کی خیر منانی چاہیے۔ شاید ان لوگوں نے کوئی ایسا محکمہ بھی کھول رکھا ہو جو موسیٰ ۔ احمدیت ادا کر سکا ہو اور اس کے رشتہ دار قادیان کو دوزخی مقبرہ خیال کرتے ہوں۔ اس کی روح کو وہ محکمہ ناظر امور عامہ کی جناب میں کسی ڈبیہ میں بند کر کے خلیفہ جی کے حجرہ خصوصی میں رکھ دیں۔ ہم کلام مجید کے حوالے سے ثابت کر آئے ہیں کہ تمام کلمات اور نیک عمل اس کی طرف صعود کرتے ہیں۔ پھر اس میں تخصیص کیسی کہ اے عیسیٰ میں تیری روح کو رفع کروں گا اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ مسیح پھانسی پر تو ضرور چڑھایا گیا۔ ہاتھوں اور پاؤں میں کیلیں بھی ٹھونکی گئیں۔ منہ پر طمانچے بھی لگائے گئے اور طرح طرح سے استہزاء بھی کئے گئے۔ مگر وہ احکم الحاکمین جو جناب مسیح کا وعدہ کنندہ تھا کچھ نہ کر سکا۔ دیکھتا اور سنتا رہا۔ مگر دل ہی دل میں افسوس کرتا رہا۔ ہاں اس نے کیا تو یہ کیا کہ عزرائیل سے منت کی کہ دیکھ یار مجھے تو ہماری رعایت کرنا چاہئے مسیح کو کس قدر تکلیف دی گئی ہو۔ مگر صلیب پر مسیح کی جان نہ نکالنا ایسا نہ ہو کہ وہ لعنتی موت مرے۔

توبہ ہزار بار توبہ خاکم بدہن گر و شنیدن خاکم بدہن۔ اللہ معاف کرے کہ نقل کفر کفر نباشد ہے۔ مگر میں تو ان کفریہ کلمات سے بخدا اس قدر خائف ہوں کہ بیان نہیں کر سکتا۔ حیرت آتی ہے اس بطولی مسیح پر جو مثیل مسیح بن کر مسیح کا استہزا کیا بے تحاشا جاتا ہے۔ امت مرزائیہ سے جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ کیوں صاحب خدا نے بھی اپنے رسول کو چھوڑتے ہوئے یہود نامسعود کا ساتھ دیا۔ باوجود مسیح ساری رات دعا مانگتا رہا۔ مگر مسیح کے خدا نے یہی جواب دے دیا کہ میں تمہیں موت ہی دوں گا اور موت کی خبر سنانے کے بعد یہ کیوں کہا کہ تیری روح کو اپنی طرف اٹھاؤں گا تو جواب دیتے ہیں کہ مسیح کی تسلی تشفی کے لئے کہ گو تو صلیب پر مر رہا ہے مگر پھر بھی لعنتی نہیں ہے۔

حیرت آتی ہے اس بیہودہ نظریہ اور ردی اعتقاد پر کہ یہ مرزائیوں کی عقل پر کیا پتھر

پڑے کہ ان سے سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنے کا مادہ ہی جاتا رہا۔ ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ جس بزرگ ہستی کو "وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین (آل عمران:۴۵)" جیسے انعام عطا ہوئے۔ بدوں مس بشر پیدائش ہوئی۔ صالح کا خطاب عنایت ہوا۔ جسیوں اعجوبہ خیز عقل وفکر سے بالاتر معجزات عنایت ہوئے۔ کتاب وحکمت، تورات وانجیل من جانب خدا سکھلائی گئی۔ روح القدس سے تائید کی گئی۔ ایسی بزرگ ہستی کو کسی مزید تسلی وتشفی کو بھی کوئی ضرورت ہے؟ ہرگز نہیں پھر اگر مرزائی عقائد سے "ورافعک الیّ" کا یہ ترجمہ کیا جائے کہ میں تمہاری روح کو درجات دونگا تو اس کی کیا خاک تسلی ہوئی۔ جب کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اور دل کے اوپر وجیھا فی الدنیا کا وعدہ موجود ہو وہ تو یہ کہےگا۔ جیسی پہلے وعدے کی ایفا ہوئی ایسا ہی اب رفع الی اللہ ہوگی اور یہ تو یہودیوں کی عین تائید ہے۔ وہ بھی چاہتے تھے کہ مسیح کو مصلوب کریں اور جب وہ موت دیئے گئے تو یہودی تمنا بدرجہ اتم پوری ہو گئی۔ اس لئے توفی کے معنی وہی صحیح ہیں جو لغت عرب کی رو سے ہیں اور جن پر دنیا کے ستر کروڑ انسانوں کا ایمان ہے اور وہ یہ ہیں۔

(تفسیر بیضاوی ج۱ ص۳۰۳ طبع مصر) زیر آیت "فلما توفیتنی · التوفی اخذ الشئی وافیا" یعنی توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا لینے کے۔

(تفسیر کبیر ج۳ ص۴۸۱) میں کلام عرب بیان ہوا۔ "توفیت منه درهمی" میں نے اس سے اپنے درہم پورے لے لئے۔

اساس البلاغہ میں بھی یہ اصول لکھا ہے۔ "استوفاه وتوفاه استکمله" یعنی استیفا اور توفی دونوں کے معنی پورا پورا لے لینا ہے۔

توفی کا لفظ وفا سے نکلا ہوا ہے اور باب تفعل کا صیغہ ہے۔ اسی طرح ایفا توفی اور استیفا بھی اسی مادہ وفا سے بالترتیب باب افعال تفعیل اور استفعال کے صیغے ہیں۔ پس باب تفعل اور استفعال میں اخذ یعنی لینے کے معنی زائد ہو جاتے ہیں۔ پس توفی اور استیفا کے معنی ہوئے۔ "اخذ الشئی وافیاً" یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا۔ چنانچہ جناب امام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب (الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح ج۲ ص۲۸۵) پر فرماتے ہیں۔

"عربی زبان میں توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا پورا لے لینا اور اس کو اپنے قابو میں کر لینا اور اس کی پھر تین قسمیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک نیند کی توفی ہے دوسری موت کی توفی اور تیسری روح اور جسم کی توفی اور مسیحؑ اسی تیسری توفی کے ساتھ اہل زمین سے جدا ہو گئے۔"

اب ہم آپ کی خدمت میں قرآن کریم سے جناب امام تیمیہ کے اس فرمان کی

تصدیق کراتے ہیں تاکہ پھر کسی مرزائی کو چون و چرا کرنے کا راہ ہی نہ رہے اور یہ نقطہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سارے کلام مجید میں یہ لفظ جب بھی یہ لفظ توفی کہا گیا ہے۔ مجاز کے طور پر ہی استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی پورا لینے کے ہی لئے گئے ہیں اور جب بھی کسی مطلب کے لئے بیان ہوا اس کے ساتھ کوئی قرینہ لگا دیا گیا۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ بغیر قرینے کے توفی بیان کیا گیا ہو اور اس کے حقیقی معنی موت نکلیں۔

فیصلہ کن اصول

۱۔ ... یہ کہ جب توفی کے بعد رفع آ جائے اور رفع کا صدور توفی کے بعد آئے تو اس وقت توفی کبھی موت کے معنوں میں نہیں آ سکتا اور کس کو طاقت ہے کہ وہ لغت عرب سے اس کے خلاف کوئی مثال دکھلا سکے۔

۲۔ جب کبھی بھی کسی موقعہ پر ”رفع، یرفع، رافع“ ان تینوں الفاظ میں سے کوئی بولا جائے۔ جہاں ذات حق فاعل ہو اور مفعول جوہر ہو۔ عرض نہ ہو اور صلہ الیٰ مذکور ہو اور مجرور اس کا ضمیر ہو۔ اسم ظاہر نہ ہو اور وہ ضمیر فاعل کی طرف راجع ہو تو وہاں سوائے آسمان پر اٹھانے کے اور کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے۔ ہے کوئی مرد میدان ہے تو لغت عرب سے اس کے خلاف کوئی مثال دکھلا دے تو ہم سے منہ مانگا انعام پاوے۔ مگر کسی نے کیا خوب کہا:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

کلام مجید میں جہاں بھی کہیں حقیقی موت یا زندگی کے لئے کوئی لفظ استعمال ہوا ہے تو وہ صرف اماتت و احیا ہے اور اس موت اور زندگی کی فاعلی نسبت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔ ہزارہا احادیث و اقوال الرجال میں اور عام عربی بول چال میں جہاں بھی موت اور زندگی کی نسبت کی گئی ہے وہ حیات و موت ہی سے ہے۔ کہیں توفی سے نہیں۔ جہاں بھی کہیں حیات کی ضد بیان ہوئی موت ہی کہا گیا۔ جہاں بھی کہیں محاورہ بیان ہوا زندگی اور موت ہی ہوا۔ جہاں بھی مقابلہ کیا گیا تو انہیں دونوں الفاظ سے کیا گیا۔ کہیں حیات کے مقابلے میں توفی بیان ہی نہیں ہوا۔ نہ سارے قرآن میں نہ حدیث میں نہ ہی اقوال الرجال میں۔ کسی محدث و مفسر یا مجدد نے لفظ توفی کو حقیقی طور پر موت کے معنی میں استعمال نہیں کیا اور کر بھی کیسے کوئی سکتا ہے۔ جب کہ موت اور زندگی دینا اور لینا اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اسی لئے جب بھی حقیقی نسبت کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا تو وہ صرف موت ہی تھا اور جب توفی بیان ہوا تو

وہ مجازی تھا۔ کیونکہ توفی کے فاعل فرشتے اور آدمی اور خدا اور خود موت ہیں۔ سب ظاہر ہے کہ فرشتے آدمی اور موت خدا نہیں اور یقیناً خدا نہیں۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ توفی کے حقیقی معنی پورا لینے کے ہیں۔ ورنہ اگر یہ حقیقی معنوں میں اس کا مطلب موت ہوتو یقیناً اس کے فاعل غیر اللہ نہ ہوتے۔ بلکہ وہی یحیی و یمیت ہوتا۔ مثال کے طور پر چند آیات قرآن کریم سے پیش کرتا ہوں۔ جہاں موت اور زندگی کا حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس کا فاعل خدا ہے نہ کہ فرشتے یا انسان یا خود موت۔ اس کے بعد توفی کے وہ مقامات بیان کروں گا۔ جہاں جہاں یہ لفظ وارد ہوا ہے اور اس کے معنی مجاز کے طور پر لئے گئے ہیں۔

۱۔ ”وما یستوی الاعمٰی والبصیر ولا الظلمٰت ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات ان اللہ یسمع من یشآء (پارہ:۲۲)“

۲۔ ”خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا (پارہ:۲۹)“

۳۔ ”یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی الارض بعد موتھا وکذالک النشور“

۴۔ ”یخرج الحی من المیت ومخرج المیت من الحی (انعام، پارہ:۷)“

۵۔ ”وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی (آل عمران، پارہ ۳)“

۶۔ ”فیمسک التی قضی علیھا الموت، لا یذوقون فیھا الموت الا الموتۃ الاولیٰ“

اسی طرح اور سینکڑوں جگہ یہ الفاظ آئے ہیں جو متعلق موت کے لئے ہیں اور ان کا فاعل صرف خدا ہے۔

اب ہم آپ کی خدمت میں توفی کے وہ مقامات پیش کرتے ہیں جو اس قدر دلچسپ ہیں کہ وہ آپ کو یقین دلا دیں گے کہ جہاں بھی ہم بیان ہوئے پورا لینے کے معنوں میں ہی آئے۔ ہاں مجازی طور پر کوئی قرینہ لگا کر موت کے مفہوم کو ادا کیا گیا۔ مگر فاعل نسبت عام ہے خاص نہیں اور اس کے مقابلے میں احیاء و اموات میں کس قدر اہتمام کیا گیا کہ وہاں فاعل نسبت سوائے ذات

باری کے کسی دوسرے کو قطعاً نہیں دی گئی۔

۱۔۔۔ ''والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا (بقرہ)''

۲۔۔۔ ''والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا وصیة لازواجهم متاعا الی الحول''

۳۔۔۔ ''والتی یاتین الفاحشة من نسائکم فاستشهدوا اربعة منکم فان شهدوا فامسکوهن فی البیوت حتی یتوفهن الموت او یجعل الله لهن سبیلا''

۴۔۔۔ ''ان الذین توفهم الملائکة ظالمی انفسهم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض''

۵۔۔۔ ''حتی اذا جاء احدکم الموت توفته رسلنا وهم لا یفرطون (انعام)''

۶۔۔۔ ''حتی اذا جاءتهم رسلنا یتوفونهم (اعراف)''

۷۔۔۔ ''اذ یتوفی الذین کفروا الملائکة یضربون وجوههم (نفال)''

۸۔۔۔ ''فکیف اذا توفتهم الملائکة یضربون وجوههم (محمد)''

۹۔۔۔ ''الذین تتوفهم الملائکة ظالمی انفسهم (نحل)''

۱۰۔۔۔ ''الذین تتوفهم الملائکة طیبین (نحل)''

۱۱۔۔۔ ''قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم (سجدہ)''

۱۲۔۔۔ ''واما نرینک بعض الذی نعدهم او نتوفینک فالینا مرجعهم (یونس)''

۱۳۔۔۔ ''واما نرینک بعض الذی نعدهم او نتوفینک فانما علیک البلاغ (رعد)''

۱۴۔۔۔ ''واما نرینک بعض الذی نعدهم او نتوفینک فالینا یرجعون (مؤمن)''

۱۵۔۔۔ ''والله خلقکم ثم یتوفکم ومنکم من یرد الی ارذل العمر (نحل)''

۱۶۔۔۔ ''ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا (حج)''

۱۷۔۔۔ ''ومنکم من یتوفی من قبل ولتبلغوا اجلا مسمی ولعلکم تعقلون (مؤمن)''

۱۸..... ’’وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار (آل عمران)‘‘

۱۹.... ’’توفنی مسلما والحقنی بالصالحین (یوسف)‘‘

۲۰.... ’’هو الذی یتوفکم باللیل ویعلم ماجرحتم بالنهار ثم یبعثکم فیه لیقضی اجل مسمی (انعام)‘‘

۲۱ ’’الله یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فیمسک التی قضی علیها الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی (زمر)‘‘

۲۲..... ’’ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین (اعراف)‘‘

ناظرین تمام آیات مذکورہ بالا میں جہاں بھی توفی کا لفظ اطلاق ہوا ہے اس کے ساتھ قرینہ موجود ہے۔ بلا قرینہ لگانے کے کوئی آیت نہیں اور وہ قرینہ ہی ہم کو مجبور کرتا ہے کہ ہم یہاں توفی کے معنی موت لیں۔ مثلاً پہلی آیت شریف میں یہ آیا ہے۔ ترجمہ تم میں سے جو لوگ اپنی عمر پوری کر لیتے ہیں اور چھوڑ جاتے ہیں اپنی عورتیں وہ وصیت کر جایا کریں۔ اب دیکھئے کہ عورتوں کا چھوڑ جانا اور وصیت کا حکم ہم کو مجبور کرتا ہے کہ ہم یہاں توفی کے معنی مجازی طور پر موت لیں۔ دوسری آیت میں بھی بیویوں کا پیچھے چھوڑ جانا اور ان کی عدت کا حکم صریح قرینہ ہے۔ تیسری میں توفی کے معنی یہ ہوں گے اپنی عمر کو پورا کر لینا ایسا ہی تمام۔ حیات کا ذکر کرنے کے بعد توفی استعمال ہوا جو صاف قرینہ ہے کہ کس نوبت پا خیر کہیں کچھ غرضیکہ بلا قرینہ کے ہم مجازی معنی نہیں کر سکتے کہ اس کے معنی کیا ہیں۔ اس کے بعد توفی کے تین فاعل بیان ہوئے۔ فرشتے آدمی اور موت حالانکہ حیات وممات صرف اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ مگر یہاں فرشتے آدمی اور موت فاعل ہیں۔ اب چند ایک آیات کے معنی پیش کرتا ہوں وہ ملاحظہ کیجئے اور انصاف سے کہئے کہ کیا کبھی ایسا ہو سکتا ہے۔ آیت نمبر۲ کا ترجمہ یہ ہوا وہ لوگ جو اپنے آپ کو موت دیتے ہیں اب کیا یہ معنی صحیح ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ایسا ہی آیت نمبر۳ کے معنی یوں ہوں گے۔ یہاں تک کہ موت ان کو موت دے دے۔ کیا موت بھی موت دیا کرتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر مرزائیو! یہاں کیا معنی کرو گے۔ حتی یتوفهن الموت ظاہر ہے کہ توفی کے معنی موت نہیں۔ کیونکہ یہاں موت فاعل ہے۔ کیا موت توفی کرتی ہے اور توفی کے معنی تمہارے پاس خود موت ہیں۔ ایسا ہی آیت نمبر۲۱ ایک اور مزیدار اور فیصلہ کن بات پیش کرتی ہے۔ یعنی اس آیت میں توفی کا مفعول النفس ہے۔ یعنی روح اگر تمہارے معنی مان لئے جائیں تو ماننا پڑے گا کہ اللہ روح کو موت دیتا ہے۔ حالانکہ یہ امر بالکل غلط ہے اور اس

کے آگے چلئے تو دجالیت کا بھانڈا یہیں پھوٹ جاتا ہے۔ یعنی اللّٰہ یتوفی الانفس کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔ والتی لم تمت فی منامہا۔ اب دیکھئے کہ توفی کا حکم بھی جاری ہے۔ مگر سوتے ہی نہیں مرے بلکہ زندہ ہیں۔

چنانچہ مرزا قادیانی خود بھی اس بیان حق کی پرزور تائید کرتا ہوا لکھتا ہے کہ "چنانچہ وہ مقامات پر توفی کے لفظ کا اطلاق نیند پر کرنا ایک استعارہ ہے جو بہ سبب قرینہ نوم استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی صاف لفظوں میں نیند کا ذکر کیا گیا ہے تا ہر ایک شخص سمجھ لیوے کہ اس جگہ توفی سے مراد حقیقی موت نہیں بلکہ مجازی موت مراد ہے جو نیند ہے۔"

(مندرجہ ازالہ اوہام ص ۳۳۲ خزائن ج ۳ ص ۲۶۹)

مرزا قادیانی اپنی باون سالہ شعور کی زندگی سے لے کر اٹھارہ سالہ مدت عمر یعنی لب گور تک اسی امید موہوم میں برابر صبح سے شام اور شام سے صبح تک لگا رہا اس کوشش و وہم میں جکڑا رہا ہے کہ میری نبوت کا انحصار صرف عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرنے پر موقوف ہے۔ اگر میں اس مشن میں کامیاب ہو تو نبیٔ مرزئی ہی اور اگر ناکام ہوا تو مرزا کا ثبات الہیت بھی گویا بعثی کی قدر ہوا۔ چنانچہ یہ سولہ سال اس تگ و دو کھول یا دوڑ دھوپ عرض کرو اس میں گئے۔ اپنے اس آخری عمر میں ذیابیطس اور دوران سر کو لبیک کہا۔ کاہلی اور سستی کو خوش آمدید کہا۔ ضعف قلب اور مراق کا استقبال کیا۔ مسیح موعود کی صفات کو حاصل کرنے کے لئے آوارہ بیزند سالی میں قوت باہ کے نسخوں میں کستوری، مروارید، عنبر، کچلا، زعفران، دالچینی اور کونین کو پیا کہ کسی طرح لیٹنے کی حالت میں نعوذ باللہ نہ جاتا رہے۔ افسوس اب ارذل العمری میں صرف مسیح بننے کے خاطر مکری کے ناکام عشق میں وہ وہ مصیبتیں برداشت کیں اور وہ وہ مصائب جھیلے کہ توبہ ہی بھلی ہے۔ اغیار واقصار کے طعنے سنے، بیگانوں اور یگانوں کی پھبتیاں سنیں۔ مگر یہ مسیح موعود بننے کا خبط جن کی طرح سر پر مسلط و سوار ہی رہا۔ اپنی اس عمر میں جو بھی کتابیں لکھیں ان میں سوائے اس کے کہ مسیح مر گیا وہ یوں صلیب دیا گیا۔ اسے یوں شانچے لگے۔ یوں استہزاء ہوئی ہاتھوں اور پاؤں میں کیل ٹھوکے گئے۔ اندھیری آئی طوفان آیا۔ رات اندھیری تھی، مسیح سبت کا دن تھا۔ جلدی میں سپاہیوں نے نہ دیکھا کہ مرا ہے یا نہیں۔ غلطی سے بھول سے صلیب سے اتار دیا۔ وہ تین دن تک قبر میں یا خفیہ مکان میں رہا۔ جہاں تیمارداری ہوتی رہی۔ مرہم عیسیٰ تیار ہوئی۔ ایسے ایسے خرافات جن کا نہ کوئی سر ہے نہ پیر لکھ لکھ کر اپنے مراقی ہونے کا وہ ثبوت دیا جس کی نظیر ہی نہیں۔ چنانچہ چند ایک عبارتیں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:

سو آج میں اس الہام کے معنی سمجھا جو اس سے کئی سال پہلے براہین میں درج ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ" (ازالہ اوہام ص ۲۸۵ خزائن ج ۳ ص ۳۰۱)

حوالہ نمبر ۱ میں مرزا قادیانی خواہ مخواہ دجل کی بحث میں اپنا لکھا تا ہوا فتوی اور مہروں کے ہیر پھیر میں علمائے کرام وصوفیائے عظام کو بدنام کر رہا ہے اور وہ صرف اس لئے کہ ما بدولت کی مماثلت تمام ہو جائے۔ ورنہ فتوے اور مہر کی وہاں ضرورت ہی نہ تھی۔ قیصر کی حکومت تھی اور انبیاء کا قتل شیر مادر کی طرح جزو عادت ہو چکا تھا۔ بہر حال نمبر ۱، ۲ میں یہ مسلم الثبوت ہے کہ یہود کا مکر یا خفیہ تدبیر یہ تھی کہ جناب مسیح کو مصلوب کر دیا جائے اور یہ بھی مرزا قادیانی نے تسلیم کیا ہے کہ خدا کی خفیہ تدبیر یہ تھی کہ مسیح کو صلیب سے ضرور بچایا جائے گا۔ بلکہ یہ وعدہ الہی تھا۔ حوالہ نمبر ۳ میں مراقی مثیل مسیح قادیان کا جھوٹا نبی ظلی کو اثبات میں تسلیم کرتا ہوا جناب مسیح کے ہاتھ اور پاؤں میں توازن دماغ کے درہم برہم ہونے سے کیلیں ٹھونک رہا ہے۔ بھلے مانس سے کوئی پوچھے کہ وعدہ الہی کیا ہوا۔ کیا اللہ میاں کے وعدے قرآن کو کبھی دل کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ "ان اللہ لا یخلف المیعاد" اللہ تعالی اپنے وعدے کے خلاف کبھی نہیں کرتا۔ حوالہ نمبر ۴ اور ۵ یا مجمع دجل اعلان کر رہا ہے کہ وعدہ یہ بھی تھا۔ اے عیسی تجھ کو پورا پورا لے لوں گا۔ (یعنی روح مع جسم) جیسا کہ عیسی کے خطاب سے مترشح ہے۔ یعنی عیسی مرکب بہ روح وجسد تھا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ چنانچہ مرزا قادیانی اس کا پورا پورا اعتراف کرتے ہیں کہ اسی وعدہ ایفائی کے لئے اس نے جناب باری میں التجاء کی اور بلحاظ بشریت کے تقاضے میں یہاں تک کہہ دیا کہ اے خدا! اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اس کا صحیح اور واضح مطلب یہ ہے کہ مولا تیرا وعدہ تھا کہ میں تمہیں بچاؤں گا اور اپنی طرف اٹھا لوں گا اور یہودیوں کی ناپاک صحبت سے تمہیں بکلی پاک کروں گا اور اب وہ وقت قریب ہے اور ابھی تک وعدہ ایفائی نہیں ہوئی۔ کیا تو نے مجھے چھوڑ دیا یا فراموش کر دیا۔

حوالہ نمبر ۵ میں پھر مماثلت کا بخار ہو رہا ہے اور سچائی سر پر چڑھ کر بول رہی ہے۔ یعنی الہامات متشکل ہو کر سامنے آ رہے ہیں اور گناہ ہیبت ناک منظر پیش کر کے ڈرا رہے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ جو کچھ بھی عالم ہو کر تم نے کیا وہ جاہل بھی کرنے کو تیار نہیں۔ خدا ہمیں تو آج تک یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ آپ عورت ہیں یا مرد؟ اور کون سی متبرک ہستی ایسی باقی ہے جس کی پگڑی آپ کے ہاتھوں نہ اچھالی گئی۔ مگر شکر ہے کہ آج آپ کو "انی متوفیک" سمجھ میں آیا۔ "اس کو بھولا نہ جانئے جو پھر آئے شام" مگر استقامت کی ضرورت ہے اور وہ آپ کی فطرت

ہو رہی ہے اور اس کے بعد دشمن دجال اکبر تیاریاں کر رہا ہے۔

"بہت سے الہامات بطور اسرار ہیں جن کو یہ عاجز بیان نہیں کر سکتا۔ بارہا تمیں مخالفوں کی حاضری کے وقت میں ایسا کھلا کھلا الہام ہوا ہے۔ جس کے پورا ہونے سے مخالفوں کو بجز اقرار کے اور کوئی راہ نہیں۔ آریا بھی چند روز کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ بعض امور میں تین طرح کا غم پیش آ گیا تھا۔ جس کے تدارک کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اور بجز حرج و نقصان اٹھانے کے اور کوئی سبیل نمودار نہ تھی۔ اسی روز شام کے قریب یہ عاجز اپنے معمول کے مطابق جنگل میں سیر کو گیا اور اس وقت ہمراہ ایک آریہ ملاوامل نامی تھا۔ (صاحبان یہی مرزا قادیانی کا پیٹنٹ گواہ ہے جس کا جزو دو یا رشہادتوں میں تذکرہ ہے۔ اس لئے میں اس کو مرزا قادیانی کا پرائیویٹ سیکرٹری کہوں گا۔ کیونکہ یہ ہمیشہ مرزا قادیانی کے ساتھ رہتا ہے۔ مگر بجز رفع حاجت اور دیگر اوقات کے وقتوں میں بھی نہیں تھا) جب واپس آیا (تو) گاؤں کے دروازے کے قریب یہ الہام ہوا۔ (فقیر دو دفعہ قادیان گیا مگر بجز کوئی آج تک وہاں دروازہ نہیں دیکھا) "ننجيك من الغم" پھر دوبارہ الہام ہوا "فنجينك من الغم الم تعلم ان الله على كل شئى قدير" یعنی ہم تمہیں اس غم سے نجات دیں گے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ چنانچہ اسی قدم پر جہاں الہام ہوا تھا اس آریہ کو اس الہام سے اطلاع دی گئی۔ (کوتوالی میں گویا رپورٹ کر دی گئی) پھر خدا نے وہ تینوں طور کا غم دور کر دیا۔ "فالحمدلله على ذالك" (یہ محمدی کے نکاح کا غم تھا جو الہامی سے دور ہو گیا) اور ایک اتفاقات عجیبہ سے یہ بات ہے کہ جس وقت شہاب الدین موحد نے مولوی صاحبان موحدین کی سامنے بیان کی اس رات انگریزی میں ایک الہام ہوا۔ جو شہاب دین کو سنایا گیا۔ (بڑی مہربانی فرمائی) اور وہ یہ ہے۔

Through all men should be angery but God is with you. He shell help you wards of God can not ex-change

یعنی اگرچہ تمام آدمی ناراض ہوں مگر خدا تمہارے ساتھ ہے وہ تمہاری مدد کرے گا۔ خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ پھر ماسوا اس کے اور بھی چند الہامات ہوئے جو نیچے لکھے جاتے ہیں۔

"من الخير كله في القرآن كتاب الله الرحمان اليه يصعد الكلم الطيب" یعنی تمام بھلائی قرآن میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ وہی اللہ جو رحمان ہے۔ اسی رحمان کی طرف کلمات طیبہ صعود کرتے ہیں۔ "هو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا وينشر رحمة الله" وہ ذات کریم ہے جو ناامیدی کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی

رحمت کو دنیا میں پھیلاتا ہے۔ یعنی عین ضرورت کے وقت تجدید دین کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ "یجتبی الیه من یشاء من عباده" جس کو چاہتا ہے بندوں میں سے چن لیتا ہے۔ "وکذالك مننا علی یوسف لنصرف عنه السوء والفحشاء ولتنذر قوما ما انذر اباؤهم فهم غافلون" اور اسی طرح ہم نے یوسف پر احسان کیا تا ہم اس سے بدی اور فحش کو روک دیں اور تا تو ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادوں کو کسی نے نہیں ڈرایا۔ سو وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس جگہ یوسف کے لفظ سے بھی عاجز مراد ہے کہ جو باعتبار کسی روحانی مناسبت کے اطلاق پایا۔ واللہ اعلم بالصواب بعد اس کے فرمایا "قل عندی شهادة من الله فهل انتم مؤمنون ان معی ربی سیهدین رب اغفر وارحم من السماء ربنا عاج رب السجن احب الیّ مما یدعوننی الیه رب نجنی من غم ایلی ایلی لما سبقتنی" کر جہاں سے تو بارا کر وکستاخ۔ کہہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم ایمان نہیں لاتے۔ یعنی خدا تعالیٰ کا تائیدات کرنا اور اسرار غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبریں بتلانا اور دعاؤں کا قبول کرنا اور مختلف زبانوں میں الہام دینا اور معارف اور حقائق الہیہ سے اطلاع کرنا یہ سب خدا کی شہادت ہے۔ جس کو قبول کرنا ایماندار کا فرض ہے۔ پھر بقیہ الہامات بالا کا یہ ہے کہ میرا رب میرے ساتھ ہے۔ وہی مجھے راہ بتلاوے گا۔ اے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر ہمارا رب عاجی ہے۔ اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔ جن نالائق باتوں کی طرف مجھ کو بلاتے ہیں ان سے اے میرے رب مجھے زندان بہتر ہے۔ اے میرے خدا مجھ کو میرے غم میں نجات بخش۔ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کر دیا۔ یہ سب اسرار ہیں۔ جو اپنے اپنے اوقات پر چسپاں ہیں۔ جن کا علم حضرت عالم الغیب کو ہے۔ پھر بعد اس کے فرمایا "هو شعنا نعسا" یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اور ان کے معنی ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔ پھر بعد اس کے دو فقرے انگریزی ہیں۔ جن کے الفاظ کی صحت بباعث سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں ہوئے اور وہ یہ ہیں۔

I Love You, I Shell you, You a large party of Islam.

چونکہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خواں نہیں اور نہ اس کے پورے پورے معنی کھلے ہیں۔ اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔ پھر اس کے بعد یہ الہام ہوا۔ "یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم

القیمة ثلة من الاولین وثلة من الآخرین " اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات
دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ رفع درجات کروں گا یا دنیا سے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے
تابعین کو جو ان پر منکر ہیں قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ پہلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے اور
پچھلوں میں سے بھی ایک گروہ۔ اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے۔ پھر اس کے بعد
اردو الہام فرمایا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر
آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی
سچائی ظاہر کردے گا۔ " الفتنة ههنا فاصبر کما صبر اولو العزم " اس جگہ ایک فتنہ ہے
سو اولوالعزم نبیوں کی طرح صبر کر۔

" فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا " جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلی کرے
گا تو انہیں پاش پاش کر دے گا۔ " قوة الرحمان لعبید الله الصمد " یہ خدا کی قوت ہے جو
اپنے بندے کے لئے وہ غنی مطلق ظاہر کرے گا۔ " مقام لا تترقی العبد فیه بسعی
الاعمال " یعنی عبد اللہ الصمد ہونا ایک مقام ہے۔ جو بطریق موہبت تجھ کو عطا ہوتا ہے۔
کوششوں سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ " یا داؤد عامل بالناس رفقا و احسانا و اذا حییتم
بتحیة فحیوا باحسن منها و اما بنعمة ربك فحدث " " [illegible]
تم کو وہ کرنا چاہئے جو میں نے فرمایا ہے۔ " اشکر نعمتی رأیت خدیجتی انك الیوم
لذو حظ عظیم انت محدث الله فیك مادة فاروقیة " اے داؤد خلق اللہ کے ساتھ رفق اور
آسانی کے ساتھ معاملہ کر اور سلام کا جواب احسن طور پر دے اور اپنے رب کی نعمت کا لوگوں کے
پاس ذکر کر۔ میری نعمت کا شکر کر تو نے اس کو قبل از وقت پایا۔ آج تجھ کو حظ عظیم ہے تو محدث
اللہ ہے تجھ میں مادہ فاروقی ہے۔ " سلام علیك یا ابراهیم انك الیوم لدینا مکین امین
ذو عقل متین ۔ حب الله خلیل الله اسد الله وصل علی محمد ما ودعك ربك
وما قلی الم نشرح لك صدرك ۔ الم نجعل لك سهولة فی کل امر بیت الفکر
وبیت الذکر ومن دخله کان امنا " تجھ پر سلام ہے اے ابراہیم تو آج ہمارے نزدیک
صاحب مرتبہ اور امانت دار اور قوی العقل ہے اور دوست خدا ہے۔ خلیل اللہ ہے۔ اسد اللہ ہے اور
محمد پر درود بھیج۔ یعنی یہ اس نبی کریم کی متابعت کا نتیجہ ہے اور بقیہ ترجمہ یہ ہے کہ خدا نے تجھ کو ترک
نہیں کیا اور نہ وہ تجھ پر ناراض ہے۔ کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا۔ کیا ہم نے ہر ایک بات تیرے
لئے آسان نہیں کی۔ کیا تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا اور جو شخص بیت الذکر میں باخلاص

وقصد تعبد صحت نیت وحسن ایمان داخل ہوگا۔ وہ صدمے آفات سے امن میں آجائے گا۔ بیت الفکر
سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا
ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ بالا
اس مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔ جس کے حروف سے بنائے مسجد کی تاریخ بھی نکلتی ہے اور وہ
یہ ہے۔ "مبارک ومبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ" یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور
برکت یافتہ ہے اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جائے گا۔ پھر اس بعد اس کے اس عاجز کی نسبت
فرمایا "رفعت وجعلت مبارکا" "تو مرزا اونچا کیا گیا اور مبارک بنایا گیا۔" "والذین آمنوا
ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئک لہم الامن وہم مہتدون" یعنی جو لوگ ان برکات
وانوار پر ایمان لائیں گے جو کہ تجھ کو خدا تعالیٰ نے عطا کئے ہیں اور ایمان ان کا خالص اور وفاداری
سے ہوگا تو ضلالت کی راہوں سے امن میں آجائیں گے اور وہی ہیں جو خدا کے نزدیک ہدایت
یافتہ ہیں۔" یریدون ان یطفئوا نور اللہ قل اللہ حافظہ عنایت اللہ حافظک نحن
نزلناہ وانا لہ لحافظون۔ اللہ خیر حافظا وہو ارحم الراحمین ویخوفونک
من دونہ۔ ائمۃ الکفر لا تخف انک انت الاعلیٰ۔ ینصرک اللہ فی مواطن۔ ان
یومی لفصل عظیم۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ لا مبدل لکلماتہ بصائر
للناس۔ نصرتک من لدنی۔ انی منجیک من الغم۔ وکان ربک قدیرا۔ انت
معی وانا معک۔ خلقت لک لیلا ونہارا۔ اعمل ماشئت فانی قد غفرت لک۔
انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق "مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ تا خدا کے نور (یعنی
مرزا قادیانی) کو بجھا دیں کہ خدا اس نور کا خود محافظ ہے۔ عنایت اللہ تیری نگہبان ہے۔ ہم نے اتارا
ہے اور ہم ہی محافظ ہیں۔ خدا خیر الحافظین ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے اور تجھ کو اور چیزوں سے
ڈرائیں گے۔ یہی پیشوایان کفر ہیں۔ مت خوف کر تجھ ہی کو غلبہ ہے۔ یعنی حجت اور برہان اور
قبولیت اور برکت کے رو سے تو ہی غالب ہے۔ خدا کئی میدانوں میں تیری مدد دے گا۔ یعنی
مجادلات، مناظرات، بحث میں تجھ کو غلبہ رہے گا۔ پھر فرمایا کہ میرا دن حق ہے اور باطل میں فرق
بین کرے گا۔ خدا لکھ چکا ہے کہ غلبہ مجھ کو اور میرے رسولوں کو ہے۔ کوئی نہیں کہ جو خدا کی باتوں کو
ٹال دے۔ یہ خدا کے کام دین کی سچائی کے لئے حجت ہیں۔ میں اپنی طرف سے تجھے مدد دوں گا۔ میں
خود تیرا غم دور کر دوں گا اور تیرا خدا قادر ہے تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرے
لئے میں نے رات اور دن پیدا کیا جو کچھ بھی تو چاہے کر میں نے تجھے بخشا۔ تو مجھ سے وہ منزلت

رکھتا ہے جس کی لوگوں کو خبر ہی نہیں۔ اس آخری فقرہ کا یہ مطلب نہیں کہ منہیات شرعیہ تجھے حلال ہیں۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ تیری نظر میں منہیات مکروہ کئے گئے ہیں اور اعمال صالحہ کی محبت تیری فطرت میں ڈالی گئی ہے۔ گویا جو خدا کی مرضی ہے وہ بندے کی مرضی بنائی گئی ہے اور سب ایمانیات اس کی نظر میں بطور فطرتی تقاضا کے محبوب کی گئیں۔" ذالك فضل الله يوتيه من يشاء وقالوا ان هو الا افك افترى وما سمعنا بهذا في اباءنا الاولين۔ ولقد كرمنا بني آدم وفضلنا بعضهم على بعض۔ اجتبيناهم واصطفيناهم كذالك ليكون آية للمؤمنين۔ ام حسبتم ان اصحاب الكهف والرقيم كانوا من اياتنا عجبا۔ قل هو الله عجيب۔ كل يوم هو في شان ففهمناها سليمان وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما وعلوا۔ سنلقى في قلوبهم الرعب قل جاء كم نور من الله فلا تكفروا ان كنتم مؤمنين۔ سلام على ابراهيم صافيناه ونجيناه من الغم۔ تفردنا بذالك فاتخذوا من مقام ابراهيم مصلى "اور کہیں گے یہ جھوٹ بنالیا ہے۔ ہم نے اپنے بزرگوں میں یعنی اولیاء سلف میں یہ نہیں سنا۔ حالانکہ بنی آدم یکساں نہیں پیدا کئے گئے۔ بعض کو بعض پر خدا نے بزرگی دی اور ان کو دوسروں میں سے چن لیا۔ یہی حق ہے تا مومنوں کے لئے نشان ہو۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہمارے عجیب کام فقط اصحاب کہف تک ختم ہیں۔ نہیں بلکہ وہ خدا تو ہمیشہ صاحب عجیب ہے اور اس کے عجائبات کبھی منقطع نہیں ہوتے۔ ہر ایک دن میں وہ ایک شان میں ہے۔ پس ہم نے وہ نشان سلیمان کو سمجھا دئے۔ یعنی اس عاجز کو اور لوگوں نے محض ظلم کی راہ سے انکار کیا۔ حالانکہ ان کے دل یقین کر گئے۔ سو عنقریب ہم ان کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ کہہ خدا کی طرف سے نور اترا ہے۔ سو تم اگر مومن ہو تو انکار مت کرو۔ ابراہیم پر سلام ہم نے اس کو خالص کیا اور غم سے نجات دی۔ ہم نے ہی یہ کام کیا سو تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو۔ یعنی رسول کریم کا طریقہ حقہ جو حال کے زمانہ میں اکثر لوگوں پر مشتبہ ہو گیا ہے اور بعض یہودیوں کی طرح صرف ظواہر پرست اور بعض مشرکوں کی طرح مخلوق پرستی تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ طریقہ خداوند کریم کے عاجز بندہ سے دریافت کر لیں اور اس پر چلیں۔

(براہین احمدیہ ص۵۵۳ تا ۵۹۲، خزائن ج۱ ص۶۵۹ تا ۶۶۲)

"يا عيسىٰ انى متوفيك ورافعك الىّ وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة" یہ صرف الہام ہے ترجمہ حضرت قادیانی چاہیے کہ سب الہامی تحریر میں خالی ورق بھی ہونے چاہئیں تاکہ وہ جہالت نشوونما پاتی رہے جو مرزا کذاب کی مانی موج کھیلتا رہے۔

یہ الہام صرف سادہ ہی رکھا گیا ہے تاکہ ضرورت اظہار کی ڈھال بن جائے اور ہتھیار وہ جو وقت پر کام آئے کے مصداق بہشتی مداری کی پٹاری سے ہاتھی کا گھوڑا اور گھوڑے کا الو کا پٹھہ بن سکے۔ ہاں صاحب کیا کہنے ہیں پنجابی نبی کے۔ صبح کو عاجز و مسکین قادیانی۔ شام میں بعد صحت حاضری کے وقت ظلی و بروزی نبی۔ ڈنر کے وقت نبی اور رسول اور بریک فاسٹ کے وقت۔

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا

منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص ۳ خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

اور یہ کیوں نہ ہو جب کہ آپ کی وحی کا لب و لہجہ ایسا ہے جیسے کہ کوئی بڈھا انگریز سر پر کھڑا بول رہا ہے۔

"یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ" "اے عیسیٰ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے تابعین کو قیامت تک منکروں پر غالب رکھوں گا۔" (براہین احمدیہ ص ۵۱۹ خزائن ج ۱ ص ۶۲۳)

میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو سنا تھا آج آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اے کاش کبھی اپنے پر بھی یہی ترجمہ کیا ہوتا۔ جو جناب کلمۃ اللہ کے لئے پسند فرمایا تھا یہاں کیوں نہیں کہتے کہ اے مرزا تجھ کو موت دینے والا ہوں۔ مگر یاد آیا تم تو عالم کشف میں مردوں سے اپنی زندگی کو لمبا کرنے کے لئے لڑا کرتے تھے اور ہمیشہ کشتی کر کے پچھاڑا کرتے تھے، بذور آزمائی کرایا کرتے ہو۔ (مکاشفات نمبر ۳۳) پھر بھلا اپنے نام پر مرنے کا لفظ کیوں پسند کرو گے۔ جب کہ تم اپنی عمر بڑھانے کے لئے الہامی چکر میں ایسے الجھے کہ بیسوں متضاد الہام دجل کی مشین پر بنا ڈالے۔ جن سے آپ کی عمر ۶۸، ۶۹، ۷۵، ۸۰، ۸۴، ۸۳، ۷۸ اور کشف والی دعا جو گردن پر کھڑے رکھ کر کرائی گئی تھی کر لیں اور ثم یحییٰ کا مصداق ہو جائے تو ۹۵ سال ہوتی ہے۔

"یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح الصدق" "یعنی اے مریم تو معہ اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو۔ میں نے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھونک دی۔ خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا۔ یہ اس آیت کے مقابل پر ہے۔ "فنفخنا فیہ من روحنا" پس اس جگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی۔ جس کا نام روح الصدق ہے۔" پھر سب کے آخر (براہین احمدیہ ص ۵۵۶) میں وہ عیسیٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا اس کے پیدا ہونے کے بارہ میں یہ الہام ہوا۔

"یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ" اس جگہ میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس الہام سے ظاہر ہوا کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا۔ جس کے روح کا نفخ ص ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس اس لحاظ سے میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔ کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی اور دیکھو (براہین احمدیہ ص ۴۹۶، ۵۵۶) اور اس واقعہ کو سورۃ تحریم میں بطور پیش گوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہو گا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر بعد اس کے مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے گی۔ پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا اور اس طرح پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا۔ یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ تحریم میں اس زمانہ سے تیراں سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں سورۃ تحریم کی ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرما دی۔ قرآن شریف موجود ہے ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو۔ پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیش گوئی جو سورۃ تحریم میں تھی یعنی یہ کہ اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا اور پھر مریم سے عیسیٰ بنایا جائے گا۔ گویا اس میں سے پیدا ہو گا وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی۔ کیا یہ انسان کی قدرت ہے۔ کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اس وقت موجود تھا۔ جب کہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا۔ تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت اتار دی جائے اور اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے۔ دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشو ونما پاتا رہا اور پھر جب اس پر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۵۵۶ میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا اور اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا" فاجاءھا المخاض الیٰ جذع النخلۃ قالت یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا " یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردزہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی ... کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نام ونشان نہ رہتا۔"

(کشتی نوح ص ۴۶، ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰، ۵۱)

"بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر تجھ میں حیض نہیں رہا۔ بلکہ وہ بچہ ہو گیا۔ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔" (یعنی اللہ کا بیٹا ہے)
(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

تو ڈر خدا سے اس کے عتاب سے لیکن
نبی کے غصہ میں ڈوبی ہوئی نگاہ سے ڈر

جناب غوث اعظم نور اللہ مرقدہ کا ارشاد گرامی ہے۔ تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل ہے اور تیرا ظاہر تیرے باطن کی علامت ہے۔ فرماتے ہیں جب عالم زاہد نہ ہو تو وہ اپنے زمانہ والوں پر عذاب ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنے نفس کا اچھی طرح سے معلم نہیں ہو سکتا وہ دوسروں کا کس طرح ہوگا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ فرمایا فقر کے لئے چادر بنا ایک اور شخص نے کہا میں خدا تعالیٰ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بلا کے لئے چادر بنا۔ کیونکہ اللہ اور رسول کی محبت فقر و فاقہ اور بلا سے ملی جلی ہوئی ہے۔ ان کا یہ بھی حکم ہے تکبر اور نخوت اور اترانے کو چھوڑ اپنی خوشی کو کم کر اور حزن کو بڑھا کر تو دار الحزن یعنی دنیا میں قید ہے۔ ہمارے نبی کریم ہمیشہ غمگین رہتے خوشی کم کرتے اور ہنستے نہیں تھے۔ وہ یہ بھی فرماتے کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اسے حکم کرتا ہے کہ وہ تیری قسمت کو بدل ڈالے کیا تو اس سے زیادہ حاکم اور زیادہ عادل اور زیادہ رحیم ہے۔

سرکار مدینہ فداہ ابی و امی ﷺ کا ارشاد ہے۔ "ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ترمذی ج۲ ص۴۵، باب ماجاء لا تقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون)" فرمایا میرے بعد تیس بہت جھوٹ بنانے والے اور بہت جھوٹ بولنے والے ایسے شخص بھی پیدا ہوں گے جو اپنے زعم باطل میں یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہم اللہ کے رسول و نبی ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ میں نبیوں کا ختم کنندہ ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

فرمان رسالت کی روشنی میں کذاب قادیان میرے خیال میں تو نہیں۔ جمہور اسلام کے نزدیک دجال اکبر ہے۔ جیسا کہ علمائے کرام کا متفقہ طور سے اس پر صاد ہے۔ اب ادھی آ وا گون کے چکر ہی کو دیکھئے کہ اس بھول بھلیوں میں آپ کیا سے کیا بنے اور کون کون سا روپ اختیار کیا اور اس بہروپی کے انجام کو ملاحظہ فرمائیں کہ کولہو کے بیل کی طرح ناکام چکر کاٹتے ہوئے جہاں سے چلے تھے وہیں کھڑے ہیں۔ پنجابی میں ایک مثال ہے بھولی چھاں کے لٹکی آگوڑے چپک۔

الغرض الہام "یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک" کی قدر و منزلت کو کم کرنے کے لئے اس قدر ارزانی کی کہ سینکڑوں دفعہ تو ذات شریف پر مختلف معانی و مفہوم سمجھتے ہوئے چسپاں کر لیا۔ جس کا مطلب سوائے جناب کی ذات اقدس پر فوقیت اور سبقت لینے کے اور کچھ نہ تھا۔ جیسا کہ وہ اس کا خود اظہار کرتا ہے۔

کرمکے بودم مرا کردی بشر
من عجب تر از مسیح بے پدر

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۱۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۵ خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

مطلب یہ تھا کہ مابدولت رئیس قادیان جن کے آباؤ اجداد نے اور آباء کے باوا نے گورنمنٹ برطانیہ کی راہ میں جانیں قربان کرنا سعادت عظمیٰ سمجھا تھا اور خود ایں جناب سرکار انگریزی حکومت کا خود کاشتہ پودا ہیں اور باوا کے ابا سے کچھ کم نہیں۔ کیونکہ میں گورنمنٹ کی خوشنودی مزاج کے لئے "اولی الامر منکم" کا ترجمہ انگریز بھی اس لئے کیا کہ مجھے کوئی خطاب یا مربع ہی مل جائے۔ جناب قیصرہ ہند کی خدمت میں تحفہ قیصریہ ہدیہ تشکرات یا برگ سبز تحفہ درویش کر کے بھیجا جس میں جہاد کو حرام قرار دیا اور ان وحشی مولویوں کے نام بطور سی آئی ڈی لکھے جو ان جذبات کو فروغ دینا چاہتے تھے۔ اس رسالہ میں میری کوئی خاص ذاتی غرض نہ تھی۔ ہاں یہ خیال ضرور تھا کہ وہ ناکام مقدمہ بازی جو میرے والد نے عدالتوں کی اور جس میں میں نے ایک کافی عرصہ ساتھ دیا اور بھاگا آخر ۱۵ روپے کی نوکری کو بیکاری اور مفلسی پر ترجیح دیتے ہوئے وطن کو خیرباد کہا۔ شاید مراحم خسروانہ کے تصدق میں وہ زمین واپس مل جائے اور ویسے تو ہم فقیر منش اللہ والے درویشوں کو اس بات کی خواہش ہی نہیں ہوتی کہ کسی کی خوشنودی مزاج سنیں اور تحسین و آفرین سے کان آشنا ہوں یا مرحبا سے طبیعت ہی میں بشاشت آئے۔ مگر تقاضائے بشریت اکثر جناب کی طرف سے گرامی نامہ کے الفاظ کا انتظار رہا ہے۔ طبیعت ایک دفعہ بے قابو ہوگئی اور جذبات نکل گئے تو ایک اور عرضداشت بھیجی جو خون دل کی سیاہی سے عقیدت کے ہاتھوں کمال انکساری

دعا جوبڑی سے لکھی گئی اور جس میں صرف یہ التجا کی کہ خدا کے لئے ہمارے اس رسالے کو صرف ایک دفعہ پڑھوا کر سن لیا جائے جس پر ہم نے اس قدر محنت کی اور ایک خطیر رقم کے مصارف سے طبع کرایا اور یہ بھی عرض کی کہ مجھ خادم کو جو اخلاص و عقیدت جناب ممدوحہ سے ہے۔ وہ میں بیان نہیں کر سکتا اور میرا یقین یہ کہتا ہے اور دل یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ جناب قیصرہ نے غریب کا عقیدت کیشانہ رسالہ تحفہ قیصریہ پڑھا ہو اور پھر دو لفظوں سے نوازا نہ جاؤں۔ اگر جناب ممدوحہ ملکہ قیصرہ نے پڑھا ہوتا تو ضرور شاہانہ الفاظ سے نوازا جاتا۔

اور یہ الہام جو روز ستاتے ہیں سونے نہیں دیتے وقت بے وقت ساون بھادوں کی بارش کی طرح آئے دن آتے ہی رہتے ہیں یہ کوئی ہمارے اختیار میں تھوڑے ہیں یا ہم ان کو کسی طرح روک سکتے ہیں۔ ہاں البتہ ہم اس بات پر قادر تھے کہ ڈپٹی کمشنر بٹالہ کے حکم پر ان کی تبلیغ واشاعت کو بند کر دیں۔ مگر وہ آتے تو روز ہیں جن دنوں میں ہم نے جناب ملکہ معظمہ کو تحفہ قیصرہ بھیجا تھا۔ تعجب کی بات ہے کہ ہمارے خدا نے ہمیں دو الہام بھی پارسل کر دیئے تھے۔ پہلا الہام تو یہ تھا "لك خطاب العزت" یعنی ایک عزت کا خطاب (خان صاحب، رائے صاحب، سردار صاحب وغیرہ) تمہیں ملنے والا ہے اور دوسرا یہ تھا "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی طرف سے شکریہ۔" گو ہم فقیر کوئی خطاب یا شکریہ پسند نہیں کرتے۔ مگر الہام تو ہمارے بس کا روگ نہیں وہ تو ہو جاتے ہیں۔ چونکہ ان دونوں الہاموں کی انجام مرزا قادیانی کی زندگی میں نہیں ہوا۔ اس لئے ہمارے خیال میں جب مرزا قادیانی کا وہ بیٹا جو مسیح موعود ہو کر آئے گا اور جس کے متعلق مرزا قادیانی کا وعدہ ہم لکھ آئے ہیں اور جس کے متعلق یہ الہام مرزا قادیانی کو ہو چکا ہے۔ "یا عیسی انی متوفیك ورافعك الی ومطهرك من الذین کفروا الی یوم القیامة"

(کشتی نوح ص۴۵، خزائن ج۱۹ ص۴۹)

اس کا پورا پورا انجام اس وقت جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی ذریت سے جو صاحب سریر آرائے سلطنت ہوگا۔ مرزا قادیانی کے اس نونہال کو جو مسیح موعود بن کر آئے گا۔ کوئی عزت کا خطاب دے گا اور اس طرح سے قادیانی خدا ان الہاموں کو پورا کرے گا۔

فالحمدلله علی ذلك!

خیر! ہمیں تو مرزا قادیانی کی رسالت پر رحم آتا ہے کہ ایک ساٹھ سالہ سفید بھویں اور داڑھی والا بوڑھا آدمی کس طرح یک جنبش مرد سے عورت بنا۔ بچارے کو حیض آیا حاملہ ہوا۔ دو برس تک [illegible] سے بھی مقید رہے۔ دس ماہ تک حاملہ ہوا آخر دردزہ کے مصائب جیسے پھر زچگی کے

خواتین میں جھگڑا ہوا اور مرکر بچہ جنا جو باسٹھ سال تھا اور برداشت کرتے ہوئے تھے۔ ہنسی کی بات نہیں سوچنے کا موقعہ ہے کہ کون سے ایسے مرد ما جوان کو یہ طاقت ہے کہ مرزا قادیانی کا اس فن میں مقابلہ کرے کسی میں ہمت ہے تو مرد میدان بنے اور ہم سے منہ مانگا انعام پاوے۔

کتب خرافات وزٹلیات میں ایک نہایت معتبر روایت جناب غوث پاک سے منسوب ہے۔ اس کے راوی مرزا قادیانی کے راویوں سے زیادہ معتبر ہیں۔ وہاں ملا دال کھتری اور عبداللہ سنوری ہیں تو یہاں گھوڑا، ام کو مجو ما اور باندا اہجوا جیسے ثقہ اصحاب ہیں۔ جنہوں نے سچائی کو کبھی ہاتھ تک نہیں لگایا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہمارے محلہ کا ایک گرانڈیل جوان جو اپنی رفیقہ حیات سے روز جھگڑا کرتا تھا۔ مچھلی لایا اور بیوی کو اس کے پکانے کی فوری تاکید کی وہ نیک بخت بولی کہ تم ندی سے پانی کا گھڑا بھر لاؤ میں اسے تیار کرتی ہوں۔ جب وہ دریا پہ پہنچا تو گرمی محسوس ہوئی اور نہانے کا طبیعت نے تقاضہ کیا۔ گھڑے کو کنارے پہ رکھا اور خود دریا میں غوطہ زن ہوا۔ اس کی بیوی غوث پاک کی عقیدت کیش تھی اور اس کی آزردگی مزاج کا کئی دفعہ مزا دیکھ چکی تھی۔ جناب غوث کی دعا نے آج ظہور کیا وہ گرانڈیل جوان غوطہ لیتے ہی غوطے میں کہاں سے کہاں پہنچ گیا اور کسی دوسری بستی کے کنارے پر ایک نہایت خوبصورت عورت کے وجود میں ظاہر ہوا۔ وہاں کسی جوان نے اسے اپنی منکوحہ بی بی بنا لیا۔ وہ مدت تک ازدواجی زندگی میں منسلک رہ۔ سات بچے جنے اس کے بعد ایک دن اسی گھاٹ پر نہانے کو وہ آیا یا یوں آئی۔ پھر نہانے کو طبیعت نے تقاضہ کیا دریا میں اتری اور پہنچی ہی غوطہ میں وہاں پہنچی جہاں گھڑا مرد ہونے کی صورت میں رکھا تھا۔ بس جونہی پانی سے ابھری گویا کہ وہی گرانڈیل آدمی تھا۔ گھڑا بھرا گھر میں پہنچا تو بیوی مچھلی تیار کر چکی تھی۔ مزے سے دونوں نے سیر ہو کر کھائی اور یہ واقعہ بھی ساتھ ساتھ بیان کیا۔ فالحمد لله علی ذالک! یہ مرفی الفاظ مرزا قادیانی کی ہر ناممکن واقعات کی تحریر کے بعد ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم نے بھی اسے پسند کرتے ہوئے نقل کیا ہے۔ مرزائی حضرات معاف رکھیں۔ اب ہم آپ کی خدمت میں دجال قادیان کی دجالیت نوازیاں اور جدت طرازیاں پیش کرتے ہیں۔ جن سے یہ روز روشن کی طرح معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس طرح دجل بنایا کرتے اور مغالطے دیا کرتے تھے۔

اب نص قرآن کی متعدد آیات سے اس کا صریح اور بدیہی ثبوت موجود ہے کہ یہود نا مسعود نے جناب مسیح کلمۃ اللہ کے لئے صلیب و قتل کا حیلہ سوچا تھا اور وہ قریبا قریبا اس میں کامیاب تھے۔ مگر قدرت سرمدی کو یہ گوارا نہ ہوا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں یہ تجویز فرمایا اور مسیح کو اضطرار کی حالت میں وعدہ دیا کہ میں تمہیں بچاؤں گا۔ اب یہ کہنا کہ صلیب پر تو چڑھایا گیا۔ لیکن فوتگی

جنہیں رسوائی ہوئی۔ مگر بیہوشی اور نیم مردگی میں صلیب سے اتارے جانے کی وجہ سے جان بچ گئی۔ کس قدر دروغ بافی اور بے ایمانی ہے۔ جب کہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کو کوئی ہاتھ نہ لگا سکا اور نہ ان کو کوئی قتل و مصلوب نہ کر سکا۔ اب ایک طرف قرآنی آیات ہیں اور دوسری طرف توہمات مرزا۔ " انا هديناه السبيل اما شاكرا واما كفورا " اب دونوں راستے تمہارے سامنے ہیں اور کفر و شکر تمہارے اپنے اختیار میں ہے۔ اگر کفر کرو گے تو تمہاری اپنی ہی جانوں کا نقصان ہے اور اگر شکر کرو گے تو اس میں تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ ذیل میں مرزا قادیانی کا وہ بیان ہے جس کی کوئی سند ہی نہیں۔ بلکہ قرآن کے خلاف، حدیث کے خلاف، خلفائے راشدین اس سے بیزار، آئمہ اربعہ اس سے ناراض، مجدد و محدث اس سے برہم، مفسر و صوفی اس سے پناہ گزیں، رہ گئے ایک پنجابی نبی ہیں۔ جنہیں پنجی، شیر علی عراقی اور آنکل نے گھڑ رکھا ہے اور یہ چاروں قادیانی فرشتے مرزا قادیانی کے قلب پر ان کو القاء کرتے ہوئے اس کی تشہیر کی محنت گنداریاں کر رہے ہیں اور لطف تو یہ ہے کہ دنیا کی کوئی تاریخ اس کو نہیں دیتی۔ اب "یا عیسیٰ انی متوفیک" کا ترجمہ تفسیر کذاب قادیان کی زبانی سنئے۔

"پھر بعد اس کے مسیح ان کے حوالے کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے اور جس قدر گالیاں سننا اور فقیہوں اور مولویوں کے کہنے سے طمانچے کھانا اور ہنسی اور ٹھٹھے سے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدر تھا سب اس نے دیکھا آخر صلیب دینے کو تیار ہوئے۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور عصر کا وقت اور اتفاق تا یہودیوں کی عید فسح کا بھی دن تھا۔ اس لئے فرصت بہت کم تھی اور آگے سبت کا دن آنے والا تھا جس کی ابتداء غروب آفتاب سے ہی سمجھی جاتی تھی۔ کیونکہ یہودی لوگ مسلمانوں کی طرح پہلی رات کو اگلے دن کے ساتھ شامل کر لیتے تھے اور یہ ایک شرعی تاکید تھی کہ سبت میں کوئی لاش صلیب پر لٹکی نہ رہے۔ تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھا دیا۔ تا شام سے پہلے ہی لاشیں اتاری جائیں۔ مگر اتفاق سے اس وقت ایک سخت آندھی آ گئی جس سے سخت اندھیرا ہو گیا۔ یہودیوں کو یہ فکر پڑ گئی کہ اب اگر اندھیری ہی میں شام ہو گئی تو ہم اس جرم کے مرتکب ہو جائیں گے جس کا ابھی ذکر کیا گیا ہے۔ سو انہوں نے اس فکر کی وجہ سے تینوں مصلوبوں کو صلیب پر سے اتار لیا اور یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بالاتفاق مان لیا گیا ہے کہ وہ صلیب اس قسم کی نہیں تھی۔ جیسا کہ آج کل کی پھانسی ہوتی ہے اور گلے میں رسہ ڈال کر ایک گھنٹہ میں کام تمام کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس قسم کا کوئی رسہ نہیں ڈالا جاتا تھا۔ صرف بعض اعضاء میں کیلیں ٹھوکتے تھے اور پھر احتیاط کی غرض سے تین تین دن مصلوب بھوکے پیاسے صلیب پر چڑھائے رہتے تھے پھر

ان کے ہڈیاں توڑی جاتی تھیں اور پھر یقین کیا جاتا تھا کہ اب مصلوب مر گیا۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت سے مسیح کے ساتھ ایسا نہ ہوا۔ عید مسیح کی کم فرصتی، دو عصر کا تھوڑا وقت اور آگے سبت کا خوف اور آندھی کا آ جانا ایسے اسباب یک دفعہ پیدا ہو گئے۔ جس کی وجہ سے چند منٹ میں ہی مسیح کو صلیب پر سے اتار لیا گیا اور دونوں چور بھی اتار لئے گئے۔ ہڈیوں کے توڑنے کے وقت خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا یہ نمونہ دکھایا کہ بعض سپاہی پلاطوس کے جن کو درپردہ خواب کا خطرناک انجام سمجھایا گیا تھا وہ اس وقت موجود تھے۔ جن کا مدعا یہی تھا کہ کسی طرح مسیح کے سر سے یہ بلا ٹل جائے۔ ایسا نہ ہو کہ مسیح کے قتل ہونے کی وجہ سے وہ خواب سچی ہو جائے۔ جو پلاطوس کی بیوی نے دیکھی تھی اور ایسا نہ ہو کہ پلاطوس کسی بلا میں پڑے۔ سو پہلے انہوں نے چوروں کی ہڈیاں توڑا کیں اور چونکہ سخت آندھی تھی اور تاریکی ہو گئی تھی اور ہوا تیز چل رہی تھی۔ اس لئے لوگ گھبرائے ہوئے تھے کہ کہیں جلد گھروں کو جائیں سو سپاہیوں کا اس موقعہ پر خوب داؤ لگا۔ جب چوروں کی ہڈیاں توڑ چکے اور مسیح کی نوبت آئی تو ایک سپاہی نے یونہی ہاتھ رکھ کر کہہ دیا کہ یہ تو مر چکا ہے۔ کچھ ضرور نہیں کہ اس کی ہڈیاں توڑی جائیں اور ایک نے کہا میں ہی اس لاش کو دفن کروں گا اور آندھی ایسی چلی کہ یہودیوں کو اس نے دھکے دے کر اس جگہ سے نکالا۔ پس اس طور سے مسیح زندہ بچ گیا۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۸۲، ۳۸۳ خزائن ج ۳ ص ۲۹۵ تا ۲۹۶)

دیکھئے مرزا قادیانی نے اپنے استاد علیہ سے سوگز آگے ہو کر استقبال کیا اور تقدیر کے خیال تھا کہ نقش قدم پر چلتے ہوئے تمام کذابین میں سے ایک خاص طغرۂ امتیاز حاصل کیا۔ بہر حال یہ بات بھی دوسرے کی چبائی اپنا چکھنی ہی چکھا ہے۔ (تفسیر احمدی ص ۳۲۴، ۳۲۵ طبع ۱۹۸۹ء) میں ہے۔

"جس دن حضرت عیسیٰ صلیب پر چڑھائے گئے وہ جمعہ کا دن اور یہودیوں کے عید فصح کا تہوار تھا۔ دوپہر کا وقت تھا جب ان کو صلیب پر چڑھایا گیا ان کی ہتھیلیوں میں کیلیں ٹھوکی گئیں۔ عید فصح کے دن ختم ہونے پر یہودیوں کا سبت شروع ہونے والا تھا اور یہودی مذہب کی رو سے ضرور تھا کہ مقتول یا مصلوب کی لاش قبل ختم ہونے دن کے یعنی قبل شروع ہونے سبت کے دفن کر دی جائے۔ مگر صلیب پر انسان اس قدر جلدی مر نہیں سکتا تھا۔ اس لئے یہودیوں نے درخواست کی کہ حضرت مسیح کی ٹانگیں توڑ دی جائیں تا کہ وہ فی الفور مر جائیں۔ مگر حضرت عیسیٰ کی ٹانگیں توڑی نہیں گئیں اور لوگوں نے جانا کہ وہ اتنی ہی دیر میں مر گئے جب لوگوں نے غلطی سے جانا کہ حضرت درحقیقت مر گئے ہیں تو یوسف نے حاکم سے ان کے دفن کرنے کی درخواست کی وہ نہایت متعجب ہوا کہ ایسے جلد مر گئے۔ یوسف کو دفن کرنے کی اجازت مل گئی اور حضرت عیسیٰ صرف تین چار گھنٹے

صلیب پر رہے۔ یوسف نے ان کو ایک قبر میں رکھا اور اس پر ایک پتھر ڈھانک دیا۔ حضرت عیسیٰ صلیب پر مرے نہ تھے۔ بلکہ ان پر ایسی حالت طاری ہو گئی تھی کہ لوگوں نے ان کو مردہ سمجھا تھا۔ رات کو وہ قبر میں سے نکال لیے گئے اور مخفی اپنے مریدوں کی حفاظت میں رہے۔ حواریوں نے ان کو دیکھا اور پھر کسی وقت موت سے مر گئے۔ بلاشبہ ان کو یہودیوں کی عداوت کے خوف سے نہایت مخفی طور پر کسی نامعلوم مقام میں دفن کر دیا گیا ہوگا۔ جو اب تک نامعلوم ہے۔"

(تفسیر احمدی ص ۲۳، ۲۵ سرسید احمد خان علی گڑھی)

"وما قتلوہ وما صلبوہ پہلے نفی سے قتل کا سلب مراد ہے اور دوسرے سے کمال کا کیونکہ صلیب پر چڑھانے کی تکمیل اسی وقت تھی جب صلیب کے سبب موت واقع ہوتی۔ حالانکہ صلیب پر موت واقع نہیں ہوئی۔" (یعنی بعد میں طبعی موت مرے) (تفسیر احمدی ص ۳۱)

"رفع کے لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کا آسمان پر اٹھانا مراد نہیں۔ بلکہ ان کی قدر و منزلت مراد ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی موت سے مرے اور خدا نے ان کے درجے اور مرتبے کو مرتفع کیا۔" (تفسیر احمدی ص ۴۱ سرسید احمد خان علی گڑھی)

ورافعك الی کا ترجمہ و تفاسیر مرزا بھی ملاحظہ فرمائیں:

"رفع سے مراد روح کا عزت کے ساتھ اٹھایا جانا ہے۔ جیسا کہ وفات کے بعد بموجب نص قرآن اور حدیث صحیح کے ہر ایک مومن کی روح عزت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائی جاتی ہے اور مسیح کے رفع کا جو اس جگہ ذکر کیا گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مسیح کو دعوت حق میں قریباً ناکامی رہی اور یہودیوں نے خیال کیا کہ یہ کاذب ہے۔ کیونکہ ضرور تھا کہ سچے مسیح سے پہلے الیاہ آسمان سے نازل ہو۔ سو انہوں نے اس سے انکار کیا کہ مسیح کا اور نبیوں کی طرح عزت کے ساتھ رفع نصیب نہ ہو۔ بلکہ اس کو نعوذ باللہ لعنتی قرار دیا اور لعنتی اس کو کہتے ہیں جس کو عزت کے ساتھ رفع نصیب نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کو تو منظور تھا کہ یہ الزام مسیح کے سر سے اٹھائے۔ سو اول اس نے اس بنیاد کو باطل ٹھہرایا جس بنیاد پر حضرت مسیح کا لعنتی ہونا بکار یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے اپنے دلوں میں سمجھا ہوا تھا اور پھر بعد اس کے حضرت مسیح کا یہ بھی ذکر کر دیا کہ مسیح نعوذ باللہ ملعون نہیں جو رفع سے روکا گیا ہے بلکہ عزت کے ساتھ اس کا رفع ہوا ہے۔ چونکہ مسیح ایک بے کسی کی طرح دنیا میں چند روزہ زندگی بسر کر کے چلا گیا اور یہودیوں نے اس کی ذلت کے لئے بہت سا غلو کیا۔ اس کی والدہ پر ناجائز تہمتیں لگائیں اور اس کو ملعون ٹھہرایا اور مستہزءوں کی طرح اس کے رفع سے انکار کیا اور نہ صرف یہودیوں نے بلکہ عیسائی بھی سوء فہم کی وجہ سے خیال میں مبتلا ہو گئے اور کج فہمی کی راہ سے اپنی

نجات کا یہ حیلہ نکالا کہ ایک راستباز کو ملعون ٹھہرا دیں۔" (ازالہ اوہام ص ۳۸۰ خزائن ج ۳ ص ۲۹۹)

کذاب قادیانی بھلا کیا جانے کہ نبوت و رسالت کا کیا مرتبہ ہے۔ خدائی نظام میں عیب و نقص کمزوریاں و عاجزیاں وہی تلاش کرتا ہے جو خود بودا و کمزور ہونے کے علاوہ ایمان کی دولت سے بہرہ ور نہیں۔ کہاں انسانی بودے اور اوچھے ارادے اور کہاں مشیت ازلیہ کے کارنامے۔ نہ وہاں سہاروں کی ضرورت نہ وسائل کی تلاش۔ وہ تو وہ ذات پاک ہے جو ہر چیز پر قدرت و طاقت رکھتی ہے۔ اس کا ارادہ علی الاطلاق بدست و طاقتور ہے کہ وہ ڈوبتوں کا سہارا اور گرتوں کا سنبھالا ہے۔ کوئی چیز اس کے آگے انہونی نہیں۔ یاس و ناامیدی کا وہاں گزر ہی نہیں۔ نامرادی و ناکامی وہاں بھٹک ہی نہیں سکتی۔ مشکل و کٹھن مراحل کا وہاں دخل ہی نہیں۔ اسباب و علل پر وہاں بھروسہ ہی نہیں۔ وہاں تو سب کام خود بخود اس کے احکام کے تابع رہتے ہیں۔ جیسا کہ وہ خود بیان فرماتا ہے: "اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون" "اس کی تو یہ شان ہے کہ جب کوئی کام اس کی مشیت میں منظور ہو بس کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ ہو جا۔ وہ خود بخود ہو جاتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کبھی بگڑا ہی نہ تھا۔ آپ نے دیکھا کہ پنجاب میں بہ نسبت دوسرے ممالک کے دین اسلام کے زیادہ شیدائی ہیں۔ ان میں لاکھوں تو میری کلام کو سینوں میں جان کا ساتھی بنائے ہیں اور لاکھوں ایسے ہیں جو میرے نام کے فدائی ہیں اور ایسا ہی لاکھوں میرے حبیب کے گھر بار لٹانے پر والا و شیدا ہیں اور سینکڑوں دارالرحمت ایسے کھلے ہیں جن میں قال الرسول یعنی تعلیم خیر الوریٰ جاری ہے۔ غرضیکہ توحید و سنت کے یہ شیدائی تبلیغ حق میں سرشار و سرگرم ہیں اور چونکہ سنت اللہ یوں ہی چلی آئی ہے:

"الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وهم لا یفتنون ولقد فتنا من قبلهم (عنکبوت:۲)" ﴿لوگوں کے صرف اس قدر کہنے سے کہ ہم خدائے واحد اور اس کی توحید اور رحیم مکی کی رسالت پر ایمان لائے ہیں۔﴾

یہ سمجھ لیا جائے کہ وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں اور ان کے اس دعوے میں آزمائش کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ زمانہ قدیم سے یہ ہمارا دستور چلا آیا ہے کہ آزمائش میں لا کر امتحان لیا کرتے ہیں کہ مصیبت و ابتلاء میں کون کون ثابت قدم رہ کر ہماری ہی اطاعت و عبادت میں مشغول رہتا ہے کہ جیسا کہ اس حالت میں تھا۔ جبکہ اس کے پاس مال و املاک تھا۔ اب آزمائش یہ ہوئی مال و املاک خدا کے حکم سے سلب ہو گئے۔ جیسا کہ وہ خود شاہد ہے۔

"ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات (بقرہ:۱۰۶)" ﴿اور البتہ ہم تم کو خوف بھوک" مال کو کم کرنا" اور جانوں اور میوہ جات

سے آزمائیں گے اور خوشخبری دے صبر کرنے والوں کو وہ جو جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف رجوع ہونے والے ہیں۔

اور جب یہ حالت ہے تو ہم اہل پنجاب کو کیوں آزمائش کا موقعہ نہ دیں۔ اس لئے مشیت ایزدی کو جب یہ منظور ہوا تو دجال اکبر کو قادیان کی بدبخت زمین سے پیدا کر کے امت مرحومہ کے سر پر مسلط کر دیا۔ ولیکن الحمد للہ آٹے میں نمک کے برابر بھی لوگوں نے ٹھوکر کھائی۔ جو اب اپنی غلطی کا احساس کر کے پچھتاتے ہوئے واپس آ رہے ہیں اور انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ تمہیں نظر اٹھا کر بھی کوئی فرقہ ضالہ کا ایک فرد نہ ملے گا۔ بلکہ تمام و کمال سب لوائے محمدی کے نیچے آجائیں گے۔ مسلمانو! واللہ باللہ یہ تمہاری آزمائش کے لئے فتنہ اکبر ہے۔ یہ تمہارے امتحان کے لئے ایک مشکل گھڑی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو ٹھوکر نہ کھائیں اور امتحان میں پورے اتریں۔ کوشش کرو اور متفق ہو کر اس کا سد باب کرو۔ بعد از رسول اکرم ﷺ کی رسالت پر اس سے مشکل وقت اور کوئی نہ آیا ہوگا۔ مسیلمہ کذاب و اسود عنسی کے زمانے میں حضور ﷺ کے وزیر خوش تدبیر موجود تھے۔ اور شمع رسالت کے تمام پروانے موجود تھے۔ ان کے ایمان ہم سے کروڑ درجہ زیادہ مضبوط تھے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جناب صدیق اکبرؓ نے جہاں اسامہ بن زیدؓ سترہ سالہ غلام کا بچہ جس کو سرکار مدینہ ﷺ نے مسلمانان مجاہدین کا سردار مقرر کیا تھا اور جس کے جھنڈے کے نیچے حضرت عمرؓ بن خطاب امیر المومنین خلیفہ دوم جیسے شہ زور و زبردست اصحاب موجود تھے۔ مصر ہو کر اور یہ کہہ کر روانہ کیا تھا کہ خدا کی قسم اگر تمام لوگ اسامہؓ کی سرداری سے ناخوش ہو کر اس کے جھنڈے سے علیحدہ ہو کر منہ موڑ لیں گے تو یہ بوڑھا صدیقؓ اکیلا اس کے جھنڈے کے نیچے لڑے گا اور آقائے نامدار کے اس خورد سالہ جرنیل کی اطاعت و فرمانبرداری سے منہ نہ موڑے گا۔ حتیٰ کہ اس دنیا کو خیر باد کہہ جائے۔ وہاں مسیلمہ کذاب کے فتنہ خبیثہ کا استیصال کرنے کے لئے اس غربت و قلت کے زمانہ میں جبکہ چاروں طرف ارتداد و مخالفت کا سیلاب امڈا ہوا تھا جناب خالدؓ بن ولید کو روانہ کیا اور تاکید فرمائی کہ یا تو اللہ اور اس کے سچے رسول کی عزت و عظمت پر مٹ جاؤ یا ہر ممکن طریقہ سے اس شجر خبیثہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر نابود کر دو۔ وہ خیر القرون قرنی تھا۔ آہ! ان لوگوں کے دل، دماغ، جسم، جان و مال محمد عربی کے نام پر عزت و حرمت اسلام کی آن پر قربان تھیں اور آج وہ وقت ہے کہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔ اسی لئے میں نے اس فتنہ کو فتنہ اکبر کے نام سے یاد کیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اللہ نے وعدہ دیا تھا کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو یہود پلید کی ناپاک تدبیر سے بچاؤں گا اور تجھ سے بہتر بچانے میں کوئی نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن شاہد ہے: "ومکروا ومکر اللہ واللہ

خیر الماکرین "اگر بقول مرزا قادیانی ایک سیکنڈ کے کروڑویں حصے کے لئے بھی مان لیا جائے کہ جناب مسیح کو صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ ان کے اعضاؤں میں کیلیں ٹھونکی گئیں۔ ان کے منہ پر طمانچے لگائے گئے۔ بدن پر تازیانے ہوئے۔ انہیں ناپاک گالیاں دی گئیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک خاکم بدہن خدا نے نے مسیح سے وعدہ جھوٹا کیا اور وعدہ ایفائی کے عوض بے وفائی کی تو وعدہ اس کی یاد سے اتر گیا یا وہ خود ناکام ہو گیا اور وہ یہود کا مقابلہ نہ کر سکا۔ یا تو چاہتا تھا مگر حکومت کی طاقت زیادہ تھی۔ وہ اکیلا تھا پھر وہ کس طرح فوجوں اور رسالوں کا مقابلہ کرتا۔ یہود پلید نے من مانی رحمتیں مسیح سے کیں اور گویا خدا کی تدبیر مغلوب ہوئی۔ حالانکہ وعدہ الٰہی میں خیر الماکرین تھا۔ مگر وہ عاجز آ گیا اور پھر اس زعم فاسد و خیال باطل کو سچ اور حق دکھانے کے لئے کاغذی پیکر کھڑا کرتا اور یہ لکھتا کہ عصر کا وقت تھا۔ عید فسح تھی۔ کل سبت کا دن آ رہا تھا۔ آندھی آ گئی۔ طوفان بپا ہو گیا۔ دنیا پر تاریکی چھا گئی۔ پلاطوس کی بیوی کو خواب آیا۔ سپاہیوں نے بے ایمانی کی اور جیتے جاگتے مسیح کو مردہ سمجھ کر صلیب سے اتار دیا اور ساتھ والے دو چوروں کو بھی اتار دیا۔ اللہ اللہ! بے سند خرافات اور بے ہودہ توہمات یاد! کوئی اور گھڑ نہیں تو اور کیا ہے اور ان زٹلیات کا کونسا ثبوت آپ کے پاس ہے۔ حالانکہ قرآن شاہد ہے کہ مسیح علیہ السلام کو ماں کی گود میں جو اعجازی تکلم کرایا تھا جو مسیح کے پردے میں کوئی اور بول رہا تھا جیسے کہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں.

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

"قال انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا مبارکا اینما کنت (مریم:۳۱)" ﴿فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں اور بندہ بھی کیسا صاحب کتاب نبی اور مجھ کو برکت دیا گیا ہوں جہاں بھی میں رہوں اور جس حال میں ہوں۔﴾

پھر فرمایا "وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ (آل عمران:۴۵)" ﴿یعنی مسیح کو ہم نے دنیا اور آخرت دونوں میں صاحب عزت و شرف بنایا۔﴾

یعنی وہ اپنے زمانے کے عزت داروں کا سردار ہوگا۔ اس سے زیادہ عزت اور کسی کو نہ ملے گی اور عزت بھی وہی ہے جس کو خدا دے۔ یہ جھوٹی عزت بھی کوئی چیز ہے۔ پھر فرمایا وایدناہ بروح القدس:

یعنی ہم نے مسیح کی جان کا ساتھی جبرائیل کو بنا دیا اور وہ ہر موقعہ پر تائید و نصرت میں مدد دیتا تھا۔ اب ان قرآنی شواہد کی موجودگی میں کون بدبخت و نامراد ہے جو یہ یقین کرے کہ مسیح کو

پھانسی دیا گیا ہاتھوں اور پاؤں میں کیلیں ٹھونکی گئیں۔ طمانچے رسید کئے گئے۔ بدن پہ تازیانے لگائے گئے اور گندی و فحش گالیاں دی گئیں۔ پھر کس کے منہ پر کلمت اللہ کو جس کو خدا اپنا کہہ چکا تو جب تھا کہ مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر بٹالہ کے کتے کو مرزا قادیانی یوں بے رحمی سے قتل کردیتے پھر دیکھتے کہ کتے کا مالک مرزا قادیانی کو چھٹی کا دودھ یاد دلواتا ہے یا نہیں۔ یہ تم نے خدا کو کیا سمجھ رکھا ہے جو خدا کا بندہ ہو اور جس کو اللہ عزت دار اور وجیہ ہو اور جس حال میں ہو برکت والا کہے اور جس کی جبرائیل امین چوکیداری کریں۔ اس کو کوئی کچھ کہہ سکتا ہے۔ کیا اس کے اختیارات ڈپٹی کمشنر بٹالہ سے بھی کم درجے کے ہیں یا اس کے ذرائع ایسے ہی محدود اور کمزور ہیں کہ وہ اپنے ایک بندے کی حفاظت نہ کر سکے اور ایسا ناکام نبی صاحب کتاب بنا کر ایسی قوم کی طرف بھیجے جو کرہ ارض کی مالک بنی بیٹھی ہو اور وہ بھی اس قوم کے لئے آخری نبی اور پھر وہ یوں ناکام تبلیغ رسالت میں پورا خدا کی کتاب کو بغل میں دبائے ظلم و بربریت سے کمال ہتک و بے عزتی کے ساتھ سولی پر کھینچ دیا جائے اور خدا اس کا کچھ بھی پاسدار نہ ہو اور انتقام تک نہ لے سکے۔ سنو اور خوب غور سے سنو۔ یہ خیال ہی نہایت بیہودہ مردود و فضول ہے۔ کیوں اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کو یہ طاقت دی گئی ہو کہ وہ ان اندھوں کو جو مادر زاد اندھے ہوں آنکھیں بخش دے۔ کیا اس میں یہ طاقت نہیں کہ بحالت غضب میں بطور حفاظت جان وعدہ الٰہی کے اندر مشیت ایزدی کے حکم کے مطابق سوہانکوں کی آنکھیں سلب کرے جو مادر زاد کوڑھیوں کو اچھا کر سکتا ہے وہ چنگے بھلے اعداء اللہ کو کوڑھی بھی کر سکتا ہے۔ ان کے ہاتھوں اور پاؤں کی طاقت بھی سلب کر سکتا ہے۔ جو مردوں کو دوبارہ زندگی بخش سکتا ہے وہ زندوں سے زندگی بھی چھین سکتا ہے۔ کیونکہ جو دے سکتا ہے وہ لے بھی سکتا ہے اور لینا تو نہایت آسان ہے۔ دینا ہی مشکل ہے اور جو گھر میں رکھی ہوئی چیزوں کو بلا دیکھے بتا سکتا ہے وہ خفیہ تدبیروں کے دفینے کی دیکھ بھال بھی کر سکتا ہے۔ کون ہے جو ان حالات کی موجودگی میں اس کی طرف انگلی بھی کھڑی کرے اور اس کی انگلی کاٹ کر نذر کو دی جائے۔ کس کو طاقت ہے کہ اس پاک کے لئے زبان طعن دراز کرے اور اس کی زبان گدی سے کھینچ کر باہر نہ نکال لی جائے۔ کون ہے اور کس کو طاقت ہے کہ اس کو بید لگائے اور پھر وہ آن واحد کے لئے سلامت رہے۔ کونسا بدبخت و نامراد ہے جو آپ کے رخ انور پر طمانچے لگائے اور پھر منہ نوچ کر کتوں کے آگے نہ ڈلوایا جائے۔ کوئی نہیں جو اس کو آنکھ بھر کر بھی دیکھ سکے اور پھر اس کی بینائی قائم رہے۔ یہ خیال ہی مردود ہے۔ ظالم بیہودہ جو ان بیہودہ لغو خیالوں کو صحیح سمجھے یا اس کی عوام الناس میں تشہیر کرے۔ یہودیوں کو دیکھو لو کہ انہوں نے صرف ناپاک تجویز سوچی تھی اور آج تک اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں اور

قیامت تک ہاتھ ملتے رہیں گے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

اور لگے ہاتھوں اس مضمون پر مرزا قادیانی کے دستخط بھی کرا دوں کہ جو لکھا گیا ہے وہ صحیح ہے۔ پس سنئے:

براہین احمدیہ وہ کتاب ہے جس کی رجسٹری سرکار مدینہ میں بقول مرزا قادیانی ہو چکی ہے اور یہ کتاب جو قطب ستارے سے زیادہ محکم ہے اور الہامی نام اس کا قطبی ہے اور یہ وہ کتاب ہے جو خدا کے حکم و الہام سے لکھی گئی اور جس کی تفسیر خود خدا نے اپنے ہاتھ سے کر دی۔ اسی کتاب (کے ص۵۱۰، خزائن ج۱ ص۶۲۰) پر ایک گنگوزی عربی عبارت الہاماً تحریر کرتے ہیں جو ہمارے اس بیان کی تائید ہے:

”انی متوفیک ورافعک الیّ ۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامة ولا تهنوا ولا تحزنوا وکان الله بکم رؤفاً رحیما ۔ الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون ۔ تموت وانا راض منک فادخلوا الجنة ۔ ان شاء الله امنین سلام علیکم طبتم فادخلوها امنین سلام علیک جعلت مبارکا ۔ سمع الله انه سمیع الدعاء انت مبارک فی الدنیا والاخرة ۔ امراض الناس وبرکاته ان ربک فعال لما یرید ۔ اذکر نعمتی التی انعمت علیک وانی فضلتک علی العالمین“ ”میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا اور جو لوگ تیری متابعت اختیار کریں ان کو ان کے مخالفوں پر جو کہ انکاری ہیں قیامت تک غلبہ بخشوں گا اور سست مت ہو اور غم مت کر۔ خدا تم پر بہت ہی مہربان ہے۔ خبردار ہو تحقیق جو لوگ مقربان الٰہی ہوتے ہیں ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم کرتے ہیں تو اس حالت میں مرے گا کہ جب خدا تجھ پر راضی ہوگا۔ پس بہشت میں داخل ہو انشاءاللہ امن کے ساتھ تم پر سلام تم شرک سے پاک ہو گئے۔ سو تم امن کے ساتھ بہشت میں داخل ہو تجھ پر سلام تو مبارک کیا گیا۔ خدا نے دعاء سن لی وہ دعاؤں کو سنتا ہے تو دنیا اور آخرت میں مبارک ہے۔ یہ اس طرف اشارہ فرمایا پہلے اس سے چند مرتبہ الہامی طور پر خداتعالیٰ نے اس عاجز کی زبان پر یہ دعاء جاری کی تھی۔ ”رب اجعلنی مبارکاً حیث ماکنت“ یعنی اے میرے رب مجھ کو ایسا مبارک کر کہ ہر جگہ میں بود و باش کروں۔ برکت میرے ساتھ رہے۔ پھر خدا نے اپنے لطف و احسان سے وہی دعاء کہ جو آپ ہی فرمائی تھی قبول کر لی اور یہ عجیب بندہ نوازی ہے کہ اوّل آپ ہی الہامی طور پر زبان پر سوال جاری کرنا اور پھر یہ کہنا تیرا سوال منظور کیا گیا اور اس برکت کے بارے میں ۱۸۶۸ء یا

۱۸۹۹ء میں بھی ایک عجیب الہام اردو میں ہوا تھا اور وہ یہ ہے۔ فرمایا تیرا خدا تیرے فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ پھر بعد اس کے عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔"

(براہین احمدیہ حصہ ۵ خزائن ج ۲۱ ص ۳۲۲)

ناظرین! مندرجہ بالا عبارت نے میرے لفظ لفظ کی پوری پوری تائید کر دی اور بقول شخصے۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

یا مرزا قادیانی اپنے قتل میں آپ ہی بالکل تیار ہو گئے۔

میں پوچھتا ہوں ان کی حضرت سے یہ کیا دیانت ہے کہ جب آیت انی متوفیک ورافعک مسیح کے حق میں ہو تو آپ ترجمہ یہ کریں۔ میں تجھ کو موت دوں گا اور تیری روح کو اپنی طرف اٹھاؤں گا اور جب آپ خود اس کے مصداق بنیں تو ترجمہ اے مرزا میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ کر لیا یہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو کا کیا معاملہ ہے۔ علاوہ بریں تمام الہاموں کے ترجمے خود لکھے اور تنتو کی عربی یا اردو کا ترجمہ کرنا کون سی دیانت ہے۔ ایسے الہام ہیں جن کا ترجمہ ہی نہیں ہو سکتا۔ کوئی مرزائی جوان لفظوں کا عربی قاعدے کی رو سے ترجمہ کر دے۔ "امراض الناس وبرکاته ان ربك فعال لما يريد"

اور مرزا قادیانی کی جانے بلا کہ جس پھندے میں وہ خود گرفتار ہو رہے وہ کیا ہے۔ یہاں تو معاملہ ہی دیگر ہے اور مثال اس کی بالکل یہی ہے کہ مینڈکی کو نعل بندھوانے کا شوق اس قدر غالب ہوا کہ وہ گھوڑوں کی جہاں نعل بندی ہو رہی تھی کشاں کشاں پہنچی اور جاتے ہی ٹانگ بڑھا دی۔ آہ! ایک ہی ضرب سے بیچاری کا کچومر نکل گیا۔ یہ چیز جو ہم نے بیان کی یعنی جناب مسیح کا آسمان پر جانا اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ایک سنہری حقیقت پیش فرماتے ہوئے ان الفاظ میں اس کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت فرماتے ہیں۔ "ان هذا لهو القصص الحق" یعنی یہ قصہ جو بیان ہوا نہایت صحیح اور سچا ہے۔ اب جس کو اللہ سچا فرمائے اس کو جھوٹا کون کہے اور جو جھوٹا کہے وہ جھوٹوں کا جھوٹا ہے۔ آہا یہ تو وہ اہم مسئلہ ہے جس کی سچائی پر حضور ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کو مباہلہ کی دعوت دی۔ واقعہ یوں ہے کہ وہ ایک وفد کی صورت میں تحقیق کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بہت دیر تک تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کے

عقائد میں دو چیزیں بنیادی ہوئی تھیں۔ اول یہ کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اور وہ ہماری نجات آخری کے لئے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ یعنی صلیب پر چڑھ گیا اور دوسرا یہ کہ وہ تین دن تک مرے رہنے کے بعد زندہ ہوا اور جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ اول الذکر کی حضور ﷺ نے پر زور تردید کی جیسا کہ قرآن حمید نے اس پر شرح وبسط سے روشنی ڈالی ہے۔ موخر الذکر کے لئے سورۃ آل عمران اتری جس میں دوسرے خیال کی ان الفاظ میں تائید وتردید فرمائی کہ تمہارا یہ کہنا کہ مسیح صلیب دیا گیا اور تین دن بعد جی اٹھا غلط ہے اور اس میں تمہارے پادریوں نے سخت دھوکہ کھایا ہے۔ اصل میں وہ ایک شبہ اور مغالطہ میں پڑ گئے تھے۔ جو جناب مسیح کو مصلوب کیا گیا سمجھے۔ ورنہ حقیقۃً معاملہ یوں ہے کہ نہ کسی نے صلیب دیا اور نہ ہی کوئی قتل کر سکا۔ بلکہ اللہ نے انہیں یہود نامسعود سے پاک کرتے ہوئے زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اس کے بعد وہ اپنے عقائد کو منوانے کے لئے مصر ہوئے تو ارشاد باری ہوا واقعہ وہی صحیح ہے جو آپ نے بیان کیا۔ یہ لوگ تو ظن کی پیروی کرتے ہوئے تم سے فضول جھگڑا کرتے ہیں۔ انہیں منوانے کے لئے ایک ہی طریقہ باقی ہے اور وہ میری طرف رجوع کرنے کا ہے۔ ارشاد ہوا ان کو کہہ دے کہ اگر تم میری باتوں کو قبول نہیں کرتے تو ”تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکذبین (آل عمران:۶۱)“ ﴿آؤ بلائیں ہم بیٹوں اپنوں کو اور بیٹوں تمہاروں کو اور بیبیوں اپنی کو اور بیبیوں تمہاری کو اور جانوں اپنی کو اور جانوں تمہاری کو پھر التجا کریں پس کردیں ہم لعنت اللہ کی اوپر جھوٹوں کے۔﴾

چنانچہ اس دعوت حق کو انہوں نے قبول کیا تو نبی کریم ﷺ جناب علیؓ جناب فاطمہؓ اور شہزادگان علیؓ یعنی زہرہ کے دونوں لال جناب حسنؓ اور حسینؓ کو لے کر نکلے۔ آ رہے جب نصرانیوں نے ان پاک ومقدس منور ومطہر چہروں کو دیکھا تو پادریوں نے قوم سے خطاب کیا خدا یہ وہی نبی اور اس کا نورانی خاندان معلوم ہوتا ہے۔ جس کا تذکرہ تمام آسمانی کتابوں میں موجود ہے اور جو آل اسمٰعیل میں سے ہوگا۔ خدا اگر یہ پہاڑ کو حکم دیں تو وہ اپنی جگہ سے ٹل جائے گا۔ ان کے مقابل نہ آنا ورنہ تم اور تمہاری اولاد تباہ وبرباد ہو جائے گی۔ اس نظارے سے متاثر ہو کر ان لوگوں نے حضور ﷺ سے خراج دینے کا وعدہ کیا اور صلح کی درخواست کی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ اگر نجران کے عیسائی ہم سے مباہلہ کرتے تو خدا ان کی وادی پر آسمان سے آگ برستی اور وہ تباہ وبرباد ہو جاتے۔ صاحبان یہ ایسا اہم مسئلہ ہے کہ جس پر نصاریٰ کو بھی حوصلہ نہ ہوا۔ چہ جائیکہ قادیان کا بے بنیاد دیہاتی رئیس جو گرگٹ کی طرح سینکڑوں رنگ بدلے اور

کسی ایک حالت میں نظر سے پر قائم نہ رہے اور لطف تو یہ ہے کہ بہت سی نسلوں کو باعث فخر سمجھے اور اس پر اتراتا ہوا کفن پھاڑ کے بولتا ہے جیسے کہ وہ خود کہتا ہے۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ ص ۱۰۳ خزائن ج ۲۱ ص ۱۳۳)

مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۳۰۳ خزائن ج ۳ ص ۲۷۵) میں ایک اصول تسلیم کیا ہے کہ ”یہ بالکل غیر ممکن اور بعید از قیاس ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بلیغ اور فصیح کلام میں ایسے متنازع کی جگہ جو اس کے علم میں ایک معرکہ کی جگہ ہے ایسے شاذ اور مجہول الفاظ استعمال کرے جو اس کے تمام کلام میں ہرگز استعمال نہیں ہوئے۔ (مثلاً رفع الی اللہ کے معنی رفع روحانی نہیں آئے) اگر ایسا کرے تو گویا خلق اللہ کو آپ ورطہ شبہات میں ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس نے ہرگز ایسا نہ کیا ہوگا۔“

اب دیکھنا یہ ہے کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ کا ترجمہ کون ظالم ہے جو یوں کرے کہ اے عیسیٰ میں تم کو موت دوں گا اور اپنی طرف تیری روح کو اٹھاؤں گا۔ حالانکہ خطاب خداوندی عیسیٰ سے تھا جو روح مع جسم دونوں سے مرکب تھا اور اگر ایسا ہوتا کہ صرف روح عیسیٰ کو ہی اپنی طرف اٹھانا ہوتا تو عبارت آیت یوں ہوتی ”یا روح عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ“ خطاب تو عیسیٰ سے ہو رہا ہے نہ روح عیسیٰ سے اور اگر روح آسمان پر اٹھایا گیا ہوتا تو کلام مجید نے جہاں الوہیت و معبودیت کی تردید فرمائی تھی۔ وہاں اس اہم مسئلہ پر کیوں روشنی نہ ڈالی۔ کلام مجید سے کوئی ایک آیت ایسی بتا دیجئے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ مسیح واقعہ صلیب کے بعد جیسا کہ تمہارا خیال ہے کہ ۸۷ برس تک وہ کشمیر میں گمنامی کی زندگی بسر کر کے مر گیا اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو بندۂ خدا کیوں خدا پر جھوٹ و افترا باندھتے ہو اور اگر تمہاری یہ بات بھی مان لی جائے تو فرمایئے کہ وہ بار نبوت و تبلیغ رسالت کہاں گئی اور کیا وجہ ہے کہ باوجودیکہ مسیح ۸۷ برس برابر کشمیر میں رہا۔ مگر ایک شخص بھی اپنا ساتھی نہ بنا سکا اور آج تک ایک کشمیری بھی عیسائی نہیں ہے۔ جاؤ ساری کشمیر تلاش کر جاؤ کوئی ایک مسیح کا نام لیوا خالص کشمیری نہ ملے گا اور اگر یہ شق بھی معاف کر دی جائے تو بتایئے کہ وہ وعدہ الٰہی کیا ہوا۔ یعنی وجیہاً فی الدنیا۔ خدا نے وعدہ تو یہ دیا کہ وہ دنیا میں مرتبے اور عزت والا ہوگا اور عزت حکومت و سلطنت سے ہوتی ہے وہ نصیب ہی نہیں ہوئی۔ وہ تو بیچارا بیکسی اور گمنامی میں زندگی کے سانس ذلتوں اور مشقت سے بسر کر کے رخصت

ہوا۔ یہ دوسرا وعدہ الٰہی بھی خاکم بدہن جھوٹا ہوا۔ نعوذ باللہ! ہزار بار تو یہ اس کی وعدہ ایفائی میں تو
یہودی لاتعداد لشکر مزاحم تھے اور دوسری میں شدت کی سردی کھولی یا کالے کالے پہاڑ اور یہ بھی کوئی
انصاف و دیانت ہے کہ تمہیں عالم میں ایک سکہ مل جائے جس پر عیسیٰ کا نام کندہ ہو۔ کیا تاریخ سو
گئی اور مفسر مر گئے اور مبصر دنگ رہ گئے ہوئے جو کسی ایک نے بھی بھولے سے مسیح کی لمبی گمنامی کی
زندگی پر یا شاہانہ شکوہ و حشمت پر ایک لفظ تک نہ لکھا اور اگر یہ نہیں تو تمہاری عقل کو جب گھاس
چرنے سے فراغت ہو تو فوراً دی ریسٹ کی منادر کے ساتھ باندھوا اور دو دن بھوکا رکھوا اور پھر خالد
وزیرآبادی کا پیغام سناؤ تو پھر ان شاء اللہ وہ حکم و جابیت کا مرتب نظر آئے گا تو یہ گھوڑا انہیں گدھا
ضرور دکھائی دے گا۔ لیجئے ہم کلام مجید سے جمہور امت کے اس عقیدے کی تائید کراتے ہوئے
آپ کی چندھیائی ہوئی آنکھوں میں سرمہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ!

"بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ یوم یجمع اللہ الرسل ... احدا من
العلمین (مائدہ: ۱۰۹ ...)" (جس دن جمع کرے گا اللہ سب پیغمبروں کو، پھر کہے گا تم کو کیا جواب
ملا تھا۔ وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں تو ہی ہے چھپی باتوں کو جاننے والا۔ جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ مریم
کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو ہوا ہے تجھ پر اور تیری ماں پر جب مدد کی میں نے تیری روح پاک سے
تو کلام کرتا تھا لوگوں سے گود میں اور ادھیڑ عمر میں اور جب سکھائی میں نے تجھ کو کتاب اور تہہ کی
باتیں اور تورات اور انجیل اور جب تو بناتا تھا گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے پھر
پھونک مارتا تھا اس میں تو ہو جاتا تھا اڑنے والا میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا مادرزاد اندھے کو اور
کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب نکال کھڑا کرتا تھا مردوں کو میرے حکم سے اور جب روکا میں نے
بنی اسرائیل کو تجھ سے اور جب تو لے کر آیا ان کے پاس نشانیاں تو کہنے لگے جو کافر تھے ان میں اور
کچھ نہیں یہ تو جادو ہے صریح اور جب میں نے دل میں ڈال دیا حواریوں کے کہ ایمان لاؤ مجھ پر
اور میرے رسول پر تو کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ جب کہا
حواریوں نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرا رب کر سکتا ہے کہ اتارے ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے
بولا ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے۔ بولے ہم چاہتے ہیں کہ کھائیں اس میں سے اور مطمئن ہو
جائیں ہمارے دل اور ہم جان لیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا ہے اور رہیں ہم اس پر گواہ کہا عیسیٰ مریم
کے بیٹے نے اے اللہ اتار ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے پہلوں اور
پچھلوں کے واسطے اور نشانی ہو تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو اور تو ہی ہے سب سے بہتر روزی
دینے والا۔ کہا اللہ نے میں بے شک اتاروں گا وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم میں ناشکری کرے گا۔

اس کے بعد تو میں اس کو وہ عذاب دوں گا جو کسی کو نہ دوں گا جہاں میں۔ ﴿

فوائد: خدا کی نافرمانی کرنے والا انجام کار رسوا اور ذلیل ہی ہوتا ہے۔ حقیقی کامیابی کا چہرہ نہیں دیکھتا۔ یہ سوال محشر میں امتوں اور پیغمبروں سے کیا جائے گا کہ دنیا میں جب تم پیغام حق ان کے پاس لے کر گئے تھے تو انہوں نے کیا جواب دیا اور کہاں تک دعوت الٰہی کی اجابت کی۔ گذشتہ رکوع میں بتلایا تھا کہ خدا کے یہاں جانے سے پہلے بذریعہ وصیت وغیرہ یہاں کا انتظام ٹھیک کرلو۔ اب تنبیہ فرماتے ہیں کہ وہاں کی جواب دہی کے لئے تیار رہو۔ محشر کے ہولناک دن میں جب خدائے قہار کی شان جلالی کا انتہائی ظہور ہوگا۔ اکابر واعاظم کے بھی ہوش بجا نہ رہیں گے۔ اولوالعزم انبیاء کی زبان پر نفسی نفسی ہوگا۔ اس وقت انتہائی خوف وخشیت سے حق تعالیٰ کے سوال کا جواب لا علم لنا (ہمیں کچھ خبر نہیں) کے سوا نہ دے سکیں گے۔ پھر جب نبی کریم ﷺ کے طفیل میں سب کی طرف خدا کی نظر لطف ورحمت ہوگی۔ تب کچھ عرض کرنے کی جرأت کریں گے۔ حسنؒ ومجاہدؒ وغیرہ سے بھی ایسا منقول ہے۔ لیکن ابن عباسؓ کے نزدیک لا علم لنا کا مطلب یہ ہے کہ خداوندا تیرے علم کامل ومحیط کے سامنے ہمارا علم کچھ بھی نہیں۔ گویا یہ لفظ تادب مع اللہ کے طور پر کہے جائیں گے۔ ابن جریجؒ کے نزدیک لا علم لنا سے یہ مراد ہے کہ ہم کو معلوم نہیں انہوں نے ہمارے پیچھے کیا کچھ کیا۔ ہم صرف انہیں افعال واحوال پر مطلع ہوسکے ہیں۔ جو ہمارے سامنے ظاہری طور پر پیش آتے تھے۔ باطن اور سرائر کا علم علام الغیوب ہی کو ہے۔ آئندہ رکوع میں حضرت مسیح علیہ السلام کی زبانی نقل فرماتا ہے۔ "وکنت علیہم شہیداً" اس سے آخری معنی کی تائید ہوتی ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ جب حوض پر بعض لوگوں کی نسبت حضور ﷺ فرمائیں گے ہؤلاء اصحابی تو جواب ملے گا "لا تدری ما احدثوا بعدک" یعنی آپ ﷺ کو کیا خبر کہ آپ ﷺ کے پیچھے انہوں نے کیا حرکات کیں۔ غالباً یہ پورا رکوع آنے والے رکوع کی تمہید ہے۔ احسانات یاد دلا کر وہ سوال ہوگا جو آئندہ رکوع میں مذکور ہے۔ یعنی "آ انت قلت للناس" اول تو اولاد پر احسان کرنا گویا ماں باپ پر احسان ہے۔ دوسرے لوگ ظالم جو تہمت مریم صدیقہ علیہا السلام پر لگاتے حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی براءت اور نزاہت کے لئے برہان مبین بنادیا اور تولد مسیح سے پہلے اور بعد عجیب وغریب نشانات حضرت مریم علیہا السلام کو دکھلائے۔ جو ان کی تقویت وتسکین کا باعث ہوئے۔ یہ احسانات بالواسطہ ان پر تھے۔ گود میں جو کلام کیا اس کا ذکر سورۂ مریم میں ہے۔ "انی عبداللہ اتانی الکتاب" تعجب ہے عیسائیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے تکلم فی المہد کا ذکر کچھ نہیں کیا۔ البتہ یہ لکھا ہے بارہ

اسرائیل عنک" کی تفسیر بھی سن لیجئے۔

(مسیح ہندوستان میں ص ۵۲ خزائن ج ۱۵ ص ۵۴) پر ہنکارتے ہوئے کرشن جی لکھتے ہیں۔

"یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ مسیح کے بچانے کے لئے اندھیرا ہوا۔ بھونچال آیا۔ پلاطوس کی بیوی کو خواب آئی سبت کے دن کی رات قریب آگئی۔ جس میں مصلوبوں کو صلیب پر رکھنا روا نہ تھا۔ حاکم کا دل بوجہ خوفناک خواب کے مسیح کے چھڑانے کے لئے متوجہ ہوا یہ تمام واقعات خدا نے اس لئے ایک ہی دفعہ پیدا کر دیئے کہ تا مسیح کی جان بچ جائے۔ (گویا خدا بھی ظاہری اسباب کا محتاج ہے۔ بہت خیرے کی) اس کے علاوہ مسیح کو غشی کی حالت میں کر دیا تا ہر ایک کو مردہ معلوم ہو اور یہودیوں پر اس وقت ہیبت ناک نشان بھونچال وغیرہ دکھلا کر بزدلی خوف اور عذاب کا اندیشہ طاری کر دیا اور یہ دھڑکہ اس کے علاوہ تھا کہ سبت کی رات میں لاشیں صلیب پر نہ رہ جائیں۔ پھر یہ بھی ہوا کہ یہودیوں نے مسیح کو صلیب پر دیکھ کر سمجھ لیا کہ فوت ہو گیا ہے۔ اندھیرے اور گھبراہٹ اور بھونچال کا وقت تھا۔ گھروں کا بھی ان کو فکر پڑا کہ شاید اس بھونچال اور اندھیرے سے بچوں پر کیا گذرتی ہو گی اور یہ دہشت بھی دلوں پر غالب ہوئی کہ اگر یہ شخص کاذب اور کافر تھا۔ جیسا کہ ہم نے دل میں سمجھا تو اس کے دکھ دینے کے وقت ایسے ہولناک عذاب کیوں ظاہر ہوئے۔ جو اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئے۔"

اب مرزا قادیانی سے کوئی پوچھے اپنی قادیانی ضمیر شہرت صاحب اس بیان کی کہیں سے تصدیق تو کرا دیجئے۔ کیونکہ انجیل میں تو کہاں ملے گا اور تاریخ عالم میں تو لکھا ہی نہیں اور قرآن کریم تو اس کی دھجیاں اڑاتا ہوا صرف اتنے الفاظ پر "وقولهم انا قتلنا المسيح ابن مريم" کہ انہوں نے یہ بات کہ القتل کیوں کہے کہ مسیح کو ہم نے قتل کر دیا۔ اللہ نے یہود پر لعنت کی اور صرف اس قول کی وجہ سے کی۔ آپ نے اس خشک اور بے ربط مضمون پر ہزاروں صفحات سیاہ کئے اور اس بے لذت گناہ میں صرف اسی مضمون کو ہیرا پھیری کرتے ہوئے آج ازالہ اوہام میں لکھا تو کل مسیح ہندوستان میں میں نقل کیا اور پرسوں تحفہ گولڑویہ میں دہرایا۔ کیا آپ کی جاسبری سیاہی اور کاغذ کو ردی کرنے پر ہی صرف تھی۔ یہ مسیح کو مارنے کا جنون آپ کو کہاں سے چڑھا تو جواب دیں گے کہ باجو دولت رئیس قادیان، سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی، نبی محتارے کے واحد مالک، بہشتی مقبرے کے موجد، مسجد اقصیٰ کے بانی، کشتی نوح کے ملاح یعنی اپنے ملاقوں کو اس نام سے اجتذ کر وسعت دینے کو کس کا حق ہے۔ جو پوچھے وہ نہیں جانتا کہ ہم کون ہیں۔ ہم وہ ہیں جن کے حق میں یہ الہام ہوا۔

’’وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی ‘‘مرزا قادیانی کی زبان تعلق ہی نہیں کرتی۔ جب تک ہم اس کو تعلق نہ کرادیں۔ اب کسی کو طاقت ہے جو پوچھے۔ ایک اور بیان بھی ملاحظہ فرمائیں ان شاء اللہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

(تحفہ گولڑویہ ص۷۶، خزائن ج۱۷ ص۱۹۹) پر لکھتے ہیں۔ ’’اب تک خداتعالیٰ کا وہ غضب نہیں اترا جو اس وقت بھڑکا تھا۔ جب کہ اس وجیہہ نبی کو گرفتار کرا کر مصلوب کرنے کے لئے گولگتھا کے مقام پر لے گئے تھے اور جہاں تک بس چلا تھا ہر ایک قسم کی ذلت پہنچائی تھی۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۳۹۲، خزائن ج۳ ص۳۰۲) پر لکھتے ہیں کہ ’’مسیح پر جو مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور کیلیں اس کے اعضاء میں ٹھوکی گئیں۔ جن سے وہ غشی کی حالت میں ہوگیا۔ یہ مصیبت درحقیقت موت سے کچھ کم نہ تھی۔‘‘

قادیانی بیان سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی ایفاء کے مراتب تک پہنچنے سے قاصر رہا۔ گویا کہ قرآنی آیت ’’واذ کففت بنی اسرائیل عنک ‘‘یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو تم سے روک لیا۔ جو احسان ونعمت کے طور پر یاد کرائی جارہی تھی جھوٹی نکلی اور یہ اللہ کا پانچواں وعدہ ہے جو مسیح علیہ السلام کے متعلق جھوٹا ہوا اور وہ چھ سے وعدے جو قادیانی زعم میں معیار صداقت پر پورے نہ اترے یہ ہیں۔

۱…… ’’وجعلنی مبارکاً اینما کنت (مریم:۳۱)‘‘

۲…… ’’ومن المقربین (آل عمران:۴۵)‘‘

۳…… ’’وجیھاً فی الدنیا (آل عمران:۴۵)‘‘

۴…… ’’یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا (آل عمران:۵۵)‘‘

۵…… ’’وایدناہ بروح القدس (بقرہ:۸۷)‘‘

۶…… ’’واذ کففت بنی اسرائیل عنک (مائدۃ:۱۱۰)‘‘

اب ہم آپ کی خدمت میں ان جلیل القدر ہستیوں کی تفسیر پیش کرتے ہیں جو خود المرزا نہایت معتبر تھے اور جن کے قول کو رد کرنے والا فاسق و بے ایمان ہے۔

زیر آیت ’’واذ کففت بنی اسرائیل عنک ‘‘فرماتے ہیں ’’جب حضرت عیسیٰ نے یہ عجیب وغریب معجزات دکھائے تو یہود نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو یہود سے خلاصی دی اس طرح کہ آپ کو آسمان پر اٹھالیا۔‘‘ (تفسیر کبیر ص۱۲۷ ج۱۲، امام فخرالدین رازیؒ)

"واذ کففت بنی اسرائیل عنك" کے تحت "یاد کر ہماری اس نعمت کو جب کہ ہم نے روک لیا بنی اسرائیل کو تجھ سے جس وقت ارادہ کیا یہود نے تیرے قتل کا۔" (تفسیر جلالین ص ۱۱۰)

زیر آیت "واذ کففت بنی اسرائیل عنك" "یعنی اے مسیح تو وہ نعمت یاد کر جو ہم نے یہود کو تم سے دور ہٹائے رکھنے سے کی۔ جب تو ان کے پاس اپنی نبوت و رسالت کے ثبوت میں عقلی دلائل اور نقلی ثبوت لے کر آیا تو انہوں نے تیری تکذیب کی اور تجھ پر تہمت لگائی کہ تو جادوگر ہے اور تیرے قتل کے در پے ہو گئے اور تیرے قتل دوسولی دینے میں سعی کرنے لگے تو ہم نے تجھ کو ان میں سے نکال لیا اور اپنی طرف اٹھا لیا اور تجھے ان کی میل سے پاک رکھا اور ان کی شرارت سے بچا لیا۔"

(تفسیر ابن کثیر ص ۱۰۶ ج ۲)

ناظرین کرام! آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے مسیح کو وہ احسان یاد دلا رہا ہے جب کہ یہود بلید نے جناب کلمۃ اللہ کو ہر ممکن دکھ دینے کے لئے زیر حراست کر لیا تھا اور جناب مسیح بمقتضائے بشریت از حد خائف و مایوس ہو چکے تھے۔ بظاہر اسباب رہائی مفقود تھے اور کوئی وجہ نظر آتی تھی کہ اس قوم سے نجات حاصل کریں۔ جو انبیاء کا قتل شیرِ مادر سمجھتی تھی۔ ہاں جہاں تمام دروازے بند تھے وہاں ایک بڑا دروازہ "احکم الحاکمین" کا نظر آیا۔ وہ خدا کے وعدوں پر جو نظر پڑی دل نے اطمینان کی ڈھارس بندھائی تو ایمان نے قلب کو سکون بخشا۔ جناب مسیح اس کی جناب میں سربسجود ہوئے اور دعا میں یوں ہی ہوئی دعا گو ہوئے۔

تیری سرکار سچی ہے تیرا وعدہ بھی سچا ہے
اے مولا میں بھی حاضر ہوں مجھے ڈر ہے نہ خدشہ ہے
بچا لے یورش اعداء سے مولا اپنے بندے کو
بھروسہ تیری رحمت پر صدا ہے تیرے بندے کو
بچا لے مکر اعداء سے تو قادر ہے میرے مولا
میں راضی ہوں رضا پر جس طرح چاہے تو اے مولا
صلیبی موت گر تو دے تو اے مالک تیری مرضی
بدن میں کیل ٹھک جائیں گر اس میں ہو تیری مرضی
ملامت ہے یہ کہ یا بدن یہودں سے چھد جائے
تمنا ہے یہ لاشہ بھی تیری ہی نذر ہو جائے

مجھے رسوائیوں اور ہجتیوں کا ڈر نہیں مالک
تیری توحید پہ کچھ حرف غیر آئے تدا اے مالک
بشارت تھی تیری مولا میرے حق میں وجاہت کی
کروں کیسے زباں سے شکر جو جو بھی عنایت کی

دعا سے فارغ ہوئے تو ارشاد باری ہوا "یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ و مطھرک من الذین کفروا" "یعنی اے عیسیٰ میں تم کو اپنے قبضہ میں لے لوں گا اور اپنی طرف تجھے اٹھالوں گا اور یہود سے بالکل تمہیں پاک کردوں گا۔

اس وعدے کے ایفاء میں یہ نعمت "واذ کففت بنی اسرائیل" یاد کرائی جارہی ہے۔ یعنی اے مسیح وہ وقت یاد کرو۔ جب تم پر مصائب کے بادل گھر آئے تھے اور نوائب کی اندھیریاں چھا رہی تھیں۔ زمین کا ذرہ ذرہ تمہارا دشمن ہورہا تھا اور چپہ چپہ تمہیں گھیرے ہوئے تھا اور بشریت تم پر غالب آچکی تھی۔ مگر تم آزمائش میں میزان عمل پر پورے اترے تھے۔ وہ تمہارے امتحان کا وقت تھا اور جب تم معیار صداقت پر پورے اترے تو ہم نے تمہیں سکینت بخشی اور روح القدس سے تمہاری مدد کی اور کفار کو تم سے روک دیا اور وعدے کے مطابق تمہیں آسمان پر اٹھالیا۔

اب اگر بفرض محال مرزائی عقائد کو مان لیا جائے تو جناب مسیح یہ کہنے میں کیا حق بجانب نہ ہوں گے کہ مولا یہ بھی کوئی احسان ہے جو یوں جتلایا جارہا ہے۔ کیا میرے منہ پر طمانچے نہیں پڑے۔ کیا میرے بدن پر بیدوں کی مشق نہیں ہوئی۔ کیا میرے ساتھ استہزاء وتمسخر نہیں کیا گیا۔ کیا صلیب پر مجھے نہیں چڑھایا گیا۔ کیا میرے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء میں کیلیں ٹھونک کر چھلنی نہیں کردیا گیا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ رات کے اندھیرے میں زلزلہ اور اندھیری کی وجہ سے میں جب کہ مردوں سے بدتر ہوچکا تھا اور غش نے انہیں دھوکہ دیا۔ وہ مجھے مردہ سمجھے اور صلیب سے مجھ کو اتار گئے۔ مگر میں حقیقتاً نہ مرا تھا گو مرنے سے بدتر تھا۔ چپکے چپکے رات کی تاریکی میں خون میں لت پت زخموں سے لاچار درد سے بیقرار نہ چلنے کی ہمت نہ ٹھہرنے کا حوصلہ چوروں کی طرح گرتا پڑتا جان کے خوف سے بھاگا مگر جاتا کہاں میرے لئے کوئی پناہ کی جگہ ہی نہ تھی۔ گرتا پڑتا نہایت درد وکرب میں جان پر کھیل کر دھوبی گھاٹ پہنچا اور ایک حواری کے گھر پناہ لی تو یہ بھی نہ کرسکا کہ وہ جس کے ہاتھ سے ہاردرد اور اذیت ( ) کھلا ورما مرے سوچھا کے اور مردے زندہ ہوا کرتے تھے اس کے اپنے زخموں کو آہ جب کہ اس کی اپنی حالت قابل رحم تھی۔ بے رحم کہتا اور اچھا کردیتا مگر تو

رحیم ہی نہیں۔ اس بیکسی کے عالم میں جب کہ بھوکا و نادار تھا اور جب کہ میرے وجود میں نہ ہلنے کی
سکت تھی اور جب کہ میری جیب درہم و دینار سے خالی تھی۔ مجھے مجبور کر دیا کہ اپنے زخموں کے
لئے بھیک مانگوں اور مرہم تیار کروں آہ مدتوں میرے زخم رستے رہے اور میں کراہتا رہا تو نے نہ
پوچھا کہ بھوکا ہے یا پیاسا اور قصور کیا تھا کہ تیرا نام کیوں بلند کیا۔

طعن اغیار ہے رسوائی ہے ناداری ہے
کیا ترے نام پہ مرنے کا عوض خواری ہے

اور نعمت کیسی یہ بھی انوکھی نعمت ہوئی کہ مجھ کو دنیا کے کروڑہا یہود و نصاریٰ لعنتی خیال
کرتے رہے اس کا شکریہ کروں وہ تیرے وعدے کیا ہوئے جب کہ تو اپنا عہد ہی نہیں جانتا۔ اب
کس چیز کا مجھے احسان جتلاتا ہے اور کون سے شکریے کا طالب ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک کوئی
الزامی جواب ہے اللہ معاف کرے۔ خدا تو یہ مسیح علیہ السلام نے کہا اور نہ ہی وہ کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ
وہ اللہ کے رسول صاحب کتاب نبی، دنیا و آخرت میں مرتبے والے اور خدا کے مقرب ہیں۔

دنیا کے بادشاہ جو خدا کے ادنیٰ فقیر ہیں وہ تو اپنے مقربین کو اپنے تخت کے پاس عزت
کی جگہ دیں۔ ان کے لباس و طعام کا خیال رکھیں۔ مگر وہ احکم الحاکمین جو سب سے بڑا شہنشاہ ہے وہ
اپنے مقربین کی یوں رسوائی و روسیاہی کراتے ہوئے تختۂ دار پر کھنچوا دے۔ طرح طرح سے دکھ
مصیبت کے پہاڑ ان پر گریں اور وہ دیکھتا رہے اور کچھ نہ کر سکے۔ اچھا خدا ہے اور اچھی اس کی
شہنشاہی دنیا کے بادشاہ تو مقرب لوگوں سے جدا ہونا پسند نہ کریں۔ مگر وہ ستار جہاں جس کو مقرب
بنادے اس کو اپنے پاس لے جانے کو بھی قادر نہ ہو اور کھانے کو نان جویں بھی مہیا نہ کر سکے۔ یہ
عجیب خدائی ہوئی اور اچھا احکم الحاکمین ہے کہ لوگوں کی وعدہ خلافی پر سرزنش کرے اور اپنے وعدہ کا
ذکار تک نہ لے۔ اللہ معاف کرے یہ سب لغویات الزامی جواب ہیں جو بیان ہوئے اس نے مسیح
علیہ السلام کو ''ومن المقربین'' کہا اور قرب دینے کے لئے اپنے قریب لے گیا۔ اب ذرا
دجال قادیان کی تصریحات ملاحظہ کریں۔

(نزول المسیح ص ۱۵۱، خزائن ج ۱۸ ص ۵۲۹) مرزا قادیانی اس آیت پر یوں اعتراض کرتا ہوا
اس نعمت کو وہام باطلہ میں چھپانا چاہتا ہے۔ یہ عدو اللہ نہیں چاہتا کہ کوئی وعدہ الٰہی سچا ہو۔ جہاں مسیح
علیہ السلام پہ بہتان دہا تھا۔ وہاں رحمت اللعالمین پر بھی اپنی کم عقلی اور جہالت کا ثبوت دے گیا۔
''دیکھو! آنحضرت ﷺ سے بھی عصمت کا وعدہ کیا گیا تھا۔ حالانکہ احد کی لڑائی میں

آنحضرت ﷺ کو سخت زخم پہنچے تھے اور یہ حادثہ وعدہ عصمت کے بعد ظہور میں آیا تھا۔ (یعنی یہ وعدہ الٰہی بھی سچا نہ ہوا تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک!) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو فرمایا تھا "واذ کففت بنی اسرائیل عنک" یعنی یاد کر وہ زمانہ جب بنی اسرائیل کو تیرے قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ میں نے تجھ سے روکا ...... حضرت مسیح کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ دیا تھا۔ لیکن خدا نے آخر جان بچادی۔ پس یہی معنی انکففت کے ہیں۔ جیسا کہ واللہ یعصمک من الناس کے ہیں۔"

مرزا قادیانی کی تحریفات دیکھو تو شیطان کی آنت سے زیادہ لمبی ہوتی ہیں اور ختم ہونے کو نہیں آتیں۔ سچ ہے جو کرتے ہیں وہ بھرتے نہیں۔ انگریزی میں ایک مثال ہے کہ بھونکنے والا کتا کاٹتا نہیں۔ جنہیں قرآنی معارف آتے ہوں وہ تاریخ سے بے بہرہ نہیں ہوتے۔ نبوت کے دعویدار کو جھوٹ کا مرتکب ہونا ایسے ہے جیسا کہ خدا کی توحید میں اس کے ہمسر ماننا۔ انبیاء اور جھوٹ بولیں۔ وہ کوئی جعلی نبی ہوگا۔ توبہ! یہ تو نبوت کے نام کی تذلیل ہے اور اسی لئے لعنت اللہ علی الکاذبین کہا گیا ہے۔ اب مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ چونکہ تمدن اول ہی والی کو بھی عصمت کا وعدہ دیا گیا تھا اور وہ گویا جھوٹا ہوا۔ کیونکہ وعدہ الٰہی کے بعد حضور ﷺ کو جنگ احد میں سخت زخم آئے۔ سبحان اللہ! یہ ہے آپ کی قرآن دانی اور تاریخ سے واقفیت کیا آپ حافظ ہیں۔ جنگ احد شوال سن ۳ ہجری میں ہوئی اور سورۃ المائدہ سن ۵ ہجری سے لے کر سن ۷ ہجری تک اتری۔ اب ایمان سے کہئے کہ جو وعدہ ۲ سال بعد میں ہوا اس کی ایفاء کے ۲ سال پہلے ہونے چاہئے تھی؟ تف ہے اس عقل پر اور عصم اور کف کو ہم معنی قرار دینا آپ کے مبلغ علم کی روشن ہوئی مردہ تصویر ہے۔ کیونکہ صاحب واقعہ کو ہونے ہی نہ دینا اور ہو کر جان سے بچالینا ایک ہی چیز ہے۔ ہرگز نہیں عصم کے معنی ہیں جان سے بچا دینا اور کف کے معنی ہیں واقعہ ہی کو ہونے نہ دینا۔ مثال کے طور پر سمجھئے۔

زید سے عصم کا وعدہ ہے وہ بکر سے لڑتا ہے۔ زخم آتے ہیں مگر جان سے مارا نہیں جاتا۔ عمر سے کف کا وعدہ ہے مرزا قادیانی عمر کا سخت دشمن ہے۔ وہ سے قتل کرانا چاہتا ہے مگر قادر ہی نہیں ہو سکتا۔ اس کو موقعہ ہی نہیں ملتا۔ وہ کبھی ایک دوسرے کے مقابل ہی نہیں آتے۔

میرے خیال میں کسی مرزائی کے پیٹ میں درد کے چوہے دوڑنے لگیں۔ اس لئے جنگ احد کی تاریخ پر اسلامی اور مرزائی دستخط کرائے دیتا ہوں:

"غزوہ بنی انمار کے زمانہ میں یہ آیت واللہ یعصمک من الناس سفر میں نازل

ہوئی تھی اور اس قول کے بیان کرنے والے جناب امام جلال الدین سیوطیؒ ہیں جو مستند المرزائیہ مفسر ہیں۔'' (تفسیر اتقان جز اول ص ۱۹)

اور دوسرا مفسر مرزا قادیانی کے روحانی بیٹے پادری محمد علی امیر جماعت مرزائیہ لاہور اپنی تفسیر بیان القرآن زیر آیت ''واللہ یعصمک من الناس'' لکھتے ہیں۔ ''ان مضامین پر جن کا ذکر اس سورۃ (مائدہ) میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے اور یہی رائے اکثر محققین کی بھی ہے کہ اس سورۃ کے اکثر حصے کا نزول پانچویں اور ساتویں سال ہجری کے درمیان ہے۔''

(بیان القرآن محمد علی)

اب بڑے مرزا قادیانی کی بھی سنئے۔

''آنحضرت ﷺ چند صحابی کو برعایت ظاہر حفاظت کے ہمراہ رکھا کرتے تھے۔ پھر جب آیت واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی تو آنحضرت نے سب کو رخصت کر دیا کہ اب مجھ کو تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں۔'' (اخبار الحکم ۲۴ اگست ۱۸۹۹ء ص ۴)

پنجاب ہی کے لاڈلے خلیفے مرزا آنجہانی کے بیٹے مرزا محمود جو اس وقت قادیان کے تخت خلافت پر براجمان ہیں اور جو پچھلے دنوں سیسل ہوٹل لاہور سے کس روٹ پر کسی حسینہ کو اپنے ساتھ بند موٹر میں بٹھا کر قادیان لے بھاگے تھے اور جس پر متعدد اخباروں میں خوش گپیاں ہوتی رہیں اور مضاحیہ مضامین نکلتے رہے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے باوا کے انجام سنانے کو لائل پور جا دھمکے۔ وہاں آپ نے ایک لمبی چوڑی اونچی نیچی تقریر کے دوران میں آیا کی ہمنوائی کرتے ہوئے کہا۔

''رسول کریم نے دعویٰ کیا واللہ یعصمک من الناس کہ دشمنوں نے سارا زور لگایا کہ آپ کو قتل کریں مگر آپ بچ گئے۔'' (اخبار الفضل ۲۳ اپریل ۱۹۴۳ء)

یہاں ایک اور بھی مزے کی چیز پیش کر دوں تمہارے مرزا! تو وہ پہلوان نبی ہیں جنہوں نے تمام انبیاء کے خطابات و مناصب کو دن دہاڑے ڈاکہ ڈالا اور یہ نہ دیکھا کہ مذکر ہیں یا مونث اور دیکھا کیسے جاتا!! اکہ زندگی میں بھلا تمیز کہاں رہتی ہے۔ مرزا قادیانی نے جہاں انبیاء عظام کے الہام چوری کئے وہاں جناب صدیقہ کے انعاموں پر بھی ہاتھ صاف کیا۔ اب دیکھئے! چوری یوں کھل کر مرزا قادیانی گھر سے نکلتے ہیں تو سر پہ عمامہ منہ پہ نورانی داڑھی ہاتھ میں عصا مگر پاؤں میں زنانہ جوتی اور زنانہ شلوار پہنا جاتا ہے۔ اجی حضرت! یہ کیا تو فرماتے ہیں میں مریم ہوں اور اب حیض نہیں رہا۔ بچہ ہے اور کیا کروں دردزہ کھجور کے تنے کو دس ماہ حاملہ رہنے کے بعد لئے جاتی ہے۔

بھلا اس کا جواب کون دے سکتا ہے اور کس کو طاقت ہے کہ نبیوں کے پہلوان کو جواب دے۔ ہاں صاحب آخری نبی جو ہو سو اب بھی الہام ہو واللہ یعصمک من الناس آپ کہتے ہیں کہ باوجود سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی کو بھی ہوا ہے۔ (انجام آتھم ص ۶۰ خزائن ج ۱۱ ص ۶۰)

رسول اکرم ﷺ پر تو اعتراض کرنے سے آپ نہ رکے۔ چاہئے وہ جہالت کی وجہ سے ہی تھا۔ یعنی الہام دو سال بعد ہوا اور واقعہ کے دو سال پہلے یہ چھپا ہوا ہے۔ جیسے کہ وہ آپ کی دو بکریاں (شاتان تذبحان وکل من علیها فان الہام مرزا قادیانی) یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ کہیں حقیقہ ہو گا کہیں صاحب وہ ایک بکرا آسمانی خسر اور دوسرا غریب رقیب مرزا ناکح محمدی بیگم منکوحہ آسمانی جب یہ الہام یہاں ٹھیک نہ بیٹھا تو جو دو مرید کابل میں تبلیغ کو گئے تھے وہاں مرتد قرار دیئے ہوئے قتل کئے گئے۔ تو نبوت کی ہانڈی میں ابال آیا اور یہ نشانہ بھی مقتول سمجھا۔ اس لئے جھٹ یہ الہام سنا دیا گیا۔ لوگوں نے اعتراض کیا انکی حضرت اور وہ بارہ سے ارشاد ہوا بکتے ہو بکے جاؤ۔

اب ایمان سے کہئے ٹوپی سرکی اور زبردستی پہنائی جاتی ہے پاؤں میں کیا یہی قادیانی نبوت ہے۔ قبلہ مولانا ظفر علی خاں صاحب مدظلہ نے کیا خوب کہا۔

بزوری ہے نبوت قادیاں کی
بزاری ہے خلافت قادیاں کی
ہیں احمق جس قدر ہندوستان میں
ہے آباد ان سے جنت قادیاں کی

اب ایمان سے کہئے کہ مرزا قادیانی کو الہام ہو واللہ یعصمک من الناس کے بعد کس قدر مصائب برداشت کرنے پڑے۔ سارا سارا دن عدالتوں میں کھڑے رہے۔ پانی پینے کی اجازت نہ تھی۔ جہاں جاتے دنیا لعنت پتھروں سے خوش آمدید کرتی باہر نکلتے تو ایک جم غفیر ساتھ ہوتی اور دھکا دھکی ہوتا۔

پس یہ ثابت ہو گیا کہ جو وعدہ مسیح علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کیا تھا یعنی میں تمہیں سے بچاؤں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا وہ کیا حقہ پورا ہوا۔ کیونکہ یہود نا مسعود کو خدا نے روکے رکھا اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کی گرفت پر قادر نہ ہو سکے۔ سو یہ آیت " واذ کففت بنی اسرائیل عنک " اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب یہود مسیح علیہ السلام پر قادر ہی نہ ہو سکے تو وہ کس طرح صلیب دے سکتے ہیں یا طمانچے یا استہزا کر سکتے ہیں۔ اور ایک نقطہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ

بچپن کی عمر میں یہود کے سامنے اپنے معجزات و دلائل و براہین بیان فرمائیں کہ تمام علماء عاجز و مبہوت رہ گئے اور سامعین عش عش کرنے لگے۔ یوں تو روح القدس سے حسب مراتب سب انبیاء علیہم السلام بلکہ بعض مومنین کی بھی تائید ہوتی ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کا وجود ہی نفخ جبرئیلیہ سے ہوا کو ایک خاص قسم کی فطری مناسبت اور تائید حاصل ہے۔ جیسے تفصیل انبیاء کے صدر میں بیان فرمایا گیا۔ "تلک الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجت واتينا عيسى ابن مريم البينات وايدناه بروح القدس (بقرہ: ۲۵۳)"

روح القدس کی مثال عالم ارواح میں ایسی سمجھو جیسے عالم مادیات میں قوت کہربائیہ (بجلی) کا خزانہ جس وقت اس خزانہ کا مدیر مختلف اصول کے موافق کرنٹ چھوڑتا اور جن اشیاء میں بجلی کا اثر پہنچاتا ہے ان کا کنکشن درست کر دیتا ہے تو فوراً خاموش اور ساکن مشینیں بڑے زور شور سے گھومنے لگتی ہیں۔ اگر کسی مریض پر بجلی کا عمل کیا گیا تو مفلوج اعضاء اور بے حس ہو جانے والے اعصاب میں بجلی کے پہنچنے سے حس و حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسے بیمار خلق میں جن کی زبان بالکل بند ہو گئی ہو۔ قوت کہربائیہ کے پہنچانے سے قوت گویائی واپس آ گئی ہے۔ حتیٰ کہ بعض حالیہ ڈاکٹروں نے تو یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ ہر قسم کی بیماری کا علاج قوت کہربائیہ سے کیا جا سکتا ہے۔ (دائرۃ المعارف فرید وجدی) جب اس مصنوعی مادی کہربائیہ کا حال یہ ہے تو اندازہ کر لو کہ عالم ارواح کی کہربائیہ میں جس کا خزانہ روح القدس ہے۔ کیا کچھ طاقت ہو گی۔ حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی کا تعلق روح القدس سے کسی ایسی خاص نوعیت اور اصول کے ماتحت رکھا۔ جس کا اثر کھلے ہوئے غلبہ روحیت تجرد اور مخصوص آثار حیات کی شکل میں ظاہر ہوا۔ ان کا روح اللہ سے ملقب ہونا بچپن جوانی اور کہولت میں یکساں کلام کرنا خدا کے حکم سے نفخ حیات کے قابل کا جسد خاکی تیار کر لینا اس میں باذن اللہ روح حیات پھونکنا مایوس العلاج مریضوں کی حیاۃ کو باذن اللہ بدون توسط اسباب عادیہ کے کارآمد اور بے عیب بنا دینا حتیٰ کہ مردہ لاشوں میں باذن اللہ دوبارہ روح حیات کو واپس لے آنا۔ بنی اسرائیل کے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملا کر آپ کو آسمان پر اٹھا لیا جانا اور آپ کی حیات طیبہ پر اس قدر طول عمر کا کوئی اثر نہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب آثار اسی تعلق خصوصی سے پیدا ہوئے ہیں۔ جو رب العزۃ نے کسی مخصوص نوعیت و اصول سے آپ کے اور روح القدس کے مابین قائم فرمایا ہے۔ ہر پیغمبر کے ساتھ کچھ امتیازی معاملات خدا کے ہوتے ہیں۔ ان کے علل و اسرار کا احاطہ اسی علام الغیوب کو ہے۔ ان کی

امتیاز ہے جو علماء کی اصطلاح میں فضائل جزئیہ کہتے ہیں۔ ایسی چیزوں سے کلی فضیلت ثابت نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ الوہیت ثابت ہو۔ "واذ تخلق من الطین" میں خلق کا لفظ محض صوری اور حسی لحاظ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ خالق حقیقی احسن الخالقین کے سوا کوئی نہیں۔ اسی لئے باذنی کا بار بار اعادہ کیا گیا اور آل عمران میں حضرت مسیح کی زبان سے باذن اللہ کی تکرار کرائی گئی۔ بہرحال جو خوارق ان آیات میں اور ان سے پہلے آل عمران میں حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب ہوئے ہیں۔ ان کا انکار یا تحریف صرف اسی ملحد کا کام ہو سکتا ہے۔ جو آیات اللہ کو عقل شخصی کے تابع کرنا چاہتا ہے۔ باقی جو لوگ قانون قدرت کا نام لے کر معجزات وخوارق کا انکار کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا جواب ہم نے ایک مستقل مضمون میں دیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے انشاء اللہ تمام شکوک کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ معجزات اور فوق العادت تصرفات کو جادو کہنے لگے اور انجام کار حضرت مسیح کے قتل کے درپے ہوئے۔ حق تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے حضرت مسیح کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اس طرح یہود کو ان کے ناپاک مقصد میں کامیاب ہونے سے روک دیا گیا۔ کر سکتا ہے اس لئے کہا کہ آپ کی وجاہت اور دعاء سے ہمارے لئے بطور خرق عادت نہ معلوم ایسا کرے یا نہ کرے۔ یعنی آسمان کی طرف سے بے محنت روزی بھیج جایا کرے۔ یہ ضرور نہیں کہ وہ خوان جنت کا ہی ہو۔ یعنی ایماندار بندوں کو لازم نہیں کہ ایسی غیر معمولی فرمائش کر کے خدا کو آزمائے۔ خواہ اس کی طرف سے کتنی ہی مہربانی کا اظہار ہو۔ روزی انہی ذرائع سے طلب کرنا چاہئے۔ جو قدرت نے اس کی تحصیل کے لئے مقرر فرما دیئے ہیں۔ بندہ جب خدا سے ڈر کر تقویٰ اختیار کرے اور اسی پر ایمان واثق رکھے تو حق تعالیٰ ایسی جگہ سے اسے رزق پہنچائے گا جہاں سے وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔ "ومن یتق اللہ یجعل له مخرجاً ویرزقه من حیث لا یحتسب (طلاق)" یعنی آزمانے کو نہیں مانگتے بلکہ برکت کی امید پر مانگتے ہیں کہ غیب سے روزی ملتی رہے بے محنت، تا اطمینان سب اور دلجمعی سے عبادت میں لگے رہیں اور آپ نے جو غیبی خبریں نعماء جنت وغیرہ کے متعلق دی ہیں۔ ایک چھوٹا سا نمونہ دیکھ کر ان کا بھی یقین کامل ہو جائے اور ایک عینی شاہد کے طور پر ہم اس کی گواہی دیں۔ جس سے معجزہ ہمیشہ مشہور رہے۔ بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے وعدہ فرمایا تھا کہ تم خدا کے لئے تیس دن کے روزے رکھ کر جو کچھ طلب کرو گے وہ دیا جائے گا۔ حواریین نے روزے رکھ لئے اور مائدہ طلب کیا۔ "ونعلم ان قد صدقتنا" سے یہی مراد ہے۔ یعنی وہ دن جس میں مائدہ آسمانی نازل ہوا ہمارے اگلے پچھلے لوگوں میں عید ہو جائے کہ ہماری قوم ہمیشہ اس دن کو بطور تہوار منایا کرے۔ اس تقریر کے موافق "تکون لنا عیداً" کا

اطلاق ہوا۔ جیسا کہ "الیوم اکملت لکم دینکم" کے متعلق بخاری میں یہود کا یہ مقولہ نقل کیا ہے۔ "انکم تقرؤن آیة لو نزلت فینا لا تخذناھا عیدا" جس طرح آیت کو عید بنانے کو مطلب اس کے یوم نزول کو عید بنانا ہے۔ "کما ھو مصرح فی روایات الآخر" اس پر مائدہ کے عید ہونے کو قیاس کر لو۔ کہتے ہیں کہ وہ خوان اتوار کو جو نصاریٰ کے یہاں ہفتہ کی عید ہے۔ جیسے مسلمانوں کے یہاں جمعہ۔ یعنی تیری قدرت کی اور میری صداقت کی نشانی ہو۔ یعنی بدون تعب و کسب روزی عطا کرے۔ آپ کو یہاں کیا کمی ہے اور کیا مشکل ہے۔"

ناظرین (سورۃ المائدۃ رکوع ۱۵) کا ترجمہ حضرت شیخ الہند قبلہ مولانا محمود حسن دیوبندی نور اللہ مرقدہ کی زبان فیض ترجمان کا آپ کے سامنے ہے اور فوائد عمدۃ المفسرین حضرت مولانا قبلہ شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی کے آپ کے سامنے ہیں۔ جن سے آپ کو یہ بخوبی روشن ہو چکا ہے کہ ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے احسان جناب کلمۃ اللہ کو یاد کرا رہا ہے۔ جن کی تفصیل سورۃ آل عمران میں گذر چکی ہے۔ یہاں صرف اس قدر ہی عرض کر دینا کافی ہے کہ وہ کیا کیا احسان تھے۔

۱۔ پہلا احسان کہ فرمایا یہ جبرائیل امین یعنی روح القدس سے تمہاری مدد اس وقت فرمائی جب کہ تم ماں کی گود میں شیر خواری کی حالت میں تھے اور قدرت گویائی سے قطعاً محروم تھے۔

۲۔ دوسرا احسان یہ فرمایا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے ہم نے تم کو کتاب و حکمت کی باتوں کے علاوہ توریت و انجیل سکھلائی۔

۳۔ تیسرا احسان یہ فرمایا کہ تم کو وہ معجزات نادرہ عطاء کیے۔ مثلاً مٹی سے پرند بنانا اور ان میں میرے حکم سے روح پھونک کر پرواز کرانا اور مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کا میرے حکم سے اچھا کرنا۔ مردوں کو میرے حکم سے زندہ کرنا وغیرہ۔

۴۔ چوتھا احسان یہ فرمایا اور یاد کرو وہ وقت جب یہود نامسعود تم کو پکڑنا اور صلیب دینا چاہتے تھے اور میں نے روک ٹوک ان کو روک دیا تھا۔ یعنی وہ تمہاری گرفت پر قادر ہی نہ ہو سکے۔

ان آیات کریمہ سے یہ روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہود پلید کا جناب مسیح کی شان میں گستاخیاں کرنا یا طمانچے لگانا یا ہاتھوں اور پاؤں میں کیلیں ٹھونکنا تو درکنار وہ ہاتھ تک نہیں لگا سکے اور لگا کس طرح سکتے تھے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ دے رکھا تھا کہ سے تسلی تھی تم کو اپنے قبضہ میں

لے لوں گا اور اپنی طرف اٹھا لوں گا اور یہود پلید سے تمہیں پاک کردوں گا۔ جیسا کہ قرآن حمید شاہد ہے "یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ مطہرک من الذین کفروا" ان واقعات کی موجودگی میں ان حالات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ جناب مسیح صلیب پر تو ضرور چڑھائے گئے مگر مرے نہیں۔ زندیقی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے الفاظ "مطہرک" یعنی میں تمہیں یہود سے پاک کردوں گا۔ فرمائیے جناب اگر وہ جناب کلمۃ اللہ کو دار پر کھینچ دیں تو وعدہ الٰہی کیا سچا رہتا ہے؟ ہرگز نہیں اور اس آیت کی تائید "واذ کففت بنی اسرائیل عنک" ارشاد ہوتا ہے اے مسیح ہماری اس نعمت کو یاد کرو۔ جب ہم نے بنی اسرائیل کو تم سے روک دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ تو بطور انعام و احسان واقعہ مکر یہود کی یاد تازہ دلاتے ہوئے اپنی مہربانیوں کا تذکرہ کریں کہ وہ مشکل ترین نازک وقت یاد کرو جب یہود تمہیں صلیب دینے کو تل گئے تھے اور انہوں نے اپنی خفیہ تدبیر کو عملی جامہ پہناتے ہوئے تمہیں زیر حراست کر لیا تھا۔ اس مشکل و کٹھن موقعہ پر ہم نے "ان وعد اللہ حق" اپنے وعدے کو سچا فرماتے ہوئے تمہیں یہود پلید سے پاک کیا۔ یعنی اپنی طرف اٹھا لیا۔ جیسا کہ وعدہ تھا اور جس کی بشارت تمہارے اعجازی تکلم کے وقت کرائی گئی۔ جیسا کہ قرآن کریم شاہد ہے "وجعلنی مبارکا اینما کنت" ارشاد ہوتا ہے کہ مجھے بچپن میں برکت دیا گیا ہوں۔ جہاں بھی رہوں اب اگر تمہیں یہود پلید پکڑ لیتے اور بیہودگی کرتے یا طمانچے لگاتے یا استہزاء کرتے اور بالآخر دار پر کھینچ کر ہاتھوں اور پاؤں وغیرہ میں کیلیں ٹھونکتے تو جہاں ہمارے اور بہت سے وعدوں پر جو تمہارے بچاؤ اور برتری کے متعلق تھے حرف آتا۔ وہاں یہ وعدہ بھی مورد طعن بنتا۔ اس لئے ہم نے اپنے وعدے کو سچا فرماتے ہوئے اپنے الفاظ کی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے تمہیں برکت دی اور جیسا کہ وعدہ کے الفاظ جلد وفا کے مستحق تھے اپنی طرف اٹھا لیا۔

ناظرین کرام اب دیکھنا ہے کہ یہ کف کے الفاظ قرآن کریم میں اور کہاں کہاں آئے ہیں اور وہاں کیا معانی و مفہوم لیا گیا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ مواقع پیش کروں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ کف کے معنی لغت عرب اور عام عربی بول چال یا محاورے میں کیا ہیں۔

کف کے معنی ہیں باز کر دینا یعنی روکے رکھنا۔ کلام مجید میں یہ لفظ پانچ چھ مواقع پر استعمال ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ا۔۔۔ "عسی اللہ ان یکف باس الذین کفروا واللہ اشد باسا" (نساء ۸۴)"

۲..... "فان لم یعتزلوکم ویلقوا الیکم السلم ویکفوا ایدیهم" (نساء:۹۱)

۳..... "یا ایها الذین آمنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذ هم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیهم فکف ایدیهم عنکم (مائدہ:۱۱)" (اے مسلمانو! تم اللہ کی نعمت یاد کرو جو اس نے تم پر کی۔ جب کفار نے تم پر دست درازی کرنی چاہی تو ہم نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔)

۴..... "وهو الذی کف ایدیهم عنکم وایدیکم عنهم ببطن مکة" (فتح:۲۴)

۵..... "الم تر الی الذین قیل لهم کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰة" (نساء:۷۷)

قارئین کرام! قرآنی آیات وتراجم آپ کے سامنے ہیں۔ ان کے سیاق وسباق کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ تمام آیات ہماری مؤید ومصدق ہیں اور بالاتفاق اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کف کے معنی روکنے، رکنے کے ہیں اور یہ کف کا لفظ عموماً احسانات باری تعالیٰ کے جتلانے کے موقعہ پر استعمال ہوا ہے۔ مثال کے طور پر صلح حدیبیہ کے واقعہ کو ہی لے لیجئے۔ جس میں بظاہر واقعات اس قدر خطرناک حالت پکڑ گئے تھے کہ ایک نہایت مہلک جنگ کے آثار دکھائی دیتے تھے اور یقین کیا جاسکتا تھا کہ اس میں فریقین کے کتنے ہزار جوان کام آئیں گے۔ اس جنگ کا اختتام کیا ہوتا۔ جس کا مقصود سوائے قصاص کے (جناب عثمانؓ جامع القرآن) کے اور کچھ نہ تھا۔ حضور انور سرکار مدینہ ﷺ نے ایک عام عہد لیا جو بیعت الرضوان کے نام سے مشہور ہے اور جس میں بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل وحکمت سے ایک معاہدہ جو بظاہر مسلمانوں کے لئے مفید نہ تھا۔ مگر بباطن اسلام کے عروج کا پیش خیمہ تھا۔ بوساطت سہیل بن عمرو رئیس قریش مرتب ہوا اور جس میں کئی ایک سفیروں نے قریش کی طرف سے حق سفارت ادا کیا۔ جن میں سے عروہ کا وہ خطاب جو اس نے حضور اکرم ﷺ سے واپسی کے موقعہ پر اپنی قوم یا اہل مکہ کو سنایا وہ قابل قدر ہے اور جسے سیرۃ النبی جلد اوّل ص۴۴۳ پر علامہ شبلی نعمانی مرحوم نوراللہ مرقدہ نے ان الفاظ میں ادا فرمایا۔

"عروہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحابہؓ کی حیرت انگیز عقیدت کا جو منظر دیکھا اس نے اس کے دل پر ایک عجیب اثر کیا قریش سے جاکر کہا میں نے قیصر وکسریٰ ونجاشی کے دربار دیکھے ہیں۔ یہ عقیدت اور وارفتگی کہیں نہیں دیکھی۔ محمد ﷺ بات کرتے ہیں تو سناٹا چھا جاتا ہے۔

کوئی شخص ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا۔ وہ وضو کرتے ہیں تو پانی جو گرتا ہے اس پر خلقت ٹوٹ پڑتی ہے۔ بلغم یا تھوک گرتا ہے تو عقیدت کیش ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں اور چہرہ اور ہاتھوں پر مل لیتے ہیں۔

چنانچہ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو احسان جتلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "هو الذي كف ايديهم عنكم وايديكم عنهم ببطن مكة من بعد ان اظفركم عليهم (فتح:۲۴) "اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی وہی ہے جس نے مکہ میں ان لوگوں کا ہاتھ تم سے اور تمہارا ہاتھ ان سے روک دیا۔ بعد اس کے کہ تم کو ان پر قابو دے دیا تھا۔"

معاملہ نہایت صاف ہے اور اس پر مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت ہی نہیں کہ خدا نے جبار نے یہودیوں کو دونوں کو روک رکھا اور وہ جناب گلستہ اللہ تک قطعاً نہ پہنچ سکے۔ جن لوگوں کو خدائے واحد پر پورا یقین اور بھروسہ ہے کہ وہ واللہ علیٰ کل شیٔ قدیر ہے۔ ان کے لئے یہ جناب مسیح پر خدا کا احسان فرمانا زادہ ایسلنا ہے۔ ہاں وہ بھی ہیں جو دنیا کو مغالطہ میں ڈال کر صراط مستقیم سے دور لے جانے کو سعادت سمجھتے ہوئے کہتے ہیں۔

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص ۳ خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۳)

اور قرآن دانی کی ڈینگ مارتے ہوئے اس کے حقائق و معارف پر لاف زنی کرتے ہیں اب ذرا ان کی تفسیر بھی سن لیجئے۔

"اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا" اذ کففت بني اسرائيل عنك "یعنی یاد کر وہ زمانہ جب کہ بنی اسرائیل کو تجھ کو مار ڈالنے سے میں نے تجھ سے روک دیا۔ حالانکہ تواتر قومی سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ دیا تھا۔ لیکن خدا نے آخر جان بچا دی۔ پس یہی معنی اس کففت کے ہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۴ خزائن ج ۱۷ ص ۲۵۴ غلام احمد قادیانی)

اب دجل میں ڈوبی ہوئی ایک اور تحریر ملاحظہ فرمائیں۔ جیسا کہ بیانات "انی متوفیک" کے تحت میں بیان ہوئی۔ اس میں اور اس پہلے بیان میں بہت سی باتیں ایسی ملیں گی جن میں تضاد و ابہام ملے گا۔ مرزائی نبی نے پوری ایک کتاب (مسیح ہندوستان میں خزائن ج ۱۵) میں صرف اسی دجل پر لکھی۔ جس میں مسیح کی گرفتاری ، اہانت وغیرہ سے لے کر مصلوب ہونے کے بعد

کے ہاتھ کے زخموں کی مرہم اور ان کے لگانے میں خرافات وبیہودہ میں فضول وقت ضائع کرتے ہوئے اس کے آخر میں مسیح کا واقعہ صلیب کے مقام سے چوری چوری بھاگتا افغانستان، نیپال، درۂ خیبر کی خاک چھانتے ہوئے پنجاب میں آنا اور قادیان میں قضائے حاجت کرنا۔ پھر کس مپرسی کی حالت میں کشمیر جانا اور وہاں ۸۷ برس کی گمنامی میں رہ کر محلہ خان یار میں یوز آسف کے نام سے قبر میں دفن ہونا بیان کیا ہے۔ مگر اس کا ثبوت مانگو تو نہ ادارد اور زیادہ تنگ کرو گے تو کہہ دیں گے ہم نبی ہیں اور نبی جھوٹ تھوڑا ہی بولتے ہیں۔ رام جانے ہم تو سچے رسول ہیں اور اگر اعتبار نہ ہو تو نشان صاحب کے جنت سے پوچھ لیجئے۔ اگر ہم جھوٹے ہوتے تو بے شک ہمارا خطاب واہ گورو جی مہاراج کیوں دیتے اور اگر اور زیادہ تسلی چاہتے ہو تو گوردکل کانگڑی والے آریوں سے پوچھ لو کہ میرے حق میں کرشن بھگوان نے جو یہ کہا آریوں کا بادشاہ ہے رودر گوپال جیری مہاگیتا میں لکھی ہے۔ یہ سب غلط تھوڑا ہی ہے۔ چنانچہ جب آپ سے بہت سی نسلوں کے ہونے کے متعلق لوگوں نے ثبوت مانگا تو آپ نے بڑے طمطراق سے جواب دیا۔ ملاحظہ ہو۔

کسی نے سوال کیا مرزا قادیانی یہ تو کہیے کہ آپ کے پاس فارسی النسل ہونے کا کیا ثبوت ہے اس کا جواب یہ دیا۔

”میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ بھی ثبوت نہیں۔ لیکن یہ الہام (”خذوا التوحید خذوا التوحید یا ابناء الفارس“ یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو) اس زمانے کا ہے کہ جب اس دعوے کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ یعنی آج سے تیس برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھا ہے۔“ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۸ خزائن ج ۱۷ ص ۱۱۷)

پھر کسی نے پوچھا کہ حضرت فاطمی النسل ہونے کے دلائل تو کہیے۔ جواب دیا ”اور بنی فاطمہ ہونے میں یہ الہام ہے۔ ”الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر والنسب اشکر نعمتی رأیت خدیجتی“ یعنی تمام حمد وتعریف اس خدا کے لئے ہے۔ جس نے تمہیں فخر دامادی اور فخر علو نسب جو دونوں بمنزلہ دو مشابہ ہیں عطا فرمایا۔ یعنی تمہیں سادات کا داماد ہونے کی عزت عطاء کی اور نیز بنی فاطمہ امہات میں سے پیدا کر کے تمہارے نسب کو عزت بخشی اور میری نعمت کا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا۔ (شاید یہ خدا کی لڑکی کا نام ہے نعوذ باللہ!) بنی اسحاق کی وجہ سے ایک تو آبائی عزت تھی اور دوسری بنی فاطمہ ہونے کی عزت اس کے ساتھ ملحق ہوئی اور سادات کی دامادی کی طرف اس عاجز کی بیوی کی طرف اشارہ ہے جو سیدہ سعدی سادات دہلی میں سے ہیں۔ میر درد کے خاندان سے تعلق رکھنے والے اس فاطمی تعلق کی طرف اس کشف میں اشارہ

ہے۔ جو آج سے تیس برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع کیا گیا۔ جس میں دیکھا تھا کہ حضرات پنجتن سید الکونین، حسنین، فاطمہ الزہرا اور علیؓ عین بیداری میں آئے اور حضرت فاطمہؓ نے کمال محبت اور مادرانہ عطوفت کے رنگ میں اس خاکسار کا سر اپنی ران پر رکھ لیا اور عالم خاموشی میں ایک غمگین صورت بنا کر بیٹھے رہے۔ اسی روز سے مجھ کو اس خونی آمیزش کے تعلق پر یقین کلی ہوا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک" (تحفہ گولڑویہ ص ۱۹ خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۸)

کوئی اور مانے نہ مانے میں تو کشف کا قائل ہوں۔ ابھی پرسوں ہی کا واقعہ ہے کہ جناب مرزا قادیانی مسیح وشکل عین بیداری میں تشریف لائے اور ان کے ساتھ ایک عورت بھی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ان دونوں میں کچھ محبت تھی کچھ نفرت بھی معلوم ہوئی۔ اتفاق کی بات ہے کہ جس مکان میں ملاقات ہوئی وہ مکان خاکروبوں کا تھا۔ مرزا قادیانی اور وہ عورت ایک تخت چوب پر بیٹھ گئے اور میں نے محمدی کے نکاح کے متعلق کچھ بات چیت شروع کر دی۔ آپ بہت دیر ناکامی کا دکھڑا اور وقطار روتے رہے۔ مجھے بھی آنسوؤں کی بارش دیکھ کر خیال ہوا کہ میں بھی ساتھ روؤں۔ مگر آنسو نہ آئے میں نے نظر بچا کر پانی کا چھینٹا منہ پر دے لیا۔ وہ عورت جو معہ زن ہوئی میں نے مرزا قادیانی کو توجہ دلائی آپ اس قدر دکھی ہیں اور رو رہے ہیں مگر یہ آپ کی ساتھ والی ماتم میں خوشی کر رہی ہے تو مرزا قادیانی برہم ہو کر بولے تم نہیں جانتے یہ کون ہے۔ یہ وہی (پھجے دی ماں یعنی آپ کی پہلی بیوی) ہے جس نے میرا استیاناس کر دیا اور اس نکاح میں از حد مخالفت کی وہ بولی آپ نے بھی تو مجھے طلاق دی۔ میرے بچوں کو عاق کیا۔ آہ! میرا جوان مرگ بیٹا آپ کی اطاعت میں جب بیوی کو طلاق دے کر بیمار ہوا تو کوئی تیمارداری کرنے والا پاس نہ تھا۔ دوائی تو کیا بیچارے کو غذا تک بھی نہ ملی اور سسک سسک کر دم توڑا۔ آپ کی نبوت پہ تھوکوں آپ سے یہ بھی نہ ہو سکا اور تمہارا خون اس قدر سفید ہو گیا کہ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھ سکے۔ اس پر معاملہ بڑھ گیا اور نوبت ہاتھا پائی تک پہنچی۔ میں نے بہتیرا بیچ بچاؤ کیا۔ مگر لاحاصل لڑتے لڑتے وہ دونوں گڑھوں میں گر گئے۔ یہ دو ایسے گڑھے تھے جن میں ایک گندگی (پاخانہ) پڑا تھا اور دوسرے میں جنگلی شہد۔ آہ! مرزا قادیانی کی بیوی گندگی میں گر گئی اور مقام شکر ہے مرزا قادیانی شہد میں گرے۔ مگر میری حیرت کی انتہاء جاتی رہی جب یہ دیکھا کہ وہی جوڑا جو ابھی لڑ جھگڑ رہا تھا ایسا مونس و غمگسار ہوا کہ ایک دوسرے کو زبان سے چاٹ کر صاف کرنے لگا۔ مجھ سے جاتے جاتے مرزا قادیانی نے اتنا کہا کہ محمدی بیوی ہے اور میں اس کا ہوں۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک!

یہ تو ایک ضمنی بات تھی جو درمیان میں آ گئی۔ اب وہ مرزا کی تفسیر "واذ کففت بنی

اس وعدہ الٰہی کا ترجمہ اے عیسیٰ میں تجھ کو موت دوں گا اور تیری روح کو اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تجھ
کو یہود سے پاک کروں گا جیسے کہ قرآنی الفاظ "یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ
ومطھرک من الذین کفروا" کے کئے جاتے ہیں جو مرزا قادیانی کرتا ہے تو یہاں اور بھی اشکال
پیدا ہو جاتے ہیں وہ یہ کہ اس ترجمہ کے مطابق اگر جناب مسیح مصلوب ہوں تو چاروں وعدے اور بہت سے
وعدے جھوٹے ہوتے ہیں وہاں یہ آیت یہود کی تائید کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تجویز میں ناکام رہا
اور یہود کامیاب ہو گئے۔ اس کے علاوہ مشکل یہ پڑتی ہے کہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ خدا نے
موت کا وعدہ دیا تھا۔ مگر مسیح زخموں کی وجہ سے بیہوش ہو گیا اور پھانسی پر نہ مرا گویا کہ خدا کا یہ وعدہ کہ
میں تم کو موت دوں گا پورا نہ ہوا۔ وہ بیہوشی میں جہاں یہود کو دھوکہ دے گیا وہاں خدا بھی دھوکے
سے نہ بچ سکا۔ وہ بھی یہ سمجھا کہ مسیح مر گیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ نہیں مرا بلکہ بیہوش ہو گیا۔ اب اس
کے ساتھ دوسرا وعدہ کہ تیری روح کو اٹھاؤں گا بھی جھوٹا ہوا۔ کیونکہ جب وہ مرا ہی نہیں تو روح
کیسے اٹھائی جا سکتی ہے اور اس کے بعد تیسرا وعدہ یعنی میں تم کو یہود سے پاک کروں گا بھی جھوٹا
ہوا۔ کیونکہ جب یہود نے من مانی باتیں حسب خواہش کر لیں اور اپنے مکر میں کامیاب ہوئے تو یہ
وعدہ بھی جھوٹا ہوا۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ وہ بیچارا مارا مارا پھرتا رہا اور آخر کشمیر
پہنچا اور ۸۷ برس کی زندگی غربت و کس مپرسی میں بسر کرنے کے بعد محلہ خانیار میں دفن ہوا۔ اچھا
خدا ہے جو ۸۷ برس پہلے وعدہ کر رہا ہے کہ میں تمہیں موت دوں گا اور وعدہ کر کے ۸۷ برس بھول
ہی گیا اور اس مدت مدید کے بعد اپنا وعدہ یاد آئی۔ مگر افسوس اب تک مسیح تو تھا نہ وہ صاحب کتاب ہی
رہ گیا تھا۔ نہ اس کے پاس معجزات تھے نہ اس کے دوش گردن پر تبلیغ رسالت تھی۔ نہ ہی اس نے وہ
مہلت میں وعدہ الٰہی کے مطابق کام کیا۔ بلکہ وہ بیچارا تو مصیبت سے اس قدر خائف ہوا کہ کشمیر
میں مسیح کا نام ظاہر کرتے ہوئے بھی کانپا اور اپنا نام یوز آسف رکھ لیا اور تبلیغ رسالت شاید اس لئے
نہ کی کہ کشمیری زبان کو وہ نہ جانتا تھا اور اہل کشمیر عبرانی زبان سے محض کورے تھے۔ باقی رہے
معجزات تو وہ صلیب کے ڈر سے کنارہ کش ہو گئے۔ کیونکہ بقول مرزا جو صلیب پر چڑھایا جائے وہ
لعنتی ہو جاتا ہے اور بھلا لعنتی کے پاس معجزات کہاں اور اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ بھی جھوٹا
ہوا جو "وجیھا فی الدنیا" کا تھا۔ غرضیکہ ان خرافات و توہمات پر اگر یقین کریں تو خدا کی
خدائی باطل ہوتی ہے اور یہ جو انی متوفیک کے معنی جسمی موت قادیانی اصطلاح میں لئے جاتے
ہیں۔ لغت کی کسی کتاب سے یا عام عربی کا محاورہ اور بول چال سے نہ اقوال الرجال سے یا شارع
علیہ السلام سے قطعاً منقول نہیں اور پھر اس معانی کی تخمیر و تشکیل ہی ہوتی ہے۔ اگر کوئی قادیانی

لغت کی کسی کتاب سے یہ معنی نکال دے تو علاوہ انعام کے ایک سو روپیہ چہرے شاہی نذرانہ لے
مگر کسی میں ہمت بھی ہے؟

کس قدر ڈھٹائی اور بے ایمانی ہے کہ واقعہ کی نوعیت کو صحیح سمجھنے کی کوشش کی بجائے اس پر ایک نہایت بھونڈے اور بھدے انداز میں دھول ڈال کر واقعات کو چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سچ ہے سوئے ہوئے کو تو جگایا جا سکتا ہے مگر جاگتے کو بھلا کون جگائے۔ حالانکہ یہ واقعہ ہی نہایت سادہ اور سیدھا ہے۔ اس میں کوئی ایچ پیچ یا بھول بھلیاں نہیں۔ یہود مسیح کے لئے قتل وصلیب کا حیلہ سوچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو علام الغیوب ہے وہ ان کی خفیہ تجویز کے مقابل ایک تدبیر بناتا ہے۔ وہ قتل کرنا چاہتے ہیں اور مشیت الٰہی اسے ایک دراز زمانہ کے لئے زندہ رکھنا چاہتی ہے۔ وہ اسے قتل وصلیب کے لئے گرفتار کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے جبرائیل امین کے ذریعہ مدد دیتا ہے اور آسمان پر اٹھا لیتا ہے اور مسیح کی شبیہ اس کے گرفتار کرنے والے سب سے زیادہ قصوروار اعداء اللہ پر جو مسیح کے لئے گڑھا کھود رہا تھا پر ڈال دیتا ہے۔ چنانچہ "چاہ کندہ را چاہ درپیش" کے مصداق وہ اس میں خود گرتا ہوا مصلوب ہو جاتا ہے۔ اب یہودی یہ سمجھتے ہیں کہ مسیح مصلوب ہو گیا۔ عیسائی یہودیوں سے یہی چیز اپنے عقیدہ میں داخل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسیح ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے پھانسی چڑھ گیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی پرزور تردید کرتے ہیں اور اصل واقعہ یوں ہے جیسا کہ فرقان حمید اس پر روشنی ڈالتا ہے۔

"تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجت واتينا عيسى ابن مريم البينت وايدنه بروح القدس (بقرہ:۲۵۳)" ﴿یہ سب رسول فضیلت دی ہم نے ان میں بعض کو بعض سے کوئی تو وہ ہے کہ کلام فرمایا اس سے اللہ نے اور بلند کئے بعضوں کے درجے اور دیئے ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو معجزے صریح اور قوت دی اس کو روح القدس یعنی جبرائیل سے۔﴾

چنانچہ مرزا قادیانی خود اقرار کرتے ہیں کہ "یہودیوں نے حضرت مسیح کے لئے صلیب کا حیلہ سوچا تھا خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا اپنی طرف رفع کروں گا۔"
(اربعین نمبر۳ ص۱۸، خزائن ج۱۷ ص۳۹۴)

چنانچہ اس کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا کہ ہم نے مسیح کو روح القدس سے مدد دی۔ اب اگر کوئی سر پھرا قادیانی خود اس سے انکار کرے کہ جبرائیل نے مسیح کی کوئی مدد نہیں کی تو اس بدنام کو باری تعالیٰ پر بھروسہ اور ایمان نہیں۔

شارح علیہ السلام کے وہ ٹیک بخت و صاحب نصیب اصحابی جو عند المرزا نہایت معتبر اور قابل احترام ہیں اور ''جن کے حق میں قرآن کے سمجھنے اور حافظہ کی دعاء سرکار مدینہ نے فرمائی۔'' (ازالہ اوہام ص ۲۰۱) وہ تو یہ فرماتے ہیں۔

''جب یہودی مسیح کو قتل کرنے کے لئے دیکھتے ہوئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اسے خبر دی کہ میں تجھے آسمان پر اٹھاؤں گا اور کفار یہودی کی صحبت سے تمہیں پاک رکھوں گا۔''

اب اس آیت کی تفسیر بھی ملاحظہ فرمائیں جس کے قائل ابن عباسؓ ہیں۔

''جب وہ شخص مسیح کو پکڑنے کے لئے گیا تھا مکان کے اندر پہنچا تو خدا نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور اسی بد بخت یہودی کو مسیح کی شکل پر بنا دیا۔ پس یہود نے اسی کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھا دیا۔ تفسیر معالم!'' (نسائی وابن مردویہ کذا فی السراج المنیر)

اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جناب مسیح کو بطور احسان یہ فرماتے ہیں ''اذ قال اللہ یعیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک و علیٰ والدتک اذ ایدتک بروح القدس''

﴿جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو ہوا تجھ پر اور تیری ماں پر جب مدد کی تیری میں نے روح پاک سے۔﴾

خدا تو اس مدد کا احسان جتلاتا ہے اور مرزا یہ ترجمہ کرے کہ اے عیسیٰ میں تجھے موت دوں گا اور تیری روح کو اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ حیف ہے اس ترجمے پر اور افسوس ہے اس نظریے پر حیران ہوں کہ مدد دینے کو جان لینے کے مترادف کیونکر سمجھا گیا؟ اور روح القدس تو انبیاء کے پاس خوشخبریاں لے کر آتے ہیں اور تذکرہ بھی ایسا ہی ہے اور مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں تیری جان لوں گا۔ گویا یہود پلید کی تجویز کو کامیاب بناؤں گا۔ اگر مدد مرزائی عقائد کے مطابق ہوتی تو اللہ تعالیٰ جان سے مارنے کو بطور احسان کے یاد نہ دلاتے اور جان لینا جبرائیل کا کام نہیں وہ تو عزرائیل کی ڈیوٹی ہے اور ایسے مقام پر وحی آتا ہے۔ یہاں تو جبرائیل سے مدد دینے کا سوال ہے اور واقعہ بھی سوائے صلیب دینے کے کوئی نہیں اور یہ مدد کا دینا کسی اہم و کٹھن موقعہ کو متلاشی ہے اور وہ قرآن کے سیاق و سباق سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مدد واقعہ صلیب کے وقت ہی ہوئی۔ جیسا کہ اجماع امت میں چلا آتا ہے۔ ہاں شاید کوئی اور واقعہ اس جھوٹے نبی کو بتایا گیا ہو جو دو اپ یاری کو اللہ تعالیٰ کے نزول کا مقام قرار دیتا ہوا یاری سے استدلال لیتا ہو اور جو غلام تھا ور بڑے بھائی کا غلام کاٹ کر قادر کو خدا بنا لیتا ہو اور جو بجلی پوری کی تعریف کرتا ہوا قاضی سے کاوی اور کا دل سے کدہ

اور کھدو سے کادیان ہونے میں نہ شرمائے، اور جو بڑے انگریز سے الہام سنے اور اسے قطعی میں درج کرے، اور الہاموں کا ترجمہ آریوں سے کرائے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ میں ص ۴۸۰ پر وہ خود اقرار کرتا ہے: "ایک دفعہ کی حالت یاد آئی کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا "آئی۔ لو۔ یو" یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا "آئی۔ ایم۔ وِد۔ یو" یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر الہام ہوا "آئی۔ شیل۔ ہیلپ۔ یو" یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا "آئی۔ کین۔ وہٹ۔ آئی۔ ول۔ ڈو" یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر اس کے بعد بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا "وی۔ کین۔ وہٹ۔ وی۔ ول۔ ڈو" یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔ ص ۴۸۴ پہ دو فقرے انگریزی میں الہام ہوئے۔ "گاڈ۔ از۔ کمنگ۔ بائی۔ ہز۔ آرمی" "ہی۔ از۔ وِد۔ یو ٹو۔ کل۔ اینمی" یعنی خدا تعالیٰ ولکل اور براہین کا لشکر لے کر چلا آتا ہے وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے فقرات تھے جن میں سے کچھ تو یاد رہے اور کچھ بھول گئے۔" (براہین احمدیہ ص ۴۸۲ خزائن ج ۱ ص ۵۷۰)

یہ بھی بتادوں کہ مرزا قادیانی کی وحی کا کون کاتب تھا اور کون مصدق ہوا کرتے تھے۔

"ایک پنڈت کا بیٹا شام لال نامی جو ناگری اور فارسی دونوں میں لکھ سکتا تھا بطور روزنامچہ نویس (کیا نبوت کی دوکان کھول رکھی تھی) کے نوکر رکھا ہوا تھا اور بعض امور غیبیہ جو ظاہر ہوتے تھے اس کے ہاتھ سے وہ ناگری اور فارسی خط میں قبل از وقوع لکھائے جاتے تھے اور پھر شام لال مذکور کے اس پر دستخط کرائے جاتے تھے۔ چنانچہ پیش گوئی بھی بدستور اس سے لکھائی گئی اور اسی وقت کئی آریوں کو بھی خبر دی گئی اور ابھی پانچ روز نہیں گذرے تھے جو پچاس روپیہ کا منی آرڈر جہلم سے آ گیا .... کچھ عرصہ گذرا کہ خواب میں دیکھا تھا کہ حیدرآباد سے نواب اقبال الدولہ صاحب کی طرف سے خط آیا ہے اور اس میں کسی قدر روپیہ دینے کا وعدہ لکھا ہے۔ یہ خواب بھی بدستور روزنامچہ مذکورہ بالا میں اسی ہندو کے ہاتھ سے لکھائی گئی اور کئی آریوں کو اطلاع دی گئی۔ پھر تھوڑے دنوں بعد حیدرآباد سے خط آیا اور نواب صاحب موصوف نے سو روپیہ بھیجا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک!" (براہین احمدیہ ص ۴۷۸ خزائن ج ۱ ص ۵۶۹)

یہ ہیں پنجابی نبوت کے کارنامے جن پر دجال قادیان اترایا کرتا ہے۔ یہاں اسرار الٰہی کہاں یہاں رموز سرمدی کھلیں یہ ناممکن ہے یہ تو صاحب انگریزی کا پودا ہے جو سرکاری بنگلوں ہی کو

زیب دیتا ہے۔ اسے اللہ والوں کی طرف سے کیا کام۔ اکبر الہ آبادی مرحوم کیا ٹھیک کہہ گئے۔

حرم والوں سے کیا نسبت بھلا اس قادیانی کو
وہاں قرآن اترتا تھا یہاں انگریز اترتے ہیں

اب بڑے انگریز کے لب ولہجہ کا عادی انسان، رموز الٰہی اور اسرار یزدانی کو کیا جانے کہ وایدناہ بروح القدس کا کیا مطلب ہے۔ ڈیڑھ دانگ کی اوندھی کھوپڑی والا گندے اور ناپاک مادے کا بنایا ہوا انسان کارخانہ الوہیت کو کیا سمجھے اور کس برتے پہ سمجھے؟ جب کہ سمجھنے کی قابلیت ہی نہیں رکھتا۔ اسی لئے پیغمبر شارع علیہ السلام نے فرمایا کہ جہاں تک تمہارے دماغ تمہاری رفاقت کریں وہاں تک رہا کرو اور کوئی بات جو تمہاری سمجھ میں نہ آئے اہل ذکر و فکر سے استفادہ حاصل کرو۔ معارف و حقیقت کا کھلنا قال سے نہیں حال سے ہے۔ ایمان کا مظاہرہ اقوال سے نہیں عمل سے ہے۔ رموز الٰہی کا کما حقہ وہی سمجھے جو پاک لوگ تھے اور جو خواہشات و نفسیات پر پورے پورے قابض تھے۔ اسرار یزدانی کو وہ جانے جو دنیا کے فکر مال و املاک و اولاد و بیوی و جان کو خدا سے زیادہ عزیز نہ رکھے۔ وہ کیا جانے جو نئی آقا ذریوں پر دستخط کرتا اور روپے ہتھیانے اور جاہ کی خواہش دیکھی اور مال واملاک کے کشف بیان کرتا کہیں کتابوں کے نام پر کہیں تبلیغ کے نام پر مانگتا اور کوڑیوں کی زمین کو سیالکوٹ ہوا بہشتی مقبرہ کہہ دے اور جو اپنی قبر چاندی کی بیان کرے اور لنگر کے نام پر ہزاروں اینٹھ لے اور نبوت کے نام کی تذلیل کرے اور الہامات کے نام پر بد نام کرتا ہے اور پھر الہام بھی کیسے کوئی سر نہ پیر۔ الٰہی خیر۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

۱۔۔۔ چوہدری رستم علی (البشریٰ ج ۲ ص ۹۴ و تذکرہ ص ۵۳۶)

۲۔۔۔ بستر عیش (البشریٰ ج ۲ ص ۸۸، تذکرہ ص ۴۹۹)

۳ انشاء اللہ (البشریٰ ج ۲ حصہ ذیل ص ۹۵ تذکرہ ص ۲۰۰)

۴۔۔۔۔ آج سے پیشرف وکلائیں گے ہم (البشریٰ ج ۲ ص ۹۸، تذکرہ ص ۳۰۷)

۵۔۔۔ افسوس صد افسوس (البشریٰ ج ۲ ص ۷۱ تذکرہ ص ۳۹۹)

۶۔۔۔ ایک دانہ کس کس نے کھایا (البشریٰ ج ۲ ص ۱۰۷، تذکرہ ص ۵۹۵)

۷۔۔۔۔ گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا

(البشریٰ ج ۲ ص ۷۵، تذکرہ ص ۳۳۱)

۸۔۔۔ بس سکنے کا آخری دم (رسالہ مکاشفات مرزا ص ۲۲، تذکرہ ص ۳۰۷)

۹۔۔۔ میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا (البشریٰ ج ۲ ص ۱۵، تذکرہ ص ۵۳۵)

۱۰. طمرُ شکن (ملفوظات ج ۹ ص ۱۳۰)

۱۱.. کیا عذاب کا معاملہ درست ہے۔ اگر درست ہے تو کس حد تک

(البشریٰ ج ۲ ص ۱۰۴ مورخہ ۱۹۰۵ء)

۱۲... اس پر آفت پڑی اس پہ آفت پڑی (مکاشفات ص ۳۰ تذکرہ ص ۵۵۵)

۱۳.. زندگیوں کا خاتمہ (البشریٰ ج ۲ ص ۱۰۲ تذکرہ ص ۵۶۰)

۱۴.... ہم نے وہ جہاں چھوڑ دیا (البشریٰ ج ۲ ص ۹۵ تذکرہ ص ۵۲۲)

یہ الہام ہیں یا گورکھ دھندہ۔ سبحان اللہ! اس پر تو نبوت ہو رہی ہے اور کلام مجید کے معارف کی دیگیں جاری جاتی ہیں۔ سنو اور خوب غور سے سنو، نبوت تو اس پاکوں کے پاک اور خاصوں کے خاص پر ختم ہوئی۔ اور جو بھی اس کے بعد دعویٰ کرے وہ جھوٹا و کاذب ہے، اور آیت ایدناہ بروح القدس کے معنی وہی ٹھیک ہیں جو حضور ﷺ نے سمجھے۔ صحابہ کبارؓ نے بیان کئے آئمہ نے ٹھہرائے۔ حیات مسیح ایک بیا اہم اور یقینی اعتقادی مسئلہ ہے جس پر اجماع امت ہے۔ کوئی شخص جو اس کی تحقیر کرے وہ ایمان نہ لائے اور پھر مسلمان کہلائے۔ تمام محدث، مفسر، اولیاء، اقطاب، ابدال، امام، مجدد، تابعین، تبع تابعین اس پر متفق ہیں۔ کوئی شخص جو مسیح کو مردہ خیال کرے یا تاویلات باطلہ میں سرکار مدنی کی امت کو گمراہ کرے۔ مرزا قادیانی کا اپنا بیان ہے کہ یہ اجماعی عقیدہ ہے اور جو اس عقیدہ کو نہ مانے وہ پکا بے ایمان ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"مسیح موعود (عیسیٰ ابن مریم) کے بارے میں جو حدیث میں پیش گوئی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ جس کو صرف آئمہ حدیث نے چند روایتوں کی بناء پر لکھا ہو بس۔ بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیش گوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلی آئی ہے۔ گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیش گوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں۔ کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس کو ابتداء سے یاد کرتے چلے آتے تھے۔ اگر نعوذ باللہ یہ افتراء ہے تو اس افتراء کی مسلمانوں کو کیا ضرورت تھی اور کیوں انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے اور کس مجبوری سے انہیں اس افتراء پر آمادہ کر لیا۔" (شہادۃ القرآن ص ۸ خزائن ج ۶ ص ۳۰۴)

ان حقائق سے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین سے آپ کی اعانت اور جیسا کہ معراج میں سرکار مدینہ ﷺ کی قربانی اور زندہ روح مع الجسم آسمان پر اٹھا لیا۔

"سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ"

مرزائی یہاں اعتراض کیا کرتے ہیں کہ روح القدس کے معنی انجیل شریف ہے۔ حالانکہ اسی رکوع میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان گنوائے وہاں کتاب اور حکمت تورات و انجیل سکھانے کا بھی احسان جتلایا۔ اگر روح القدس کے معنی انجیل ہے تو پھر انجیل کا دوبارہ احسان جتلانا کیا معنی رکھتا ہے اور پھر سینہ زوری سے معصومین کے نام پر دنیا کو گمراہ کرتا کہ امام بخاری کا یہ عقیدہ ہے، فلاں بزرگ کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح مر گیا۔ یہ سب مغالطے دجل کی پرورش کے لئے ہیں۔ ورنہ کوئی بھی اللہ کا بندہ ایسا نہیں جس نے یہ گندہ اعتقاد پیش کیا ہو۔ اب لاہوری محمد علی اپنی تفسیر بیان القرآن زیر آیت "وایدناه بروح القدس" کہتا ہے کہ امام ابن جریرؒ کے عقیدہ میں روح القدس کے معنی انجیل ہیں۔ اس لئے ہم جناب امام موصوف سے اس برے عقیدے کی تردید کراتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

ہم جناب امام ابن جریر کی مبسوط کلام کو بخوف طوالت چھوڑتے ہوئے انکا اپنا فیصلہ پیش کرتے ہیں۔ بہترین تاویلات میں سے یہاں صحیح وہی ہے جو روح القدس سے مراد جبرائیل لیتے ہیں اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہاں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تائید دی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے "اذ قال الله یا عیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیك وعلیٰ والدتك اذ ایدتك بروح القدس "پس اگر روح القدس جس کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو تائید دی تھی۔ انجیل ہوتو البتہ قول باری تعالیٰ میں جو "اذ ایدتك بروح القدس "اور" واذ علمتك الكتب والحكمة والتوراة والانجيل "تکرار بغیر معنی کے ہوتا ہے۔ کیونکہ تائید اور تعلیم ایک چیز ہے۔ اگر پہلے ہی انجیل مراد ہوتو پھر انجیل کا لانا بے فائدہ۔ حالانکہ باری تعالیٰ کی کلام اس تکرار بلا معنی سے منزہ ہے۔ تب صاف معلوم ہوا کہ جو روح القدس سے مراد انجیل لیتے ہیں وہ غلط ہے۔

یہ شبہ یہودی اس مقام پر ایک اور اعتراض کرتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ جبرائیل کے ذریعے انہیں سوائے آسمان کے اور کسی دوسری جگہ مدد نہ دے سکتے تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی انبیاء کے پاس وہ آتے رہے مگر انہوں نے کبھی اس قسم کی مدد نہ کی۔ یہ مسیح کو آسمان پر اٹھالینا ایک انوکھا اور نرالا مسئلہ ہے۔ جو عقل انسانی سے بالاتر ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ وعدہ الٰہی یونہی تھا کہ میں تمہیں اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اب کہیے جناب کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اٹھانے پر قادر نہیں۔ دوسرا وعدہ تھا کہ میں تمہیں صحبت یہود سے پاک کروں گا اور ظاہر ہے کہ روئے زمین پر تمہارے یہ یہودی بھائی پھیلے ہوئے تھے۔ پھر ان کی صحبت سے کیسے پاک ہو سکتے تھے اور یہ ایسی نامراد قوم تھی

جس کی شاخیں کرۂ ارض پر پھیلی ہوئی تھیں۔ انہیں جہاں بھی پتہ چلتا کہ مسیح وہاں ہے جھٹ پہنچ جاتے اور اس طریق سے وہ دوامی ابتلاء کے مراتب سے گزر جاتا۔ نیز جناب مسیح کلمۃ اللہ تھے روح اللہ تھے ان میں صفات ملکیہ زیادہ تھیں۔ کیونکہ وہ نفخ جبرائیل سے پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے بھی کہ سنت انبیاء میں ہجرت کرنا سنت قدیمہ سے چلا آیا تھا۔ اس لئے ان کا آسمان پر ہی جانا مناسب تھا۔ کیونکہ ارواح اور کلمات کا مرجع وہی ہے اور ظاہر ہے کہ زمین پر یہ جنس نایاب نہیں ہے اور نہ ہی قادیان میں اس کا کوئی ادارہ کھلا ہے۔ نیز اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ انہیں اپنی قدرت کاملہ کا ایک نمونہ بنائیں اور ایک لمبی زندگی دینے کے بعد اپنے پسندیدہ دین کی خدمت کرائیں۔ "ان الدین عند اللہ الاسلام" اور اپنے قادر ہونے کی عظمت تم جیسے دہریوں کو منوائیں۔ اس لئے ایک عرصہ کے لئے انہیں آسمان پر اٹھا لیا نیز یہ تو فرمایئے کہ تمام انبیاء اور دنیا کی پیدائش اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کے باہمی ملاپ کے نتیجہ پر بتائی۔ مگر جناب مسیح کو بدوں باپ پیدا کیا۔ چونکہ ان کی پیدائش ہی اعجازی بتائی۔ اس لئے ان کی ہجرت بھی ایسی ہی ہونی چاہئے تھی جو اعجازی ہو۔ اس لئے انہیں آسمان پر اٹھا لیا اور اگر اس لمبی زندگی دینے پر ہی اعتراض ہے تو ملائکہ بھی تو لاتعداد ہزاروں برس سے آسمان پر زندہ موجود ہیں اور خدا بھی موجود ہے۔ کیا اس سے اس کی توحید میں خلل نہیں آتا۔ جو ایک مسیح کے زندہ ماننے میں تمہارے تو اذہان دماغ کھوئے جا رہے ہیں۔ شیطان مع اپنی ذریت کے بھی تو زندہ ہے۔ ان دونوں کو بھی تو مارنے کی کوشش کرو اور بتاؤ کہ تمام انبیاء تو ماں اور باپ سے پیدا ہوں۔ مگر مسیح بن باپ جو جواب اس کا دو گے وہی جواب آسمان پر جانے کا ہے۔ سنو اور خوب غور سے سنو کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار مدینہ ﷺ کی عظمت و سطوت کے لئے ایک صاحب کتاب نبی کو ایک وفادار جرنیل کی حیثیت میں خدمت دین کے لئے قرب قیامت میں بھیجنا مقدر کر رکھا ہے جو محمدی امام علیہ الصلوٰۃ کی اقتداء میں نماز ادا کرے گا خود امام بننا بھی گوارہ نہ کرے گا اور یہ کیوں کہ اس نے امت محمدیہ میں ہونے کی آرزو کی تھی جو دعا کے رنگ میں برنباس کی انجیل میں موجود ہے اور جو سابقہ اوراق میں بیان ہوئی۔ اور نیز ان کا آنا قیامت کے نشانات میں سے ایک نشان ہے جہاں تم یہ مانتے ہو کہ پہاڑ قرب قیامت میں ایسے اڑیں گے۔ جیسا کہ روئی کے گالے وہاں یہ کیا مشکل ہے کہ ایک انسان ایک لمبی زندگی گذارنے کے بعد امر مقدر کے ماتحت آسمان سے نازل ہو اور جب کہ سرکار مدینہ کی پیشگوئی بھی ہے اور جیسا کہ صحاح ستہ میں سینکڑوں احادیث اس کی مؤید ہیں۔ یہ حضور ﷺ کی عزت و وقار کو بڑھانے کی چیز ہے تم کم کرنے کی اور خدا کا کلام یہ کہتا ہے کہ مسیح اپنی امت پر قیامت کے دن گواہ ہوگا وہ

گواہی قرآنی الفاظ میں یوں لکھی ہے۔ "ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا" اور باقی رہی موت تو اس کے متعلق بھی اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ وہ بھی بالضرور فوت ہوں گے مگر کب جب تمام یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لے آئیں گے اور جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے "وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ"

یقین ہے کہ میرے مرزائی دوست سمجھنے اور سدھرنے کی کوشش کریں گے اور اگر بفرض محال ابھی ان کے دل زنگ آلود ہی ہوں تو کلام الٰہی میں تریاق کا فقدان نہیں۔ بیمار کو چاہئے کہ وہ مایوس و دل برداشتہ نہ ہو جائے۔ شافی مطلق نے دواؤں میں وہ وہ تاثیرات رکھی ہیں کہ جسمانی اور یہ روحانی بیماریاں تو قرآنی تریاق کے سامنے ہیچ ہیں۔ ذرا غور و فکر کی ضرورت ہے اور پرہیز صرف اس قدر ہے کہ شیطان دہریوں اور نیچریوں کے پاس نہ بیٹھا جائے۔ اللہ بس باقی ہوس!

"وقولہم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالہم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما" ﴿اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں کچھ نہیں ان کو اس کی خبر صرف اٹکل پر چل رہے ہیں اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک۔ بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے زبردست حکمت والا۔﴾

فوائد: از حضرت شیخ الحدیث جناب مولانا قبلہ شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہ العالی۔

"اور ان کے اس قول پر کہ فخر سے کہتے تھے۔ ہم نے مار ڈالا عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول اللہ کا تھا۔ اس وجہ سے ان پر عذاب اور مصیبتیں نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے قول کی تکذیب فرماتا ہے کہ یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا یہود جو مختلف باتیں اس بارہ میں کہتے ہیں اللہ نے ان کو شبہ میں ڈال دیا۔ خبر کسی کو بھی نہیں واقعی بات یہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور اللہ سب چیزوں پر قادر ہے اور اس کے ہر کام میں حکمت ہے۔ قصہ یہ ہوا کہ جب یہودیوں نے حضرت مسیح کے قتل کا عزم کیا تو پہلے ایک آدمی ان کے گھر میں داخل ہوا۔ حق تعالیٰ نے ان کو تو آسمان پر اٹھا لیا اور اس شخص کی صورت حضرت مسیح کی صورت کے مشابہ کر دی۔ جب باقی لوگ گھر میں گھسے تو اس کو مسیح سمجھ کر قتل کر دیا۔ پھر خیال آیا تو کہنے لگے کہ اس کا چہرہ تو مسیح کے چہرہ کے مشابہ ہے اور باقی بدن ہمارے ساتھی کا معلوم ہوتا ہے۔

کسی نے کہا کہ یہ مقتول مسیح ہے تو ہمارا آدمی کہاں ہے۔ اب صرف اٹکل سے کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا۔ علم کسی کو بھی نہیں، حق یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ ہرگز مقتول نہیں ہوئے۔ بلکہ آسمان پر اللہ نے اٹھا لیا اور یہود کو شبہ میں ڈال دیا۔ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ جب دجال پیدا ہوگا تب اس جہان میں تشریف لا کر اسے قتل کریں گے۔"

ناظرین کرام! آپ کے سامنے دجال قادیانی کا ترجمہ اسی آیت شریفہ کا پیش ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

"انہوں نے کہا کہ ہم نے اس مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا۔ جو رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ درحقیقت یہودیوں نے مسیح ابن مریم کو قتل نہیں کیا اور نہ پھانسی دیا۔ بلکہ یہ خیال ان کے دلوں میں شبہ کے طور پر ہے۔ یقینی نہیں اور خدا تعالیٰ نے ان کو آپ ہی شبہ میں ڈال دیا تا ان کی بیوقوفی ان پر اور نیز اپنی قادریت ان پر ظاہر کرے اور پھر فرمایا کہ وہ لوگ جو شک میں پڑے ہیں کہ شاید مسیح پھانسی مل گیا ہو ان کے پاس کوئی یقینی قطعی دلیل اس بات پر نہیں صرف ایک ظن کی پیروی کر رہے ہیں اور وہ خوب جانتے ہیں کہ انہیں یقینی طور پر اس بات کا علم نہیں کہ مسیح پھانسی دیا گیا۔ بلکہ یقینی امر یہ ہے کہ وہ فوت ہو گیا اور اپنی طبعی موت سے مرا اور خدا تعالیٰ نے اس کو راست باز بندوں کی طرح اپنی طرف اٹھا لیا اور خدا عزیز ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۰۰ خزائن ج ۳ ص ۲۹۰)

کذاب قادیان کے مخلص حواریو! ایمان سے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہو یہ ترجمہ جو تمہارے سلطان القلم پانچوں کے پہلوان نے کیا ہے۔ زنگی کا نام کافور اور شب دیجور کا ترجمہ صبح صادق کہاں تک صحیح اور درست ہے؟ کچھ تو خوف خدا کرو اور صرف اس قدر بتا دو کہ یہ الفاظ بلکہ یقینی امر یہ ہے کہ وہ فوت ہو گیا اور اپنی طبعی موت سے مرا۔

کن الفاظ کا ترجمہ ہیں اور کہاں سے لیا گیا ہے۔ آہ جو شخص کلام مجید کے تراجم میں یوں دیدہ دلیری کرے اور نفسانی خواہش کی پیروی کرتا ہوا خدا کے کلام میں دخل دینے سے نہ شرمائے اور پھر اس قدر منہ زور ہو کہ اس غلط و بے ربط ترجمہ کی تفسیر میں ایسا بے لگام ہو جائے کہ منہ زور بیجا ہوا گر پڑے کہ یہ ترجمہ جو میں نے کیا ہے خدا کے حکم پر کیا ہے۔

"اور مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابھی اور اسی وقت کشفی طور پر یہ صداقت مذکورہ بالا میرے پر ظاہر کی گئی اور اسی معلم حقیقی کی تعلیم سے میں نے وہ سب لکھا ہے جو ابھی لکھا ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک" (ازالہ اوہام ص ۳۰۷ خزائن ج ۳ ص ۲۹۲)

اب ان مکاشفات والہامات کو کون رد کرے یہ خواب کے گرداو جینڈے بہت ٹھیک پڑتے ہیں اور جہاں یہ کام نہ دیتے ہوں وہاں رؤیا صادقہ سے تاویل کر جاتی ہے۔ اب میں چند ایک مثالیں ان تینوں تحریکوں کی پیش کرتا ہوں۔

سب سے پہلا الہام جو اس پاک نام کی تذلیل کرتا ہے وہ اس وقت سوجھا جب جبکہ مرزا قادیانی کا لیکچر ہو رہا تھا۔ تحت جاتی عزرائیل کا مقابلہ کر رہی تھی۔ آپ کو الہام ہوگا والسماء والطارق اب ترجمہ بھی ملاحظہ فرمائیں یعنی قسم ہے آسمان کی جو قضاء و قدر کا مبدا ہے اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آج آفتاب کے غروب کے بعد نازل ہوگا اور آپ کو سمجھایا گیا کہ یہ الہام بطور عزا پرسی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حادثہ یہ ہے کہ آج ہی آپ کا والد آفتاب کے غروب کے بعد فوت ہو جائے گا۔ (حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ ص ۸۰ مصنفہ معراج الدین مرزا قادیانی)

اور جب مرزا کے باوا سرگباش ہوئے تو وہ عزرائیل جو دیکھتا قادیان پہنچا اور پہنچا تو کیسے جب کہ وہ مرزا قادیانی سے تھا اور مرزا قادیانی اس میں سے تھے۔ یہ خونی تعلقات کچھ چھوٹنے والے تھوڑے ہی تھے یہ پانچ شخص کا الہام کیا کیسے نکل جاتا۔ اسی لئے تو مرزا کے ابا کی موت کے واقعہ کی قسم کھائی اور یہ پہلی قسم ہے جو مرزائی خدا نے کھائی اور یہ بھی بتا دوں کہ اس خدا کے مرزائی اصطلاح میں چار نام ہیں۔ سب سے بڑا نام مرزا، دوسرا یلاش، تیسرا ٹیچی اور چوتھا...... افسوس یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ مرزا پرسی کتنے روز تک رہی یا فوراً ہی واپس چلا گیا اور ٹیچی، شیر علی، خیراتی اور آئیل چاروں فرشتے ساتھ تھے یا اکیلا تھا۔

"کچھ عرصہ گذرا ہے کہ ایک دفعہ سخت ضرورت روپے کی پیش آئی۔ جس ضرورت کا ہمارے اس جگہ کے آریہ ان شخصوں کو بخوبی علم تھا اور یہ بھی ان کو خوب معلوم تھا کہ بظاہر کوئی ایسی تقریب پیش نہیں ہے کہ جو جائے امید ہو سکے۔ بلکہ اس معاملے میں ان کو ذاتی طور پر واقفیت تھی۔ جس کی وہ شہادت دے سکتے ہیں۔ پس جب کہ وہ ایسے مشکل اور فقدان اسباب حل مشکل سے کامل طور پر مطلع تھے۔ اس لئے بااختیار دل میں اس خواہش نے جوش مارا کہ مشکل کشائی کے لئے حضرت احدیت میں دعا کی جائے۔ تا اس دعا کی قبولیت سے ایک تو اپنی مشکل حل ہو جائے اور دوسری مخالفین کے لئے تائید الٰہی کا نشان پیدا ہو۔ ایسا نشان کہ اس کی سچائی پر وہ لوگ گواہ ہو جائیں۔ سو اسی دن دعا کی گئی اور خدا تعالیٰ سے یہ مانگا گیا کہ وہ نشان کے طور پر مالی مدد سے اطلاع بخشے تب یہ الہام ہوا۔ دس دن کے بعد میں موج دکھاتا ہوں۔" الا ان نصر الله قریب فی شایل مقیاس "دن ول یو گو ٹو امرتسر" یعنی دس دن کے بعد روپیہ آئے گا۔ خدا کی مدد نزدیک ہے

ور جیسے جب جننے کے لئے اونٹنی دم اٹھاتی ہے تب اس کا بچہ جننا قریب ہوتا ہے۔ ایسا ہی مدد الٰہی بھی قریب ہے اور پھر انگریزی فقرے میں یہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا تب تم امرتسر بھی جاؤ گے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک!"
(براہین احمدیہ ص ۴۶۹ خزائن ج ۱ ص ۵۵۹)

تیل دیکھو اور تیل کی دھار دیکھو۔ بارہ ہندوؤں کو دیکھو اور بارہ من کی دھوبن دیکھو۔

سبحان اللہ! یہ ہیں پنجابی نبی کی کرشمہ سازیاں اور یہ ہیں وہ آپ کے بھاری بھرکم معجزات۔ خیر اس سے تو ہمیں کچھ غرض نہیں کہ روپیہ کے لئے کیوں دھار کی گئی۔ آخر نبوت کا کاروبار کوئی یونہی تھوڑا ہی چلتا ہے۔ ہزاروں کرائے کے مبلغ اور بھاڑے کے ٹٹو خریدے جاتے ہیں اور ٹکڑا توڑ مزدور تو قصر نبوت کے گرد اگرد گدھوں کی طرح منڈلاتے پھرتے ہیں۔ غضب تو یہ ہے کہ اس بے تکے اور جنس کبوتری الہام پر جو اوپر سے گدھا اور نیچے سے آدمی یا آدھا تیتر اور آدھا بٹیر اور مرزا نکتہ بیں کچھ نہ پوچھئے کہ لیا اور نیم چڑھا اور نوعیت دیکھئے پہلے بے ربط اردو پھر عربی فرقانی فقرہ اس کے آگے ایسی زبان جو دنیا کے کسی حصہ پر نہ ملے۔ شاید جنات کی زبان ہو۔ اس کے آگے فقرہ انگریزی اور ترجمہ تو سبحان اللہ! ایسا رنگین کہ لکھنؤ والے سر دھنیں اور پر لطف ایسا کہ بار بار پڑھنے کو دل چاہے اور محاورہ دیکھا ہاں اور گدا ہے ہمیں کی حماقت سے تو کیا فتح پور سیکری کے پرانے کھنڈرات سے بھی نہ ملے اور پیچ فقرہ دیکھئے تو قلم نے کمال ہی کر دیا۔ آخر خدا کا کلام ہے جس میں نسف نما سے تو بیربل اور ملا دو پیازہ کے سر کی قسم تربوز کھانا چھوڑ دیں اور مرزا قادیانی کا خدا تو وہ ہے جو ذیل کے خاکے سے اپنی کمال محبت اور عطوفت کے رنگ میں رنگین نظر آتا ہے۔

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر طاری ہوئی۔ گویا کہ آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔"
(اسلامی قربانی مصنفہ قاضی یار محمد صاحب!)

"بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے۔ تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا۔"
(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

کجا شان پیغمبر اور کجا مرزا غلام احمد
یہ تلبیس حکومت کی نشانی دیکھتے جاؤ

(تفسیر جلالین ص ۹۹) زیر آیت "وقولهم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول الله" اور لعنت کی ہم نے یہود پر اس وجہ سے بھی کہ وہ فخر کے ساتھ کہتے تھے کہ یقیناً ہم

نے عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دعوے قتل کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں نہ قتل کر سکے یہود حضرت عیسیٰ کو اور نہ پھانسی پر ہی لٹکا سکے ان کو بلکہ بات یوں ہوئی۔ کہ یہود کے لئے حضرت مسیح کی شبیہ بنا دی گئی اور وہی قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا۔ وہ یہود کا آدمی تھا۔ عیسیٰ کے ہمراہ نہ تھا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی صورت و شبیہ یہود کے آدمی پر ڈال دی اور یہود نے اس شبیہ عیسیٰ کو عیسیٰ سمجھ لیا اور تحقیق جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کیا وہ اس کے قتل کے متعلق شک میں مبتلا تھے۔ کیونکہ ان میں بعض نے جب مقتول کو دیکھا تو کہنے لگے اس کا منہ تو بالکل عیسیٰ کا ہے اور باقی جسم اس کا معلوم نہیں ہوتا اور بعض کہنے لگے نہیں بالکل وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کو حضرت عیسیٰ کے قتل کے بارہ میں کوئی یقینی علم نہیں ہے۔ بلکہ صرف اس ظن کی پیروی کرنے لگے جو خود انہوں نے گھڑ لیا اور یقینی بات یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی بادشاہی میں بڑا زبردست اور اپنے کاموں میں بڑا ہی حکمت والا ہے۔"

چنانچہ اس کی تصدیق جناب امام فخر الدین رازیؒ کی عبارت سے یوں معلوم ہوتی ہے۔ "اور مطلب عزیز کا قدرت میں کامل، اور مطلب حکیم کا علم میں کامل۔ پس ان الفاظ میں خدا تعالیٰ نے بتلا دیا کہ حضرت عیسیٰ کا دنیا سے آسمان کی طرف اٹھانا اگرچہ انسان کے لئے مشکل سا ہے مگر میری قدرت اور حکمت کے لحاظ سے اس میں کوئی وجہ باعث اشکال نہیں اور کسی قسم کا اس میں تعذر نہیں ہو سکتا۔"

ناظرین! معاملہ نہایت صاف واضح اور روشن ہے۔ اس میں کوئی دقیق بات ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کے اس قول پر لعنت کی کہ وہ یہ کیوں کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا اور آج بھی جو یہ عقیدہ رکھے کہ مسیح قتل و مصلوب ہوا اس کے ہاتھ اور پاؤں میں کیلیں ٹھونکی گئیں۔ وہ اس سے زیادہ اس بات کا مستحق ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خود اس گندے اور ناپاک عقیدہ کی تردید کر چکے کہ مسیح کو کسی نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ قتل یا مصلوب کرنا تو کجا رہے وار دچھری تھی۔ کوئی ان کی ہوا تک نہ پہنچ سکا۔ یہ ہمارا بیان ہی نہیں خدا کا اعلان ہونے کے بعد زبان فیض ترجمان نے سینکڑوں ارشادات میں اس کی تردید کی۔ صحابہؓ نے کی، تبع تابعین نے کی۔ آئمہ رحمہم اللہ اجمعین اس سے متفق رہے۔ کسی ایک مفسر، محدث، امام، مجدد نے انکار نہ کیا۔ تیرہ سو برس سے یہ مسئلہ عقائد میں داخل چلا آتا ہے۔ جمہور امت کا اس پر اجماع ہے کہ مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہ قرب قیامت میں حضور ﷺ کے ارشادات گرامی کے مطابق پیش گوئی کو چار چاند لگاتے ہوئے

نزول اجلالی فرمائیں گے اور شریعت محمدیہ پر خود عمل کریں گے اور کرائیں گے اور یہ محض دعویٰ دیا جاتا ہے کہ وہ رسول ہو کر اور صاحب کتاب ہو کر کس طرح شریعت محمدیہ کے متبع ہوں گے۔ ان کی عقلوں پر پتھر پڑ گئے ہیں جو وہ نہیں سمجھتے کہ ان کا زمانہ رسالت گذر چکا اور وہ صرف بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ ریٹائر ہونے کے بعد امر مقدر یونہی تھا کہ وہ امتی کی حیثیت میں آ دیں۔ مگر عہدہ وہی ہو اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ تمام انبیاء کا ایک ہی دین اور ایک ہی مقصد ہوتا ہے۔ توریت، زبور، صحائف انبیاء و انجیل سب خدا کی کتابیں ہیں اور سبھی ہدایت خلق کے لئے اپنے اپنے زمانے اور وقت کے لئے اتاری گئی تھیں۔ مگر افسوس مرزا جیسے چالباز چالاک لوگوں نے ان شامن مانی تحریف کی اور جیسا کہ ابھی آپ کے سامنے اس اندھے کی مثال میں سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کسی اندھے کو فیرنی پیش کی گئی۔ اس نے پوچھا اس کا رنگ کیا ہے۔ کہا گیا سفید، پوچھا سفید کیسا رنگ ہوتا ہے کہا گیا جیسے بگلا۔ اندھا بولا بگلا کیسا ہوتا ہے تو بتانے والے نے اندھے کا ہاتھ پکڑ کر نیچے جھکاتے ہوئے اس کی شکل بتائی۔ اندھا کانوں پر ہاتھ دھرتا ہوا کہنے لگا، بابا میں فیرنی سے باز آیا یہ تو میرے حلق میں اٹک جائے گی اور میرا خاتمہ ہو جائے گا۔ تو غرض یہ ہے دین الٰہی تو ہمیشہ سے ایک ہی نہایت سیدھا اور فطرت انسانی کے عین مطابق چلا آیا ہے۔ ہاں زمانہ کے مطابق اس میں بعض تمدنی معاشرتی تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں اور بالآخر ہر چیز کے آغاز کے بعد انجام کا ہونا لازمی ہے۔ ہر صبح کے بعد شام کا آنا لازم ہے۔ ہر شروع کا ختم یقینی ہے۔ چنانچہ سلسلہ انبیاء کا آغاز آدم صفی اللہ سے شروع ہوا اور اختتام خاتم النبیین ﷺ پر ہوئی۔ نہ ان کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے اور نہ شریعت، اور یہاں ایک اور مغالطہ دیا جاتا ہے وہ یہ کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کا آنا قبول کیا جائے تو خاتم النبیین کی مہر ٹوٹتی ہے تو جواب اس کا سیدھا یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو انبیاء سابقین میں سے ہیں اور مہر ٹوٹے گی تو کیا، بلکہ اور زیادہ مستحکم و مضبوط ہو گی۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کی پیش گوئی یہی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم قرب قیامت میں تشریف لائیں گے اور یہ کیوں آئیں گے زبان فیض ترجمان سے سنئے۔ اس لئے آئیں گے کہ "تکرمة الله هذه الامة" کی گواہی دیں۔ (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام!)

"وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله" کی مرزائیہ تفسیر بالآخر اس معصوم کو طوعاً و کرہاً ان ظالموں کے حوالے کر دیا۔ مگر ان کم بختوں نے ان کو سخت دکھ دیئے اور کئی دن ان کو فاقے رکھ کر آخر جمعہ کے دن اپنے سب خورد و کلاں کو بلایا اور سارے شہر میں ڈھنڈورا پھرایا کہ آج ایک جانباز رسولی چڑھے گا۔ پس مظلوم کے کپڑے اتروائے اور صلیب

قلت کا سہارا نہ رہا ہے۔ سنو اور غور سے سنو خدائی کو کسی بود سے سہارے کی تلاش، نہ اسباب
کی ضرورت وہ تو وہ ذات پاک ایسی ہے جو ایک لفظ کن سے جو چاہے سو کرے۔ شرم کرو
کیا نظریہ پیش کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی حیثیت تو یہ چاہتی تھی کہ مسیح کو بچا دے۔ مگر آوارہ و ذلیل
یہودیوں سے مرعوب و خائف موقع کا متلاشی رہا۔ پہلے اندھیری کی منت کی بعد میں بادل کی
خوشامد ہوئی اور جب یہ سامان پیدا ہو گئے تو بیچارا ڈرتے ڈرتے پیلاطوس کی اعانت کا طالب ہوا
اور اس طرح سے مسیح کو جو مرنے سے بدتر ہو چکا تھا جس کا بدن موٹے موٹے کیلوں سے چھلنی
ہو چکا تھا اور کئی دن کا بھوکا اور پیاسا بے ہوشی کے عالم میں مردہ ہو چکا تھا۔ ایک زبردست
بھونچال کا کچھ کر لگاتے ہوئے صلیب سے اتروا دیا اور یوسف آرمتی کی منت گذاری کی کہ
خوشبودار تہ خانہ میں رکھیو اور کستوری نہ ہو تو نیز قادیان سے منگا لینا۔ مرہم عیسیٰ کا نسخہ تیار کرو
اور چپکے چپکے زخموں پر لگاتے جاؤ۔ مگر دیکھنا کہیں یہودی نہ دیکھ لیں۔ ورنہ پھر تم کو میری مجبوری
اور معذوری کا تو علم ہی ہے نہ بچا سکوں گا۔ استغفر اللہ! آخر یہ کیا سمجھ کر ایمان کے پیچھے لٹھ لئے
پھرتے ہو۔ کچھ تو خوف خدا کرو یہ مرہم عیسیٰ کا چکر کہیں نصف جیلانی اور طلا وجی صاحب ہی نہ
لے جائے۔ یہ تو بازاری حکیموں کے چٹکلے ہیں۔ وہ وسط ایشیا و مسیح کی ہجرت یہ موسیٰ خیل
اور عیسیٰ خیل یعنی ڈوبتے ہوئے کو تنکوں کا سہارا تلاش کرنا ماحصل مراد ہیں اور وسط ایشیا میں کتنی
ہجرتیں رہتی ہیں تمہاری جہالت کی بھی کوئی حد ہے کہ اس معصوم مسیح کو ایک مشرک بے نماز
بے روزہ زکوۃ شخص سے تشبیہ دے رہے ہو۔ جو بدھ کے نام سے مشہور ہے۔ گویا کہ بدھ ہی مسیح تھا۔ جیسا
کہ تمہارے قادیانی نے مسیح ہندوستان کے نام سے جو کتاب لکھی ہے۔ اس میں بدھ اور مسیح کو
ایک ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور مارا ہے۔ اگر بدھ ہی مسیح تھا تو گویا مرہم عیسیٰ اور
الٰہی مدد سے وہ ایسا برگشتہ ہوا کہ خدا کی توحید کا وہ قائل نہ رہا اور یہی وجہ ہے کہ اس نے اس
الہامی نام کو جو بطور انعام جناب مریم کو ملائکہ کی بشارت سے ملا تھا۔ چھوڑ دیا اور بدھ کے نام کو
پسند کیا۔ آپ کے اس نظریہ سے تو یہ معلوم ہوا کہ بدھی اور عیسائی دراصل بھائی بھائی ہیں جو
نہیں جانتے کہ ان کا ریفارمر ایک ہی ہے۔ واقعی یہ آپ نے بڑا احسان کیا۔ کوئی مانے نہ مانے
آپ نے تو کہہ دیا اور یوز آسف اور شہزادہ نبی کی بھی خوب کہی۔ گویا نعوذ باللہ خاکم بدہن عقل
کفر کفر نباشد کے مصداق مسیح نے جب توحید الٰہی سے منہ موڑا وہاں نصاریٰ سے بھی بے وفائی
کی۔ مسیح سے لا یعقل بنا اور لا یعقل سے بدھ بنا اور بدھ سے پھر یہودی بنا اور یوز آسف نام
رکھا اور یہاں بھی قرار نہ آیا تو آخر شہزادہ نبی کے نام سے مر گیا۔ سبحان اللہ! قربان جاؤں آپ

کی اس نرالی منطق اور بے پیندے کی رسالت پر، ہے کوئی مسیح کا قائل یا تمام سو گئے۔ جو یہ
بتانے کی زحمت گوارا کرے کہ یہ خرافات کی پوٹ کس معیار صداقت پر پوری اتر سکتی ہے۔ اگر
کوئی مرزائی ان چاروں ناموں کو ایک نام میں مدغم کر دے اور تاریخ سے اس کی تصدیق
کرا دے تو علاوہ انعام موعودہ کے یکصد روپیہ بطور انعام پیش کیا جائے گا اور اس کی میعاد
تا قیام زمانہ ہے۔ اگر کوئی جیتا جاگتا مرزائی ہے تو وہ اس رسالت کاذبہ سے اس دھبے کو دھونے
کی کوشش کرے ورنہ سمجھا جائے گا کہ نواب کلو مر گئے جو فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ مگر

سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

'' وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله '' اس آیت
کریمہ نے قادیانی جھوٹ چھوڑے کو گویا آگ ہی دکھلا دی اور گویا اب اس میں وہ طاقت ہی نہ رہی کہ
جس سے دجل کی مشینری چل سکے۔ میرے خیال میں تو اب اس کے پرزے ہی اس قابل نہیں کہ
کچھ بھی کذب بن سکیں۔ کیونکہ ان کے زبردست دلائل ہی کچھ ایسے ہیں جو مرزائی تانے بانے کو
توڑ پھوڑ کر رکھ دیں۔ پس غور سے سنئے ہجرت سنت انبیاء ہے اور ہر پیامبر اس سنت کریمہ پر عمل
پیرا ہوتے آئے ہیں اور یہ مسلمہ اور مصدقہ مرزا قادیانی ہے کہ جناب مسیح واقعہ صلیب سے قبل
ساڑھے تینتیس سال مدت العمر میں اس اہم فرض سے سبکدوش نہ ہو سکے۔ اب وعدہ الٰہی یا
عیسی انی متوفیک ورافعک الی جلد وفا کا متمنی ہے اور مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ وہ
۸۷ برس کشمیر میں رہے۔ اگر ترجمہ بقول مرزا ہوتا کہ اے عیسیٰ ہم تمہیں موت دیں گے اور تیری
روح کو اپنی طرف اٹھائیں گے پھر بھی موت دینے کے فوراً بعد اٹھانے کا وعدہ اس بات پر دلالت
کرتا ہے کہ ۸۷ برس والا معاملہ کشمیر محض من گھڑت اور تراشیدہ ہے اور اگر ترجمہ قواعد توفی کے تحت
میں کیا جائے۔ جیسا کہ صحیح ہے کہ توفی کے معنی سوائے پورا لینے کے اور کچھ ہے ہی نہیں اور جہاں بھی
اس کے معنی موت کے لئے گئے ہیں وہ مجازی ہیں اور کوئی قرینہ ساتھ ہے۔ اب معاملہ یوں ہے کہ
مسیح علیہ السلام یہود کے محاصرے میں گرفتار ہیں۔ اس گرفتاری میں وہ خدا سے اعانت کی دعا
کرتے ہیں۔ اللہ وعدہ دیتا ہے کہ اے عیسیٰ میں تمہیں اپنے قبضے میں لینے والا ہوں یا پورا پورا لینے
والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ بس یہاں دو ہی باتیں ہیں یا تو یہ مان لیا جائے کہ
یہود کی تجویز کامیاب ہوگئی اور خدا کی تدبیر ناکام ہوئی۔ یہود خدا پر غالب آئے اور اس کے رسول
کو مصلوب کر دیا اور دوسرا یہ نہیں اور یقیناً نہیں تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو جو مرکب تھا روح مع جسد کے

پورے طور پر اپنی طرف اٹھا لیا اور یہی مسیح کی ہجرت ہے اور اگر مقام ہجرت کی وجہ سے رنگ الی د
پکڑے تو بجا تھا اور عرض کردوں کہ چونکہ جناب مسیح کی ولادت محض جبرائیل سے تھی اور ان میں
صفات ملکیہ زیادہ تھے۔ اس لئے ان کی ہجرت بھی ایسے ہی مقام پر موزوں تھی اور نیز جناب مسیح
علیہ السلام سے چند وعدہ ربانی بھی کچھ ایسے ہی تھے کہ جن کی وجہ سے ان کا زمین پر رہنا قطعا
موزوں نہ تھا۔ مثلاً سن کہولت میں کلام کرنا اور یہ ظاہر ہے کہ ایک لمبی عمر زمین پر گذارنا قوائے
انسانی پر تاثرات زمانہ کی وجہ سے بے حد مضر اثر ڈالتا ہوا پیرفرتوت بنا دیتا ہے اور نیز اس لئے بھی
کہ اگر وہ زمین پر ایک دراز عرصہ بسر فرماتے تو ہم جیسے لاکھوں انسان ان کے گرد اگرد حلقہ کھینچ،
ناک میں دم کردیتے اور نیز عہد رسالت نبوی میں رخنہ اندازی ہوتی اور سب سے بڑی بات یہ
ہوتی کہ سن کہولت نہ رہتی اور وعدہ الٰہی یہ تھا کہ وہ ادھیڑ عمر میں کلام کریں گے اور اگر زمین پر ہوتے
تو ہم جیسے دھریہ لوگ صبح سے شام تک دماغ چاٹتے رہتے اور دنیا جس مقصد کے لئے بنائی گئی ہے وہ
جاتا رہتا وہ یہ کہ امتحان کا موقعہ اور ایمانی مظاہرہ مفقود ہو جاتا اور سب سے اہم بات یہ ہوتی کہ خدا
خدا کی قادریت پر حرف لاتی اور کہتی کہ اگر مسیح کو اتنی لمبی عمر دینا ہی مقصود تھا تو انہیں دنیا کے مذاق
کے لئے کیوں چھوڑ دیا گیا۔ خدا میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اپنے بندے کو آسمان پر لے جاتا اور اس
کے علاوہ یہودی صحبت سے پاک کرنے کا وعدہ تھا اور اگر وہ زمین پر کہیں بھی ہجرت کرتے تو یہود
پلید کی صحبت سے قطعاً پاک نہ رہ سکتے تھے۔ اس کے علاوہ امر مقدر یونہی تھا۔ جیسا کہ وکان امراً
مقضیا سے عیاں ہے۔ یہ قصہ دیباچہ اس آیت کریمہ کا اب سنئے۔

مرزائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح کو ہر ممکن تکلیف جسمانی اور روحانی دی گئی۔ طمانچے
لگائے گئے منہ پر تھوکا گیا۔ بدن پر تازیانے ہوئے۔ طرح طرح سے استہزاء کیا گیا اور بالآخر صلیب
پر چڑھایا گیا۔ مگر چونکہ خدا خفیہ تجویز فرما چکا تھا۔ اس لئے چاہئے اس کو بھوک پیاس درد و کرب
میں طرح طرح کے مصائب جھیلنے پڑے۔ مگر وہ ایسا سخت جان واقع ہوا کہ جان نہ نکلی اور یہی خدا
کا مکر تھا اور یہی بہترین تجویز الٰہی ہو سکتی تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ خیال ہی مردود ہے۔ خدا نے ان
کے فعل پر لعنت نہیں کی۔ بلکہ قول پر کی ہے کہ وہ ایسا کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا ہے اور مرزا
قادیانی کہتے ہیں کہ فعل پر کی ہے اگر فعل پر لعنت کی ہوتی تو پھر عبارت یوں نہ ہوتی۔ بلکہ مثل
سابق انبیائے سابقین کی طرح جو یقیناً معصوم و بے گناہ رسول تھے اور جن کا ذکر ایک عام انداز
میں قرآن حکیم نے کیا ہے جیسا کہ فرمایا " ویقتلون النبیین بغیر حق "
" وقتلھم الانبیاء بغیر حق " یہاں لعنت یہود کے فعل پر ہوئی۔ مگر آیت مذکورہ

بالا میں لعنت یہود کے قول پر کی۔ اب غور کیجئے کہ یہ جو معصوم انبیاء یہود کے ہاتھوں قتل ہوئے اور ظاہر ہے اور مرزا قادیانی کا اس پر اتفاق ہے کہ یہود کا طریق کار یہی تھا کہ وہ پہلے مصلوب کرتے بعد میں ہڈیاں توڑتے تھے اور اسی کو قتل و مصلوب کہتے تھے۔ انصاف سے کہئے اور ایمان کی روشنی میں جواب دیجئے کہ کیا یہ سب نعوذ باللہ لعنتی موت مرے اور ان کی روح آسمان پر نہ اٹھائی گئی۔ قرآن شاہد ہے کہ وہ معصوم بے گناہ پاک نبی تھے۔ مگر کسی ایک کی روح کے اٹھانے کو قرآن نہیں کہتا ہے۔ کیوں نہیں کہتا صرف اس لئے کہ وہ اعلان کر چکا۔

"الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ (فاطر:۱۰)" یعنی تمام روحیں اسی کی طرف صعود کرتی ہیں۔ نیک عمل اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں۔ پھر دوبارہ کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے خاموشی اختیار کی اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت تھی۔ مگر اس آیت میں قتلھم یا صلبھم پر لعنت نہیں کی۔ بلکہ وقولھم پر لعنت کی۔ اگر یہود پلید نے قتل کر دیا ہوتا تو اس کے تذکرہ کی یوں تردید در تردید کی ضرورت ہی نہ تھی۔ جس طرح سابقہ معصومین تختہ دار کی نذر ہوئے یونہی غریب مسیح بھی وقتلھم الانبیاء میں آ جاتے۔

اب قرآن کریم کے اعجاز کو ملاحظہ کیجئے۔ اللہ اللہ کیسی فصیح و بلیغ کلام ہے اور اس کے لفظ لفظ میں وہ وہ معارف بھرے ہیں کہ سبحان اللہ! اگر آنکھیں چاہئیں ظاہری نہیں باطن کی ارشاد ہوتا ہے۔ وما قتلوہ دراصل یہ یہود کے باطل عقیدے کا رد ہے۔ ان کے زعم باطل میں تھا کہ ہم نے مسیح کو قتل بالصلیب کیا ہے۔ جیسا کہ ان کا رواج مذکور ہو چکا۔ اللہ فرماتے ہیں یہود مسیح کو قتل نہ کر سکے اور پھر دوبارہ فرمایا یقیناً یہود چنید مسیح کو قتل نہ کر سکے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا "وما صلبوہ" یعنی نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ مسیح پھانسی چڑھ کر ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس روی عقیدے کی تردید فرماتے ہیں کہ یہود مسیح کو مصلوب بھی نہ کر سکے۔ ان دونوں مدعیوں کے دعوی کو باطل قرار دینے کے بعد اب سوال ہوتا ہے کہ وہ قیدی جس کو مصلوب و قتل کے لئے چنا گیا تھا اور جو قتل و مصلوب ہونے سے بچ گیا۔ وہ کون تھا اور پھر وہ کہاں گیا۔

قبل اس کے کہ میں اس سوال کا جواب دوں۔ یہاں ایک اور اشکال پڑتا ہے۔ مناسب ہے کہ پہلے وہی حل کروں وہ یہ کہ یہود کو کیا ضرورت تھی کہ وہ مسیح کو بالصلیب دیتے۔ یہ چیز اپنے اعتقاد میں داخل کر لیں۔ ان کا خیال صحیح ہے کہ انہوں نے کسی کو پھانسی ضرور دیا اور کلام مجید بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ کوئی پھانسی ضرور ہوا۔ مگر وہ مسیح نہ تھا۔ اسی لئے یہ الفاظ اس کے آگے فرمائے۔ ولکن شبہ لھم!

اب نحو کے قاعدہ کی رو سے عبارت یوں ہوگی۔ ''ولکن قتلو وصلبو شبه لهم'' یعنی قتل ہوا اور صلیب دیا گیا وہ شخص جو مسیح کے مشابہ تھا اور واضح طور پر یوں سمجھئے ''ما قام زید ولکن عمر'' اب یہ عبارت نحو کی رو سے یوں بھی جاسکتی ہے۔ ''ما قام زید ولکن قام عمر'' یعنی نہیں کھڑا ہوا زید لیکن کھڑا ہوا عمر۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ لیکن کا ماقبل مضمون، بعد کے مخالف ہو۔ یعنی جس چیز کی پہلے نفی کی گئی ہے لیکن کے بعد کے مضمون میں اسی چیز کا اثبات ہو۔ مثلاً ''ما مات زید ولکن عمر'' اب نحو کی رو سے یہ فقرہ یوں ہوگا۔ ''ما مات زید ولکن مات عمر'' یعنی پہلے فقرے میں زید کے مرنے کی نفی کی جارہی ہے لیکن دوسرے میں عمر کی موت کا اقرار ہو رہا ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وما قتلوه وما صلبوه'' یعنی نہیں کیا کسی نے اس کو قتل اور نہیں صلیب دیا کسی نے اس کو یہ دونوں کی ضمیریں مسیح علیہ السلام کی طرف پھرتی ہیں۔ یعنی مسیح قتل و صلیب نہیں ہوا ان دونوں افعال میں مسیح کے قتل و صلیب کی نفی کی جارہی ہے۔ اب نحو کے قاعدے کی رو سے ساری عبارت یوں ہوگی۔ ''وما قتلوه وما صلبوه ولکن صلبوا وقتلوا شبه لهم'' یعنی نہیں قتل ہوا اور نہیں صلیب دیا گیا وہ لیکن قتل ہوا اور صلیب دیا گیا وہ شخص جو اس کی مشابہت رکھتا تھا۔

رسول اکرم ﷺ کا وہ مربی چچا ابو طالب جس نے کمسنی کو رفاقت پر ترجیح دی فرقے کاٹے۔ مگر رفاقت کو نہ چھوڑا اپنے منہ میں نوالہ یتیم تک کے کھلانے کے بعد ڈالا۔ جب اس دنیا سے عالم بقا کو جارہا تھا تو حضور ﷺ اس کے سرہانے بیٹھے یہ فرماتے تھے کہ اے چچا ایک دفعہ اور صرف ایک دفعہ تو کلمہ شہادت میرے کان میں کہہ دے۔ تاکہ دن قیامت کے میں تمہاری سفارش کرسکوں۔

''انك لا تهدي من احببت ولكن الله يهدي من يشاء''

اب دیکھئے ولکن سے پہلے ہدایت دینے کی نفی ہورہی ہے کہ تمہاری دلی محبت کسی کو ہدایت نہیں دے سکتی۔ ولیکن اللہ جس کو چاہے ہدایت دے سکتا ہے۔ جس چیز کی پہلے فقرے میں نفی کی گئی دوسرے میں اس کا اثبات ہوا۔

ایک اور نقطہ بھی حل کردوں مرزا قادیانی چونکہ مراقی تھا۔ اس لئے اس کے دماغ میں یہ وہم بس گیا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے اور یہ ان کا مرنا ہی میری صداقت کی دلیل ہے۔ چنانچہ ہر قرآنی آیت میں اسے مسیح کی موت ہی موت نظر آتی تھی۔ سچ ہے ساون کے اندھے کو ہریاول ہی ہریاول نظر آتی ہے۔

اب دیکھئے وما قتلوہ وما صلبوہ کا صحیح ترجمہ لغت عرب کے مطابق صحیح یہ ہے کہ نہ قتل کیا یہود نے اس کو نہ صلیب دیا یہود نے اس کو۔ مرزا قادیانی تو وہم باطلہ کی رو سے صلیب کا ترجمہ سولی پہ مارنا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ لغت عرب اور عام محاورے کے قطعاً خلاف ہے۔ کیونکہ اگر صلبوہ کے معنی صلیب پر موت دیا ہوا قبول کئے جائیں تو یہود کا تو یہی عقیدہ تھا کہ ہم نے مسیح کو جو اللہ کا رسول تھا صلیب کے ذریعے مار دیا۔ یہ تو صریحاً یہود پلید کی تائید ہوئی۔ اگر ایسا ہوا تو پھر خدائے حکیم کو صرف آیت یوں نازل کرنی چاہیے تھی۔" وقولهم انا صلبنا المسيح ابن مريم رسول الله " مگر آیت یوں اتاری گئی۔" وقولهم انا قتلنا المسيح ابن مريم رسول الله " اب قادیانی ترجمے کی رو سے معنی اس کے یوں ہو جائیں گے۔

یہودیوں کا یہ کہنا کہ ہم نے قتل کر دیا مسیح ابن مریم کو جو صلیب پر مرا ہوا تھا اور یہ ترجمہ بلاغت قرآنی پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ نیز صلیب اور اس کا اسم مفعول اگر مصلوب کے معنی سولی پر مارنے کے صحیح تسلیم کئے بھی جائیں تو مرزا قادیانی کی عبارت کے بے کیا تک رہ جاتا ہے۔ سنئے:

"صرف بعض اعضاء میں کیلیں ٹھونکتے تھے اور پھر احتیاط کی غرض سے تین تین دن مصلوب کو بھوکے پیاسے صلیب پر چڑھائے رہتے۔ پھر بعد میں اس کی ہڈیاں توڑی جاتی تھیں۔ پھر یقین کیا جاتا تھا کہ اب مصلوب ہو گیا۔" (ازالہ اوہام ص ۳۸۱، خزائن ج ۳ ص ۲۹۶)

اب غور کیجئے کہ جو مصلوب ہو گیا۔ یعنی بقول مرزا مر گیا اس کو بھوک و پیاس کیسی اور مرزا قادیانی کی عبارت کے معنی کیا ہوئے کہ پھانسی پر مرا ہوا مر گیا۔ سبحان اللہ! اس بے تکے پن اور حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ سنو یہاں پھانسی دینے اور قتل کرنے کا کوئی امکان ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ یہاں کسی فعل کی نفی نہیں فرماتے بلکہ قول کی فرماتے ہیں۔ یعنی یہود مسیح کو صلیب پر چڑھا ہی نہیں سکے۔ کیونکہ اس لئے کہ اگر یہود نے مسیح کو سولی پر کھینچ دیا ہوتا۔ جیسا مرزا قادیانی کہتا ہے تو قرآنی الفاظ وقولهم نہ ہوتے بلکہ ویکذبهم ہوتے۔ یعنی وہ جھوٹ کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا ہے اور سولی پر کھینچ دیا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدثؒ وما صلبوہ کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں کہ "بردار نکردند اورا" یعنی جناب مسیح کو سولی پر یہود نے نہ چڑھایا اور شاہ عبدالقادر صاحب بھی اس الفاظ قرآنی کا ترجمہ یہ فرماتے ہیں کہ "نہ سولی پر چڑھایا اس کو" اور لغت عرب بھی متفقہ طور سے صلب کے معنی سولی پر چڑھانا لیتی ہے اور یہاں ما صلبوہ کا ترجمہ سوائے اس کے اور ہو ہی نہیں سکتا۔ نہ سولی پر چڑھایا مسیح کو کسی نے۔

اب حیرانگی ہے کہ جب مسیح سولی پر چڑھائے ہی نہ گئے ہوں اور مرزا قادیانی خود کہہ
چکا ہو۔ "خدا نے مسیح سے وعدہ دیا کہ میں تمہیں صلیب سے بچاؤں گا۔"
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۵ خزائن ج ۱۷ ص ۳۳)

اب سولی پر ہاتھوں اور پاؤں میں کیل ٹھونکے گئے۔ ہڈیاں توڑی گئیں۔ کہاں سے
لے لیا گیا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ یہ گندہ و ناپاک عقیدہ ان لوگوں کا ہے۔ جو خدا کے نافرمان اور
راندۂ درگاہ ہیں۔ مرزا قادیانی کی ذریت الہامی چکر سے بھر سکے تو وہ کوئی ایسا لفظ لغت عرب سے
پیش کرے۔ جس کا معنی صلیب پر مرنے کے ہوں اور وہ تلاش کرتا کرتا مر ہی کیوں نہ جائے۔ مگر
سوائے صلیب کے اس کو اور دوسرا کوئی نہ ملے گا اور اس کے معنی صلیب پر مارنے کے نہیں ہوتے
بلکہ صلیب پر چڑھانے کے ہوتے ہیں۔ اس کے آگے ارشاد ہوتا ہے۔ "وان الذین اختلفوا
فیہ لفی شک منہ ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن" اور جو لوگ یعنی نصاریٰ اس میں
مختلف باتیں کرتے ہیں۔ کچھ نہیں ان کو اس کی خبر صرف قیاس و اٹکل پر چل رہے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں عیسائیوں کے ان مختلف الخیال فرقوں کا ابطال ہے جو جناب مسیح
کے بارے میں جدا جدا رائے خیال کرتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ تین دن تک مرے رہے
اور اس کے بعد جی اٹھے بعض کہتے ہیں کہ وہ تین گھنٹے تک مرے رہے۔ ایسا ہی مختلف اٹکل پچو
خیالات رکھتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے خیال اور مختلف باتیں کسی یقینی امر کی تبع نہیں۔ یہ تو کہا سنا
آرائیاں اور توہمات تو صرف ظن کی پیروی میں کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ انہیں حقیقت سے
روشناس ہی نہیں اور جیسا کہ انجیل کہتی ہے کہ اس واقعہ کے وقت تمام حواریوں نے راہ فرار اختیار کی
اور باقی وہاں کون تھا جو صحیح واقعات کی اطلاع دیتا۔ اس لئے وہ غلطیات میں پڑ گئے اور مختلف
عقیدے ہو گئے۔ اللہ فرماتے ہیں "وما قتلوہ یقینا" یعنی اصل واقعہ یہ ہے کہ جناب کلمۃ اللہ
کو یقیناً یہود نے قتل نہیں کیا۔ گویا یہ واقعہ ہی غلط ہے جو بیان کیا جاتا ہے کہ مسیح کو سولی دیا گیا۔ یا قتل
کیا گیا۔ یہ ایک مغالطہ ہے۔ جس میں یہود نے خواہ مخواہ خدا کے عتاب کو مول لیا اور نصاریٰ نے
ان کی اس جھوٹی بات کو یقین کے مراتب پر سمجھتے ہوئے اپنے عقائد میں نقل کر لیا۔ اصل میں
دونوں قوموں نے دھوکہ کھایا۔ واقعہ میں مسیح کو کوئی قتل نہ کر سکا نہ ہی کوئی صلیب پر چڑھا سکا۔ اب
پھر وہی یہاں سوال ہوتا ہے کہ وہ یعنی مسیح کیا ہوا اور کہاں گیا تو اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ بل
رفعہ اللہ الیہ اللہ فرماتے ہیں بلکہ ہم نے تو اس کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ یعنی آسمان پر اٹھا لیا اور

کیوں اٹھا لیا اس کا جواب میں ارشاد ہوتا ہے۔ "وکان اللہ عزیزاً حکیما" اللہ اپنی بادشاہی میں بڑا زبردست اور بڑا ہی حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں دو چیزیں بیان ہوئیں۔ بڑا زبردست اور بڑا حکمت والا۔ کون نہیں جانتا اور کس کو انکار ہے کہ وہ بڑا ہی زبردست ہے۔ کس کو طاقت ہے کہ اس کے سامنے آئے یا مقابلہ کرے۔ کس کو جرأت ہے کہ اس کے کسی فعل کی کچھ بھی باز پرس کرے۔ کون ہے جو اس کے سامنے اس کی کارکردگی پر سوال ہی کرے۔ وہ اپنی طاقت وسطوت کا یوں اظہار کرتا ہے۔

"وللہ جنود السموات والارض وکان اللہ عزیزاً حکیما"

ارشاد ہوتا ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کے لشکر اللہ ہی کے واسطے ہیں۔ اس لئے کہ وہ بڑا ہی زبردست اور بڑا ہی حکمت والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کے متعلق اتنا اور عرض کردوں کہ کیوں اس نے جناب مسیح کو آسمان پر اٹھایا اور کیوں سرکار مدینہ ﷺ نے مسیح کی آمد کی قسمیں کھائیں اور کیوں ستاروں سے زیادہ اقوال الرجال نے اس پر لکھا اور اسے ان کا جزو قرار دیا اور کیوں اجماع امت ہے۔ سنو اور دل کے کانوں سے سنو۔ اللہ تعالیٰ نے جس قدر بھی پیامبر اور رسول اس دنیا پر مبعوث فرمائے اور ان کے ساتھ ساتھ آسمانی روشنیاں یعنی شریعتیں یا کتب سماوی نازل کیں۔ ان کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ میری مخلوق گمراہی سے نکل کر راہ راست پر آ جائے۔ اندھیروں میں بھٹکنے کی بجائے فضائے نور میں رہے۔ میرے احکام دیکھے اور میری خوشنودی کو حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت اور برکت بھیج کر خوش ہوتا ہے۔ وہ نیک عمل کرتے ہیں تو اس کے صلہ میں ان کے درجات بڑھاتا ہے اور طرح طرح سے جنت کے وعدے دیتا ہوا خوش ہوتا ہے۔ برائیوں سے روکتا اور بھلائیوں کی ترغیب دیتا ہے۔ اس لئے کہ میرے بندے عذاب جہنم سے بچ جائیں۔ وہ نہیں چاہتا کہ ہم اپنی جانوں پر ظلم کریں اور جہنم کا ایندھن بنیں۔

ایک بزرگ کہیں باہر تشریف لے جارہے تھے۔ آپ کے عقیدت کیش ان کے ساتھ تھے۔ چلتے چلتے ایک کمہار برتن بنانے والے کے مکان سے گذرے۔ دیکھا کہ وہ مٹی کے طرح طرح کے برتن بنا رہا ہے۔ کسی پر پھول، کسی پر بیل، کسی کو دلہن اور کسی کو سنوار رہا ہے۔ وہ بزرگ بولے اسی طرح اللہ اپنے بندوں کو طرح طرح سے سنوارتا اور بناتا ہے۔ بزرگ نے کہا جاؤ اس کو کہو کہ وہ پیر جی کہتے ہیں کہ یہ تمام برتن توڑ دو۔ ایک عقیدت کیش سرپاؤں پر رکھ کر دوڑا اور کہا بابا ہمارے بزرگ پیر صاحب کہتے ہیں کہ تم اپنے یہ تمام برتن توڑ دو۔ وہ ہنسا اور جواب دیا کہ اچھا

بزرگ ہے اور اچھی رائے دیتا ہے میں بتاتا ہوں وہ تو زور آور ہے۔ جو اپنے کو عہد سے کبھی بھی توڑنے کو تیار نہیں۔ جو کہتا ہے کہہ لے اور جو کرتا ہے کر لے۔ جب یہودی نے مثل جہنم کیا اور فرمایا جب یہ ادنیٰ کمہار چند پیسوں کے برتن توڑنے کو تیار نہیں تو وہ احسن الخالقین اپنی مخلوق کو کس طرح جہنم میں دھکیل دے گا۔

تو غرض یہ ہے کہ اس وقت کرۂ زمین پر اس قدر یہود ونصاریٰ آباد ہیں جن کی تعداد اربوں تک پہنچتی ہے۔ کیا وہ سب کے سب جہنم میں ڈال دئے جائیں۔ نہیں ضرور ان کے سنوارنے اور نوازنے کے لئے کوئی ایسا عظیم الشان معجزہ ہونا چاہئے۔ جس سے یہ راہ حق سے بھٹکی ہوئی مخلوق راہ راست پر آ جائے۔ اور یہی ایک نکتہ ہے جس کے لئے جہنم کے نقشے کھینچے گئے اور طرح طرح سے یقین دلایا۔ چنانچہ بشارات محمدی کے مطابق وہ قرب قیامت میں ضرور تشریف لائیں گے اور ان کا تشریف لانا چھپا نہ ہوگا۔ بلکہ دنیا جس طرح اور آفتاب ومہتاب کو طلوع ہوتے دیکھتی ہے اسی طرح جناب عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے نازل ہوتے دیکھے گی۔ جیسا کہ قرآن ناطق کے ارشادات گرامی جو آئندہ پیش ہونے والے ہیں بتائیں گے اور جیسا کہ انجیل اور مرزا قادیانی کے بیان ہیں جو ابھی بیان ہوں گے۔ جب اس طریق سے دو تیم کے پھوٹے ہوئے آسمان سے مسیح کو نازل ہوتے دیکھیں گے تو کون بدبخت ونامراد ہوگا جو مسیح پر ایمان نہ لائے گا۔

انجیل متی، مرقس، لوقا، متفقہ طور سے مندرجہ ذیل بیان دیتی ہیں ''اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا تو اس کے شاگرد الگ اس کے پاس آ کر بولے ہمیں بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا۔ یسوع نے جواب میں ان سے کہا خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کردے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے۔ خبردار گھبرا نہ جانا۔ کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے۔ لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا۔ کیونکہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے۔ لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہی ہوں گی۔ اس وقت لوگ تمہیں تکلیف دینے کے لئے پکڑوائیں گے اور تمہیں قتل کریں گے اور میرے نام کے سبب ساری قومیں تم سے عداوت رکھیں گی اور اس وقت بہتیرے ٹھوکر کھائیں گے اور ایک دوسرے کو پکڑوائیں گے اور ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ مگر جو آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی

ساری تمام دنیا میں ہوگی۔ تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو اور اس وقت خاتمہ ہوگا۔ پس جب تم اس اجاڑنے والی مکروہ چیز کو (دابۃ الارض اور دجال) جس کا ذکر دانیال نبی کی معرفت ہوا۔ مقدس مقام پر کھڑا... ہوا دیکھو۔ پڑھنے والا سمجھ لے تو جو یہودیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں اور جو کوٹھے پر ہو وہ اپنا اسباب لینے کے لیے نیچے نہ اترے اور جو کھیت میں ہو وہ اپنا کپڑا لینے کو پیچھے نہ لوٹے۔ مگر ان پر افسوس ہے جو ان دنوں میں حاملہ ہوں اور جو دودھ پلاتی ہوں۔ پس دعاء مانگو کہ تمہیں جاڑوں میں یا سبت کے دن بھاگنا نہ پڑے۔ کیونکہ اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی۔ اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا۔ مگر برگزیدوں کی خاطر وہ دن گھٹائے جائیں گے۔ اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔ دیکھو میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا ہے۔ پس وہ اگر تم سے کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا۔ دیکھو وہ کوٹھریوں میں ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے۔ ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔ جہاں مردار ہے وہاں گدھ جمع ہو جائیں گے اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمانوں کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس سرے سے اس سرے تک جمع کریں گے۔"

انجیل شریف نے ہماری تائید کرتے ہوئے چند باتیں ایسی بھی پیش کیں جو بطور پیش گوئی کے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔

۲۔ بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے۔

۳۔ جہاں مردار ہے وہاں گدھ جمع ہو جائیں گے۔

مندرجہ بالا تینوں باتیں کذاب قادیان کے متعلق جناب مسیح نے بطور پیش گوئی ارشاد فرمائیں۔

۱..... مرزا قادیانی نے خواہ مخواہ گرگٹ کی طرح گرگٹوں رنگ بدلتے ہوئے آخر مسیح کے نام پر ناکام قبضہ کیا اور سارا زور اسی چیز پر خرچ کیا کہ میں ہی مسیح ابن مریم ہوں۔

۲..... مرزا کے مسیح بنتے ہی امت کو نبوت کا ہیضہ ہو گیا۔ بس پھر کیا تھا ان مطلو گروں نے ادھم مچا دیا۔ کوئی جہاپور سے نازنا ظہیری کا نعرہ لگا رہا ہے تو کوئی قادیان میں احمد نور کابلی رسول بنا بیٹھا ہے۔ کسی کو اروپ میں دورِ نبوت سے بھگتن کر رہا ہے تو کوئی چک چکیاں میں والدین کو رو رہا ہے۔ غرضیکہ درودہ جن کے قریب مرزا قادیانی کے امتی اس وقت دھما چوکڑی مچا رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کا نبوت کا دروازہ جب سے کھل گیا ہے امت کو اور کوئی کام ہی نہیں ہوتا۔ بس جب بخار ہوتا ہے تو رسالت کا اور جب زکام ہوتا ہے تو نبوت کا۔

۳..... یہ بھی سچ ہے کہ اس نبوت کے مرکز پر گویا آنجہانی مسیح کے مرکز ستارہ سے مشرق کی طرف منہ کے سامنے گدھوں کی طرح دیکھ پرروز منڈلاتے نظر آتے ہیں۔ بخدا اگر آج یہاں سے کھسک جائے تو تو تدبیریں ڈھیلی ہو جائیں اور عافیت یاد آ جائے۔

اب آپ کی خدمت میں وہ بات پیش کی جاتی ہے جو بظاہر بہت حسن تھی۔ مگر خدائے رحمان نے کذاب قادیان کو ملزم کرنے کے لئے آپ ہی اس کے منہ سے نکلوائی اور پھر یہ کسی دوسری کتاب کا حوالہ نہیں بلکہ اس کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔ جس کی رجسٹری سرکار مدینہ ﷺ سے مرزا قادیانی نے کروائی تھی اور قطب ستارہ سے کہیں زیادہ محکم کروانے ہوئے اس کو قطبی کا خطاب دیا تھا اور یہ خدا کی مرضی اور القاء کے ماتحت لکھی گئی۔ یہ صرف الہامی کتاب ہی نہیں بلکہ اس کی تفسیر بھی اللہ تعالیٰ نے بقول مرزا خود کر دی۔ اس کا نام ہے (براہین احمدیہ ص۴۹۸ حاشیہ در حاشیہ) میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی خاکسار دوسرں قادیان قرآنی استدلال پیش کرتے ہیں۔ سنئے: ”ھو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظھره علی الدین کله “ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ ص۴۹۸، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

مرزا قادیانی نے قرآن کریم سے مسیح کے نزول من السماء کا اقرار کیا اور کہا کہ وہ دوبارہ (یعنی آمد ثانی) اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ یعنی پہلی بار واقعہ صلیب کے موقع پر جب وہ اس دنیا سے آسمان پر اٹھا لئے گئے تھے۔ اب دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ یعنی موجودہ

وقت میں زمین پر نہیں۔ کیونکہ زمین کی ضد آسمان ہے تو معلوم ہوا وہ سب قصہ غلط ہوا کوئی تماشہ مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا نہ کیلیں ٹھونکی گئیں نہ مرہم چلی نہ لگائی گئی۔ نہ بھیڑوں کو اکٹھا کرنے کے لئے سیاحت کی گئی، نہ بدھ بنے نہ شہزادہ نبی ہوئے اور نہ یوز آسف کے نام کو اختیار کر کے محلہ خانیار میں قبر کو زینت دی۔ یہ کوئی قصہ ہی نہیں ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ سے آسمان پر اٹھا لیا۔ یہاں مرزائیوں سے ایک چیز میں بھی پوچھ لوں کیوں حضرت یہ تو بتاؤ کہ دوبارہ آنے کا جناب مسیح کے لئے تمہارے مرزا قادیانی وعدہ کر رہے ہیں۔ اب جناب مسیح آئیں گے یا جناب مسیح کی روح آئے گی۔ اب فرمان رسالت سے اس کی تصدیق حدیث نبوی (مشکوٰۃ باب النزول عیسیٰ بن مریم)

''عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عیسیٰ بیٹے مریم کے زمین کی طرف نازل ہوں گے۔ پس وہ نکاح کریں گے اور ان کے اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک زمین پر رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور میرے پاس میرے مقبرے میں دفن ہوں گے۔ پھر میں اور عیسیٰ بیٹا مریم کا ایک ہی مقبرہ سے اٹھیں گے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان۔''

اس حدیث کی عظمت صحت اور بزرگی مرزا قادیانی کو ایسی تھی کہ جس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ آپ نے بار بار اس کو اپنی کتابوں میں شائع کیا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۱ طبع دوم، نزول المسیح ص۳۰، کشتی نوح ص۱۵ طبع ششم، حقیقت الوحی ص۳۰۷، خزائن ج۲۲ ص۳۲۰، ضمیمہ حقیقت الوحی ص۵۱، خزائن ج۲۲ ص۷۰۶، تحفہ گولڑویہ ص۴۱) اس حدیث کی صحت پر مرزا قادیانی کے بیٹے خلیفہ بشیر الدین محمود نے بھی دستخط کر دیئے۔ (دیکھو انوار خلافت ص۵۰)

یہاں جب مرزائی پہنچتے ہیں تو انہیں اور تو کوئی چیز سہارا نہیں دیتی نہ قرآن نہ انجیل نہ حدیث نہ خود مرزا تو وہ جھنجھلا کر اور جھٹ ہتھیار ڈال پر آ جاتے ہیں اور کہتے ہیں بل رفعہ اللہ الیہ میں خط بل ابطالیہ ہے۔ کیونکہ نحویوں کے نزدیک یہ لفظ قرآن میں نہیں آ سکتا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کفار کا قول نقل کرے تو بغرض تردید آ سکتا ہے۔ جیسا کہ مرزائیوں نے بھی خود تسلیم کیا ہے۔ (دیکھو احمدیہ پاکٹ بک ص۳۳۳) اور اس کے علاوہ مرزا قادیانی کے دستخط کی ضرورت ہو تو وہ بھی حاضر ہیں۔ ادھار کرنے کی یہاں عادت ہی نہیں ہے:

(ازالہ اوہام ص۵۹۹، خزائن ج۳ ص۴۲۳، طبع اول) ''مسیح مصلوب مقتول نہ ہوا بلکہ خدا تعالیٰ نے عزت کے ساتھ اس کو اپنی طرف اٹھا لیا اور رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو۔''

کہئے صاحب قتل کا لفظ مرزا قادیانی نے بھی قبول کرتے ہوئے مصلوب کے قتل کی
تردید کے بعد بلکہ کہا یا نہیں اور آگے چل کر رفع کے معنی موت کئے حالانکہ تمام لغت عرب کے
خلاف ایسے مردود معنی لئے جو کلام مجید کی بلاغت پر دھبہ لگائیں اور اسے ادبی معیار سے گرادیں۔
کچھ مرزا جیسے شیخ چلی ہی کو زیب دیتے ہیں۔ کیونکہ جو چیز ایک بات سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس
میں تکرار کرنا شان بلاغت کے منافی ہے۔ اگر رفع کے معنی موت ہوتے تو توفی کے معنی بھی تو آپ
نے موت ہی کئے تھے۔ اب عبارت ذیل کا ترجمہ مہربانی کر کے ذرا دیکھیں کہ کیا بھونڈا اور بھدا
ہو گیا۔ "یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی" تو بقول شما ترجمہ یہ ہوا اے عیسیٰ میں تجھ کو
موت دوں گا اور تجھ کو موت دوں گا۔ یہ ڈبل موت قادیان والوں کو ہی مبارک ہو اور یہ تو یہود پلید
کی ڈبل تائید ہوئی وہ بھی تو موت ہی دینا چاہتے تھے۔ مگر وہ ایک موت دینے سے ناکام رہے اور
تم جھوٹے بھائیوں نے دوبارہ مسیح کو ڈبل موت دے دی۔ کہئے وہ خدا کے وعدے کیا ہوئے۔
"ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین" کا مفہوم بقول شما یہ لیا جائے گا کہ یہود نے
متفقہ تجویز کی کہ مسیح کو مصلوب کریں اور خدا نے مسیح سے وعدہ کیا کہ میں تمہیں بچاؤں گا مگر بجائے
بچانے کے موت دی اور یہی موت دینا خدا کی بہترین تجویز ہے۔ شرم کرو!

اب یہود اس آیت میں کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو مار دیا اور تم یہ جواب دیتے ہو کہ ہاں
مار تو دیا مگر وہ عزت کی موت مراد ہے یہ تمہاری دیانت یہود کی تائید بھی کرتے ہو اور ساتھ عزت
عزت بھی بانٹے جاتے ہو۔ یہ تو کہو کہ وہ پہلے انبیاء جو یہود نے قتل کئے۔ عزت کی موت نہ مرے
تھے یا ان کی روح عزت کے ساتھ نہ اٹھائی گئی تھی اور اگر اٹھائی گئی تو ان کا ذکر کلام مجید نے کیوں
نہیں کیا۔ ایک اور بھی اعتراض ہوتا ہے وہ یہ کہ وما قتلوہ میں ہ کی ضمیر مسیح کی طرف نہیں پھرتی۔ روح
کی طرف پھرتی ہے۔ سبحان اللہ! کیا کہتے ہیں آپ کی اس نرالی منطق کے دیکھئے۔ اس آیت میں
"وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم" تین جگہ ضمیر کا لفظ ہ کا آیا ہے۔ یہ تینوں
ضمیریں مسیح کی طرف پھرتی ہیں۔ یا روح مسیح کی طرف یہ کہئے کہ قتل روح کی جاتی ہے یا روح مع
الجسم کے مرکب سے یہ کاروبار کیا جاتا ہے۔ کچھ تو خوف خدا کرو آخر یہ بودے سہارے تمہیں
ساحل مراد پر کبھی نہ لے جائیں گے۔ بلکہ بری طرح ڈبو کر ہی چھوڑیں گے۔ یہ کون سی دیانت ہے
کہ پہلی تینوں ضمیریں تو جناب مسیح کی طرف پھریں مگر چوتھی روح کی طرف راجع ہو۔

غرضیکہ قتل لفظ ایسا ہے اور نحو کی رو سے جہاں بھی یہ لفظ بولا جائے گا۔ اس کے

مضمون ماقبل میں فعل کو پہلے تسلیم کیا جائے گا۔ فعل مابعد میں اس کی تردید ہوگی اور ایسا ہی فعل ماقبل سے فعل مابعد میں ضرور تضاد ہوگا۔

مثلاً وہ کہتے ہیں مولوی صاحب ملتان گئے تھے۔ نہیں بلکہ وہ تو دہلی گئے تھے۔ غور فرمائیں مولوی صاحب کا ملتان جانا پہلے وقوع میں آیا تھا اس کے بعد لوگوں نے کہا تھا کہ وہ دہلی گئے تھے۔ عمرآدمی نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔ زید حیوان نہیں بلکہ انسان ہے۔

ان مثالوں سے یہ معلوم ہوا کہ بل کے قبل اور مابعد والے مضمون میں تضاد و مخالفت ہے۔ اب غور سے سنئے کہ قتل ہونے اور روح کے اٹھائے جانے میں تو کوئی مخالفت نہیں۔ کیونکہ مرنے کے بعد روح کا جدا ہونا لازم ملزوم ہے اور مرزا قادیانی کو اس بات کا اقرار ہے کہ مسیح رسول اللہ معصوم و بے گناہ تھا۔ اب اگر وہ مصلوب کئے جاتے تو کوئی وجہ نہ تھی۔ جو ان کی روح آسمان پر نہ اٹھائی جاتی۔ مگر لفظ بل یہ روز روشن کی طرح ثابت کرتا ہے کہ یہ وہاں ہی آتا ہے جہاں ضد اور مخالفت ہو۔ کیونکہ یہ ابطالیہ ہے اور یہاں بقول مرزا کوئی مخالفت ہی نہیں۔ پھر سوال ہوگا کہ یہ لفظ بل یہاں کیوں آ گیا۔ اب قرآن کریم کی اس آیت کے سیاق وسباق کو ملاحظہ کیجئے۔

”وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما“ (نساء:۱۵۷)

دیکھئے یہود کے قول قتل وصلیب کی نفی کیسے ارفع واعلیٰ پیرایہ میں کی گئی ہے۔ پہلے قتل مسیح کی نفی کی۔ بعد میں صلیب پر چڑھ جانے کا انکار ہوا۔ اس کے بعد اس کے شبہ کی حقیقت بیان کی۔ بعد میں ان کی کم علمی اور جہالت کا تذکرہ کرتے ہوئے ظن کا ان کا رہبر ٹھہرایا۔ اس کے بعد بڑے وثوق سے کہا وما قتلوہ یقیناً یعنی یہود نے صحیح بات یہ ہے کہ یقیناً مسیح کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ ہم نے اس کو اٹھا لیا اپنی طرف۔

اب سوال یہ ہے کہ مرزائیوں کا یہ کہنا کہ مسیح کو نہیں روح کو اٹھا لیا ہے۔ کیسا بیہودہ اور مضحکہ خیز ہے۔ مسیح تو قتل ہی نہیں ہوئے۔ وہ تو صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے۔ پھر کس طرح ان کی روح اٹھائی گئی۔ جب کہ روح جناب مسیح سے نکلی ہی نہیں۔ نیز قرآنی خطاب عیسیٰ سے ہے جو مرکب ہے۔ روح مع الجسد کے۔ اب اللہ تعالیٰ جو اپنی بادشاہی میں بڑا ہی زبردست و حکمت والا ہے۔ وہ تو یہ فرمائے کہ میں نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو اٹھا لیا ہے اور مرزا یہ کہے کہ روح اٹھائی گئی ہے

یہ تو ہوا تفسیں سادہ ترجمہ۔ اب نحوی رو سے دیکھئے لفظ بل اضراب ہو چاہتا ہے کہ جس مضمون کے مابعد میں آ رہا ہوں اس کا ماقبل مضمون سے اختلاف کرے۔ یعنی میرے سیاق وسباق میں ضد واختلاف ہو اور مضمون ماقبل کا ظہور پہلے ہو اس کی شہادت میں مابعد میں کروں۔

اب دیکھئے بل کے ماقبل مضمون میں یہود ونصاریٰ قتل وصلیب مسیح کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دعوے کو واقعات سے غلط ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں یقیناً یہود نے مسیح کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ ہم نے مسیح کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ رفع کے متعلق اتنا ہی کافی ہے کہ جب رفع یا اس کے مشتقات سے کوئی لفظ بولا جائے اور خدا اس کا فاعل ہو اور مفعول جوہر ہو عرض نہ ہو اور اس کا صلہ الی مذکور ہو مجرور اس کا ضمیر ہو۔ اسم ظاہر نہ ہو اور وہ ضمیر فاعل کی طرف لوٹے تو اس سوائے آسمان پر اٹھنے کے اور کوئی معنی ہی نہیں ہوتے۔ اس اصول کے خلاف اگر کوئی مرزائی قرآن وحدیث سے ثبوت بہم پہنچا دے تو منہ مانگا انعام پاوے۔

اب کہئے یہاں اشکال کیا ہے۔ یقیناً یہی صحیح ترجمہ وتفسیر ہے اور اسی پر اجماع امت اسی کی قرآن شہادت دیتا ہے۔ اسی کو انجیل پسند کرتی ہے۔ نہ مسیح کو کسی نے قتل کیا، نہ کوئی بدبخت اس کو سولی پر کھینچ سکا، نہ اس کے ساتھ استہزاء ہوئی، نہ اس کے منہ پر تھوکا گیا، نہ اعضاء میں کیل ٹھوکے گئے، نہ وہ بھوکا پیاسا رہا، نہ کسی نامراد نے اس کی پسلی میں بھالا مار کر توڑنے کا قصد کیا، نہ مرہم عیسیٰ کسی نے بنائی، نہ تہ خانہ میں پوشیدہ رکھا، نہ بھیڑیں تلاش کرنے کو وسط ایشیاء میں آیا، نہ افغانستان گیا، نہ نیپال کے چکر کاٹے، نہ کشمیر میں ۸۷ برس گمنامی میں بسر کر کے محلہ خان یار میں مرا، نہ ملا نیک بنا، نہ بدھ مت اس نے جاری کیا، نہ اس نے یوز آسف کے روپ کو پسند کیا، نہ وہ شہزادہ نبی کہلایا۔

یہ قصہ ہی لغو بچر فضول وبکواس ہے۔ کیونکہ قرآن مجید اس آیت کے آخر میں ایک ایسی چیز بیان کرتا ہے جو یقیناً مرزا کی من گھڑت رسالت کے لئے ایک زبردست توپ خانہ ہے۔ جو یقیناً ایک مرزا تو کیا اگر بیک وقت کروڑوں متنبی آ جائیں تو تباہ وبرباد ہو جائیں گے۔ کیونکہ اس آیت شریفہ کو مولا کریم نے ان الفاظ پر ختم فرمایا:

”وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا (نساء:۱۵۹)“ اور جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے سو عیسیٰ پر یقین لائیں گے۔ اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ۔

یہ آیت کریمہ نصوص قطعیہ سے دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ موجود ہیں آسمان پر۔ جب دجال پیدا ہوگا تب اس جہاں میں تشریف لاکر اسے قتل کریں گے اور یہود ونصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے۔ بے شک عیسیٰ زندہ ہیں مرے نہ تھے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے حالات واعمال کو ظاہر کریں گے کہ یہود نے میری تکذیب ومخالفت کی اور نصاریٰ نے مجھ کو خدا کا بیٹا کہا۔

اللہ جل شانہ نے اس آیت کریمہ میں متبنی قادیان کو بے موت مار دیا۔ کیونکہ جملہ صاف وبین طور سے یہ دلالت کرتی ہے کہ مسیح کی موت سے پہلے تمام یہود ونصاریٰ ان پر ایمان لاکر اسلام میں مدغم ہوجائیں گے۔ روئے زمین پر صرف ایک ہی قوم رہ جائے گی جو توحید وملت کی علمبردار اور اسلام کی شیدائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنی عاجز وبے کس مخلوق پر احسان عظیم فرماتے ہوئے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے مسیح علیہ السلام کو آسمان سے نازل فرمائیں گے اور جس طرح سورج کے طلوع سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور اس کی تمازت اندھوں کو بھی یہ یقین دلا دیتی ہے کہ آفتاب طلوع ہوچکا عیسیٰ ابن مریم کا آسمان سے آنا ہوگا جو دنیا اپنی آنکھ سے ان کے نزول کا مشاہدہ کرے گی تو کون بدبخت ہوگا جو اپنے خسران وخذلان کا سامان مہیا کرے۔ سبھی ایمان لائیں گے اور ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہوجائیں گے۔ باقی رہا عقائد کا سوال تو وہ خود بخود درست ہوجائیں گے۔ کیونکہ مسیح کے آسمانی نزول کا معجزہ کچھ ایسا شاندار ہوگا کہ اس کی عظمت وہیبت دلوں پر چھا جائے گی اور جب کہ وہ خود اپنے بندہ ہونے کا اعلان کریں گے تو کون ہے جو انہیں خدا کا بیٹا کہے اور ان کی معصومیت کا کون ہے جو انکار کرے۔ جب کہ وہ ایک لمبی عمر بسر کریں گے۔ بعد ان کہولت یعنی ادھیڑ عمر میں ہی ہوں گے۔ یہ کوئی چھوٹا سا معجزہ ہے کہ ایک دراز عمر گذارنے کے بعد ان کے قویٰ نہایت مضبوط ہوں۔ ان کی آواز میں کوئی فرق نہ آئے۔ ان کے چہرے کے خد وخال دیکھنے والے کو یہ یقین دلائیں کہ ان کی عمر پچاس سال سے متجاوز نہیں۔ حالانکہ وہ ایک دراز عمر بسر کرنے کے بعد تشریف فرما ہوں۔ یہی سن کہولت ہے۔ جس کا وعدہ قرآن مجید نے دیا ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور سوائے اس کے کسی کو کیا علم ہوسکتا ہے کہ وہ کیا کیا معارف ہوں گے جو آپ بیان فرمائیں گے۔ وہ حکمت سے لبریز باتیں اور گوہر بے بہا علمی نکات جن کا ذکر قرآن حکیم نے کیا ہے۔ ''تکلم الناس فی المھد وکھلا'' وہ ایسے ہی ہوں گے جو یہود ونصاریٰ کو مسحور بنادیں اور ان کے شکوک وشبہات کو حرف غلط کی طرح کالعدم کردیں۔ اشاء اللہ کیا شان ربی ہے کہ نزول مسیح کے وقت لاکھوں یہود اور کروڑوں نصاریٰ ''یدخلون فی دین اللہ

افواجاً" کا نظارہ دکھلائیں گے اور روئے زمین پر ایک یہودی اور کوئی نصرانی ایسا باقی رہے گا جو دولت ایمان سے بہرہ ور نہ ہوا ور اسلام کا شیدائی اور محمد کا گدائی نہ بنے۔ کیا یہ اسلام کی جھلک ہے کیا یہ رسول اکرم ﷺ کی بڑائی اور شہنشاہی نہیں کہ تمام قومیں لوائے محمدی کو اپنا ملجا اور ماوی قرار دیتے ہوئے شفاعت محمدی میں پناہ گزین ہو جائیں۔ نار جہنم سے بچیں اور خدا کے جنت کو آباد کریں۔ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے روز نبی کریم ﷺ اکثریت امت پر ناز فرمائیں گے۔ قرآن کریم شاہد ہے "یوم ندعو کل اناس بامامھم" حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں بعض انبیاء عظام ایسے بھی ہوں گے جن کے ساتھ چند گنتی کے آدمی ہوں گے۔ بعض کی امتیں سیکڑوں تک پہنچیں گی اور بعض ہزاروں سے تجاوز نہ کریں گے۔ مگر سرکار مدینہ ﷺ کی امت کا اندازہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کون کر سکتا ہے۔

ناظرین کرام! اب آپ کی خدمت میں بزرگان سلف کی تفاسیر پیش کی جاتی ہیں۔ جن سے یہ معلوم ہوگا کہ آیت کریمہ مذکورہ بالا کے متعلق ان کے کیا پاکیزہ خیال تھے۔ پس غور سے سنئے۔

سب سے پہلے آپ کی خدمت میں حضور اکرم سرکار مدینہ ﷺ کا ترجمہ صرف اس لئے پیش کرتا ہوں کہ قرآن صامت کو سب سے زیادہ سمجھنے کا حق قرآن ناطق کا ہے۔ کیونکہ ملہم اپنے الہام سے کما حقہ واقف ہوتا ہے اور نبی کریم ﷺ جن کا سینہ رحمت کردگار کا خزینہ تھا آپ ﷺ وہ عرب کا چاند جو صداقت کا شمع سچائی کی تصویر عدل کا پیکر اور حیاء کا پتلا تھا۔ وہ جس نے کفر کی تاریکیوں کو چاک کیا اور جس کی نورانیت سے کفر کی اندھیریاں توحید کی فضاؤں میں بدلیں اور جس نے سب سے پہلے ان جاہل و بے تربیت بدوؤں کو جن کا پیشہ ڈکیتی و راہزنی اور چلن وحشیانہ تھا جو شراب کے دلدادہ اور جوئے کے عادی تھے جن کا دامن توحید سے کوسوں دور جن کا عجز و نیاز بتوں کے حضور میں ہوتا تھا۔ ظلم و بربریت کے پتلے جو تمدن سے بالکل نا آشنا اور تہذیب سے کورے تھے اور جن کے لباس غربت کی غمازی کرتے تھے اور جنہیں پیٹ بھرنے کو نان جویں اور پینے کو قطرہ بھی نہ ملتا تھا اور جو تنگی اور معصوم بچیوں کو قبر میں زندہ درگور کرتے اور اتراتے تھے اور جو رحم و کرم عفو و بخشش کو کوئی جانتے ہی نہ تھے۔ اس کملی پوش آقا اس بے یار و مددگار یتیم نے جسے وطن عزیز سے نکال دیا گیا تھا اور جس کے سر کی قیمت ناحق عورت کی خوشی کو حاصل کرنے کے لئے کئی مردوں نے حاصل کرتے ہوئے سعی ناکام کی اس آقائے نامدار نے جسے قرآن یٰسین والضحیٰ و طٰہٰ کے خطابات سے یاد کرتا ہے نے بس اک آن میں وہ کایا پلٹ کی کہ عرب کے ان خانہ بدوش بدوؤں سے زیادہ

کرہ زمین پر کوئی نیک دپرہیز گار نہ تھا۔ ان سے زیادہ کوئی متقی و پرہیز گار نہ تھا۔ اس آیت کریمہ کے متعلق ان سے ایک حدیث اس بزرگ و محترم کی روایت سے نقل کی جاتی ہے جو فقر زدہ ہیں اور جنہیں پیغمبر دیں فرمان رسالت از بر تھے اور جو بھوکے رہتے مگر حضور علیہ السلام کی مجلس سے ایک منٹ جدا نہ ہوتے تھے۔ آنحضور علیہ السلام نے ان سے کئی بار فہمائش کی کہ جب ایسا ہو تو آئے اور کھانے کو لے لو بھوکے نہ رہا کرو۔ بلکہ عبدالرحمٰن بن عوف ابوبکر وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مطلع کر دیا کرو وہ اور ان کے علاوہ بھی تمہاری مدد کیا کریں گے۔ مگر عاشق کی خوراک دیدار محبوب علیہ السلام ہی رہی اور دست سوال کبھی کسی کی جانب نہ بڑھا۔ حضور اکرم کے پاس ایک دن کوئی صحابی رضی اللہ عنہ کچھ خرمے لائے۔ حضور علیہ السلام نے ابوہریرہؓ کے گلے میں چادر کی گٹھڑی باندھ کر وہ خرمے اس میں رکھ دیئے اور فرمایا کہ جب بھوک لگے اس میں سے جتنے ضرورت ہوں نکال کر کھا لیا کرو۔ آپ خلافت عمرؓ تک ان خرموں نے وفا کی اور انہوں نے بیان کیا کہ واللہ میں نے روز سیر ہو کر خرمے کھائے مگر جب بھی دیکھا وہ خرمے اسی قدر مقدار میں موجود رہے۔ جو آقا نے دیئے تھے۔ آپ گورنر ہوئے تو کھانسنے ہوئے خوش ہو کر فرمایا کرتے تھے۔ وقول بھوکا رہنے والا آج آقا کی مہربانیوں سے حاکم بنا بیٹھا ہے۔ اخس کے رومال سے ناک صاف کرتا ہے۔ وہ اس آیت کریمہ کے متعلق حضور اکرم علیہ السلام کا ارشاد سناتے ہیں۔ "عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل الیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبله احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیھا ثم یقول ابوھریرۃ فاقروا ان شئتم وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (مشکوۃ ص ۴۷۹، باب نزول عیسی علیہ السلام) " ﴿حضرت ابوہریرہؓ سرور دو عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات پاک کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تحقیق اتریں گے تم میں ابن مریم حاکم عادل ہو کر پس صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ اٹھا دیں گے۔

ان کے زمانہ میں مال اس قدر ہو گا کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ عبادت الٰہی دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا۔ یہ حدیث بیان کر کے ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اس حدیث کی تائید قرآن سے ہو تو پڑھو آیت "وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ" یعنی خدا فرماتا ہے آخری زمانہ میں کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہ ہو گا جو مسیح پر اس کی موت سے پہلے ایمان نہ لائے گا۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جناب فخر دو عالم ﷺ نے آیت مذکورہ کے ضمن میں قسم اٹھاتے ہوئے امت کو یقین دلانے کے لئے انتہائی کوشش فرمائی۔ حضور اکرم ﷺ کوئی بات کہہ دیں اور وہ پوری نہ ہو یہ ناممکن ہے اور پھر بات بھی وہ جس کے لئے حلف اٹھائیں اور ایک دو دفعہ نہیں بیسیوں دفعہ تاکیداً صفت بیان فرمائیں۔ جیسا کہ ہم آئندہ صفحات پر بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔ اب کہئے جو فرمان رسالت کو نہ مانے وہ کیا ہے؟ دیکھو وہ محدث یا امام۔ چنانچہ قرآن شاہد ہے کہ جو بدبخت سر موسرتابی کرے وہ پکا بے ایمان ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

”فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم (نساء:۶۵)“

﴿اے محمد قسم ہے مجھے آپ کے رب کی یعنی اپنی ذات کی کہ کوئی انسان مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ اپنے اختلاف اور جھگڑوں میں آپ کو ثالث نہ مانا کریں اور پھر آپ کے فیصلے کے خلاف ان کے دلوں میں کوئی انقباض بھی پیدا نہ ہو اور آپ کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔﴾

اس حدیث کی صحت پر کسی مرزائی کو کوئی حق نہیں کہ چون و چرا کرے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اس کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے مندرجہ ذیل کتابوں میں درج کیا ہے۔ مگر دھوکہ یہ دیا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ مسیح ابن مریم سے مراد مثیل مسیح ہے کیا ہوا۔ اگر میرا نام عیسیٰ نہیں ہے اور میری ماں کا نام مریم نہیں میرا نام جب خدا عیسیٰ رکھے تو تم کون ہو۔ جیسا کہ ایک الہام انگریزی بھی یہی کہتا ہے اور بہت سے اردو فارسی عربی کے الہام بھی اس کی ہمنوائی کرتے ہیں۔ الہام:

”آئی ایم بائی عیسیٰ“ (براہین احمدیہ)

گو میرا نام غلام احمد بن چراغ بی بی ہے۔ مگر یہ نام کا فرق بھی کوئی چیز ہے۔ وہ بھی آخر انسان تھے میں بھی ہوں۔

وہ تو صرف عیسیٰ تھے میں عیسیٰ بھی ہوں اور مریم بھی ہوں۔ بلکہ تم بیوقوف ہو جو نہیں سمجھتے اب دیکھو دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور میکائیل کا ترجمہ ہے خدا کی مانند۔ اب یہ میرا قصور تھوڑا ہی ہے دانیال کو پوچھو۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے مندرجہ ذیل کتابوں میں حدیث کی صحت و عظمت کا اقرار کیا ہے۔

(ایام الصلح ص۱۹، تحفہ گولڑویہ ص۱۴، شہادت القرآن ص۱۵، ازالہ اوہام ج۲ ص۳۰۷)

اور چونکہ یہ حدیث قسم سے بیان ہوئی اس لئے اس میں قطعاً تاویل جائز نہیں اور اگر کوئی کمائی غورت مارنے کی کوشش کرے تو اس کا کان پکڑ کر کہہ دینا چاہئے کہ حلفیہ بیانات میں تاویل کی۔ اس لئے گنجائش نہیں ہو سکتی کہ قسم کا فائدہ ساقط ہو جاتا ہے اور اس طرح سے دنیا کی

سچائی کا کوئی معیار باقی نہیں رہتا۔ اس لئے قسم میں استثناء جائز نہیں اور یہ مسلمہ چیز ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی ہمارے اس نظریے کی تائید کرتے ہیں۔

"نبی کا کسی بات کو قسم کھا کر بیان کرنا اس بات پر گواہ ہے کہ اس میں کوئی تاویل نہ کی جائے نہ استثناء بلکہ اس کو ظاہر پر محمول کیا جائے۔" (حاشیہ حمامۃ البشریٰ ص ۱۴، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

اب ذیل میں ان بزرگ ومحترم ہستیوں کی تفاسیر پیش کی جاتی ہیں۔ جو مسلّمہ مرزا مجدد دین تھے اور جن کی رائے سے سرمو فرق کرنا کفر والحاد کو دعوت دینا ہے۔ (عسل مصفیٰ ج ۱ ص ۱۶۵) زیر آیت "وان من اهل الکتٰب الا لیؤمنن به قبل موته" حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ ہوگا مگر یہ کہ وہ یقیناً ایمان لائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے اور حضرت عیسیٰ قیامت کے دن ان اہل کتاب پر اس کی گواہی دیں گے۔"

(الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۴۶) امام عبدالوہاب شعرانی زیر آیت "وان من اهل الکتٰب الا لیؤمنن به قبل موته" فرماتے ہیں "حضرت عیسیٰ کے نازل ہونے پر یہ آیت دلیل ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی موت کے وقت کے یہودی حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے ضرور ان پر ایمان لے آئیں گے۔ معتزلہ، فلسفیوں، یہودیوں اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کے آسمان پر بمعہ جسم اٹھائے جانے سے انکار کیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دربارہ رفع جسمانی حضرت مسیح کے "وانه لعلم للساعة" اور ضمیر "انه" کی حضرت عیسیٰ کی طرف پھرتی ہے اور حق یہ ہے کہ وہ بمعہ جسم کے آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور ان کے رفع جسمی پر ایمان لانا واجب ہے۔ کیونکہ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "بل رفعه الله الیه" بلکہ اٹھالیا اللہ نے ان کو اپنی طرف اور اللہ ہے غالب حکمت والا۔"

"اس عموم کا لحاظ زیادہ مناسب ہے۔ اس دعویٰ سے کہ موت سے مراد کتابی کی موت کیونکہ اس سے ہر ایک یہودی ونصرانی کا ایمان لانا ثابت ہوتا ہے اور یہ واقعہ کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ جب خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ تمام اہل کتاب ایمان لائیں گے تو ثابت ہوا کہ اس عموم سے مراد عموم اور لوگوں کا جو نزول مسیح کے وقت موجود ہوں گے کوئی بھی ایمان لانے سے اختلاف نہیں کرے گا۔ جو اہل کتاب فوت ہو چکے ہوں گے وہ اس عموم میں شامل نہیں ہو سکتے۔ جیسے یہ کہا جاتا ہے "لا یبقی الا دخله الدجال الا مکة والمدینة" یعنی یہاں مدائن سے مراد وہی

مائن یعنی شبہ ہو سکتے ہیں جو اس وقت موجود ہوں گے۔ اور اس پر ہر ایک یہودی اور نصرانی کے ایمان کا سبب ظاہر ہے۔ وہ یہ کہ ہر ایک کو معلوم ہو جائے گا کہ مسیح رسول اللہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہے۔ نہ وہ کذاب ہیں نہ وہ خدا ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پر ایمان کا ذکر فرمایا ہے جو حضرت مسیح کے تشریف لانے کے وقت ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کا رفع اس آیت میں ذکر فرمایا۔ "انی متوفیک ورافعک الیّ" اور مسیح علیہ السلام قیامت سے پیشتر زمین پر اتریں گے اور فوت ہوں گے اور اس وقت کی خبر دی کہ سب اہل کتاب مسیح کی موت سے پیشتر ایمان لائیں گے۔" (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۴۱)

(الساری شرح صحیح بخاری) ابن جریر اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے باسناد صحیح روایت کرتے ہیں کہ آیت "وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ" میں وہ اہل کتاب مراد ہیں جو اس زمانہ میں ہوں گے۔ پس وہ ایک ہی مذہب اسلام پر آ جائیں گے۔"

ناظرین یہ دونوں حضرات جناب ابن عباسؓ وابن جریر علما المرزا نہایت معتبر ہیں اور ان کے سامنے چون و چرا کرنا گویا کفر کو دعوت دینا ہے۔

الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح میں احمد بن عبدالحلیم تقی الدین ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔

"وان من اہل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ" اس آیت کی تفسیر اکثر علماء نے یہی کی ہے کہ مراد قبل موتہ سے حضرت مسیح کی وفات سے پہلے ہے اور یہودی کی موت کے معنی بھی کسی نے کئے ہیں اور یہ ضعیف ہے۔ کیونکہ اگر موت سے پہلے ایمان لایا جائے تو نفع دے سکتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے۔ جب غرغرہ تک نہ پہنچے اور اگر یہ کہا جائے کہ ایمان سے مراد غرغرہ کے بعد کا ایمان ہے تو اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے غرغرہ کے بعد ہر ایک امر جس کا وہ منکر ہے اس پر ایمان لاتا ہے۔ پس مسیح علیہ السلام کی کوئی خصوصیت نہیں اور یہاں ایمان سے مراد نافع ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں اس ایمان کے متعلق کل ہونا فرمایا ہے۔ اس آیت میں "لیؤمنن بہ" مقسم علیہ ہے۔ یعنی قسم یہ خبر دی گئی ہے اور یہ مستقبل میں ہی ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ ایمان لانا اس خبر کے بعد ہوگا۔ اور اگر موت سے مراد یہودی کی موت ہوتی تو پاک اللہ اپنی کتاب میں یوں فرماتے۔ "وان من اہل الکتاب الا من یؤمن بہ" اور لیؤمنن بہ ہرگز نہ فرماتے۔ اور نیز "وان من اہل الکتاب" یہ لفظ عام ہے۔ ہر ایک یہودی و نصرانی کو شامل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ تمام اہل کتاب یہود و نصاریٰ حضرت عیسیٰ کے نزول

کے وقت ان کی موت سے پہلے پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے۔ تمام یہودی و نصاریٰ ایمان لائیں گے کہ مسیح ابن مریم اللہ کا رسول ہے۔ کذاب نہیں جیسے یہودی کہتے ہیں اور نہ وہ خدا ہیں۔ جیسے نصاریٰ کہتے ہیں۔

ناظرین کرام! آپ کی خدمت میں خدا کا کلام مع سلیس لفظی ترجمہ کے نذر کیا گیا ہے۔ اصل میں یہ ایک زبردست پیش گوئی ہے۔ جو نص صریحہ سے نزول مسیح و حیات مسیح پر مہر صداقت ثبت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تمام یہود و نصاریٰ مسیح علیہ السلام پر اس بات کا ایمان لائیں گے کہ وہ خدا کے سچے رسول ہیں اور یقیناً خدا کے بیٹے نہیں۔ بلکہ بندے ہیں اور وہ قتل و مصلوب نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور یہود و نصاریٰ کے اس ایمان لانے کی گواہی جناب مسیح دن قیامت کے اللہ تعالیٰ کے دربار میں دیں گے۔ فقیر کے خیال میں اس مبارک وقت میں وہ وعدہ الٰہی پورا ہوگا۔ جس کا تذکرہ قبل گذر چکا۔ یعنی ”وجیہاً فی الدنیا“ یہ تو ظاہر ہے کہ مسیح کی پہلی زندگی میں یہ وجاہت نصیب نہیں ہوئی۔ وعدہ الٰہی یہ ہے کہ میں تجھے دنیا و آخرت دونوں میں عزت دوں گا۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ان کی سخت تذلیل ہوئی منہ پر تھوکا گیا۔ طمانچے لگائے گئے۔ ہاتھوں اور پاؤں میں کیلیں ٹھوکی گئیں۔ بھوکا پیاسا صلیب پر جان توڑتا رہا۔ گالیاں سنیں۔ ہر راستہ ہزا ہوتا دیکھا گیا۔ مگر بے بس والا چار کچھ جواب نہ دے سکا۔ اس کے بعد عیار مسیح چھپتا چھپاتا افغانستان ہوتا ہوا نیپال کے راستے سے ہندوستان پہنچا۔ مسیح کے نام کو خیرباد کہی۔ کہیں مشرک بنا اور بدھ مت کے نام کو پسند کیا۔ یہ نام بھی کچھ بھلا معلوم نہ ہوا تو بدھ کے لقب کو اختیار کر کے مدتوں جنگلوں میں فاقہ مستی و رہبانہ زندگی سے دوچار رہا۔ یہ مشرب بھی پسند نہ ہوا تو پنجاب کی خاک چھانتا شہزادہ نبی کہلاتا رہا۔ اس بے مزہ زندگی کو بھی خیرباد کہی تو جموں کے راستے کشمیر پہنچا۔ وہاں یوز آسف کے نام سے درویشی میں چند سے گذران کی اور آخر محلہ خان یار میں مدفون ہوا۔

مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مسیح تو وہ ہے جو ”وجعلنی مبارکاً اینما کنت“ یعنی وہ نہایت مبارک ہے۔ جس کو برکت دی گئی ہے۔ جہاں بھی وہ ہو مکرم فرمایا ”وایدناہ بروح القدس“ یعنی مسیح تو وہ ہے جسے روح القدس یعنی جبرائیل مدد دینے کو خادم بنا رہتا ہے اور تعریفیں بیان کرنے کی نگاہ لطف اندھوں کو آنکھیں اور کوڑھوں کو صحت بخشتی ہے اور اس کے دم سے مردے زندہ ہوتے ہیں۔ وہ دنیا میں نہایت عزت اور مرتبے والا ہے۔ پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ شفاء کا نام بیماری رکھ لیا گیا اور برکات کو زندگی قرار دیا جارہا ہے۔ خدا تو عزت اور وجاہت کہے اور تم جگت ادب

عزت ثابت کئے جائیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کو اقرار ہے کہ مسیح نے پہلی زندگی میں یعنی اوائل وقت میں عزت نہیں پائی۔ ہاں ایک سکہ اور صرف ایک ہی سکہ ان کو کہیں سے ایسا ملا ہے جس سے وہ وجیہاً فی الدنیا کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر یہ سکہ سوائے مرزا آنجہانی کے کسی دوسری کو دیکھنا نصیب نہیں ہوا اور نہ ہی تاریخ اس کی گواہی دیتی ہے۔ شاید قادیان ٹکسال کا ہوگا۔

قرآن کریم کے بعد حدیث شریف نے تصدیق کی اور حدیث کے صحیح ہونے کی مرزا قادیانی نے تصدیق کی۔ اس کے بعد مجددین زمان نے نہایت شرح وبسط سے تائید کی اور اس وقت کے علمائے کرام تائید کرتے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے۔ حتیٰ کہ وہ مبارک وقت آجائے گا۔ جب مسیح علیہ السلام نزول اجلال فرمائیں گے اور یہود ونصاریٰ ان پر ایمان لاکر دولت اسلام سے بہرہ ور ہوں گے۔ مگر مرزائی ان کا حشر اللہ ہی جانتا ہے کہ کیا ہوگا۔ کیونکہ کلام پاک تو ایمان اہل کتاب کا بیان کرتی ہے اور یہ نہ اہل کتاب ہیں نہ مسلمان۔ فقیر کے خیال میں یہ اس مبارک وقت سے پہلے پہلے ختم ہو جائیں گے اور اگر کوئی باقی ہوگا تو وہ جناب مسیح کا انکار ہی کرے گا۔ کیونکہ وہ ایک دفعہ مسیح کاذب کو مسیح صادق سمجھ کر مصدق ہو چکا اور یہ ظاہر ہے کہ مسیح موعود یعنی وہ مسیح جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ صرف ایک ہی ہوگا۔ اب مرزا قادیانی کا ترجمہ اس آیت کے متعلق ملاحظہ ہو۔

(ازالہ اوہام ص۳۷۲، خزائن ج۳ ص۲۹۱) ''کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنی موت سے پہلے مسیح پر ایمان نہیں لائے گا۔ دیکھو یہ بھی تو خالص استقبال ہی ہے۔ کیونکہ آیت اپنے نزول کے بعد کے زمانے کی خبر دیتی ہے۔ بلکہ ان معنوں پر آیت کی دلالت صریحہ ہے۔''

صاحبان غور فرمائیں کہ موتہ کی ضمیر مرزا قادیانی نے کتابی کی طرف پھیری۔ حالانکہ لیؤمنن بہ اور اس سے قبل کی تمام ضمیریں جناب مسیح ہی کی طرف پھرتی ہیں۔ ذیل میں پوری آیت ملاحظہ فرمائیں۔

''وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیما وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (نساء)''

یہ کیا ظلم ہے کہ تمام ضمیریں تو مسیح کی طرف پھریں۔ مگر قبل موتہ اہل کتاب کی طرف حالانکہ یہ جمہور امت کے خلاف ہے اور اگر یہ ضمیر کتابی کی طرف پھرنی مقصود ہوتی تو قرآنی

عبارت یوں ہوتی۔ مگر ان کمنۃ ں غور دل کو تو جل دینا ہی مقصود ہے۔'' وان من اھل الکتاب الا لیؤمن بہ''

مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ آیت '' الا لیؤمنن بہ '' پکار پکار کر کہہ رہی کہ قبل موتہ سے مراد قبل موت عیسیٰ ہے۔ کتابی نہیں اس لئے مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف راجع ہے۔ قطعاً غلط اور دجالانہ دھوکہ ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی خود یہ مقرر کر چکے ہیں۔ (برکات الدعا ص۱۸، خزائن ج۶ ص۱۸) پر لکھتے ہیں۔'' اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن شریف کے سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول کریم ﷺ ہی تھے۔ پس اگر آنحضرت ﷺ سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلاتوقف اور بلا دغدغہ قبول کرے۔ نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہوگی۔''

جب یہ اصول مرزائیوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو ان کی رگ الحاد کٹنے کی بجائے اور زیادہ ابھرتی ہے۔ وہ اس کے مقابل میں ایک حدیث قبل موتہم والی قرأت جو ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ حجت پیش کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ دیکھئے صاحب یہ بھی تو ابن عباسؓ ہی کی حدیث ہے۔ حالانکہ یہ صریح دھوکہ ہے کیونکہ صحیح حدیث کا معیار کیا ہے۔ جس کے راوی نہایت معتبر اور کذب سے پاک ہوں۔ آئمہ نے ایک ایک راوی کی پوری پوری جانچ پڑتال کی اور جس کسی کو بھی خائن یا منافق لکھ گئے کہ یہ راوی جھوٹا ہے اور اس کی بات قابل اعتبار نہیں اور پھر اسی پر ہی اکتفاء نہیں کیا۔ ان کی گھریلو زندگی سے اس کی تصدیق کراتے ہوئے بے اعتبار ثابت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو نور سے بھر دے۔ جنہوں نے اتنی محنت و جانفشانی کی اور یہ بھی حضور ﷺ کا کرم ہے کہ امت خیر الانام میں ایسے ایسے شیدائی بہت ہوتے آئے ہیں۔ جنہیں اپنی جان سے بڑھ کر دین پیارا رہا ہے اور رہے گا۔ اب سنئے کہ متذکرہ بالا قرأت جو ابن عباسؓ سے مروی پیش کی جاتی ہے۔ اس کے دو راوی مرزا قادیانی کے بھائی ہیں۔ جو کذاب ہونے کے علاوہ چور بھی ہیں۔ جہاں حدیث کو دیکھا تھا وہاں راویوں کی صحت بھی دیکھتے تو یہ شرمندگی نہ اٹھانی پڑتی۔ یہ سچ ہے کہ کلام مجید میں '' لا تقربوا الصلوٰۃ '' ہے۔ یعنی نزدیک جاؤ نماز کے مگر یہ بھی تو لکھا ہے '' وانتم سکاری '' یعنی جب حالت سکر میں ہو۔ ایسے ہی اس کے دو راوی مجروح ہیں۔ اول حصیف دوسرا عتاب ابن بشیر۔ اول الذکر کے لئے میزان الاعتدال میں ہے۔ ضعیف الحدیث اور سئی الحافظہ اور مرجیہ ہونے کے علاوہ چور بھی تھا۔ بیت المال سے چادر اڑا کر امیرانہ ٹھاٹھ بنانے کے لئے کندھوں پر ڈال لی۔ مؤخر الذکر عتاب وہ بھی ضعیف ہے اور کتاب المیزان میں ہے۔ (ترجمہ ص۳۴۳)

"امام نسائی نے اس کی تضعیف کی ہے۔ اسی طرح ابن مدینی وغیرہ نے بھی اس کو ضعیف کہا۔ زیادہ وسط میزان الاعتدال حافظ شمس الدین ذہبی کی کتاب میں ہے۔"

یہ تو تھی مرزا قادیانی کی وہ حدیث جو بھولا بھولی سمجھتے ہوئے مغالطہ دہی کے لئے پیش کی گئی۔ مگر ہم کس کس کی روک تھام کریں۔ یہاں تو ثبوت ہی بے پیندے کا لوٹا بن رہا ہے۔ ساتھ حوالے میں مرزا قادیانی نے موت کی تفسیر کتابی کی طرف پھیری اور اب نیک اور نیا گل کھلا رہے ہیں۔ ملاحظہ کریں۔

اپنی مایہ ناز کتاب (ازالہ اوہام ص ۳۸۴ خزائن ج ۳ ص ۲۹۸) پر بیان کرتے ہیں کہ:

"وان من اهل الکتب الا لیؤمنن به قبل موته" پیش گوئی کی صورت پر جیسا کہ ہمارے بھائی مولوی صاحبان جو بڑے علم کا دم مارتے ہیں۔ خیال کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ تو اس واقعہ کا بیان ہے جو آنحضرت ﷺ کے وقت موجود تھا۔ یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کے خیالوں کی جو اس وقت حالت تھی خدا تعالیٰ اجمالاً کچھ انہیں سنا رہا ہے اور ان کے دلوں کی حقیقت ان پر ظاہر کر رہا ہے اور ان کو ملزم کر کے انہیں یہ سمجھا رہا ہے کہ اگر ہمارا یہ بیان صحیح نہیں تو مقابل پر آ کر صاف طور پر دعویٰ کرو کہ یہ خبر غلط بتائی گئی ہے اور ہم لوگ شکوک وشبہات میں مبتلا نہیں بلکہ یقینی طور پر سمجھ بیٹھے ہیں کہ یقیناً مسیح مصلوب ہو گیا۔ اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ آخر آیت میں جو یہ واقعہ ہے کہ قبل موت اس کلام سے اللہ جل شانہ کا یہ مطلب ہے کہ کوئی شخص مسیح کی عدم مصلوبیت سے یہ نتیجہ نہ نکال لیوے کہ چونکہ مسیح صلیب کے ذریعہ سے مارا نہیں گیا۔ اس لئے وہ مرا بھی نہیں سو بیان فرمایا کہ یہ تمام حال تو قبل از موت طبعی ہے۔ اس سے اس کی موت کی نفی نہ نکال لینا۔ جو بعد اس کے طبعی طور پر مسیح کو پیش آ گئی۔ گویا اس آیت میں یوں فرماتا ہے کہ یہود و نصاریٰ ہمارے اس بیان پر بالاتفاق ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح یقینی طور پر صلیب کی موت سے نہیں مرا۔ صرف شکوک وشبہات ہیں سو قبل اس کے جو وہ لوگ مسیح کی موت طبعی پر ایمان لائیں جو درحقیقت واقع ہو گئی ہے۔ اس موت کے مقدمہ پر ایمان ہے۔ کیونکہ جب مسیح صلیب کی موت سے نہیں مرا جس سے یہود و نصاریٰ اپنے اپنے اعتراض کی وجہ سے خاص خاص نتیجے نکالنا چاہتے ہیں۔ تو پھر اس کی طبعی موت پر بھی ایمان لانا ان کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ پیدائش کے لئے موت لازمی ہے۔ سو قبل موتہ کی تفسیر یہ ہے کہ قبل ایمان بموتہ اور دوسرے طور پر آیت کے یہ بھی معنی ہیں کہ مسیح تو ابھی مرا بھی نہیں تھا کہ جب سے یہ خیالات شک وشبہ کے یہود و نصاریٰ کے دلوں میں چلے آتے ہیں۔ پس ان معنوں کی رو سے بھی قرآن کریم بطور اشارۃ النص مسیح کے فوت ہو جانے کی شہادت دے رہا ہے۔"

مذہب قادیان کے قلمی حواریو! یہ تو کہو کہ مخبر صادق ﷺ کے ارشاد گرامی کے بعد کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ کوئی متضاد مژدہ جاری کرے اور پھر مسلمانی کا دعویٰ بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ تو پیشگوئی فرمائیں کہ مسیح کی آمد ثانی کے وقت تمام یہود و نصاریٰ یدخلون فی دین اللہ افواجاً ہو جائیں گے۔

مخبر صادق تو آمد ثانی کی حلف اٹھا کر کہیں کہ مسیح ابن مریم آئے گا اور تم خواہ مخواہ مان نہ مان میں تیرا مہمان بنتے ہوئے پکارو کہ نہیں نہیں ابن مریم نہیں بلکہ ابن چراغ بی بی ہے۔ مسیح نہیں بلکہ مثیل مسیح آئے گا اور معاملات کا ثبوت معجزات ہیں۔ وہ آپ کے پلے ہی نہیں بلکہ ان آیات اللہ کی یعنی معجزات مسیح کی جو تحقیر آپ نے کی وہ ایک مسلمان کی شان سے انتہائی بعید ہے جیسا توحید میں شرک۔ اتنی لمبی عبارت۔ دریوں ہیرا پھیری کر کے بات وہی کی جو دجل آمیز تھی۔ اس مغالطہ آرائی سے آپ کا یہ مطلب ہے کہ مسیح صلیب پر تو نہیں بلکہ اس کے بعد طبعی موت مر گیا۔ بہرحال قبل موتہ کی ضمیر مسیح کی طرف ہی پھیری گئی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے حوالے میں "دروغ گورا حافظہ نباشد" نے موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف پھیری تھی۔ تو اصل مطلب یہ ہوا کہ یہود پلید کا یہ عقیدہ کہ مسیح قتل و صلیب کے ذریعے فوت ہوئے غلط ہے اور ساتھ ہی قادیانی کا مسیح کو صلیب پر کھینچنا اور کشمیر میں مرنا باطل و دروغ بے فروغ ہے۔ دونوں جھوٹے ہیں۔ کیونکہ ابھی یہود مسیح پر ایمان نہیں لائے اور جب وہ قرب قیامت میں وعدہ الٰہی کے مطابق آ دیں گے تو تمام یہودی ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔ اگر مرزا مسیح ہوتا تو یہودی ضرور ایمان لاتے۔ چونکہ فرقان حمید کا یہ نشان ابھی ایفاء کا متقاضی ہے۔ اس لئے جناب مسیح کا آنا بھی لازمی ہے اور مرزا قادیانی بس یونہی گھاس خور ہیں۔

اب آپ کی خدمت میں قادیانی مفسر یا مرزائی روح القدس حکیم نور دین صاحب خلیفہ اول کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۷۲ حاشیہ) زیر آیت "وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته" "نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر اس کے گواہ۔"

"وشهد شاهد من اهلها" نے مرزا قادیانی کی رہی سہی کمر ہمت توڑ دی۔ کیونکہ متذکرہ بالا ترجمہ اسلامی نظریے اور فطرت انسانی کی تائید کرتا ہے۔ یعنی حکیم جی آخر حکیم تھے۔ اس سے یہاں بھی لدنی کا ثبوت دیتے ہوئے قبل موتہ کی ضمیر مسیح کی طرف ہی پھیری ہے۔

ناظرین! غور فرمائیں یہ آیت کریمہ مسیح کی زندگی پر قطعی درخشاں دلیل ہے اور واضح الفاظ میں یہ اعلان کرتی ہے کہ تمام اہل کتاب مسیح کی موت سے پہلے ایماندار ہو جائیں گے اور یہ ظاہر ہے کہ ابھی تک یہود جناب مسیح کو نعوذ باللہ کاذب مفتری ہی کہتے ہیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ ابھی وہ سعید وقت نہیں آیا اور جب آئے گا یہودی یہودی نہیں رہیں گے۔ بلکہ تمام و کمال مسلمان ہو جائیں گے اور ابھی نصاریٰ کا وہم بھی بدستور وہی ہے کہ مسیح ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے پھانسی چڑھ گیا۔ جب جناب مسیح کا نزول اجلال ہوگا اور وعدہ الٰہی کے مطابق وہ دجال کو قتل کرکے ملت کے سوالی نشانیں گے تو یہ فاسد عقیدہ بھی نہ رہے گا۔ بلکہ نصاریٰ اس بات پر ایمان لائیں گے کہ مسیح کو اللہ تعالیٰ نے "انی متوفیک ورافعک" کے وعدے کے مطابق بلا مصیبت کے دکھ و تکلیف دیئے زندہ اٹھا لیا تھا اور یہود کا ایمان یہ ہوگا کہ "وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن قتلوا وصلبوا شبہ لهم" یعنی نہیں قتل کیا تھا کسی نے مسیح کو اور نہ ہی سولی دیا گیا تھا وہ مگر جو مشابہ کیا گیا تھا مسیح کے اور مسیح اللہ کے سچے رسول ہیں اور وہ وعدہ الٰہی کے مطابق جسم عنصری سے زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ یہ ہے اہل کتاب کا ایمان جو قریب قیامت میں نزول مسیح کے وقت وہ لائیں گے اور جناب مسیح یہود و نصاریٰ کے ان باطل عقائد کے چھوڑنے کی گواہی قیامت کے روز بارگاہ رب العزت میں دیں گے۔

مرزا قادیانی اپنے زعم میں نبی تھے اور معارف قرآن میں یہ طولیٰ رکھنے کی ہمیشہ لاف زنی کرتے تھے۔ مگر بخدا ان کی نبوت صرف اس بات پر بنی تھی کہ کسی طرح مقدس کے جامہ کی نمائش کرتے ہوئے دنیا کو الو بناتے ہوئے "روٹی تو کسی طور کما کھائے قلندر" کے مصداق شکم پوری کا سامان مہیا کیا جائے۔ ورنہ قرآن کریم کو سمجھنا اور معارف کی ڈینگ مارنا تو ایسا ہے جیسا کوئے کو گلیل۔ جیسوں آیات تو انہوں نے غلط لکھیں اور طرفہ یہ ہے آگاہ ہونے پر بھی صحیح نہ کر سکے۔ اس کی ظاہر وجہ تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ انہیں ایک الہام نے تنگ کر رکھا تھا۔

"قرآن شریف خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔" (تذکرہ ص ۹۲۱)

اور غلط آیات کا نمونہ بھی ملاحظہ کریں۔

(ازالہ اوہام ص ۶۲۹ خزائن ج ۳ ص ۴۳۹) میں لکھتے ہیں کہ "اللہ جل شانہ قرآن کریم میں اشارہ فرماتا ہے۔" وما ارسلنا من رسول ولا نبی اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ "ایسا ہی انجیل میں بھی لکھا ہے کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتوں کے ساتھ بدل کر بعض لوگوں کے پاس آ جاتا ہے۔"

نہ انجیل میں نہ قرآن میں۔ وہ مرزا قادیانی کی زبان میں ہے۔ کوئی جیتا جاگتا مرزائی یہ تمام ہو گئے۔ جو قرآن کریم سے یہ آیت جو قادیانی نے لکھی ہے دکھلا دے یا انجیل مقدس سے عبارت بعض لوگوں کے پاس آجاتا ہے ہی دکھلا دے اور اس کارکردگی کے عوض مبلغ پانچ صد روپے چہرے شاہی انعام پاوے۔ انجیل مذکور میں عبارت میں اور قرآن حمید میں یہ آیت شریف یوں ہے۔ "وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى" اور لطف یہ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۱) میں پھر اس آیت کو غلط ہی لکھا۔ حالانکہ اس میں روح القدس کی آمد کا ہر دم وہر لحظہ دعویٰ بھی جڑ دیا۔ جو شخص قرآن کریم کو اپنے منہ کی باتیں قرار دے اور قرآنی الفاظ میں تغیر وتبدل کرنے سے نہ شرمائے ایمان سے کہیے وہ تراجم وتفاسیر میں کب جھجکے گا۔ مرزائی قرآنی تحریف کے متعلق کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ کتابت کی غلطیاں ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ "لعنت الله علی الکاذبین" اگر کاتب کی سہو ہوتی تو ترجمہ تو صحیح ہوتا۔ یہ ترجمہ بھی کاتب لکھ گیا اور امت کو کیا سانپ سونگھ گیا۔ جو اغلاط درست نہیں کرتی۔ اب نفس مضمون کو سمجھئے کہ جو شخص اتنا دلیر ہو۔ قرآنی الفاظ کھا جائے ترجمہ ہضم کرے اور ہزار نبیوں کے چنڈل ہونے کا دعویٰ کرے اور لطف یہ کہ آیات اللہ سے کھیل کا ارادہ باندھ وہ کس طرح ان جھوٹے نبیوں کے معجزات تسلیم کرلے۔ ذرا اس مضمون چشم بصیرت سے دیکھئے اور ایمان سے کہئے کہ مرزا قادیانی کا مرکب دجل کس میدان میں کسی ایک حتی سے پیچھے رہا ہے۔

دوسری غلط آیت ملاحظہ فرمائیں۔

(حقیقت الوحی ص ۱۵۴) پر لکھتے ہیں کہ "یوم یأتی ربك فی ظلل من الغمام" یعنی اس دن بادلوں میں میرا خدا آئے گا۔"

حالانکہ آیت غلط ہے قرآن حکیم میں ارشاد ربانی یوں ہے۔ (پارہ ۲، رکوع ۹) "هل ینظرون الا ان یاتیهم الله فی ظلل من الغمام"

اگر کوئی مسیح بمعہ حقیقت الوحی کی مندرجہ بالا آیت کلام مجید میں دکھلا دے تو مبلغ پانچ صد روپیہ نقد چہرے شاہی انعام پاوے۔ مگر یہ یاد رہے۔

سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

تیسری غلط آیت ملاحظہ فرمائیں۔

(نور الحق ص ۴۹ حصہ اول تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۱۹۳) "وقال جادلهم (ای جدل

النصاریٰ) بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ ''اور'' وجادلھم بالتی ھی احسن ''آپ نے پیٹو کیا کہ عیسائیوں سے حکمت اور نیک نصیحت کے طور پر بحث کرو۔''

حالانکہ آیت قطعاً غلط ہے اور قرآن مجید میں یوں ارشاد ہوتا ہے: ''ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن (نحل:۱۲۵)''

کیا ہمیں احمدی اور دمشقی کسی کو اس خود کو فراغت نہیں سب پیٹ کے دھندے کے پھندے میں غلطاں و پیچاں ہیں۔ جس کسی کو فرصت ہو وہ مندرجہ بالا دونوں کتابوں کی آیت مذکورہ کو کلام مجید سے نکال کر پیش کرے تو مبلغ پانچ صد روپے نقد مجھ سے شائق انعام پاوے۔

چوتھی غلط آیت ملاحظہ فرمائیں۔

(حقیقت الوحی ص۱۳۰) ''الم یعلموا انہ من یحادد اللہ ورسولہ یدخلہ ناراً خالداً فیھا ذالک الخزی العظیم''

حالانکہ آیت قطعی غلط ہے قرآن مجید یوں ارشاد کرتا ہے: ''الم یعلموا انہ من یحادد اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خالداً فیھا ذالک الخزی العظیم (توبہ:۶۳)''

کہاں ہیں وہ مرزا کو رسول و مجدد ماننے والے اور اسے نبی سے کیا بنانے والے۔ کیا یہی سلطان القلمی ہے کہ قرآنی آیت بھی غلط لکھے اور ترجمہ الٹا کرنے پر شیخ چلی کے باپ سے زیادہ لاف وگزاف کے بلند بانگ دعاوی کئے جاتے ہیں۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

(درثمین ص۲۸۷، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

مرزائی امر و صیان بتاؤ مندرجہ بالا آیت کو کلام مجید سے نکال کر پیش کرو۔

پانچویں غلط آیت ملاحظہ فرمائیں۔

(نورالحق ج۱ ص۹، مرہم چشم آریہ ص۱۰ حاشیہ، حقیقت الوحی ص۲۷۶) ''وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ''

حالانکہ یہ آیت غلط ہے قرآن حمید میں یہ آیت یوں مرقوم ہے۔"فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ (بقرہ:۲۴)"

مسیح قادیانی کی جہالت بھیڑو خدا لگتی کہو کہ یہ تمہارے مسیح کو کیا ہو گیا۔ میری نظر سے پانچ جگہوں سے یہ آیت آپ کی کتابوں میں گذری جس کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ پانچوں جگہ غلط۔ گویا صحیح لکھنے کی توفیق ہی نہیں ہوئی اور پھر امت کو بھی ایسا سانپ سونگھا کہ بار ہا ایڈیشن چھپے مگر صحیح نہ کی۔ مگر کلام مرزا کو دیکھتا کون ہے۔ ہے کوئی مسیح کا لال جو یہ آیت صحیح ثابت کر دکھائے اور اس کی کارگزاری میں پانچ صد روپیہ انعام پاوے۔

چھٹی غلط آیت ملاحظہ کریں۔

(براہین احمدیہ ص۴۸۹، حاشیہ نمبر۱۱ شروع سطر) پر لکھتے ہیں کہ "مقاصد قرآنیہ کا ایک اعجاز لطیف ہے اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے۔"انا اتیناك سبعا من المثانی والقرآن العظیم "یعنی ہم نے تجھے اے رسول سات آیتیں سورۃ فاتحہ کی عطاء کی ہیں۔ جو مجمل طور پر تمام مقاصد قرآنیہ پر مشتمل ہیں۔"

حالانکہ آیت قرآن حمید میں یوں ہے۔"ولقد آتینك سبعا من المثانی والقرآن العظیم (حجر:۸۷)" ہے کوئی رودر گوپال قادیانی کا روحانی فرزند جو پنجابی نبی کی پیشانی سے یہ داغ دھووے اور اس کے عوض مبلغ پانچ صد روپیہ نقد انعام پاوے۔

ساتویں غلط آیت ملاحظہ کریں۔

(براہین احمدیہ ص۵۰۵،۵۰۴، آخری سطر حاشیہ نمبر۳)"عسیٰ ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکفرین حصیرا"

حالانکہ کلام مجید یوں مرقوم و مسطور ہے۔"عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکفرین حصیرا (اسریٰ:۸)"

مسیح قادیانی کی جہالت بھیڑو یہ کیا اندھیر نگری ہے۔ جو بھی آیت دیکھو غلط ہے۔ کوئی جیتا جاگتا مرزائی جو مرد میدان ہو آیت قرآن حکیم سے دکھلا دے۔ اور اس کے عوض مبلغ پانچ صد روپے انعام میں پاوے۔

ناظرین! ایسی ایسی اور بیسیوں آیات ہیں جو غلط ہیں۔ میں نے بطور نمونہ از خروارے ضیافت طبع میں پیش کر دی ہیں۔ یہ تو قرآن کریم کا حال تھا۔ اب ذرا حدیث شریف کی طرف آیئے اور دیکھئے مرزا قادیانی کا اس میں کتنا دخل ہے اور مرزا قادیانی کے زاویہ نگاہ میں رسول

کریم ﷺ کے ارشادات کی کیا وقعت ہے۔ یہ بھی مختصر الفاظ میں سنئے۔

فلعنة ربنا اعداد رمل
على من رد قول نبينا
هل النقل شئ بعد ايحاء ربنا
فاي حديث بعده نتخير
اخذنا من الحي الذي ليس مثله
وانتم عن الموتى رويتم فتفكروا
راينا وانتم تذكرون رواتكم

(اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

خدا کی وحی کے بعد حدیث کی حقیقت ہی کیا ہے۔ پس ہم خدا کی حدیث کے بعد کس حدیث کو مان لیں۔ ہم نے اس سے لیا کہ وہ حی قیوم ہے اور وحدہ لا شریک ہے اور تم لوگ مردوں سے روایت کرتے ہو۔ ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۰، خزائن ج۱۷ ص۵۱) ''جو شخص حکم ہو کر آتا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرے میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔''

(اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰) ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے۔ جو میرے اوپر نازل ہوئی ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔''

(اربعین نمبر۴ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۴۵۴) ''جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایمان ہے۔ جیسے توراۃ انجیل و قرآن پر تو کیا انہیں مجھ سے توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کی ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں۔''

مرزائیو! کچھ تو ڈرے ایمان سے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ کس منہ سے تم ایسے شخص کو مسلمان کہہ سکتے ہو۔ جو ایسے فاسد خیالات کا مالک ہو۔ فرمان رسالت کو اپنے اوہام پر ترجیح دے اور امتی کہلائے اور نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور ظل و بروز کے ڈھکوسلے ایجاد کرے۔ یہ تو بتاؤ کہ حدیث کو چھوڑ کر تم اسوہ حسنہ پہ کیونکر چل سکتے ہو۔ تمہارا تمدن قائم رہ سکتا ہے نہ تمہاری معاشرت۔

آؤ تم نے قرآن سماعت کو تیزی ہی نہیں کیا۔ تمہاری کم نصیبی کا جس قدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ تمہیں قرآن کا صحیح علم بجز قرآن ناطق کے ہو ہی نہیں سکتا۔ قرآن کریم مجمل ہے اور حدیث ان احکام الٰہیہ کی عملی تصویر۔ مگر چونکہ ہر متنبی کے تانے بانے کو اس سے آگ لگ جاتی ہے۔ اس لئے ہر دور میں تمام متنبی حدیث سے خائف رہتے آئے ہیں۔ یہی وجہ ہے جو مرزا قادیانی نے اپنا راستہ صاف کرنے کے لئے فرمان رسالت کو راستے کا روڑا سمجھتے ہوئے ٹھکرا دیا۔ کیونکہ حدیث کی موجودگی میں مرزا قادیانی کا کاروبار چلنا ناممکن تھا۔ آؤ اسلامی سیزدہ صد سالہ روایات کو جس پر ریت کے ذروں اور آسمان کے ستاروں سے زیادہ شواہد موجود ہیں اور جس پر دنیائے اسلام جن کی تعداد ۹۰ کروڑ سے زیادہ ہے کا انحصار و دارومدار ہے۔ پر یوں چند شکم پری کی مصلحتوں کے لئے پانی پھیرنا بے ایمانی اور کفر عظیم نہیں تو اور کیا ہے۔ صرف منہ سے مسلم مسلم کہہ دینا اور اسلام اسلام کی رٹ لگانا مسلمانی نہیں۔ جب تک اس کے ہر حکم کے سامنے بلا چون وچرا سر تسلیم خم نہ ہو اور اگر مسلمانوں کا نام رکھ لینے اور زبانی طور سے قرآن سماعت و قرآن ناطق کی تصدیق کر دینے سے مومن ہو سکتا ہے تو ذیل کے متنبی کیوں نہ مسلمان شمار کئے جائیں۔ مرزائیو! فراخ دلی سے انہیں مرزائیت کے پہلے پیغمبر تسلیم کرلو۔ کیونکہ تمہارے مرزا قادیانی انہیں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انہیں کی تعلیم سے بہرہ ور ہونے کے علاوہ انہیں کے دستر خوان کے ٹکڑے توڑنے والے تھے۔ جیسا کہ ہم ذیل کی چند مثالوں میں پیش کریں گے۔

(اصول الدین ص ۲۳) پر امام ابو منصور عبدالقاہر بغدادی تمیمی متوفی ۴۲۹ھ فرماتے ہیں۔

یزید بن انیسہ خارجی

”یزید بن ابی انیسہ خارجی نے اجماع امت اسلامیہ کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ خدا تعالیٰ آئندہ ایک پیغمبر عجم میں مبعوث فرمائے گا۔ اس کو کتاب و شریعت جدیدہ عطاء ہوگی۔ جس سے آنحضرت ﷺ کی شریعت کلیۃً منسوخ کر دی جائے گی۔ اس کے متبعین صابی ہوں گے۔ جن کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے۔“ جناب بغدادی اس کی تردید میں لکھتے ہیں۔

”سرور عالم ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کی چند شرائط ہیں۔ جن کے بغیر ایمان منظور نہیں۔

۱…… اس کے خاتم انبیاء و رسل ہونے کا اقرار۔

۲…… آپ کی شریعت کے دوام کا اعتقاد۔

۳..... شریعت اسلامیہ کے عدم نسخ کلاً یا بعضاً کا عقیدہ۔

۴.. اس بات کا اعتراف کہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور شریعت اسلامیہ کی نشر واشاعت کریں گے۔ قرآن مجید کے احکام کو جاری اور خلاف قرآن کو مردود قرار دیں گے۔ قرآن صاف اعلان کر رہا ہے کہ حضور خاتم النبیین ہیں پھر حضور سے بتواتر مروی ہے کہ میرے بعد کسی قسم نبی نہیں آ سکتا۔ ان حالات میں جو شخص قرآن وحدیث متواتر کا انکار کرے وہ کٹر کافر ہے۔"

بابک خرمی

بابک مقام خرم کا باشندہ ہے۔ اس نابکار کو بھی نبوت کی سوجھی۔ اس نے اپنی دعوت علاقہ آذربیجان میں شروع کی اور خالص مجمی نبوت کا اعلان کیا۔ تمام محرمات طیب قرار دی گئیں اور جماعت کا نام خرمیہ قرار دیا گیا۔ چنانچہ اس کے متعلق جناب امام ابو منصور بغدادی فرماتے ہیں۔

(اصول الدین ص ۱۵۸) "خرمیہ کا عقیدہ ہے کہ نبوت ہمیشہ جاری رہے گی۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ تحریک خرمیہ کا اصل بانی شروین نامی شخص ہے جو دور جاہلیت میں گذرا ہے۔ وہ اس کے متعلق یہاں تک عقیدہ رکھتے ہیں کہ:

شروین تمام انبیاء حتیٰ کہ ختم الرسل سے بھی افضل ہے۔"

اس مفتری بابک کے متعلق بغدادی صاحب لکھتے ہیں۔

(الفرق ص ۲۶۸) "مورخین کا بیان ہے کہ تحریک باطنیہ ابتداءً زمانہ مامون میں شروع ہوئی اور زمانہ معتصم میں پھولی پھلی بقول مورخین خلیفہ معتصم کا سپہ سالار افشین حاجب بھی تحریک باطنی کا معتقد تھا اور بابک کے ساتھ اس کے بعض خفیہ معاہدے تھے۔ خرمی نے علاقہ بدین میں بغاوت شروع کی اور بابک کے کوہستان کے باشندے خرمی مذہب اور مزدک کے متبع تھے۔ پس خرمی اور باطنی باہم متحد ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ کو ٹوٹ گئے۔ علاقہ بدین اور دیلم سے مل کر بابک کی جمعیت تقریباً تین لاکھ تھی۔ خلیفہ معتصم نے ان کے مقابلے کے لئے افشین حاجب کو روانہ کیا۔ مگر وہ دل سے بابک کے ساتھ تھا۔ اس لئے اس نے مقابلہ میں سستی دکھائی۔ بلکہ مسلم فوج کے رازوں پر اس کو مطلع کر دیا۔ جس سے بابکیوں نے بہت سے مسلمان قتل کر دیئے۔ بعد ازاں افشین کو کمک پہنچی اور محمد بن یوسف ثغری، ابودلف قاسم بن عیسیٰ عجلی جیسے نامور سپہ سالار میدان میں جا پہنچے۔ ادھر

عبداللہ بن طاہر مشہور سپہ سالار کے فوجی افسر بھی میدان میں آ گئے۔ تیس برس بابک اور کرامطہ کی جمعیت مسلمانوں کی عسکری طاقت پر غالب رہی۔ یہ جنگ سالہا سال تک جاری رہی۔ تا آنکہ خداتعالیٰ نے مسلمانوں کو بابک پر فتح و نصرت عطاء کی۔ بابک ۲۲۳ھ میں گرفتار ہو کر سر من رائی میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔ بعد ازاں اس کے بھائی اسحاق کو مازیار کے ساتھ گرفتار کر کے بغداد میں دار پر چڑھا دیا گیا۔ بابک کے قتل کے بعد خلیفہ کو معلوم ہوا کہ افشین منجب بابک غدار ہے۔ اس کی خیانت اور غدر سے جنگ نے طول کھینچا۔ اس پر خلیفہ نے اس کو بھی پھانسی دے دیا۔"

اہل سنت نے بالاتفاق ہر ایک متنبی کی تکفیر کی خواہ اسلام سے پیشتر گذرا ہو۔ جیسے زرتشت، یوزآسف، مانی مزدک یا بعد از اسلام ہو۔ جیسے مسیلمہ کذاب، سجاح، اسود عنسی اور تمام وہ متنبی جو آج تک ہوتے چلے آئے ہیں۔

چنانچہ بغدادی صاحب فرماتے ہیں۔ "ایسا ہی فرقہ سبائیہ نے مختار کو دھوکہ دے کر کہا کہ تو اس زمانے کا مہدی ہے اور اس کو ادعائے نبوت کی ترغیب دی۔ جس پر وہ نبی بن بیٹھا اور کہنے لگا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔"

چنانچہ امام ابومنصور عبدالقاہر بغدادی فرماتے ہیں کہ "سبائیہ کس طرح مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ جب کہ ان کا عقیدہ ہے کہ علی مرتضیٰ خدا تھے یا نبی۔ اگر سبائیہ اسلامی فرقوں میں داخل ہیں۔ تو مسیلمہ کے اتباع بھی مسلمان شمار ہونے چاہئیں۔ عیاذاً باللہ!" (الفرق ص ۲۳۶)

چنانچہ امام ابومنصور عبدالقاہر بغدادی نے ان مسلم نما یہودیوں پر جو بظاہر مسلمان معلوم ہوتے ہیں۔ ایک سیر حاصل بحث کی ہے۔ مگر چونکہ ہمارا مضمون کچھ اور ہے۔ اس لئے نام ہی درج کرنے پر اکتفاء کی جاتی ہے۔ کتاب (الفرق بین الفرق ص ۲۳۰) پر لکھتے ہیں۔ یعنی ان فرقوں کا بیان جو بظاہر مسلمان ہونے کے مدعی ہیں۔ مگر درحقیقت کافر ہیں۔ پھر ان کی تعداد اکیس بتلائی جو ذیل میں درج ہے۔

"سبائیہ، بیانیہ، حربیہ، مغیریہ، منصوریہ، جناحیہ، خطابیہ، غرابیہ، مفوضیہ، حلولیہ، اصحاب التناسخ، حائطیہ، حماریہ، مقنعیہ، رزامیہ، یزیدیہ، میمونیہ، باطنیہ، حلاجیہ، عذافریہ، اصحاب اباحت"

اس کے علاوہ زمانہ موصوف کے بعد چند ایک سر پھرے اور ہوئے جن میں سے زمانہ حال میں احمدیہ ہیں۔

ذیل میں ایک خط اور اس کا جواب پیش کرتے ہوئے اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔ یہ وہ بدبخت رئیس الشقی تھا۔ جس کے بیس ہزار جان نثار صرف ایک میدان میں اس کی جھوٹی نبوت کے زعم میں جناب خالد بن ولید کے ہاتھوں جہنم کی زینت ہوئے اور جناب وحشیؓ کے ہاتھوں یہ بدنصیب الملقب بہ مسیلمہ کذاب وفی نار جہنم خالدین فیہا ہوا۔

شیخ الاسلام ابن قیم (زاد المعاد ج ۳ ص ۲۶) میں لکھتے ہیں۔

"جب وفد بنی حنیفہ یمامہ واپس آیا تو دشمن خدا مسیلمہ مرتد ہو کر نبی بن بیٹھا اور کہنے لگا میں حضور کے ساتھ نبوت میں شریک ہوں۔ اس نے قرآن کے رنگ میں کچھ مسجع عبارتیں بھی کہیں اور اپنے متبعین سے نماز کی فرضیت ساقط کر دی اور زنا اور شراب حلال کر دی۔ مگر بایں ہمہ حضور ﷺ کی نبوت کا معترف تھا۔"

چنانچہ تاریخ کامل و بلاذری میں لکھا ہے کہ سرکار مدینہ کو ذیل کی دعوت لکھی۔

"مسیلمہ پیغمبر کی طرف سے محمد رسول اللہ کو واضح رہے کہ عرب کی نصف مملکت ہماری ہے اور نصف قریش کی۔ لیکن قریش کی ہاں سے بے انصاف ہیں۔ آخر میں تحفہ سلام قبول کیجئے۔"

سرکار مدینہ ﷺ نے اس کے جواب میں حسب ذیل لکھا اور یہ فقرے خیال میں رکھیں کہ مرزائے قادیان کے لئے مفید ہے۔ بشرطیکہ امت غور کرے۔

"از محمد رسول اللہ بسوئے مسیلمہ کذاب۔

واضح ہو کہ مملکت درحقیقت خدا تعالیٰ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ مگر آخری کامیابی صرف نیکوں کے لئے ہے۔ آخر میں تمام رشد و راستی پر چلنے والوں کو سلام۔"

لطیفہ!

مسیلمہ کذاب کا موذن عبداللہ بن نواحہ اذان یوں دیتا تھا "اشہد ان محمداً ومسیلمة رسول اللہ"

مگر مرزا قادیانی تو اس کی بھی قبر پر لات مارتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص ۳ خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

یہ خاندان آباد تھا۔ یہ خواجہ اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔"

مرزائی!

(اربعین نمبر ۴ ص ۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۴) "میرے دعوے الہام پر تئیس سال گذر گئے اور مفتری کو اس قدر مہلت کبھی نہیں دی جاتی۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اگر یہ پیغمبر ہماری طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتا تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ پھر کہا کہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذاب بے باک مفتری کو جلد پکڑ لے۔ یہاں تک کہ اس افتراء پر تئیس سال سے زیادہ عرصہ گذر جائے تو ریت اور قرآن دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افتراء کرنے والا جلد تباہ ہو جاتا ہے۔"

(تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۲۰، مجموعہ اشتہارات ج ۱) مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ "حدیث میں ہے کہ اس زمانے کے مولوی اور محدث ان تمام لوگوں سے بدتر ہوں گے جو روئے زمین پر ہوں گے۔"

"اے بدذات فرقہ مولویاں" (ہدیۃ المہدی ص ۸۶، ج ۲) سورۃ اعراف میں فرمایا ہے۔

"یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی" "اے بنی آدم تمہارے پاس ضرور رسول آتے رہیں گے۔ یہ آیت آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی۔ اس میں تمام انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ یہاں یہ نہیں لکھا کہ ہم نے گذشتہ زمانے میں یہ کہا تھا۔ سب جگہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے بعد کے زمانے کے لوگ مخاطب ہیں۔ غرض یہ ختم کا لفظ استمرار پر دلالت کرتا ہے۔" "وبالآخرۃ ھم یوقنون" "اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آخری زمانہ میں مسیح موعود (مرزا) پر نازل ہوگی۔"

اب چھوڑ دو دوستو جہاد کا خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ و جدال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۶ خزائن ج۱۷ ص۷۷)

(تبلیغ رسالت ج۶ ص۱۴۱) "میں کسی خونی مہدی اور مسیح کے آنے کا منتظر نہیں۔"

(کتاب البریہ ص۱۴۳ خزائن ج۱۳ ص۱۶۲) "میرا ایک الہام ہے۔" خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس "توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔"

"دوسرا الہام" لو کان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من فارس "اگر ایمان ثریا سے بھی معلق ہوتا تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہے (مرزا قادیانی) اس کو وہیں جا کر لے آتا۔"

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے ہم مشرب بھائی سید محمد جونپوری ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے، جونپوری استاد تھے اور قادیانی شاگرد

یا یوں سمجھئے کہ جونپوری خدا تھا اور قادیانی رسول۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے کتب مہدویہ سے بہت کچھ استفادہ حاصل کیا اور اسی خرمن الحاد سے بہت کچھ خوشہ چینی کی۔

مہدویہ یعنی جونپوری!

(ہدیہ مہدویہ ص۲۸) "مہدوی کہتے ہیں خاتم النبیین سے یہ مراد ہے کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدیدہ آنحضرت ﷺ کے بعد پیدا نہ ہوگا اور نبی تابع شریعت محمدیہ تو مثانی آیت "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین" کا نہیں ہے اور سید محمد جونپوری پیغمبر تابع ہیں۔"

(ہدیہ مہدویہ ص۳۲) "شیخ نقائل وغیرہ کتب مہدویہ میں مذکور ہے کہ سید محمد جونپوری کا نواسہ سید محمود ملقب بہ حسین ولایت شہید کربلا امام حسینؓ کے برابر ہے یا بہتر ہے۔"

(ہدیہ مہدویہ ص۲۹) "شواہد الولایت میں لکھا ہے کہ سید محمد جونپوری نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے بندہ کو جملہ موجودات کے احوال اس طرح معلوم کروادیے ہیں۔ جیسے کوئی رائی کا دانہ ہاتھ میں رکھتا ہو اور ہر طرف پھرا کر دکھا دے چنا سکے۔"

(ہدیہ مہدویہ ص۱۹) "مہدویہ کا اعتقاد ہے کہ سید محمد جونپوری وہی مہدی ہیں جن کے ظہور کی آنحضرت ﷺ نے بشارت دی۔"

(ہدیہ مہدویہ ص۱۸) ''ایک دن میاں خوندمیر (امام وخلیفہ مہدی جونپوری) سے ایک سنگریزہ ہاتھ میں لے کر مہاجرین وخلفائے مہدی کے مجمع میں کہا دیکھو یہ کیا ہے۔ سب نے جواب دیا سنگریزہ ہے۔ کہا اس کو مہدی موعود علیہ السلام نے جوہر بے بہا کہا ہے تمام مہاجرین اور خلفاء نے کہا آمنا وصدقنا ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہے کہ جو کوئی فرمان مہدی میں شک کرے یا تاویل کرے وہ ان مہدی میں سے نہیں ہے۔''

(ہدیہ مہدویہ ص۳۳) ''قرآن شریف سورۃ جمعہ میں 'وآخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم' میں اشارہ میرے زمانے کی نسبت ہے۔ یعنی ایک نوع انسانی اور ہے جو آخری زمانہ میں ہوگا۔ لوگ ظلمت وگمراہی میں پڑے ہوں گے۔ تب خدا ان کو صحابہ کے رنگ میں لائے گا اور یہ مسیح موعود کا زمانہ اور گروہ ہوگا۔''

(ہدیہ مہدویہ ص۲۰۸) ''مہدی جونپوری لوگوں کو حج بیت اللہ سے باوجود فرضیت اور استطاعت کے منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میاں دلاور کے حجرہ کو بمنزلہ کعبہ کے ٹھہرایا تھا کہ اس کے تین طواف کعبۃ اللہ کے سات طواف بلکہ تمام ارکان حج کے قائم مقام قرار دیا تھا۔''

(ہدیہ مہدویہ ص۱۳۹) ''سید محمد جونپوری اس بات کے مدعی تھے کہ وہ دار دنیا میں حق تعالیٰ کو عیاناً سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔''

(ہدیہ مہدویہ ص۲۷۹) ''سید محمد جونپوری کے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے کہ محمد ﷺ اور حضرت مہدی موعود ایک ذات ہیں۔''

(ہدیہ مہدویہ ص۱۷) ''جو احادیث رسول اگرچہ کیسی روایت صحیحہ سے مروی ہوں۔ لیکن مہدی جونپوری کے بیان واحوال سے مطابق کر کے دیکھیں۔ اگر مطابق ہوں تو صحیح ورنہ غلط جانیں۔''

(ہدیہ مہدویہ ص۴۴) ''مطلع الولایت میں لکھا ہے کہ اول بارہ برس تک امر الٰہی ہوتا رہا اور مہدی جونپوری وسوسۂ نفس وشیطان سمجھ کر حکم خدا ٹالتے رہے۔ آخر خطاب باعتاب ہوا کہ ہم روبرو سے فرماتے ہیں تو اس کو غیر اللہ سمجھتا ہے۔ اس کے بعد بھی شیخ موصوف اپنی عدم لیاقت وغیرہ کا عذر پیش کر کے آٹھ برس اور ٹالتے رہے۔ بیس برس کے بعد خطاب باعتاب ہوا کہ قضائے الٰہی جاری ہو چکی۔ اگر قبول کرے باجر ہوگا ورنہ مجبور ہوگا۔''

(ہدیہ مہدویہ ص۲۳۸) ''شیخ قضائی میں ہے کہ سید محمود نے اپنے والد سید محمد جونپوری سے روایت کی کہ میران جی نے فرمایا کہ شب میں کسی سے جدا گیا اور شب میں نے کسی وجہ جاگا اور ایک روز ان

کے خلیفہ ولاور کے سامنے یوسف نام ایک شخص نے بوقت وعظ سورۂ اخلاص پڑھی۔ جب ولم یلد ولم یولد پر پہنچا تو ولاور نے کہا نہیں یلد و یولد یوسف نے کہا نہیں لم یلد ولم یولد۔ ولاور نے کہا یلد و یولد عبدالمالک نے یوسف سے کہا بھائی خاموش رہو۔ میاں جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہیں جو کہتے ہیں سو حق ہے۔"

احمدیہ یعنی قادیانی!

(ریو آف ریلیجنز ج ۱۲) "خاتم النبیین سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی پیدا نہیں ہوگا اور کوئی غیر تشریعی نبی ظاہر ہو تو آیت خاتم النبیین کے منافی نہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی غیر تشریعی نبی تھے۔"

مرزا قادیانی پر احمد لیس واقع ہوا تھا۔ وہ یہ خطاب تو اسید رسول اللہ ﷺ کو پہلے دیا جا چکا تھا۔ اس لئے اپنی ہی فکر پڑی یا پیٹ پوجا کا سامان یوں کیا۔

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

(ضرورت الامام ص ۱۲ خزائن ج ۱۳ ص ۴۸۳) مرزا قادیانی کہتا ہے کہ "مجھے علم غیب پر اس طرح قابو ہے جس طرح چابک سوار کو گھوڑے پر ہوتا ہے۔"

(ایام صلح ص ۹۹ خزائن ج ۱۴ ص ۳۳۸) مسیح قادیان نے لکھا "اگر خدا کا پاک نبی اپنی پیشگوئیوں کے ذریعے سے میری گواہی دیتا ہے تو تم اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو۔"

(سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۹۸) "مولوی نور دین خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے۔ میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآن شریف کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو۔ کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور من جانب اللہ پایا تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہوں گے۔"

(ایام صلح ص ۱۴۷ خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۴) "قرآن شریف میں یہ پیش گوئی بڑی وضاحت سے آنے والے مسیح کی خبر دیتی ہے۔" وآخرین منہم لما یلحقوا بہم وھو العزیز الحکیم "یعنی ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ وہ بھی اول تاریکی اور گمراہی میں ہوں گے اور علم اور حکمت اور یقین سے دور ہوں گے۔ تب خدا ان کو بھی صحابہ کے رنگ میں لائے

گا۔ یعنی جو کچھ صحابہ نے دیکھا وہ ان کو بھی دکھایا جائے گا۔ یہاں تک کہ ان کا صدق اور یقین بھی صحابہ کے صدق کے اور یقین کی مانند ہو جائے گا اور یہ مسیح موعود کا گروہ ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین ص ۴۷، خزائن ج ۲۰ ص ۴۹) مرزا قادیانی نے لکھا "ایک حج کا ارادہ کرنے والے کے لئے اگر یہ بات پیش آ جائے کہ وہ مسیح موعود کو دیکھ لے۔ جس کا تیرہ سو برس سے انتظار ہے تو بموجب صریح قرآن اور احادیث کے وہ بغیر اس کی اجازت کے حج کو نہیں جا سکتا۔"

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے (درثمین)

"ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ خدا نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔"

(برکات خلافت ص ۵)

ایسا ہی مرزا قادیانی نے (ضرورت الامام ص ۱۳، خزائن ج ۱۳ ص ۴۸۳) میں لکھا ہے کہ "خدا تعالیٰ مجھ سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرے سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ص ۲۵۹، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۹) "جس شخص نے مجھ میں اور رسول اللہ ﷺ میں کچھ فرق سمجھا تو اس نے مجھے پہچانا اور نہ مجھے دیکھا۔ میرا وجود بعینہٖ رسول اللہ کا وجود ہو گیا۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰، خزائن ج ۱۷ ص ۵۱) "جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔"

(اعجاز احمدی ص ۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ "قریباً بارہ برس جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑے شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا۔"

(سیرۃ المہدی ج اول ص ۳۱) "وہ الہام جس میں مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے صریح طور پر مامور کیا گیا۔ مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا۔ لیکن باوجود (امر الٰہی) کے سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا۔ بلکہ حکم الٰہی کو ٹالتے رہے۔ چنانچہ جب فرمان الٰہی نازل ہوا تو آپ نے بیعت کے لئے ۱۸۸۸ء میں یعنی پہلے حکم کے چھ سال بعد بیعت لینی شروع کی۔"

"انت منی وانا منک یعنی اے مرزا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔" یعنی تو میرا لڑکا ہے میں تیرا لڑکا ہوں۔ (دافع البلاء ص ۶ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴-۵۶۵ خزائن ج ۵ ص ایضاً) "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہٖ خدا ہوں اور میں نے یقین کر لیا کہ میں اللہ ہوں۔ اس حالت میں جب کہ میں خدا تھا میں نے کہا کہ ہم دنیا کا نظام قائم کریں۔ یعنی نیا آسمان اور نئی زمین بنائیں۔ پس میں نے زمین آسمان اجمالی شکل میں بنائے۔ جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے ان میں تفریق کر دی۔ جو ترتیب درست ہو سکتی تھی اس وقت میں اپنے تئیں ایسا پاتا تھا کہ گویا میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا "انا زینا السماء الدنیا بمصابیح" پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصے سے بناتے ہیں۔"

زندیق اور مرتد، کافر اور مشرک میں فرق

علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں۔

"کافر اگر بظاہر اسلام کا اقرار کرے تو وہ منافق ہے اور اگر کوئی شخص اسلام لانے کے بعد کافر ہو جائے تو مرتد ہے اور اگر تعدد معبود کا قائل ہو تو مشرک ہے اور اگر حضور ﷺ کی نبوت کا اعتراف کرتے ہوئے شعائر اسلام کی پابندی بھی دکھلا دے۔ لیکن ضروریات دین کے خلاف عقائد رکھتا ہو تو یہ زندیق ہے۔" جناب شیخ الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (شرح مؤطا ص ۱۳۰) میں زندیق کی حقیقت حسب ذیل فرماتے ہیں۔

"دین حق کا مخالف اگر سرے سے اس کا معترف اور مقر ہی نہیں۔ نہ ظاہراً نہ باطناً تو وہ کافر ہے اور اگر زبان سے اعتراف کرے۔ مگر دل میں کفر بھرا ہوا ہو تو وہ کافر ہے اور اگر زبان سے اعتراف کرے۔ مگر بعض ضروریات دین کی ایسی من مانی تاویل کرے۔ جو صحابہ تابعین اجماع امت کے سراسر خلاف ہو تو ایسا شخص شریعت میں زندیق ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ قرآن حق، جنت دوزخ حق لیکن جنت کے معنی فقط اس قدر ہیں کہ انسان کو اچھے اخلاق سے اس عالم میں کوئی سرور حاصل ہوگا اور جہنم سے مراد یہ ہے کہ بداخلاق کو وہاں کوئی ندامت ہوگی۔ فی الواقع کوئی جنت جہنم نہیں ایسا شخص زندیق ہے۔ غرضیکہ زندیق سب کچھ مان کر سب پر پانی پھیر دیتا ہے۔ یہ ہے زندقہ اس میں دین کی صورت بہر حال رہتی ہے اور حقیقت مسخ ہو جاتی ہے۔ یہ مرتد سے کئی گنا بدتر ہے۔ واضح رہے کہ تاویل کی دو قسمیں ہیں۔

اول..... جو کسی نص قطعی اور حدیث صحیح اور اجماع امت کے مخالف نہ ہو۔

دوم ...... جس کسی نص سے ٹکرا نے تاویل اندر زندقہ ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ بے شک آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ مگر اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد نبی کہلانا منع ہے۔ رہا نبوت کا مفہوم یعنی ایسا انسان جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مخلوق خدا کو ہدایت کرنے آئے۔ واجب الاطاعت ہو گناہوں سے معصوم غلطیوں سے مبرا ہو سو یہ آپ کے بعد آئمہ دین میں موجود ہے۔ پس ایسا شخص زندیق ہے۔ جمہور فقہاء حنفیہ اور شافعیہ کا اتفاق ہے کہ زندیق واجب القتل ہے۔"

زندیق کی توبہ

(۱) امام ابو بکر جصاص رازی احکام القرآن میں اور حافظ امام بدر الدین عینی عمدۃ القاری ص ۲۱۳ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ زندیق کو جس طرح بن پڑے قتل کر دو۔ اس لئے کہ اس کی توبہ کا پتہ لگانا دشوار ہے۔

جناب امام مالک فرماتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان جادوگر بن جائے تو اس کو قتل کر دو توبہ پیش کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ باطنی مرتد کی توبہ اظہار اسلام سے معلوم نہیں ہو سکتی۔ نیز آپ نے فرمایا کہ زندیق کو بلا استتابت قتل کر دو۔

(خطیب ابو بکر تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۲۵۳) میں بہ سند خود ذیل کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔"

عثمان بن حکیم کہتے ہیں کہ مجھے وثوق ہے کہ خدا تعالیٰ امام ابو یوسف کو مسئلہ ذیل میں اجر عظیم دے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ ہارون رشید کے سامنے ایک زندیق پیش کیا گیا۔ خلیفہ نے امام ابو یوسف کو اس سے مناظرہ کرنے کے لئے دربار میں طلب کیا اور حکم دیا کہ آپ اس سے مکالمہ و مناظرہ کریں۔ امام ابو یوسف نے خلیفہ سے فرمایا کہ دیر نہ کیجئے۔ شمشیر اور ادھوڑی منگوا لیجئے اور اس کا سر قلم کیجئے۔ یہ زندیق ہے مرتد نہیں کہ اس کو مناظرہ سے سمجھایا جائے۔ یہ تو ملحد ہے اس کا گھڑی بھر زندہ رہنا خلاف مصلحت اسلامیہ ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۰۲ خزائن ج ۳ ص ۲۵۴) "اب جاننا چاہئے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ (یعنی کسبی تھا عطائی نہ تھا) تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے تھے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے۔ جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے

اور کئی قسم کے جانور تیار کر کے ان کو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے ان کے بہت سے ساحرانہ کام سیکھ لئے تھے۔ جیسا کہ قرآن کریم بھی اس بات کا شاہد ہے۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو۔ (یعنی شعبدہ بازی سکھلا دی ہو) جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک کے مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ (اب دجال اکبر کی دلیل بھی سنئے اور بن باپ کے ہونے کا انکار بھی دیکھئے) کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے اور جیسے انسان میں قویٰ موجود ہوں۔ ان کے موافق اعجاز کے طور پر مدد ملتی ہے۔ (معلوم ہوا کہ معجزات سیکھنے اور فہم و ادراک سے آتے ہیں) جیسے ہمارے سید و مولیٰ نبی ﷺ کے روحانی قویٰ جو دقائق و معارف تک پہنچنے میں نہایت تیز و قوی تھے۔ سو انہیں کے موافق قرآن شریف کا معجزہ دیا گیا۔ جو جامع جمیع دقائق و معارف الٰہیہ ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھلانا عقل سے بعید بھی نہیں۔ کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے۔ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں اور چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے۔ اس لئے ان آیات کے روحانی طور پر یہ معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد امی اور نادان لوگ ہیں۔ جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا۔ گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا۔ پھر ہدایت کی روح ان میں پھونک دی۔ جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔ ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آ سکیں۔ کیونکہ علم الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں۔ ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ انسان کی روح میں کچھ ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی زندگی کی گرمی ایک جماد پر بالکل

فیہا خالدون '' یعنی وہ لوگ جو ہمارے معجزات کا انکار و تکذیب کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔ غرضیکہ قرآن عزیز میں بیسوں آیات ایسی ہی اور آئی ہیں جن کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انبیاء کے معجزات پہ ایمان لانا گویا کہ میری قدرت وطاقت کا اقرار کرنا ہے۔ حضرات! اب دیکھئے کہ رئیس قادیان ایک ایک معجزے کی گن گن کر کس طرح تکذیب کرتا ہوا ان کی کمال اہانت کرتا ہے۔ لہٰذا از روئے قرآن وہ مومن نہیں بلکہ کافر ہے۔ (گویا وہ تمام معجزات باتیں ہی باتیں تھیں ورنہ کوئی کوڑھی اچھا نہ ہوا اور نہ کسی اندھے کو آنکھیں نصیب ہوئیں اور نہ ہی کوئی مردہ زندہ ہوا۔ یہ سب کہانیاں ہیں۔ کیونکہ عقل انسانی سے بالاتر ہیں۔ نعوذ باللہ!) '' اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ سلب امراض کرنا یا اپنی روح کی گرمی جماد میں ڈال دینا درحقیقت یہ سب عمل الترب یعنی شعبدہ بازی کی شاخیں ہیں۔ ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ (مسیح) ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس روحانی عمل کے ذریعے سے سلب امراض کرتے ہیں اور مفلوج ومبروص ومدقوق وغیرہ ان کی توجہ سے اچھے ہوتے رہے ہیں۔ ''

(آپ نے اچھا کیا تھا تف ہے اس منحوس خیال پر) جیسے ملاوا مل کھتری آریہ قادیانی جو آپ کا عینی گواہ ہے کو دق سے۔

(اب سجادہ نشین وصوفیائے کرام کی باری آئی وہ بھی سنئے) '' جن لوگوں کے معلومات وسیع ہیں وہ میرے اس بیان کی شہادت دے سکتے ہیں کہ بعض فقراء نقشبندی وسہروردی وغیرہ نے بھی ان مشقوں کی طرف بہت توجہ کی تھی اور بعض ان میں یہاں تک مشاق گذرے ہیں کہ صدہا بیماریوں کو اپنے یمین ویسار میں بٹھا کر صرف نظر سے اچھا کر دیتے تھے اور محی الدین ابن عربی صاحب کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی اور اہل سلوک کی تاریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں۔ '' (گدھا کہیں کا گویا تمام اولیاء اللہ جو کرامات دکھاتے ہیں سب شعبدہ بازی کرتے ہیں اور کامل مرزائی اصطلاح میں وہ ہے جو گدھے کی طرح گھاس کھائے اور بے عقلی وجہالت دکھاتے ہوئے صرف ڈھینچوں ڈھینچوں کر کے بار بار بکرے بہ غیرت کرے۔)

'' مگر بعض لوگ اپنی ولایت کا ثبوت بنانے کی غرض سے یا کسی اور نیت سے ان شغلوں میں مبتلا ہو گئے تھے اور اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے۔ گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے۔ ''

(یہ بھی خوب کہی یار، مسیح تو تمہارے بیٹے کا بھی نہ ہوا۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے)

'' کیونکہ الیسع کی لاش نے بھی وہ معجزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔ (غریب مسیح کا زندہ بھی مردہ رہا، مگر الیسع کی لاش کا زندہ و زندہ ہو گیا۔ سبحان اللہ!) مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے ساتھ لگنے سے ہرگز زندہ نہ ہو سکیں۔ یعنی وہ دو چور جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔ بہرحال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانے کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا۔ (تف ہے تیری بیہودہ عقل پر) تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ لیکن مجھے وہ روحانی طریق پسند ہے جس پر ہمارے نبی ﷺ نے قدم مارا ہے۔ (گویا حضور اکرم ﷺ سے کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا!) اور حضرت مسیح نے بھی اس عمل جسمانی کو یہودیوں کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ سے جو ان کی فطرت میں مرکوز تھے۔ باذن و حکم الٰہی اختیار کیا تھا ورنہ دراصل مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔ (جھوٹا کہیں کا، کیا تمہارے کان میں شیطان نے کہہ دیا تھا کہ مسیح معجزات کو پسند نہیں کرتا۔ حالانکہ آیات اللہ نبوت کے لئے لازم ملزوم چیز ہے) واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت برا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع کرنے کے لئے اپنی دلی اور دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی ان روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفس کا جو اصل مقصد ہے۔ اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعے سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت و توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۳۱۰، خزائن ج ۳ ص ۲۵۸)

الہام: "ھذا ھو الترب الذی لا یعلمون" غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور

فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا۔ جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں تھا اور مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی تھی۔ جیسے سامری کا گوسالہ تھا ہے۔ "فانه نکتة جلیة ما یلقها الا ذوحظ عظیم"

(ازالہ اوہام ص۳۲۲، خزائن ج ۳ ص ۲۶۳)

ناظرین کرام! یہ بھی بتادوں کہ مرزا قادیانی سے قبل ایک اور بھی ایسی ہستی گذر چکی ہے جسے دنیا سرسید احمد نیچری کے نام سے یاد کرتی ہے۔ مرزا قادیانی نے جو کچھ لیا وہ اسی ذات شریف کا پس خوردہ لیا۔ اس کے علاوہ سید محمد جونپوری کے خوان کرم سے ریزہ چینی کی اور بہاء اللہ ایرانی کے دسترخوان کے پس خوردہ باسی ٹکڑے کھائے۔ چنانچہ ولی نعمت اللہ کیا خوب کہہ گئے۔

دو کس بنام احمد گمراہ کنند بے حد
سازند از وے خود تفسیر در قرآنہ

ایک تو مرزا قادیانی کی ذات شریف ہے اور دوسرے بھی سرسید احمد نیچری ہیں۔ بہرحال مرزا قادیانی کا تو بچھا ہی بچھا تھا۔ دیکھئے مرزا قادیانی نے اپنے استاد کی کیسی شاندار پیروی کی۔ بلکہ جو کچھ وہ نہ کر سکتے تھے وہ آپ نے کر دکھلایا۔

(تفسیر احمدی ج۲ ص۲۶۰،۲۶۱) "حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیماروں پر دم ڈالتے اور برکت دیتے تھے۔ لوگ ان کے ہاتھوں کو برکت لینے کے لئے چومتے تھے۔ یہ خیال غلط ہے کہ اس طرح کرنے سے اندھے آنکھوں والے اور کوڑھے اچھے ہو جاتے تھے۔ خدا نے انسان میں ایک ایسی قوت رکھی ہے جو دوسرے انسان میں اور دوسرے انسان کے خیال میں اثر کرتی ہے۔ اس لئے ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں۔ جو نہایت ہی عجیب وغریب معلوم ہوتے ہیں۔ اسی قوت پر اس زمانہ میں ان علوم کی بنیاد قائم ہوتی ہے جو مسمریزم اور اسپر چوایزم کے نام سے مشہور ہے۔ مگر جب کہ وہ ایک قوت ہے قوائے انسانی میں سے اور ہر ایک انسان میں بالقوہ موجود ہے تو اس کا انسان سے ظاہر ہونا معجزہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تو فطرت انسان میں سے انسان کی ایک فطرت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تمام لوگوں کو کوڑھے ہوں یا اندھے خدا کی بادشاہت میں داخل

ہونے کی منادی کی گئی تھی۔ یسوع ان کوڑھیوں اور اندھوں کو اچھا کرتا تھا۔"

(تفسیر احمدی ص ۱۵۵، ۱۵۶) "یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پھونکنے کے بعد در حقیقت وہ پرندوں کی مورتیں جو مٹی سے بناتے تھے جاندار ہو جاتی تھیں اور اڑنے بھی لگی تھیں۔ یہ کوئی امر وقوعی نہ تھا۔ بلکہ صرف حضرت مسیح کا خیال زمانہ طفولیت میں بچوں کے ساتھ کھیلنے میں تھا۔ مورتیں بنا کر پوچھنے والے سے کہتے تھے کہ میری پھونک سے وہ پرند ہو جائیں گے۔ پس حضرت عیسیٰ کا یہ کہنا ایسا ہی تھا۔ جیسے کہ بچے اپنے کھیلنے میں بمقتضائے عمر اس قسم کی باتیں کیا کرتے ہیں۔"

ناظرین! یہ ہیں سلطان القلم مسیح قادیان کی ملاحیاں اور ایمانداریاں۔ ایسا شخص جو بھی کرے اور کہے آج کل کی تہذیب اسے اجازت دیتی ہے۔ کیونکہ یہاں آزادی کا زمانہ ہے اور تقریر کے خیال میں تو جب انسان حیا کو چھوڑ دے تو جو چاہے سو کرے۔ اس کو کون روک سکتا ہے۔ اب انصاف کیجئے معجزات اور کرامات کے لئے کیا خاک رہا۔ جب کہ ان کے حامل ہی شعبدہ باز قرار دیئے جائیں۔ اصل میں واقعہ یوں ہے کہ کسی نے مرزا قادیانی سے سوال کیا کہ جی! حضرت یہ تو کہئے کہ مسیح کی مماثلت تامہ کے دعویدار تو آپ بن گئے اور الہام بھی آپ کو روز سناتے ہیں اور صفات بھی تکمیل کرتی ہیں۔ مگر مسیح تو مادر زاد کوڑھی اور اندھے کو اچھا کرتا اور مردے جلاتا اور طرح طرح کے آیات خدا دکھاتا تھا۔ اگر آپ مثیل مسیح ہیں تو کوئی ثبوت تو آپ بھی پیش کریں۔ کیونکہ دعویٰ بلا دلیل ہمیشہ باطل ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ چراغ جلے اور روشنی نہ دے۔ آفتاب طلوع کرے مگر دنیا اجالے سے بے نصیب رہے۔ اگر آپ مسیح ہیں تو مسیحائی کیجئے۔ دنیا خود بخود آپ کو مان لے گی۔ تو آپ نے یہ بیان دھر رگڑا اور لگے ہاتھ صوفیائے کرام کے فیوض کو بھی نقل کر دو در قابل نفرین قرار دے دیا۔ وہ کیوں صرف اس لئے کہ بدولت مسیح قادیان ان عنایات ربی سے محض کورے تھے۔ مگر ساتھ ہی دوسرے مقام پر اپنے الہام گنانے آیات اللہ پر بھی اتر آئے اور کہہ دیا کہ یہ بھونچال اور زلزلے یہ بیماریاں اور ہیضہ یہ کالرا اور پلیگ یہ قحط اور وبائیں محض میرے لئے نمودار ہوئیں اور یہی میری صداقت کے دلائل ہیں۔ میرے لئے تو میرے مولا نے وہ وہ کرم کئے جو آج تک کسی دوسرے کو نصیب ہی نہیں ہوئے۔ چوروں کی طرح چھپ چھپ کر وہ میرے پاس آیا۔ پلیگ کے کیڑے میری خاطر اب بیچارے سب نے پیدا ہو گئے۔ تیز گوار

سے وہ میری چوکیداری میں گزر رہا۔ پچاس ہزار[1] الہام منی آرڈروں بیعتوں کے اس نے مجھے گئے۔ سائل نے عرض کیا بس بس جناب تسلی ہوگئی۔ ہاں یہ فرمائیے مسیح موعود کے نشانات میں صحیح مسلم میں ایک حدیث آئی ہے کہ مسیح موعود آسمان سے نازل ہوگا۔ وہ بیوی کرے گا اولاد ہوگی حج کرے گا اور آخر روضۂ رسول اکرم ﷺ میں دفن ہوگا۔ سرکار مدینہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز میں اور مسیح علیہ السلام اکٹھے ایک ہی روضہ سے اٹھیں گے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان رہیں گے۔ قادیانی جواب دیتے ہیں کہ نازل ہونے والا قادیان میں ہی ہوں۔ اعتبار نہ آئے تو خدا کا کلام (براہین احمدیہ ص۴۹۸، خزائن ج۱ ص۵۹۳) میں دیکھ لو۔

الہام ''انا انزلناه قريباً من القاديان وبالحق انزلناه وبالحق نزل وكان وعداً مفعولا''

اگر تسلی نہ ہوئی ہو تو مسیح ایک دوسرا الہام بھی حاضر ہے۔ الہام ''انا انزلناه قريباً من القاديان بطرف شرقي منارة البيضاء'' (ازالہ اوہام ص۷۳ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۳۹)

اور بیوی کے متعلق تو دنیا جانتی ہے کہ خود اللہ میاں نے میرا نکاح آسمان پر کیا۔ اس کے متعلق آسمان کے ستاروں سے زیادہ پیشگوئیاں موجود ہیں۔ یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی صورت ٹل نہیں سکتی۔ ہو کے رہے گی اور جو اس میں مخالفت کرے گا روسیاہ ہوگا اور ناک صفائی سے کٹ جائے گی۔ خدا اس کو ضرور میرے پاس لائے گا۔ باکرہ ہونے کی صورت میں یا بیوہ ہوکر۔ بہرحال محمدی کا میرے نکاح میں آنا تقدیر مبرم ہے۔ جو کسی طور سے نہیں ٹل سکتی اور اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل اور میری نبوت پر تین حرف اور اولاد بھی اسی میں سے ہوگی۔ خدا کی قدرت کہ مرزا قادیانی کا انتقال ہوگیا اور سائل بھی چل بسا۔ مگر ایسا ضروری تھا کہ عالم برزخ میں بھی پوچھے سے نہ رہا تو

۱؎ (حقیقت الوحی ص۳۳۳، خزائن ج۲۲ ص۳۴۶) ''یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں۔ ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔''
(حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ ص۲۲۱) ''اگر میرے اس بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیس برس کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو تا کہ معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس مدت میں کھولا گیا ہے۔ حالانکہ یہ آمدنی اس طرح بھی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آکر دیتے ہیں اور نیز ایسی آمدنی جو خطوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔''

خلیفہ ہیں۔ حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پیش گوئی کی تھی۔ "یتزوج ویولد له" یعنی مسیح محمدی شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی۔ اب ظاہر ہے کہ اگر اس شادی اور اولاد میں کسی غیر معمولی فضیلت کا اشارہ نہیں تھا۔ تو اس کی عام بات کے ذکر کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ کیا دنیا میں ہزاروں آدمی شادیاں نہیں کرتے اور کیا ہزاروں کے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ اگر کوئی شخص اپنے متعلقین سے کہے کہ آج میں نے ایک آدمی دیکھا جس کی دو ٹانگیں دو آنکھیں اور دو کان تھے۔ تو سننے والے کو اس کی سنجیدگی اور دماغی توازن کے متعلق ضرور شبہ پیدا ہو جائے گا۔ لہذا افضل الرسل حضرت رسول کریم ﷺ کا مسیح موعود کے متعلق شادی کرنے اور صاحب اولاد ہونے کی پیش گوئی کرنا واضح کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی زوجہ محترمہ اور حضور کی اولاد میں روحانی لحاظ سے ایک خاص خصوصیت پائی جاتی ہے۔ جس کا ظہور اسلام کے لئے بطور نشان کے ہے۔ حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا قلعہ بند حضرت رسول کریم ﷺ کی پیش گوئی کو چار چاند لگاتا ہے اور حضور کی صداقت کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے اس طرح اقطاب اور اولیائے امت نے بھی بکثرت حضور کی خلافت کی خوشخبریاں دی ہیں۔ مثلاً حضرت نعمت اللہ ولی کا قصیدہ کسی صاحب علم سے مخفی نہیں۔ جس میں لکھا ہے پسرش یادگار مے بینم کہ حضرت مسیح موعود کا فرزند ارجمند حضور سرکار مدینہ علیہ السلام کے کمالات کی یادگار ہوگا۔ اس سے بڑھ کر واضح اشارہ خلافت کے متعلق اور کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کثرت سے الہامات رؤیائے صادقہ اور کشوف ظاہر ہوئے کہ ان کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی خلافت سے انکار کرنا صداقت اور انصاف کا خون کرنا ہے۔" (اخبار الفضل ۱۱ اگست ۱۹۳۷ء [illegible] بی۔ اے۔ رکن مجلس انصار سلطان القلم)

اس کے بعد سائل نے پوچھا حضرت یہ تو کہئے آپ نے حج کیوں نہیں کیا۔ [illegible] قادیان فرمانے لگے میرے لئے وہاں امن نہ تھا۔ سائل نے کہا حضور آپ کو الہام واللہ یعصمک من الناس ہوا تھا۔ جواب دیا ہاں ہوا تھا۔ مگر سب الہاموں پر عمل تھوڑا ہی ہوتا ہے۔ جان عزیز ہے تم جانتے ہو کہ یہ مولوی ہمت کے شتر مرغ کس طرح ہاتھ دھو کے میرے پیچھے لگے تھے۔ اگر وہ امیر عرب کو لکھ دیتے تو کیا حشر ہوتا۔ اس لئے [illegible] نے [illegible] کبھی سمجھ کر نہ جاؤں۔ سائل نے عرض کی حضور آپ کا حج کیوں ہوگا۔ فرمانے لگے تم نہیں جانتے کہ میرا الہام کیا کہتا ہے۔ الہام:

"ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔" (تذکرہ ص ۵۹۱)

اور نیز ایک خواب سنایا۔ ''اس عاجز (مرزا قادیانی) نے خواب میں دیکھا جو آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارکہ پر میں کھڑا ہوں اور کوئی لوگ مر گئے ہیں یا مقتول ہیں۔ ان کو لوگ دفن کرنا چاہتے ہیں۔ اسی اثناء میں روضہ کے اندر سے ایک آدمی نکلا اور اس کے ہاتھ میں ایک سرکنڈہ تھا اور وہ اس سرکنڈہ کو زمین پر مارتا تھا اور ہر ایک کو کہتا تھا کہ تیری اس جگہ قبر ہوگی۔ تب وہ یہی کام کرتا کرتا میرے نزدیک آیا اور مجھ کو دکھلا کر اور میرے سامنے کھڑا ہو کر روضہ شریف کے پاس کی زمین پر اس نے اپنا سرکنڈہ مارا اور کہا کہ تیری اس جگہ قبر ہوگی۔''

(تذکرہ ص ۱۸۳ از ازالہ اوہام ص ۱۷۴ خزائن ج ۳ ص ۳۵۲)

یہ تو تھے مرزا قادیانی کے الہام اور رؤیا صادقہ کے نمونے۔ دیکھنا باقی ہے کہ ان کا حشر کیا ہوا۔ اب دیکھئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته'' یعنی جب تک تمام و کمال اہل کتاب حضرت مسیح کو سچا رسول اور زندہ بجسدہ العنصری تسلیم نہ کر لیں گے۔ تب تک حضرت مسیح پر موت ہی نہیں آئے گی اور ان کے اس طریق پر ایمان لانے کی شہادت حضرت مسیح قیامت کو دیں گے کہ یہ سب اہل کتاب مجھ پر ایمان لے آئے تھے۔ اس آیت کریمہ پر مرزا قادیانی بہت سٹ پٹائے اور طرح طرح سے اس کے معانی کئے۔ اس لئے مرزا قادیانی کا دو بیان بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(ازالہ اوہام ص ۳۷۲ خزائن ج ۳ ص ۲۸۸) ''پس واضح ہو کہ سائل کو یہ دھوکا لگا ہے کہ اس نے اپنے دل میں یہ خیال کر لیا ہے کہ آیت قرآنی کا یہ منشاء ہے کہ مسیح کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب کے فرقوں کا اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ لیکن ہم اگر فرض کے طور پر یہ یقین کر لیں کہ آیت موصوفہ بالا کے یہی معنی ہیں۔ جیسا کہ سائل سمجھا ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ زمانہ معصود مسیح سے اس زمانہ تک کہ مسیح نازل ہو۔ جس قدر اہل کتاب دنیا میں گذرے ہیں یا اب موجود ہیں یا آئندہ ہوں گے وہ سب مسیح پر ایمان لانے والے ہوں۔ حالانکہ یہ خیال بہ بداہت باطل ہے۔ ہر ایک شخص خوب جانتا ہے کہ بے شمار اہل کتاب مسیح کی نبوت سے کافر رہ کر اب تک واصل جہنم ہو چکے ہیں اور خدا جانے آئندہ بھی کس قدر کفران کی وجہ سے اس آتشی تنور میں پڑیں گے۔ اگر خدا تعالیٰ کا یہ منشا ہوتا کہ وہ تمام اہل کتاب فوت شدہ مسیح کے نازل ہونے کے وقت اس پر ایمان لاویں گے تو وہ ان سب کو اس وقت تک زندہ رکھتا۔ جب تک کہ مسیح آسمان سے نازل ہوتا۔ لیکن مرنے کے بعد ان کا ایمان لانا کیونکر ممکن ہے۔''

فقیر اس سے پہلے عرض کر چکا ہے کہ مرزا قادیانی نے جو کچھ لیا وہ دوسروں کا پس خوردہ لیا۔ اس لئے یہ الہام اسی نیچری کی طرف سے ہیں اور یہ سرسید علی کی جدت و مہربانی ہے جس سے مرزا قادیانی کو نبوت کا زکام اور رسالت کا ہیضہ ہو رہا ہے۔ غور سے سنئے: ۔

(تفسیر احمدی ص ۳۶۳)"وان من اهل الکتٰب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیمٰة یکون علیهم شهیدا" "اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر یہ یقین کرے ساتھ اس کے۔ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر مارے جانے کے) قبل اپنی موت کے وہ جان لے گا کہ صلیب پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر گواہ ہوں گے۔ یعنی اہل کتاب کو اپنی زندگی میں جو عقیدہ تھا اس کے برخلاف گواہی دیں گے۔"

تمنا ہے کہ اک اک بال کی سو سو بلائیں لے
دل صد چاک شانہ بن کے گیسوئے محمدؐ کا

سرکار مدینہ ﷺ کا فیض عام ہر زمانہ پر محیط ہے اور رہے گا۔ اسی لئے خلاق کائنات نے انہیں خاتم النبیین ﷺ کے لقب سے نوازا کافۃ للناس کے لئے بشیراً ونذیراً کے خطاب سے یاد کیا۔ حضور اکرم ﷺ کے دور رسالت میں کسی نبی یا رسول کی قطعاً ضرورت اس لئے نہیں کہ ان کا فیض عام کلی طور پر زمانہ بھر کے لئے جاری و ساری ہے اور رہے گا۔ مثال کے طور پر اصلاح امت کے لئے فیض نبوی ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد ہوتا ہے:"لا تقوم الساعة حتی یخرج ثلاثون کذابون دجالون کلهم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی"

اللہ اللہ ایک ایک لفظ حکمت سے بھرپور معارف میں ڈوبا ہوا۔ ہر زمانے کی راہبری کر رہا ہے۔ اب دیکھئے مرزا خواہ مخواہ خود بخود دجل بناتے ہوئے گڑے مردے اکھاڑے جاتا ہے کہ اس سے وہ تمام اہل کتاب مقصود ہیں جو مر چکے ہیں یا مسیح کی آمد تک مریں گے یا ان کے زمانہ میں یا زمانہ مابعد میں مریں گے۔ اس دجل دہی سے یہ مدعا ہے کہ لوگ مغالطہ میں آ جائیں گے۔ مگر کون نہیں جانتا کہ اس سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو مسیح کے وقت ہوں گے اور ایمان بھی وہی لا سکتے ہیں۔ جو جناب مسیح کا نزول من السماء مشاہدہ کریں گے اور گواہی بھی انہیں لوگوں پر ہوگی جو مسیح پر ایمان لائیں گے۔ مگر مرزا قادیانی کو کون سمجھائے وہ تو ٹھہرے کرشن اور رودر گوپال اور بے سنگھ بہادر قادیانی مثال کے طور پر اگر کہا جائے کہ بہشتی مقبرے کے تمام شیدائی یا موصی جلسہ سالانہ پر حاضر ہوں تو کیا اس کا یہ مطلب لیا جائے گا کہ وہ جو قبروں میں گل سڑ رہے ہیں یا جو ابھی مصہ شہود پر نہیں آئے۔ وہ بھی حاضر ہوں نہیں نہیں وہی آئیں گے جو اس

وقت جیتے ہوں۔ بعینہ یہ معاملہ یہاں ہے۔ نہ جو بھی اہل کتاب زمانہ مسیح میں موجود ہوں وہ مسیح کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے اور جب سب ہی مسلمان ہو گئے تو مستقبل میں باقی کون رہا۔

(ازالہ اوہام ص ۳۸۲، خزائن ج ۳ ص ۲۸۹) ''بعض لوگ نہایت تکلف اختیار کر کے یہ جواب دیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت خدا تعالیٰ ان سب اہل کتاب کو پھر زندہ کرے۔ جو مسیح کے وقت بعثت سے مسیح کے دوبارہ نزول تک کفر کی حالت میں مر گئے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یوں تو کوئی کام خدا تعالیٰ سے غیر ممکن نہیں۔ لیکن زیر بحث تو یہ امر ہے کہ کیا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں ان خیالات کا کچھ نشان پایا جاتا ہے تو کیوں وہ پیش نہیں کیا جاتا۔''

ناظرین! ہم مفصلاً کہہ چکے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے مصداق وہی اشخاص ہیں جو مسیح کے وقت ہوں گے اور قرآن کریم اور حدیث صحیحہ کے علاوہ آثار صحابہ بھی کہتے چلے آتے ہیں کہ اہل کتاب سے مراد زمانہ حال کے اہل کتاب ہوں گے نہ اس کا ماضی سے تعلق نہ مستقبل سے کوئی واسطہ۔ مرزا قادیانی کی خواہش ہے کہ اندھوں کو روشنی دکھائی جائے۔ اس لئے ایک اصول مرزا قادیانی کا اپنا ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ پس غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

(برکات الدعا ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸) پر جناب رئیس قادیان دغا کسنا دیں تحریر فرماتے ہیں۔ ''اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہؓ آنحضرت ﷺ کے نوروں کو حاصل کرنے والے اور علم نبوت کے پہلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل تھا اور نصرت الٰہی ان کی قوت مدرکہ کے ساتھ تھی۔ کیونکہ ان کا نہ صرف قال بلکہ حال تھا۔''

حدیث نبوی ﷺ

جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ میں ایسا معلوم کرتی ہوں کہ آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ لہٰذا مجھے اجازت فرمایئے کہ میں آپ ﷺ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ حضور ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا میرا اس جگہ پر کوئی اختیار نہیں کیونکہ وہاں چار قبروں میری ابوبکرؓ عمرؓ اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے سوا اور کوئی جگہ ہی نہیں۔''

(کنز العمال برحاشیہ مسند احمد ج ۶ ص ۵۷)

یہ حدیث مومنین کی ماں کی روایت سے بیان ہوئی اور مومنین کے باپ نے جواب دیا۔ جس سے صاف طور پر یہ معلوم ہوا کہ عیسیٰ ابن مریم ابھی زندہ ہیں۔ نہیں مرے اور روضہ رسول میں ابھی تین قبریں موجود ہیں۔ چوتھی نہیں وہ جناب مسیح کے لئے ہے۔ جب وہ آسمان سے نزول

فرمائیں گے اور ۴۵ سال زمین پر دو کر فوت ہوں گے۔ تو ان کی چوتھی قبر روضۂ اطہر میں ہوگی۔ فقیر کے خیال میں یہ ایک ہی حوالہ مؤمنین کے لئے کافی ہے۔

دیکھیاں نامۂ سالار دو عالم کی ادا
دے کہ تجھ کو نہ رہا یاد مآل پروئج

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۵ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳) ''صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانیال اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں جہاں بھی میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آ گیا ہے اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عربی زبان میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں۔ یعنی خدا کی مانند۔''

''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی جری اللہ فی حلل الانبیاء اس الہام میں میرا نام رسول بھی رکھا گیا اور نبی بھی۔ پس جس شخص کے خود خدا نے یہ نام رکھے ہوں۔ یعنی نبی اور رسول اس کو عوام میں کہنا کمال درجہ کی شوخی ہے۔''

(اخبار الحکم قادیان ۳ نومبر ۱۹۰۱ء) ''ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پرانا۔ بلکہ خود محمد ﷺ کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں۔''

(نزول المسیح ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۱) ''اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں نبی اور رسول نہیں ہوں۔ یعنی باعتبار شریعت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے اور میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶) ''مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان میں نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد و احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس رہی۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔''

(خطبہ الہامیہ ص ۱۸۴، خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۵) ''اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے۔ (یعنی میرے زمانہ میں) جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو۔ (یعنی چودھویں صدی مرزا کے دور رسالت کا زمانہ) پس انہیں معنوں کی طرف

اشارہ ہے جو خدا تعالیٰ کے اس قول میں ہے کہ خسف قمر کم خسف بدر۔"

له خسف القمر المنير وان لي غسا

القمران المشرقان اتنكر

(قصیدہ اعجازیہ ص ۷۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳ از مرزا غلام احمد قادیانی)

"مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو احمد نبی اللہ تسلیم نہ کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا یا امتی گروہ میں سمجھنا گویا آنحضرت ﷺ کو جو سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں، امتی قرار دینا اور امتیوں میں داخل کرنا ہے جو کفر عظیم اور کفر بعد کفر ہے اور آنحضرت ﷺ کی بعثت اول میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا لیکن آپ کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت ﷺ کی ہتک اور آیات اللہ سے استہزاء ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت ﷺ کی بعثت اول و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ بعثت ثانی کے کافر کفر میں بعثت اول کے کافر سے بڑھ کر ہیں۔ مسیح موعود کی جماعت وآخرین منہم کی مصداق ہونے سے آنحضرت ﷺ کے اصحاب میں داخل ہے۔" (الفضل کہ دوکان روکتاہے)

(اخبار الفضل ج ۳ نمبر ۳۲، ۱۵، ۲۹ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(ایک غلطی کا ازالہ) "میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں۔ پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد ﷺ ہی نبی رہا نہ کوئی اور۔ یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا۔ جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

مرزا بیکس و خاکسار قادیان کا ایک خاص مرید مرزا کے حضور میں ایک قصیدہ مدحیہ سناتا ہے اور عاجز و خاکسار نبی سن کر سر دھنتا اور خوش ہوتا ہے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر ج۲ نمبر ۴۳ ص۱۴، ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء قاضی ظہور اکمل)

(ازالہ اوہام ص۶۷۳، خزائن ج۳ ص۴۶۳) آیت "ومبشراً برسول یاتی من بعد اسمہ احمد" ہمارے رسول اللہ ﷺ صرف احمد نہیں بلکہ محمد بھی ہیں۔ یعنی جامع جمال اور جلال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی محمد واحمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا ہے۔ رسول اللہ تو محمد اور احمد دونوں تھے۔ لیکن برطبق پیش گوئی صرف احمد بمعنی خود (مرزا قادیانی) ہے جو رسول اللہ۔"

"یہ بھی کہہ دوں معراج (نبی کریم ﷺ) اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔" (ازالہ اوہام ص۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶)

الہامی گزٹ کی منادی

"خدا کا وعدہ ہے "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" قرآن شریف کی گم شدہ عظمت اور عزت کو پھر بحال کرنے کے لئے غلام احمد کی صورت میں چھپا محمد رسول اللہ ﷺ آیا اور خدا نے آسمان سے قرآن کی حفاظت اور اس کی عظمت وجلال کے اظہار کا ذریعہ پیدا کیا اور ارادہ کیا کہ قرآن کریم کا نزول دوبارہ ہو اور پھر دنیا کو اس کی عظمت پر اطلاع دی جائے اور اس غرض کے لئے اس نے پھر محمد ﷺ کے بروزی رنگ میں غلام احمد قادیانی کی صورت میں نازل کیا۔" (اخبار الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۷ء کالم اول ص۹)

(تذکرۃ الشہادتین ص۲۸، خزائن ج۲۰ ص۳۰) "کوئی ذرا بے حیا ہو تو اس کے لئے اس سے چارہ نہیں کہ میرے دعویٰ کو اسی طرح مان لے۔ جیسا اس نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کو مانا ہے۔"

یہ کس کتاب میں ہے کہ خیر البشر کے بعد
ہرگز کسی کو دعوئے پیغمبری نہ ہو

کیا مصطفےٰ کے بعد نہ آئیں گے مسیلمہ
پھر قادیان میں کس لئے مجھ سا نبی نہ ہو

ظفر علی خان!

ناظرین: آپ نے مرزا قادیانی کی اطاعت کیشیاں اور تابعداریاں ملاحظہ کیں۔ یہ تھے وہ انکساری اور خاکساری کے فوٹو اور یہی ہیں وہ وفاداریاں اور منت گذاریوں کی عملی تصویریں۔ حیران ہوں اس بے تکی رسالت پر، پریشان ہوں اس بے چیدے کی لوٹ پوٹ نبوت پر۔ یہی ہے وہ ظلی نبوت اور امتی رسالت۔

مثل مشہور ہے کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ بقول مرزا کے پاس سوائے باتوں اور وہ بھی بے لذت کے اور دھرا ہی کیا ہے۔ دنیا خواہ کتنا ہی راجپال کو کوستی ہے اور شردھانند کو برا کہتی ہے۔ بھلا جس قدر توہین اس حد بیت نے کی اور کوئی کیا کرے گا۔ مرزا آنجہانی اور مرزئے آنجہانی سب اسلام کے لئے کھلے دشمن ہیں۔ یہ وہ ناسور ہیں جن کے گھاؤ اندر ہی اندر نشو ونما پاتے ہیں۔ بظاہر بڑے پاک باز بڑے نیک! طول طول لمبی لمبی نمازیں اور تقدس کی فرنچ داڑھیاں۔ سب شکار کی نشانیاں ہیں۔ جن کی آڑ میں امت خیر الانام کا شکار کھیلا جاتا ہے۔ آہ! سبز روضہ میں آج بے چینی ہے۔ معصوم مکہ آج بے قرار ہے۔ آرام ہیں۔ وہ شان محمدی کو کیا جانے جو دین حق کا شاورہی نہیں۔ وہ مرزے بار الہامی ڈاکو کاش چشم بصیرت کے ساتھ ساتھ بصارت بھی رکھتا تو وہ ان مقامات کو ضرور دیکھتا۔ جہاں آداب محمدی سکھلائے گئے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی تو گھیرے ہے جنگل بیابان دور میں قادیان وہ کیا جانیں ادب کیا ہے اور کیسے بجا لایا جاتا ہے۔ ان سے پوچھئے کستوری کیا ہوتی ہے اور افیون کس مرکب سے کھائی جاتی ہے اور ٹانک وائن اور پلیڈر قوت باہ کے لئے کتنے مفید ہیں۔

قرآن کریم نبی کریم ﷺ کے ادب واحترام کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ چنانچہ چند ایک ارشادات ربی ملاحظہ ہوں۔

۱..... ’’یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون‘‘

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ اونچی کرو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا اور نہ زور سے پکارو جیسا کہ آپس میں پکارا کرتے ہو ایک دوسرے کو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال تمہاری اس حرکت سے ضائع ہو جائیں اور تمہیں اس کا پتہ بھی نہ لگے۔

۲..... ’’لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً قد

۵ ... ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں میں نے یقین کر لیا کہ وہی ہوں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص۵۶۴)

۶ ... ''یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا۔ یعنی انسانی مظہر (مرزا قادیانی) کے ذریعہ اپنا جلال ظاہر کرے گا۔''

(حقیقت الوحی ص۵۴)

اور مرزا قادیانی کا ادب و احترام کرنا کوئی مرزائی خدا سے سیکھے۔ یہ قادیانی اور لاہوری بھلا کیا جانیں کہ وہ کس بلا کا مرزا تھا۔ وہ انسان نہ تھا فرشتہ نہیں نہیں خود خدا تھا۔ کیونکہ وہ خدا کے بروز میں آیا تھا اور اس کا نام خدا کا سب سے بڑا نام تھا۔ جیسے کہ وہ خود کہتا ہے۔

''انت اسمی الاعلیٰ'' اے مرزا تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔

(اربعین نمبر۴ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳)

''انت منی بمنزلۃ بروزی'' اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ہی ہوں۔

(تجلیات الٰہیہ ص۱۱، خزائن ج۲۰ ص۴۰۳)

''انت منی وانا منک'' اے مرزا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(حقیقت الوحی ص۷۴، خزائن ج۲۲ ص۷۷)

''انت من مائنا وھم من فشل'' اے مرزا تو ہمارے نطفہ سے ہے اور باقی لوگ خشکی سے۔ (انجام آتھم ص۵۵،۵۶، خزائن ج۱۱ ص۵۵،۵۶)

''ظھورک ظھوری'' اے مرزا تیرا ظاہر ہونا گویا کہ میرا ظاہر ہونا ہے۔

(البشریٰ ج۲ ص۱۲۶)

اے میرے اہلبیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۲۵)

''اینما تولوا فثم وجہ اللہ'' اے مرزا جس طرف تیرا منہ ہوگا اس طرف میرا ہی منہ کروں گا۔ (براہین احمدیہ ص۲۴۱ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۲۶۷)

''انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق'' اے مرزا تیری منزلت میرے نزدیک بہت ہے جو دنیا نہیں جانتی۔ (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

''انت منی بمنزلۃ عرشی'' اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا میرا عرش۔

(حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

''یا قمر یا شمس انت منی وانا منک'' اے مرزا میرے چاند اے مرزا میرے سورج میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے ہے۔ (تجلیات الٰہیہ ص ۵ خزائن ج ۲۰ ص ۳۹۷)

''انت منی بمنزلۃ سمعی'' اے مرزا قادیانی تو مجھ سے ایسا ہے جیسے میرے کان۔ (تذکرہ ص ۵۰۷)

''انت منی بمنزلۃ النجم الثاقب'' اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا ثاقب ستارہ۔ (ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۰ خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۷ حاشیہ)

الوحی دم ناخت

''پہلا تعجب یہ کہ کیسے بڑے ادب سے خدا نے مجھ کو پکارا ہے کہ مرزا نہیں کہا۔ بلکہ مرزا صاحب کہا ہے۔ چاہئے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے ادب سیکھیں۔ دوسرا تعجب یہ کہ باوجود اس کے میری طرف سے درخواست تھی کہ الہام میں میرا نام ظاہر کیا جائے۔ مگر پھر بھی خدا کو میرا نام لینے سے شرم دامنگیر ہوئی اور شرم کے غلبہ نے میرا نام زبان پر آنے سے روک دیا گیا میرا نام مرزا صاحب ہے۔ کیا دنیا میں اور مرزا صاحب کے نام سے پکارے نہیں جاتے۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۵۳ خزائن ج ۲۲ ص ۳۶۶)

ناظرین! اب جناب کی خدمت میں ایک انوکھی مزیدار چیز پیش کی جاتی ہے۔ جو یقیناً خوش ذائقہ ہونے کے علاوہ بو باس میں نرالی ہے۔ یقیناً یہ کذاب قادیان کے لئے ایک زبردست توپخانہ ثابت ہوگی اور اس کے ایک ہی حربے سے دجالیت کا گھروندا سرنگوں ہوتا ہوا نظر آئے گا۔ اس کے بعد قادیانی صدائے نبوت ''ان انکر الاصوات لصوت الحمیر'' ثابت ہوگی۔

۱ ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت ''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی۔'' (کتاب البریہ ص ۲۰۰ حاشیہ خزائن ج ۱۳ ص ۲۱۸)

۲ ''ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل علیہ السلام کو بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت (ازالہ اوہام ص ۵۷۷ خزائن ج ۳ ص ۴۱۲)

لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام بو تمیں حق ہیں اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔"

۲... (ازالہ اوہام ص ۷۶۱، خزائن ج ۳ ص ۵۱۱) "قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔"

۳... (ازالہ اوہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲) "رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔"

۵... (ازالہ اوہام ص ۵۳۴، خزائن ج ۳ ص ۳۸۷) "حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین بذریعہ جبرائیل کے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی۔"

۶. (ایام الصلح ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۲، ۳۹۳) "قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں۔ لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث "لا نبی بعدی" میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔"

۷... (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۷۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً) "اللہ کو شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایاں کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کر دے یا اور ان پر بڑھا دے۔"

۸... (ازالہ اوہام ص ۵۸۳، خزائن ج ۳ ص ۴۱۲) "اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے۔"

۹. (حمامۃ البشریٰ ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰) "اور اللہ تعالیٰ کے اس قول "ولکن رسول الله وخاتم النبیین" میں بھی اشارہ ہے۔ پس اگر ہمارے نبی ﷺ الخ

کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والے زمانوں اور زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو سے منسوب نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے واسطے نہ بھیجتا اور ہمیں محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں۔ کیونکہ آپ کے برکات ہر زمانہ پر محیط اور آپ کے فیض اولیاء اور اقطاب اور محدثین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہیں۔ خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کیونکہ انہیں آنحضرت ﷺ کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔ پس اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱، خزائن ج ۵ ص ۲۱)

۱۰. ''میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔''

(تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۲۰، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰، ۲۳۱)

۱۱. ''میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت اہل جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلّم الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت ورسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوئی۔''

(تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۴۴، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۵)

۱۲. ''ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا یعنی جامع مسجد دہلی میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''

(انجام آتھم ص ۲۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۷ حاشیہ)

۱۳. ''کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں۔''

(حمامۃ البشریٰ ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

۱۴. ''مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جا ملوں۔''

جد ظلی نبی جد و بروزی نبی۔ جب دبے لفظوں میں نبی کہلایا اور امت کے چند سعید لوگوں کے علاوہ کوئی ٹس سے مس نہ ہوا تو مرزا قادیانی کو حقیقی نبوت کا بخار ہوا اور اس کے جراثیم کتاب تریاق القلوب مصنفہ مرزا جو ۱۸۹۹ء میں زیر تالیف تھی سے ترقی کرنے شروع ہوئے اور آخر ۱۹۰۲ء میں مرزا قادیانی کو نبوت کا ہیضہ ہو گیا۔ جس کے حوالے آپ نے سابقہ اوراق میں ملاحظہ کئے ہیں۔ بس یہاں سے مرزا قادیانی نے نبوت کا کھانا کھانا شروع کیا اور برابر چھ سال کے بعد مرض اسہال میں مر گئے۔

۱۔ ... (مواہب الرحمن ص ۴۳، خزائن ج ۱۹ ص ۲۸۶) "آمد نزد من جبرائیل علیہ السلام ومرا برگزید وگردش داد انگشت خود را واشارہ کرد خدا ترا از دشمناں نگہ خواہد داشت۔"

۲۔ (حقیقت الوحی ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۶) "جاءنی آئیل واختار وادار اصبعہ واشار ان وعد اللہ فطوبیٰ لمن وجد ورأی آیا میرے پاس آئیل اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے۔ اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔"

نہ ڈر خدا سے اور اس کے عتاب سے لیکن
نبی کی خصم میں ڈوبی ہوئی نگاہ سے ڈر

دینا تمہیں پر خدا کی رحمت ہو۔ لاریب یہ اس کا پسندیدہ دین ہے اور اس کی حفاظت کا منصب بھی وہ خود ہے۔ جس چیز کا خدا ہی قیوم ہو اور جس کو خدا نے ہی نوازا ہو اسے حوادث اور تھپیڑوں کا کیا ڈر۔ وہ ہر زمانہ میں اپنی چیز کا خود رکھوالا ہے اور رہے گا۔ کوئی نہیں جو وہاں نقب زنی کرے اور پکڑا نہ جائے۔ کس کو طاقت ہے کہ وہاں ڈاکہ ڈالے اور سلامت روی سے عیش کرے۔ ہرگز نہیں ضرور گرفتار ہو کر روسیاہ کیا جائے گا۔ مثال کے طور پر مسیلمہ قادیان کو ہی دیکھ لیجئے۔ آپ کو نبوت کا بخار کیوں یا ہیضہ ہو گیا۔ آپ شدت بخار میں توازن دماغ کھو بیٹھے اور واویلا شروع کر دیا۔ ہم نبیوں کے پہلوان ہیں۔ ہم جے سنگھ بہادر ہیں۔ میں کرشن رودر گوپال ہوں، میں مسیح ہوں، میں مریم ہوں، میں مثیل ہوں، میں آدم ہوں، نوح ہوں، ابراہیم ہوں، موسیٰ ہوں، محمد ہوں، احمد ہوں، میں خدا ہوں، خدا کا بیٹا ہوں، خدا کا باپ ہوں۔ ایسے ایسے خرافات واہیہ کی رٹ لگاتے رہے۔ بالآخر کسی خدا کے بندے نے ڈانٹ پلائی اور کہا اجی حضرت ہوش کی دوا لو۔ آپ نبی ہیں تو یہ کہ نبوت تو اس پاکوں کے پاک اور خاصوں کے خاص پر ختم ہو چکی اور جو بھی آپ کے بعد اس پاک نام کی تذلیل کرے یا وا گر وہ لعنتی ہے۔ کیوں

غیرت مردی کو جوش میں لاتے ہو تو جواب ملا اگر اختیار نہ ہو تو مجھے منہاج النبوۃ پر پرکھ لو۔ یقیناً میں معیار صداقت پر پورا اتر دوں گا۔

سائل! قرآن کریم میں آتا ہے "وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا مگر مطاع اور واجب الاطاعت یعنی تمام رسول ہمارے احکام کے فرمانبردار اور اطاعت گزار ہوتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ میں امتی نبی ہوں جو کچھ میں نے حاصل کیا ہے وہ رسول عربی سے لیا ہے۔ حالانکہ رسول کریم ﷺ اقرار فرماتے ہیں "ان اتبع الا ما یوحی الی" یعنی میں صرف اپنی وحی کی پیروی کرتا ہوں۔ حالانکہ آپ سابقہ انبیاء کی پیروی کرنے پر ہی اکتفا کر لیتے ہیں۔

مرزا قادیانی! جواب دیتے ہیں کہ ہم کب کہتے ہیں کہ نبی دوسرے نبی کا متبع ہوتا ہے ہم بھی تو یہی کہتے ہیں۔ "خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع و محکوم ہو کر نہیں آتا۔ بلکہ وہ صرف مطاع اور اپنی وحی کا متبع ہوتا ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۵۷۶ خزائن ج ۳ ص ۴۱۱)

تو یہ ہماری سعادت اور نیک بختی کی دلیل ہے کہ ہم اس قرآن حکیم کے ہوتے ہوئے بھی امتی ظلی بروزی نبی بننے پر اکتفاء کرتے ہیں ورنہ ہمارے معجزات تو دس لاکھ تک پہنچے ہیں اور جس رسول کی اطاعت کا ہم دعویٰ کر رہے ہیں۔ اس کے تو تین ہزار سے زیادہ نہیں۔

سائل! نے دوبارہ عرض کیا حضرت حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ "نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث" کہ ہم انبیاء کا گروہ نہ کسی کا وارث ہوتا ہے نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے۔ اس صحیح حدیث کی رو سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء نہ کسی کی جدی ترکہ لیتے ہیں اور نہ ان سے کوئی لیتا ہے۔ مگر آپ نے اس کے خلاف اپنے جدی وراثت کو لیا اور اس کو ہزاروں کی زیادہ فروخت کر کے اولاد کے لئے چھوڑا۔ اس لئے آپ اس اصول سے بھی گر گئے اور منہاج النبوۃ پر پورے نہ اترے۔

مرزا قادیانی! جواب دیتے ہیں کہ کلام مجید میں آتا ہے۔ "فهب لی من لدنك ولیاً یرثنی ویرث من ال یعقوب" دوسری جگہ "وورث سلیمان داؤد" آیا ہے۔ اس لئے انبیاء ترکہ لیتے اور دیتے بھی آئے ہیں۔

سائل! نے عرض کیا حضور یہ آپ کی بھول ہے وہ وراثت مالی نہیں رہی ہے۔ ظاہری نہیں باطنی ہے۔ مال و املاک نہیں علم و عرفان ہے۔

اس کے بعد سائل نے عرض کیا ہجرت کرنا سنت انبیاء ہے قدیم سے چلا آیا ہے۔ مگر آپ کو یہ سنت نصیب نہیں ہوئی۔

رئیس قادیانی! جواب دیتے ہیں ہم کب اس سنت کو نہیں مانتے ایسا معلوم ہوتا ہے تم جاہل ہو۔ تمہاری نظر سے (ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۷۰ الطبع دوم) نہیں گذرا جس میں صاف لکھا ہے کہ:
''انبیاء علیہم السلام کی نسبت یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنے ملک سے ہجرت کرتے ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں بھی موجود ہے۔''
یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم نے ابھی ہجرت نہیں کی۔ مگر ایک کشف میں ہم نے ایسا موقعہ دیکھا ہے سو بھی وقت آنے پر ہو ہی جائے گی۔ اس کے بعد سائل نے کہا حضرت یہ تو کہئے کہ تمام انبیاء کو الہام ان کی مادری زبان میں ہوئے۔ مگر آپ کو ایسی زبانوں میں بھی الہام ہوئے۔ جن کو آپ مطلق نہ جانتے تھے اور یہ منہاج النبوۃ کے خلاف ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید اس پر روشنی ڈالتا ہے۔

۱... ''وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم''

۲ ''ولو جعلنه قرانا اعجمياً لقالوا لولا فصلت آيته ء اعجمى وعربى'' یعنی اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں اتارتے تو کفار معترض ہوتے کہ اس کی آیات واضح کیوں نہ کی گئیں۔ یہ کیا ہے کہ عجمی زبان میں الہام اور عربی مخاطب۔
رئیس قادیان! جواب دیتے ہیں عذر تو معقول ہے۔ مگر جب ہم خود اس کو تسلیم کرتے ہیں اور سائل خوامخواہ جہالت کی وجہ سے ہماری کتب سے اندھا ہے تو ہم کیا کریں۔ یہ ہمارا تھوڑا قصور ہے۔ اسے چاہئے کہ پہلے ہماری تمام کتابوں کا مطالعہ کرے۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ:
''یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے۔''
(چشمہ معرفت ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸)
اور ہم تو خود مانتے ہیں کہ ہمیں الہام ان زبانوں میں ہوتے ہیں جن کو ہم جانتے بھی نہیں اور یہ شاید اس لئے ہیں کہ ہم تمام جہان کی طرف مبعوث ہو کر آئے ہیں۔ دیکھو کلام مجید میں بھی تو آیا ہے: ''علمنا منطق الطیر'' یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کہتے ہیں ہمیں جانوروں کی بولی سکھائی گئی۔
(نزول المسیح ص۵۷، خزائن ج۱۸ ص۴۳۵) ''بعض الہام مجھے ان زبانوں میں ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔''

سائل! نے عرض کیا صرف ایک اور جواب دے دیں اس کے بعد چلا جاؤں گا۔ گستاخی کی معافی چاہتا ہوں۔ دل چاہتا ہے کہ آپ کے تحقیقی نکات کچھ اور سن لوں۔ یہ تو فرمائیے کہ آپ کے ہزاروں الہام ایسے ہیں جن کا خود مطلب نہیں اور آپ خود اقرار کرتے ہیں کہ مجھے ان کی تفہیم نہیں ہوئی اور یہ بھی مانتے ہیں کہ کچھ حصہ یاد رہ گیا ہے اور باقی بھول گیا ہے اور یہ بھی اقرار کیا ہے کہ بھول گیا ہوں۔ یعنی یہ یاد نہیں رہا کہ کیا الہام تھا۔ یہ الہام تھا اور شاید یہ پیشگوئی تھا اور ایسا ہی کئی الہاموں میں یہ کہا کہ کچھ عربی کے لفظ تھے یاد نہیں رہے اور اگلا فقرہ یاد ہے۔ "مسکذبون" کا نشان دکھایا جائے گا۔ حالانکہ کلام مجید میں حضور ﷺ کو یوں خطاب فرماتا ہے۔

"لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علينا جمعه وقرانه فاذا قراناه فاتبع قرانه ثم ان علينا بيانه" ﴿اے پیغمبر تو نہ حرکت دے ساتھ اس وحی کے پڑھنے کے اپنی زبان کو کہ جلدی سیکھ لے۔ تحقیق ہمارا ذمہ ہے اس وحی کو تیرے دل میں جمع کرنا اور تجھ کو یاد کرا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ پس جب ہم جبرئیل پڑھے تو اس کے ساتھ پڑھا کر۔ پھر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول کر بیان کرنا۔﴾

یہ آیت کریمہ واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ ربانی الہام کی وضاحت تمام رحمان ہی کے ذمہ ہے اور یہ غیر ممکن ہے کہ الہام ربانی نبی کی یاد سے اتر جائیں۔ یا غیر زبان میں ہوں اور غلط فقرے ہوں اور ایسے سر بریدہ فقرات ہوں جو مفہوم کو بھی الفاظ میں مطلب واضح کرنے سے عاجز ہوں۔ مثلاً "ایک دانہ کس کس نے کھانا" کہیے تو یہ الہام ہے۔ مگر مطلب گنگے کی ماں سے پوچھیں۔ "بستر عیش" اب کیا مطلب تصور کریں۔

رئیس قادیان! جواب دیتے ہیں احمق ہیں کا ہم کب اس کے خلاف کہتے ہیں۔ کیا ہماری وحی انبیاء ماسلف سے نرالی ہے ہرگز نہیں۔ تم بیوقوف ہو جو نہیں سمجھتے۔ لو سنو:

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را
بر کلامے کہ شد برو القا
وآں یقین کلیم بر تورات
وآں یقین ہائے سید السادات

کلم شنیم زاں ہمہ بلا نے یقیں
ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

(البشریٰ ج ۲ ص ۱۱۹) "میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور قریب ہے میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ فرقان سے ظاہر ہوا۔"

"یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔"

(تجلیات الٰہیہ ص ۲۰ خزائن ج ۲۰ ص ۴۱۲)

یہ علیحدہ بات ہے کہ کثرت و نجاسات کے وقت تمیز نہیں رہتی اور ورد انتظام میں خلل آ جاتا ہے۔ کیونکہ ہم عموماً بیمار رہتے ہیں۔

دل اور دماغ سخت کمزور، ذیابیطس، دورہ سر، منع دوران سر قدیم سے شامل حال ہیں۔ تشنج قلب بھی ہے دن میں سو سو مرتبہ پیشاب دق (نزول المسیح ص ۲۰۹، سیرۃ المہدی) دوران سر (تریاق القلوب ص ۶۷ خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۳) قولنج زحیری، جسم نحیف (حقیقت الوحی ص ۲۳۴) درد گردہ (حقیقت الوحی ص ۳۶۵) امراض دماغ (تبلیغ الاسلام ص ۲۴) ذہول (اعجاز احمدی ص ۷) حافظہ خراب (نسیم دعوت ص ۷۱) کثرت خواب، بدہضمی، اسہال (ریویو مئی ۲۷ ص ۶) لیٹنے کی حالت میں نعوذ بھی جاتا رہتا تھا۔ حالت مردمی کالعدم تھی (تریاق القلوب ص ۶۷، خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۳) اور ان کے علاوہ اور بہت سے عوارض ہیں۔ اگر کسی وجہ سے الہام یاد سے اتر جائیں تو میرا قصور تھوڑا ہے۔ مسئلہ بیان کر چپ ہو گیا اور مرزا قادیانی کی مجبوریوں کا دل ہی دل میں خیال کرتا ہوا چلا گیا۔ فقیر کو بھی افسوس ہوا کہ باتوں باتوں میں ہم کہاں سے کہاں چلے آئے۔ غرضیکہ آیت "وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته" صاف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جناب مسیح نے اب تک موت کا ذائقہ نہیں چکھا۔ کیونکہ ابھی اہل کتاب تو حسب ظاہر مختلف ہیں۔ مومن نہیں ہوئے اور جب وہ مبارک وقت آئے گا۔ یعنی نزول مسیح ہو تو تمام یہودی و نصاریٰ سوائے محمدی میں آ جائیں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی آثار سے اس خیال کی پوری پوری تائید کرتے ہیں۔

(ایام الصلح ص ۱۳۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۱) "اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا میں پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور راستبازی ترقی کرے گی۔"

(شہادت القرآن ص ۴۳، خزائن ج ۶ ص ۳۳۹) "مسیح موعود کے زمانے میں صور پھونک کر تمام قوموں کو دین اسلام پر جمع کیا جائے گا۔"

مرزائیو! ایمان سے خدا لگتی کہو اگر مسیح موعود تمہارے رئیس قادیان کو مان لیا جائے تو ان کے اپنے بیان کی رو سے تمام دنیا کے نفوس مسلمان ہو گئے۔ تم میں اندھے بھی ہیں اور اکثر سوجاکھے بھی۔ کیا کرۂ زمین پر تمہیں اور کوئی قوم سوائے اسلام کے دکھائی نہیں دیتی۔ کیا یہود مسلمان ہیں۔ نصاریٰ توحید پرست ہیں۔ ہندو تمہیں نظر نہیں آتے۔ سکھ مرزائی ہیں۔ یہ کیا ہوا ہے کہ مسیح تو آجائے مگر اسلام بجائے ترقی کے تنزل میں چلا جائے۔ روئے زمین پر اس وقت خدا ہی جانے کتنی آبادی ہے۔ ان میں دو بڑی قومیں عیسائی اور مسلمان ہیں۔ جس کی تعداد ڈیڑھ ارب کے قریب ہے۔ ایمان سے کہو تم انہیں مسلمان سمجھتے ہو۔ نہیں ہرگز نہیں تم مسلمان کے بچے کو بھی کافر سمجھتے ہو اور اس کی نماز جنازہ پڑھنا حرام قرار دیتے ہو۔ رہ گئے مسیح ناکام کی آمد کے ثمرہ ۵ ہزار نفوس مرزائی ہیں جو غلبہ تو کیا آٹے میں نمک بھی نہیں اور ان میں بھی دو جماعتیں ہیں۔ جن میں روز جوتی پیزار ہوتی ہے۔ کیا یہی صور پھونک کر قوموں کو اسلام پر جمع کیا گیا۔ شرم کرو اور سوچو۔ اب آپ کے سامنے ایک اور تریاق جدید پیش کیا جاتا ہے جو یقیناً تمہاری رہی سہی موہوم امید کو بھی توڑ دے اور شاید تمہیں سعید بنا دے۔

"ولما ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومک منه یصدون ۰ وقالوا ءالهتنا خیر ام هو ما ضربوه لک الا جدلا بل هم قوم خصمون ۰ ان هو الا عبد انعمنا علیه وجعلنه مثلا لبنی اسرآئیل ۰ ولو نشآء لجعلنا منکم ملٓئکة فی الارض یخلفون ۰ وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون هذا صراط مستقیم ۰ ولا یصدنکم الشیطن انه لکم عدو مبین (الزخرف:۵۷)" ﴿اور جب بیان کیا گیا بیٹا مریم کا مثال ناگہاں قوم تیری اس سے تالیاں بجاتے ہیں اور کہتے ہیں معبود ہمارے بہتر یا وہ۔ نہیں بیان کرتے اس کو واسطے تیرے یہ بات مگر جھگڑنے کو بلکہ وہ قوم ہیں جھگڑالو نہیں وہ مگر ایک بندہ کہ انعام کیا ہے ہم نے اوپر اس کے اور کیا ہم نے اس کو نمونہ واسطے بنی اسرائیل کے اور اگر چاہتے ہم البتہ کرتے ہم تم سے فرشتے کہ بیچ زمین کے جانشین ہوتے اور تحقیق البتہ وہ علامت قیامت کی

ہے۔ پس مت شک لاؤ ساتھ اس کے اور پیروی کرو میری، یہ ہے راہ سیدھی اور نہ بند کرے تم کو شیطان تحقیق وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر۔ ﴾

خیر القرون یعنی زمانہ خیر الانام ﷺ میں تین قومیں عرب میں آباد تھیں۔ عیسائی، موسائی اور بت پرست، نصاریٰ نے تو مسیح علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیتے ہوئے اس کی پرستش شروع کر رکھی تھی اور یہودی عزیر کو خدا کا بیٹا قرار دے چکے تھے اور انبیاء کے پے در پے قتل و تکذیب کے باعث خدا کے زیر عتاب تھے اور باقی رہے بت پرست۔ سو ان کی بات ہی نہ پوچھئے۔ ہر روز پتھر تراشتے اور ان کے سامنے جبین نیاز کو جھکاتے۔ یہی ان کے خدا تھے اور یہی معبود۔

ایسا ہی تمام جہاں کفر کی تاریکیوں سے بھرا پڑا تھا۔ کہیں چاند اور سورج معبود تھے تو کہیں آتش معبود تھی کوئی سانپوں کی پرستش کرتا تو کوئی درختوں کو پوجتا تھا۔ غرضیکہ خالص توحید کا نام لیوا، ساری خدائی میں کوئی ڈھونڈے سے بھی نہ ملتا تھا۔ چچا جان کیا خوب کہہ گئے۔

کہیں آگ پجتی تھی واں بے محابا
کہیں تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا
بتوں کا عمل سو بسو جا بجا تھا
کرشموں کا راہب کے تھا صید کوئی
طلسموں میں کاہن کے تھا قید کوئی

اللہ اللہ! وہ خیر و برکت کا بہترین زمانہ جب خدائے رحمان اپنی عاجز مخلوق پر رحمانیت کے گوہر برسا رہا تھا اور اس کا فیض عام تو دنیا بھر کے لئے جاری اور ساری تھا۔ آہ عرب کا وہ یتیم بچہ جو افق عالم پر چاند سے زیادہ منور ہو کر چمکا اور اپنی بے پناہ کرنوں سے کفر کی سیاہ تاریکیوں کو مار مار کر بھگا رہا تھا۔ جہاں ہم بدنصیبوں کی قسمت چمک رہی تھی۔ وہاں انبیائے سابقین کی عصمت و عفت بھی جگمگا رہی تھی اور یوں سمجھئے کہ عرب کا چاند دولہا تھا اور مرسلین ستاروں کی طرح ساتھ ساتھ براتی تھے۔ جہاں اس کی تابانی منور و مسحور کر رہی تھی۔ وہاں ستاروں کی ضوفشانی بھی نگاہوں کو خیرہ و سرور بخش رہی تھی۔ انبیائے سابقین پہ جو جو اتہام و الزام امتوں کی کم بختی و نامرادی کی وجہ سے عائد کئے گئے تھے۔ ان ایک ایک کی تردید قرآن صامت نے کی اور قرآن ناطق نے مثالیں دے دے کر کھول کھول کر بیان فرمائی۔ مثال کے طور پہ یہود و نصاریٰ میں باہمی تنازع یہ

تھی ۔ یہود کہتے تھے کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل یا مصلوب کر دیا۔ اس۔ لئے کہ وہ جھوٹا نبی تھا اور
موسیٰ کلیم اللہ کے بعد کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرے ۔ اس لئے ہم نے اس کو ذلت
کی موت مار دیا اور نصاریٰ کا یہ ایمان تھا کہ بے شک یہود نے مسیح کو مصلوب کیا اور جب ان تو ذکر
جھوٹا پیا سا مارا۔ مگر وہ تین دن تک مرا رہنے کے بعد قبر میں سے پھر جی اٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا اور
یہ صرف اس لئے ہوا کہ وہ ہم گناہگاروں کے لئے کفارہ ہوا اور ہماری معصیت دھونے کے لئے
پھانسی چڑھا اور وہ خدا کا اکلوتا بیٹا ہے۔ اس لئے ہم اس کی پرستش کرتے ہیں۔ چنانچہ پہلی آیت
میں اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی کہ مسیح کو نہ کسی نے قتل کیا نہ ہی صلیب دی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے
اس کو زندہ آسمان پر ایک وقت معین کے لئے اٹھالیا۔ اس لئے کہ وہ اپنی بادشاہی میں بڑا ہی
حکمت والا ہے۔ اور نیز وہ خدا کا بیٹا نہیں بلکہ اس کی مخلوق میں ایک چنا ہوا مرتبے والا بندہ ہے۔
اب اس آیت کریمہ میں مولانا کریم مسیح، کے نزول کی خوشخبری دے رہے ہیں کہ اے یہودیو اور
مرزائیو! کیوں تمہاری شامتیں آئی ہیں۔ جو زبان طعن دراز کرتے ہوئے طرح طرح سے جناب
مسیح کی توہین واہانت کرتے ہو۔ لاریب وہ تو ہمارا ایک نیک بندہ ہے جو ہماری نوازشات سے
نوازا گیا ہے اور طرح طرح کے اس پر انعام و اکرام کئے گئے ہیں اور وہ تو قیامت کی علامت میں
سے ایک نشانی ہے اور اس میں قطعاً شک لانے کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ یعنی یقیناً وہ قیامت کے
آنے کا ایک نشان ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا اس پر ایمان ہے اور تم بھی میری پیروی
کرتے ہوئے مسیح کے نزول پر ایمان لاؤ۔ بے شک یہی سیدھا راستہ ہے اور خبردار شیطان تمہیں
اس صحیح لائن سے نہ پھیر دے اور تمہارے دل میں کوئی وسوسہ یا خیال فاسد نہ ڈال دے۔ ہوشیار
رہو کہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور مفسرین نے شان نزول اس آیت کریمہ کا اکثر یہ بیان کیا ہے کہ
زبان نبی ترجمان نے جب اس آیت کریمہ ”ان انتم وما تعبدون من دون اللہ حصب
جہنم “ کا اعلان فرمایا۔ یعنی تم اور تمہارے معبود باطل جن کے بودے سہارے پر اترا رہے ہو۔
جہنم کا ایندھن ہیں تو کفار عرب اسے بتوں کی توہین کے ساتھ ساتھ مسیح کی توہین بھی سمجھے۔ کیونکہ
نصاریٰ مسیح کی پرستش یا جناب صدیقہ کی پرستش کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مردود خیال کی
تردید فرماتے ہوئے یہ آیت کریمہ جو زیر بحث ہے اتاری۔ اصل میں یہ آیت بطور فیصلے کے
ہے۔ یعنی اس سے بھی تمام بہتانات کی سلسلہ وار تردید ہو گئی اور اسی تردید کی وجہ سے کفار عرب
بغلیں جھانکتے ہیں۔ مشرکین عرب اپنے ان تراشیدہ معبودوں سے اس قدر عقیدت رکھتے تھے کہ وہ
کوئی کام ان کی بلا اجازت کرنا گویا کہ معبودوں کی غیرت کو غضب میں لانے کے مترادف سمجھتے

تھے۔ ان کا تو یہ دستور تھا کہ چوری و رہزنی کرنے سے پیشتر وہ بتوں کے سامنے جاتے اور سجدہ عجز گذارنے کے بعد اس ترکش کو جو بت کے پہلو میں رکھا ہوتا تھا، بت کے سامنے ڈال دیتے تھے۔ جس میں سے دو تیر نکلتے اور تیروں پر لفظ افعل یا لاتفعل یعنی کر یا نہ کر جو پہلے سے کندہ تھا کو دیکھتے۔ یعنی اگر وہ تیر جس پر کرنے کا حکم ہوتا تو وہ یہ سمجھ لیتے کہ ہمارا خدا ہمارے اس فعل پر خوش ہے اور وہ ہمیں جانے کی اجازت دیتا ہے اور اگر دوسرا تیر جس پر نہ کرنا لکھا ہوتا سیدھا پڑتا تو وہ یہ سمجھتے کہ بت ناراض ہے۔ اس لئے وہ فوراً واپس لوٹ جاتے۔ ان کے دلوں میں جس قدر بتوں کی عزت اور بڑائی موجود تھی اس سے زیادہ اور کسی کو وہ قابل قدر و منزلت نہ سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو بتوں کی عظمت کا رہ رہ کر خیال آتا اور وہ بار بار ان کا جناب مسیح سے موازنہ کرتے ہوئے یہ قرآنی الفاظ کا اعادہ کرتے۔ "وقالوا ءالهتنا خير ام هو ما ضربوه لك الا جدلا" ﴿یعنی یہ کہ معبود ہمارے بہتر یا مسیح انہیں بیان کرتے اس کو واسطے تیرے مگر جھگڑنے کو۔﴾

اس سوال کا جواب عقیدت یہ دی کہ یقیناً ہمارے بت بہتر ہیں۔ کیونکہ وہ اکثریت میں ہیں۔ کوئی مینہ برساتا ہے کوئی تجارت میں زیادہ منافع دیتا ہے کوئی ہمارے نخلستان کو خشک ہونے سے بچاتا ہے کوئی اولاد دیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اگر مسیح جو تثلیث میں ہے بھلا وہ اکیلا ہمارے معبودوں کا کس طرح مقابلہ کر سکتا ہے۔ بس یہ خیال یقین کے مراتب تک پہنچتے ہی ان کے قلوب مطمئن کر دیتا تھا اور وہ جوش میں خوش ہو کر تالیاں بجاتے اور طرح طرح کے بے معنی فضول سوالات کرتے۔ مگر جو یائے حق ہو کر نہیں صرف جھگڑا بڑھانے کو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے محمد ﷺ یہ حقیقت حق کے لئے نہیں محض فضول سر دردی اور جہالت کرتے ہیں اور اصل میں یہ قوم مرتد الٰہی یا یہودی جھگڑالو ہی واقع ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ کوئی ایسی بات ہی نہیں بلاشبہ وہ ہمارا نیک اور برگزیدہ ہے۔ جس پر ہم نے انعام کئے ہیں۔ یعنی معجزات عطا کئے ہیں اور جبرائیل سے اس کو تائید دے رکھی ہے اور بلاشبہ وہ خود ہی ایک آیت اللہ ہے۔ یعنی معجزہ ہے اور یہ اس قوم کے لئے معجزہ ہے جو آئے دن قتل انبیاء میں مشاق و دلیر ہے اور فی الحقیقت جناب مسیح کا وجود ہی بنی اسرائیل کے لئے قدرت کردگار کا ایک نمونہ ہے۔ یعنی بدون مس بشر کے پیدا کئے گئے۔ آپ کی پیدائش کا وقوع پذیر ہونا یہ تو تھا اولین کے لئے اور نزول من السماء یہ ہے۔ آخرین کے لئے بہرحال مسیح کی ذات یہود کے لئے ایک قدرت خداوندی کا ایک کامل نمونہ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہود مرزائیوں کی طرح مسیح کے صعود الی السماء پر یہ اعتراض کرتے تھے کہ انسان کا اس جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا محال ہی نہیں غیر ممکن ہے اور اگر بفرض محال وہ آسمان پر پہنچے بھی

جائیں تو وہ وہاں کیا کھاتے اور کیا پیتے ہوں گے۔ کیونکہ وہ کوئی فرشتے تو تھوڑے ہی تھے۔ جیسا کہ کذاب قادیان کی تصریحات ہیں تو اس کے جواب میں ارشاد باری ہوتا ہے۔ او بدگو بیہودہ اور نادانو کیوں تمہاری کم بختی آئی ہے۔ جو ہماری قدرت وطاقت کو محدود سمجھتے ہو۔ مسیح کا آسمان پر لے جانا اور کھانا پلانا تو کیا اگر ہم چاہتے تو تم میں سے ہی فرشتے بنا دیتے۔ جو زمین پر رہتے ہوئے کھانے پینے سے بے نیاز ہوتے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ فتنہ دجال کے وقت مؤمنین کی غذا اور درود وظائف ہوں گی اور حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ یہی انہیں کفایت کرے گی۔ اس کے بعد ارشاد ہوا مسیح کا آسمان پر لے جانا اور قرب قیامت میں زمین پر بھیجنا قیامت کے نشانات میں سے ایک نشان ہے۔ اور یہ اس لئے کہ بنی اسرائیل کا ایک بیشتر حصہ قیامت کے وجود سے منکر ہے۔ اس کے بعد زبان فیض ترجمان سے تاکید کرائی کہ اے غیب پر ایمان لانے والو بن دیکھے خدا کو ماننے والو نزول مسیح پر ایمان رکھو اور قطعاً شک نہ لاؤ۔ میرا بھی اس پر ایمان ہے۔ یقیناً وہ ضرور نازل کئے جائیں گے سو تم بھی ایمان رکھو اور میری پیروی کئے جاؤ۔ کیونکہ یہی سیدھی راہ ہے اور یہی حق ہے۔ ہاں خبردار ہوشیار رہو اور شیطان کے فریب سے بچتے رہو اور خدا سے پناہ مانگتے رہو۔ کہیں وہ قادیانی وسوسہ تمہارے دلوں میں نہ ڈال دے۔ کیونکہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔

ناظرین کرام اب آپ کی خدمت میں اس آیت کریمہ ”وانہ لعلم للساعۃ“ کا صحیح مفہوم سرکار مدینہ کے ارشادات گرامی سے پیش کرتے ہیں۔ بغور سنئے۔

(مسند احمد، ابن ماجہ، ابن جریر، حاکم، بیہقی بحوالہ در منثور) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے (سنن ابن ماجہ ص ۲۹۹، باب خروج المہدی) میں موقوفاً اور مسند امام احمد میں مرفوعاً مروی ہے کہ جس رات رسول کریم ﷺ کو معراج ہوئی۔ اس رات آپ کی حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی تو قیامت کے متعلق تذکرہ ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قیامت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے لاعلمی فرمائی۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا تو وہ بھی نہ جانتے تھے۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا تو وہ کہنے لگے کہ قیامت کا صحیح علم تو سوائے ذات باری کے کسی کو نہیں۔ لیکن قرب قیامت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کر رکھا ہے۔ اس کے بعد دجال کا ذکر ہوا تو آپ نے کہا کہ میں زمین پر اتروں گا اور اس کو قتل کروں گا۔

(در منثور ج ۶ ص ۲۰) حضرت ابن عباسؓ ”وانہ لعلم للساعۃ“ کی تحت میں ارشاد فرماتے ہیں اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے تشریف لانا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے "وانہ لعلم للساعۃ" سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔ وہ پینتیس برس ۴۰ سال رہیں گے حج کریں گے اور عمرہ بھی کریں گے۔

حضرت مجاہدؒ "وانہ لعلم للساعۃ" کی تحت میں ارشاد کرتے ہیں۔ اس آیت سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قیامت سے پہلے کی آمد کا ہے۔ (درمنثور ج۶ ص۲۰)

حضرت امام حسنؒ فرماتے ہیں "وانہ لعلم للساعۃ" سے مراد نزول عیسیٰ ہے۔
(درمنثور ج۶ ص۲۰)

(تفسیر ابن کثیر ج۷ ص۲۱۷) اللہ تعالیٰ کے قول "وانہ لعلم للساعۃ" کے متعلق ابن اسحاق کی تفسیر گذر چکی کہ مراد اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مثل مردوں کے زندہ کرنا۔ کوڑھیوں اور برص والوں کو تندرست کرنا اور علاوہ اس کے دیگر امراض سے شفا دینا ہے۔ اس میں اعتراض ہے اور اس سے زیادہ ناقابل قبول وہ ہے جو قتادہؓ نے حسن بصریؒ، سعید ابن جبیرؓ سے بیان کیا ہے کہ ہ کی ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ انہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ کیونکہ سیاق وسباق انہیں کے ذکر میں ہے۔ پس مراد اس سے ان کا قیامت سے پہلے نازل ہونا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے "وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته" فرمایا ہے۔ یعنی عیسیٰ کی موت سے پہلے اہل کتاب کا ان پر ایمان لانا۔ اور ان معنوں کی دوسری قرأت تائید کرتی ہے جو یہ ہے۔ "وانہ لعلم للساعۃ" یعنی عیسیٰ نشانی ہے اور دلیل ہے قیامت کے واقع ہونے پر۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا قیامت کی نشانی ہے۔ اسی طرح ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ، ابو عالیہؒ، ابو مالکؒ، عکرمہؒ، حسنؒ، قتادہؒ، ضحاکؒ وغیرہم بزرگان دین سے روایت ہے۔ حدیثیں رسول کریم ﷺ سے حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امام عادل، حاکم اور منصف کی حالت میں نازل ہونے کی خبر دی ہے۔

(تفسیر کبیر ج۷ ص۲۲۲) "وانہ لعلم للساعۃ" کے زیر تحت ارشاد ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت معلوم کرنے کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔ ابن عباسؓ نے اس کو لعلم للساعۃ پڑھا ہے جس کے معنی نشانی کے ہیں اور حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ ارض مقدس میں افیق کے مقام پر نازل ہوں گے۔ ان کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا اور اس سے دجال کو قتل کریں گے۔ پس وہ بیت المقدس میں آئیں گے۔ وہاں جاکر لوگ صبح کی نماز میں ہوں گے اور امام ان کو نماز پڑھا رہا ہوگا۔ پس وہ پیچھے ہٹیں گے۔ پس عیسیٰ ان کو آگے کردیں گے اور ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ اسلامی طریقے سے۔

(لسان العرب ج ۵ ص ۳۱۳) قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفت میں آیا ہے۔ "لفہ لعلم للساعة" اور یہ اکثر قاریوں کی قرأت ہے اور ان میں سے بعض نے اس کو لعلم للساعة بھی پڑھا ہے جس کے معنی ہیں عیسیٰ کا ظہور، اور ان کا نازل ہونا۔ زمین کی طرف یہ ایسا نشان ہے جو قیامت کے نزدیک ہونے پر دلالت کرے گا۔

(روح المعانی ج ۲۵ ص ۸۸، زیر آیت وانہ لعلم للساعة) ناظرین کرام! اب آپ کی خدمت میں ہم صاحب روح المعانی علامہ آلوسی خاتم المفسرین المتوفی ۱۲۷۰ھ کا ناطق فیصلہ جو انہوں نے اس کی ضمیر کے متعلق فرمایا پیش کرتے ہیں۔ گو یہ اختصار ا ہوگا۔ مگر پھر بھی اپنے موضوع میں جامع ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں کہ "انہ کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس مرجع کے ذکر کرنے کے بعد صاحب روح المعانی نے نہایت بسط و شرح سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو ثابت کیا ہے جو اس کتاب میں انفرادا مذکور ہے۔"

آخر میں صاحب موصوف نے جن لوگوں نے انہ کا مرجع قرآن یا نبی کریم ﷺ بیان کیا ہے ان کا بدیں الفاظ ذکر کیا ہے۔ "وضعف بانہ لم یجر للقرآن ذکر ههنا مع عدم مناسبته ذلك للسياق" یعنی جن لوگوں نے انہ کا مرجع قرآن بیان کیا ہے دو وجہ سے ضعیف ہے ایک تو پہلے قرآن کا ذکر نہیں دوسرے سیاق کی مناسبت نہیں۔

اسی طرح آگے لکھتے ہیں۔ "وقال فرقة يعود على النبي ﷺ وفيه من البعد مافيه" یعنی بعض فرقے نے انہ کا مرجع نبی کریم ﷺ بیان کیا ہے۔ مگر اس میں بھی وہی اشکال ہے جو قرآن میں ہے۔

اور ایسا ہی دجال قادیان اور اس کی ذریت مغالطے دیتی ہے۔ مثلاً پادری محمد علی لاہوری جو مرزا آنجہانی کا روحانی بیٹا ہے۔ اپنی بیان القرآن میں لکھتا ہے کہ انہ ضمیر قرآن کی طرف پھرتی ہے اور مثال یہ آیت پیش کرتا ہے۔ "انا انزلناہ"

فقیر کے خیال میں تو آسان جواب یہ ہے کہ یہاں انزلنا کا لفظ سیاق میں یہ ثابت کر رہا ہے کہ کوئی چیز آسمان سے نازل ہو رہی ہے اور سیاق فی لیلۃ القدر بتا رہا ہے کہ وہ چیز قدر کی رات کو آئی تو اس سے اندھا بھی سمجھ سکتا ہے کہ وہ یقیناً قرآن ہے۔ مگر آیت زیر بحث میں سیاق وسباق میں مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اس لئے "وانہ لعلم للساعة" کی ضمیر یقیناً اسی طرف پھرے گی۔ جس کی طرف سیاق وسباق کا مضمون پھرتا ہے اور یہ نا ممکن ہے کہ سیاق کی ضمیریں مسیح کی طرف پھریں اور درمیان میں کی ضمیر کسی اور طرف لوٹے اور سیاق پھر مسیح کی طرف راجع ہو یہ عجیب

بی کی منطق ہے جو سراسر جہالت پر مبنی ہے۔" فافهم وتدبر ولا تكن من الغافلين "

ناظرین! اب آپ کی خدمت میں دجال اکبر کی تفسیر پیش کی جاتی ہے غور سے سنئے۔

(ازالہ اوہام ص ۲۲۳ و خزائن ج ۳ ص ۳۲۱) پر لکھتے ہیں کہ:

"سوال! سورۃ زخرف میں یہ آیت موجود ہے" وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها " یعنی وہ قیامت کے وجود پر نشان ہے۔ سو تم باوجود موجود ہونے نشان کے قیامت کے بارے میں شک مت کرو۔ نشان سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو قیامت کے قریب نازل ہوں گے اور اس آیت سے ان کا نازل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اما الجواب! ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ اس آیت کو پیش کر کے قیامت کے منکرین کو ملزم کرنا چاہتا ہے کہ تم اس نشان کو دیکھ کر پھر مردوں کے جی اٹھنے میں کیوں شک میں پڑے ہو۔ سو آیت پر غور کر کے ہر ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ آیت تو یہ بتلا رہی ہے کہ وہ نشان مردوں کے جی اٹھنے کا اب موجود ہے اور منکرین کو ملزم کر رہی ہے کہ اب بھی تم کیوں شک کرتے ہو۔ اب ہر ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کا اس آیت میں یہ مطلب ہے کہ جب حضرت مسیح آسمان سے آسمان سے نازل ہوں گے تب ان کا آسمان سے نازل ہونا مردوں کے جی اٹھنے کے لئے بطور دلیل یا علامت کے ہوگا۔ تو پھر اس دلیل کے ظہور سے پہلے خدا تعالیٰ لوگوں کو کیوں ملزم کر سکتا ہے۔ کیا اس طرح اتمام حجت ہو سکتا ہے کہ دلیل تو ابھی ظاہر نہیں ہوئی اور کوئی نام و نشان اس کا پیدا نہیں ہوا اور پہلے ہی سے منکرین کو کہا جاتا ہے کہ اب بھی تم کیوں یقین نہیں کرتے۔ کیا ان کی طرف سے یہ عذر صحیح طور پر نہیں ہو سکتا کہ یا الٰہی ابھی دلیل یا نشان قیامت کا کہاں ظہور میں آیا۔ جس کی وجہ سے فلا تمترن بها کی دھمکی ہمیں دی جاتی ہے۔ کیا یہ اتمام حجت کا طریق ہے کہ دلیل تو ابھی پردہ غیب میں ہو اور سمجھا جائے کہ الزام پورا ہو گیا ہے۔ ایسے معنی قرآن شریف کی طرف منسوب کرنا گویا اس کی بلاغت اور پر حکمت بیان پر دھبہ لگانا ہے۔ سچ ہے کہ بعض نے یہی معنی لئے ہیں۔ مگر انہوں نے سخت غلطی کھائی ہے۔ بلکہ حق بات یہ ہے کہ انہ کی ضمیر قرآن شریف کی طرف پھرتا ہے اور آیت کے یہ معنی ہیں کہ قرآن شریف مردوں کے جی اٹھنے کے لئے نشان ہے۔ کیونکہ اس سے مردہ دل زندہ ہو رہے ہیں۔ قبروں میں گلے سڑے ہوئے باہر نکلتے آتے ہیں اور خشک ہڈیوں میں جان پڑتی جاتی ہے۔"

صاحبان! قبل اس کے کہ میں اس عبارت کا جواب دوں۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کی نگاہ میں قرآن کریم کی کیا وقعت تھی اور وہ کس طرح شوخ چشمی اور دیدہ دلیری سے

چونا دراست زدہ سے کہ بکلف چراغ وارد بن جایا کرتے تھے۔ مندرجہ ذیل مضمون کو غور سے پڑھیں اور خدارا سوچیں کہ آج سے چودہ سو برس پیشتر جب اس سورۃ کا نزول ہوا تھا تو سرکار مدینہ ﷺ نے اس کا کیا مطلب سمجھا اور آج دجال قادیان کیا کہہ رہا ہے۔

"اذا زلزلت الارض زلزالها۔ واخرجت الارض اثقالها۔ وقال الانسان مالها۔ یومئذ تحدث اخبارها۔ بان ربك اوحی لها۔ یومئذ یصدر الناس اشتاتا۔ لیروا اعمالهم۔ فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره۔ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره"

حق تعالیٰ ساری زمین کو ایک نہایت سخت اور ہولناک زلزلے سے ہلا ڈالے گا۔ جس کے صدمے سے کوئی عمارت اور کوئی پہاڑ یا درخت زمین پر قائم نہ رہے گا۔ سب نشیب و فراز برابر ہو جائیں گے۔ تاکہ میدان محشر بالکل ہموار اور صاف ہو جائے اور یہ معاملہ قیامت میں نفخ ثانی کے وقت ہوگا۔ یعنی اس وقت زمین جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے مثلاً مردے یا سونا چاندی وغیرہ سب باہر اگل ڈالے گی۔ لیکن مال کا کوئی لینے والا نہ ہوگا۔ سب دیکھ لیں گے کہ آج یہ چیز جس میں ہمیشہ لڑا کرتے تھے کس قدر بیکار ہیں۔ یعنی آدمی زندہ ہونے اور اس زلزلے کے آثار دیکھنے کے بعد یا ان کی روحیں عین زلزلے کے وقت حیرت زدہ ہو کر کہیں گی کہ اس زمین کو کیا ہو گیا۔ جو اس قدر زور سے ہلنے لگی اور اپنے اندر کی تمام چیزیں ایک دم باہر نکال پھینکیں۔ یعنی بنی آدم نے جو برے بھلے کام اس کے اوپر کئے تھے۔ سب ظاہر کر دے گی۔ مثلاً کہے گی فلاں شخص نے مجھ پر نماز پڑھی تھی۔ فلاں نے چوری کی تھی۔ فلاں نے خون ناحق کیا تھا وغیرہ گویا آج کل کی زبان میں یوں سمجھو کہ جس قدر اعمال زمین پر کئے جاتے ہیں زمین میں ان سب کے ریکارڈ موجود رہتے ہیں۔ قیامت کو وہ پروردگار کے حکم سے کھول دیئے جائیں گے۔ یعنی اس روز آدمی اپنی قبروں سے میدان حشر میں طرح طرح کی جماعتیں بن کر حاضر ہوں گے۔ ایک گروہ شرابیوں کا ہوگا۔ ایک زانیوں کا ایک ظالموں اور ایک چوروں کا وقس علی ہذا القیاس یا یہ مطلب ہے کہ لوگ حساب سے فارغ ہو کر جو لوٹیں گے تو کچھ جماعتیں جنتی اور کچھ دوزخی ہو کر جنت اور دوزخ کی طرف جائیں گی۔ یعنی میدان حشر میں ان کے عمل دکھائے جائیں گے۔ تاکہ بدکاروں کو ایک طرح کی رسوائی اور نیکوکاروں کو ایک قسم کی سرخروئی حاصل ہو یا ممکن ہے اعمال کے دکھلانے سے ان کے ثمرات و نتائج کا دکھلانا مراد ہو۔ یعنی ہر ایک کا ذرہ ذرہ عمل بھلا ہو یا برا اس کے سامنے ہوگا اور حق تعالیٰ جو کچھ معاملہ ہر ایک عمل کے متعلق فرمائیں گے وہ بھی آنکھوں

سے نظر آئے گا۔ یعنی جو چھریا پتھریلی زمین پر ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں۔ عرب میں اکثر عادت صبح کے وقت تاخت کرنے کی تھی تاکہ رات کے وقت جانے میں دشمن کو خبر نہ ہو۔ صبح کو دفعتۃً جا پڑیں، اور رات کو حملہ نہ کرنے میں اظہار شجاعت سمجھتے تھے۔

مندرجہ بالا تفسیر جناب مولانا شبیر احمد عثمانی، شیخ الحدیث والتفسیر دیوبندی کی بیان ہوئی جو جمہور امت کے مطابق ہے۔ اب دجال قادیان کی بھی سنئے:

(ازالہ اوہام ص ۱۴۲ خزائن ج ۳ ص ۱۷۱) "آنے والے زمانہ کے لئے (یعنی میرے زمانے کے لئے) خدا تعالیٰ سورۃ اذا زلزلت میں بشارت دیتا ہے اور اذا زلزلت کے لفظ سے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب تم یہ نشانیاں دیکھو تو سمجھو کہ وہ لیلۃ القدر اپنے تمام تر زور کے ساتھ پھر ظاہر ہوئی ہے اور کوئی ربانی مصلح خدا تعالیٰ کی طرف سے مع ہدایت پھیلانے والے فرشتوں کے نازل ہوا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے "اذا زلزلت الارض زلزالها، واخرجت الارض اثقالها، وقال الانسان ما لها، يومئذ تحدث اخبارها، بان ربك اوحى لها، يومئذ يصدر الناس اشتاتا، ليروا اعمالهم، فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره" یعنی ان دنوں کا جب آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی عظیم الشان مصلح آئے گا اور فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ نشان ہے کہ زمین جہاں تک اس کا ہلانا ممکن ہے ہلائی جائے گی۔ یعنی طبیعتوں، دلوں اور دماغوں کو غایت درجہ پر جنبش دی جائے گی اور خیالات عقلی اور فکری اور حسی اور زندگی پورے پورے جوش کے ساتھ حرکت میں آجائیں گے اور زمین اپنے تمام بوجھوں کو باہر نکال دے گی۔ یعنی انسانوں کے دل اپنی تمام استعدادات مخفیہ کو بمنصہ ظہور لائیں گے اور جو کچھ ان کے اندر علوم و فنون کا ذخیرہ ہے یا جو کچھ عمدہ عمدہ دلی اور دماغی طاقتیں اور لیاقتیں ان میں مخفی ہیں۔ سب کی سب ظاہر ہو جائیں گی اور انسانی قوتوں کا آخری نچوڑ نکل آئے گا اور جو جو ملکات انسانی کے اندر ہیں یا جو جو جذبات اس کی فطرت میں مودع ہیں وہ تمام قوت سے منصہ فعل میں آجائیں گی اور انسانی حواس کی ہر ایک نوع کی تیزیاں اور بشری عقل کی ہر قسم کی باریک بینیاں نمودار ہو جائیں گی اور تمام دفائن اور خزائن علوم مخفیہ و فنون مستورہ کے جو چھپے ہوئے چلے آتے تھے ان پر انسان فتح یاب ہو جائے گا اور اپنی فکری اور عقلی تدبیروں کو ہر ایک باب میں انتہا تک پہنچا دے گا اور انسان کی تمام قوتیں جو نشاۃ انسانی میں مخفی ہیں۔ صدہا طرح کی تحریکوں کی وجہ سے حرکت میں آجائیں گی اور فرشتے جو اس لیلۃ القدر میں مرد مصلح کے ساتھ آسمان سے اترتے ہوں گے۔ ہر ایک شخص پر اس کی استعداد موافق خارق

عادت اثر دکھلائیں گے۔ یعنی نیک لوگ اپنے نیک خیال میں ترقی کریں گے اور جن کی نگاہیں دنیا تک محدود ہیں۔ وہ ان فرشتوں کی تحریک سے دنیوی عقلوں اور معاشرت کی تدبیروں میں وہ ید بیضا دکھائیں گے کہ ایک مرد عارف متحیر ہوکر اپنے دل میں کہے گا کہ یہ عقلی اور فکری طاقتیں ان لوگوں کو کہاں سے ملیں۔ تب اس روز ہر ایک استعداد انسانی بزبان حال باتیں کرے گی کہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقتیں میری طرف سے نہیں بلکہ خداتعالیٰ کی طرف سے یہ ایک دئی ہے جو ہر ایک استعداد پر بحسب اس کی حالت کے اثر رہی ہے۔ یعنی صاف نظر آئے گا کہ جو کچھ انسانوں کے دل اور دماغ کام کر رہے ہیں یہ ان کی طرف سے نہیں بلکہ ایک غیبی تحریک ہے کہ ان سے یہ کام کرا رہی ہے۔ سو اس دن ہر ایک قسم کی قوتیں جوش میں دکھائی دیں گی۔ دنیا پرستوں کی قوتیں فرشتوں کی تحریک سے جوش میں آکر اگرچہ بباعث نقصان استعداد کے سچائی کی طرف رخ نہیں کریں گی۔ لیکن ایک قسم کا ابال ان میں پیدا ہوکر اور انجماد افسردگی دور ہوکر اپنی معاشرت کے طریقوں میں عجیب قسم کی تدبیریں اور صنعتیں اور کلیں ایجاد کر لیں گے اور نیکوں کی قوتیں خارق عادت طور پر الہامات اور مکاشفات کا چشمہ صاف صاف طور پر بہتا نظر آئے گا اور یہ بات شاذ و نادر ہوگی کہ مومن کی خواب جھوٹی نکلے تب انسانی قویٰ کے ظہور و بروز کا دائرہ پورا ہو جائے گا اور جو کچھ انسان کے نوع میں پوشیدہ طور پر ودیعت رکھا گیا تھا وہ سب خارج میں جلوہ گر ہو جائے گا۔ تب خداتعالیٰ کے فرشتے ان تمام راست بازوں کو جو زمین کی چاروں طرف میں پوشیدہ طور پر زندگی بسر کرتے تھے ایک گروہ کی طرح اکٹھا کر دیں گے اور دنیا پرستوں کا بھی کھلا کھلا ایک گروہ نظر آئے گا۔ تا ہر ایک گروہ اپنی کوششوں کے ثمرات کو دیکھ لیویں۔ تب آخر ہو جائے گی اور یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے۔ جس کی بناء ابھی سے ڈالی گئی ہے۔ جس کی تکمیل کے لئے سب سے پہلے خداتعالیٰ نے اس عاجز کو بھیجا ہے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ ''انت اشد مناسبة بعیسی بن مریم واشبه الناس به خلقاً وخلقاً وزماناً '' مگر یہ ثمرات اس لیلۃ القدر کی اب بعد اس کے کم نہیں ہوں گی۔ بلکہ بالاتصال کام کرتی رہیں گی۔ جب تک وہ سب کچھ پورا نہ ہولے۔ جو خداتعالیٰ آسمان پر مقرر کر چکا۔''

ناظرین! دل چاہتا ہے کہ لگے ہاتھوں اس یہودی کی قرآنی معارف کی ڈینگ مارنے کی ایک اور مثال دیتا جاؤں جس سے ثابت ہوگا کہ قرآن کی عظمت و قدر و منزلت اس کے دل میں کس قدر تھی اور وہ کن کن الفاظ سے کیا کیا مطلب لیا کرتا تھا۔ پس غور سے سنئے۔

(ازالہ اوہام ص ۵۰۷، خزائن ج ۳ ص ۱۴۹) ''یہ فقرہ جو اللہ جل شانہ نے الہام کے طور پر اس

عاجز کے دل پر القاء کیا ہے کہ "انا انزلناه قریباً من القادیان "اس کی تفسیر یہ ہے کہ "انا انزلنا قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارة البیضاء " کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔ منارہ کے پاس جس یہ فقرہ الہام الٰہی کا کہ "کان وعدہ اللّٰہ مفعولا " اس تاریخ سے پوری پوری تطبیق کھا کر یہ پیش گوئی واقعی طور پر پوری ہو جاتی ہے۔ اس عبارت تک یہ عاجز پہنچا تھا کہ یہ الہام ہوا۔ "قل لوکان الامر من عند غیر اللّٰہ لوجد تم فیه اختلافاً کثیراً قل لو اتبع اللّٰہ اهواء کم لفسدت السموات والارض ومن فیهن ولبطلت حکمته وکان اللّٰہ عزیزاً حکیماً۔ قل لوکان البحر مداد الکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مدداً قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ وکان اللّٰہ غفوراً رحیما "

ترجمہ: کہہ دے اے مرزا کہ یہ بات غیر اللہ سے ہوتی تو اس میں بہت اختلاف پائے جاتے۔ کہہ دے اگر اللہ تعالیٰ تمہاری خواہشوں کی تابعداری کرتا تو ضرور آسمان اور زمین اور ان کے رہنے والے فاسد ہو جاتے اور خدا کی حکمت باطل ہو جاتی اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے کہ اے مرزا کہ تم۔

اردو الہام

پھر اس کے بعد یہ الہام کیا گیا کہ ان علما نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ میں ان کے چولہے ہیں۔ میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں اور چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں۔ ٹھوٹھیاں وہ چھوٹی پیالیاں ہیں جن کو ہندوستان میں سکوریاں کہتے ہیں۔ عبادت گاہ سے مراد اس الہام میں زمانہ حال کے اکثر مولویوں کے دل ہیں۔ جو دنیا سے بھرے ہوئے ہیں۔ (شکر ہے تمہاری طرح دین سے پھرے ہوئے تو نہیں) اس جگہ مجھے یاد آیا ہے کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا ہوا تھا اسی روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ (افسوس اس وقت براہین احمدیہ نہ چھپی ہوگی) اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا۔ (اتنی حضرت غضب کرتے ہو فقرے جس مرزائی قرآن ہے قرآن) "انـــا انزلناه قریباً من القدیان " (اور بدبختی سے ضلع گورداسپور میں دو قادیان ہیں) تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے کہ تب انہوں نے کہا یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں

حصہ میں شاید نصف کے موقع پر یہ الہامی عبارت لکھی ہوئی ہے۔ (ان الشیطان کان للانسان عدوا مبینا) تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔ (لیکن بطور استعارہ شیطان لکھا ہے) اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام بطور اعزاز کے قرآن شریف میں درج ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔ یہ کشف تھا جو کئی سال ہوئے مجھے دکھایا گیا تھا اور کشف میں جو میں نے اپنے بھائی صاحب مرحوم کو جو کئی سال سے وفات پاچکے ہیں۔ قرآن شریف پڑھتے دیکھا۔ (زندگی میں تو بیچارے کو ایک لفظ پڑھنا نصیب نہ ہوا اب مرنے کے بعد کیا پڑھیں گے) اور اسی الہامی آیت کو ان کی زبان سے قرآن شریف میں پڑھتے سنا تو اس میں یہ بھید مخفی ہے۔ جو کو خدا تعالیٰ نے میرے پر کھول دیا کہ ان کے نام سے اس کشف کی تعبیر کو بہت کچھ تعلق ہے۔ یعنی ان کے نام میں جو قادر کا لفظ آتا ہے اس لفظ کو کشفی طور پر پیش کر کے یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ قادر مطلق کا کام ہے۔ (یعنی خدا غلام قادر کی شکل میں قرآن شریف میں قادیان پڑھ رہا ہے۔ معاذ اللہ) اس لئے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے اس کے عجائبات قدرت اسی طرح پر ہمیشہ ظہور فرما ہوتے ہیں۔"

(ازالہ اوہام ص ۷۶، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰) "میرے روحانی بھائی مسیح کا قول مجھے یاد آتا ہے کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔ سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ لوگ امام حسین کا وقت پاتے تو میرے خیال میں ہے کہ یزید اور شمر سے پہلے ان کا قدم ہوتا اور اگر مسیح کے زمانے ہوتے تو اپنی مکاریوں میں یہودا اسکریوطی کو پیچھے ڈال دیتے۔ خدا تعالیٰ نے جو ان کو یزیدیوں سے مناسبت دی ہے تو بے وجہ نہیں دی۔ اس نے ان کے دلوں کو دیکھا کہ سیدھے نہیں ان کے چلن پر نظر ڈالی کہ درست نہیں تب اس نے مجھے کہا کہ لوگ یزیدی الطبع ہیں اور یہ قصبہ دمشق سے مشابہ ہے۔ (سو خدا تعالیٰ نے ایک بڑے کام کے لئے اس دمشق میں یعنی قادیان کو اترا۔)" بطرف شرقی عند المنارة البیضاء من المسجد الذی من دخله کان آمنا فتبارک الذی انزلنی فی ھذا المقام"

صرف اتنا عرض کروں گا کہ منارہ دس سال بعد بنا اور یہی بذا القیاس مسجد اور مرزا قادیانی پچاس سال پہلے جہاں کہاں بی بی کے پیٹ سے نکلے۔ کچھ یاد تو ہے۔

یہ ہیں مرزا قادیانی کی ایمانداریاں۔ جن پر قرآنی معارف کی ڈینگ ماری جاتی ہے۔

اب آئیے مرزا قادیانی کی تفسیر پر تنقید کریں۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ آیت وانه لعلم للساعۃ میں ہ کی ضمیر مسیح علیہ السلام کی طرف نہیں بلکہ قرآن کریم کی طرف پھرتی ہے اور کلام مجید مردوں کے جی

انھے یعنی قیامت کی نشانی ہے اور دلیلیں یہ دیتے ہیں کہ آیت فلا تمترن بہا یعنی ولکل تو پردہ غیب میں ہے اور پہلے ہی سے کہا جاتا ہے کہ تم اس میں شک نہ کرو۔ یعنی مسیح علیہ السلام کا نزول تو ابھی ہوا ہی نہیں پھر نزول سے پہلے شک کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اس لئے ان دو باتوں کا جواب ہم نے دیا ہے۔ ایک یہ کہ ہ کی ضمیر مسیح علیہ السلام ہی کی طرف راجع ہے اور دوسرا قبل از نزول مسیح کیوں کہا گیا ہے کہ شک نہ کرو۔ تفسیر کے خیال میں ان کم سمجھ یہودیوں کو باہر کی مثالیں یا ثبوت کا ذکر مقصود ہے ہوں گی اور یہ جھگڑالو قوم کبھی نہ مانے گی۔ اس لئے مرزا قادیانی کے بیان خاص سے ان دونوں کا جواب دیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ کسی طرح یہ اپنے آپ کو پہچان لیں اور ہدایت پاویں۔

(۱) .... (ازالہ اوہام ص۳۲۱، خزائن ج۳ ص۲۶۳)''قرآن شریف میں ہے انہ لعلم للساعۃ'' یعنی اے یہودیو! عیسیٰ کے ساتھ تمہیں قیامت کا پتہ لگ جائے گا۔''

کہئے صاحب یہ ہ کی ضمیر مسیح کی طرف پھرتی ہے یا قرآن کی طرف تسلی نہ ہو تو اور سن لو۔

(حمامۃ البشریٰ ص۹۰، خزائن ج۷ ص۳۱۶)''یعنی ایک فرقہ یہود کا قیامت کے وجود سے منکر تھا۔ خدا نے بعض انبیاء کی زبانی ان کو خبر دی کہ تمہاری قوم میں ایک لڑکا بلا باپ پیدا ہوگا۔ یہ قیامت کے وجود پر ایک نشانی ہے۔''

مرزائیو! جھنجھلا کر جلدی سے کہیں یہ نہ کہہ دینا کہ اس کے مصداق مرزا قادیانی ہیں۔ کیونکہ ان کا بھی کوئی باپ نہ تھا۔ (یعنی روحانی باپ) جیسا کہ انہوں نے اس کے متعلق بہت کچھ کہا ہے۔ بہرحال صاف طور پر یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ہ کی ضمیر مسیح موعود کی طرف ہے قرآن کی طرف نہیں اور یہ بھی کیسے ہو سکتا ہے کہ قرآن قیامت کی نشانی ہو اور نشانی ہزاروں برس پیشتر آ دے اور وقوع کا نام ونشان نہ ہو۔ نشان تو اس کو کہا جاتا ہے جہاں سے وقوع نظر آنے لگے۔ مثلاً جناب مسیح کا آسمان سے اترنا یہود ونصاریٰ اور مسلمان تینوں قوموں کے لئے ایک ایسا نمونہ ہے جس کی نظیر ہی نہیں۔ کیونکہ کلی طور پر ان تینوں قوموں کا اس سے گہرا تعلق ہے۔ یہود سمجھتے ہیں کہ مسیح قتل ومصلوب ہوا۔ نصاریٰ اور اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ وہ قرب قیامت میں آسمان سے اتریں گے۔ اب کہئے کہ یہ تینوں قومیں جن میں سے دو تو قبل ہی یہ ایمان رکھتی ہیں کہ مسیح قیامت کی ایک نشانی ہے۔ ان پر ایمان لائیں گی یا نہیں۔ یقیناً نزول مسیح کے وقت جب ویکلم الناس فی المہد وکہلا یعنی ادھیڑ عمر میں جب جناب مسیح وعدہ ربانی کے مطابق جب کلام فرمائیں گے تو تمام قادیانی وسوسے اور زنگ دور ہو جائیں گے۔ اس وقت تمام قومیں جھنڈے کے دامن شفقت میں آجائیں گی۔ بخدا جس کے سوا اور کہیں پناہ نہ ملے گی۔

اب دوسرے اعتراض کا جواب بھی سنئے۔ بیچارے مرزا قادیانی کی شامت جو آئی تو بڑھاپے میں عشق کا بھوت سر پر چڑھ بیٹھا۔ چھوٹے بیٹے فضل احمد کے سمدھیاں میں ایک لڑکی محمدی بیگم نام اپنے عزیزوں میں تھی۔ مرزا قادیانی اس پر دل اس کھو بیٹھے۔ اس کے والد اللہ غریق رحمت کرے مرزا احمد بیگ پکے مسلمان تھے۔ گو غریب تھے مگر ایماندار تھے۔ مرزا قادیانی نے طرح طرح کے ہتھکنڈوں سے انہیں رام کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ ہزاروں کی زمین کا لالچ دیا۔ ان کے بیٹے محمد بیگ کو پولیس میں اعلیٰ عہدہ دلوانے کی ترغیب دیتے ہوئے پکا وعدہ دیا۔ منتیں کیں۔ خوشامدیں ہوئیں۔ قاصد بھیجے، عرضیاں گذاریں۔ الہام سنائے، پیش گوئی کی۔ اللہ میاں نے رنگیں قادیان کا نکاح خود اپنے ہاتھ سے آسمان پر باندھ دیا۔ اب کوئی اس کو کسی صورت نہ روک سکے گا۔ اس الہام پر سرکار مدینہ کی ایک حدیث یتزوج ویولد له سے دستخط کراتے ہوئے کہا کہ یہ سرکار دو عالم نے پہلے ہی میری متعلق اس شادی کی پیش گوئی کر دی ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ نے ایک بیان اس کے متعلق دیا جو نقل کیا جاتا ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۳۹۸، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵) ''اب اس جگہ مطلب یہ ہے کہ جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء ہے۔ پوری نہیں ہوئی تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا یہ پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آ گئی۔ (آئی کیوں نہ عشق نہ شد حق شد) اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا۔ ''الحق من ربك فلا تكونن من الممترین'' یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔''

کیوں جناب یہ کیا بات ہے کہ نکاح تو ابھی ہوا ہی نہیں اور شک پہلے ہی کیا جاتا ہے اور اگر اب بھی تسلی نہ ہوئی ہو تو سنو۔

''ان الساعة اٰتیة اکاد اخفیها لتجزی کل نفس بما تسعیٰ ۰ فلا یصدنك عنها من لا یؤمن بها (سورہ طٰہٰ)'' ﴿یعنی اے موسیٰ قیامت بلاشک وشبہ آنے والی ہے۔ خبردار کوئی بے ایمان تجھے اس کے ماننے سے نہ روک دے۔﴾

مرزائیو! ایمان سے کہو کہ موسیٰ علیہ السلام کو قیامت پر ایمان نہ تھا؟ پھر کس لئے یہ آیت اتری۔ صرف اس لئے کہ ایک ہونے والی چیز تاکید ہے۔ جس پر ایمان رکھنا فرض ہے۔

نسبت دریافت کیا جائے گا۔ لیکن اول وہ عظیم الشان احسانات اور ممتاز انعامات یاد دلائیں گے۔ جوان پر اور ان کی والدہ ماجدہ پر فائز ہوئے۔ بعدہ ارشاد ہو گا۔ ''أنت قلت للناس اتخذونی'' کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی خدا کے سوا معبود مانو۔ حضرت مسیح علیہ السلام اس سوال پر کانپ اٹھیں گے اور وہ عرض کریں گے جو آگے آتا ہے۔ آخر میں ارشاد ہوگا۔ ھذا یوم ینفع الصدقین صدقھم ھذا کا اشارہ اسی یوم کی طرف ہے جو یوم یجمع الله الرسل میں مذکور تھا۔ بہرحال یہ سب واقعہ روز قیامت کا ہے۔ جسے محقق الوقوع ہونے کی وجہ سے قرآن وحدیث میں بصیغہ ماضی قال تعبیر فرمایا ہے۔ حق میں ایسی گندی بات کیسے کہہ سکتا تھا۔ آپ کی ذات اس سے پاک ہے کہ الوہیت وغیرہ میں کسی کو اس کا شریک کیا جائے اور جس کو آپ پیغمبر کا منصب جلیل عطاء فرمائیں اس کی یہ شان نہیں کہ کوئی ناحق بات منہ سے نکالے۔ پس آپ کی سبوحیت اور میری معصومیت دونوں کا اقتضاء یہ ہے کہ میں ایسی ناپاک بات کبھی نہیں کہہ سکتا اور سب دلائل کو چھوڑ کر آخری بات یہ ہے کہ آپ کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں ہوسکتی۔ اگر فی الواقع میں ایسا کہتا تو آپ کے علم میں ضرور موجود ہوتا۔ آپ خود جانتے ہیں کہ میں نے خفیہ یا علانیہ کوئی ایسا حرف منہ سے نہیں نکالا۔ بلکہ میرے دل میں اس طرح کے گندے خیال کا خطور بھی نہیں ہوا۔ آپ سے میرے یا کسی کے دل کے چھپے ہوئے بھید کسی درجہ میں بھی پوشیدہ نہیں۔ میں نے آپ کے حکم سے سرمو تجاوز نہیں کیا۔ بلا الوہیت کی تعلیم تو کیسے دے سکتا تھا۔ اس کے بالمقابل میں نے ان کو صرف تیری بندگی کی طرف بلایا اور کھول کھول کر بتلا دیا کہ میرا اور تمہارا سب کا پروردگار وہی ایک خدا ہے۔ جو تنہا عبادت کے لائق ہے۔ چنانچہ آج بھی بائبل میں صریح نصوص اسی مضمون کی بکثرت موجود ہیں۔ نہ صرف یہ کہ میں نے مخلوق کو تیری توحید اور عبودیت کی طرف دعوت دی۔ بلکہ جب تک ان کے اندر قیام پذیر رہا برابر ان کے احوال کی نگرانی اور خبر گیری کرتا رہا کہ کوئی عقیدہ و بے موقع خیال قائم نہ کر لیں۔ البتہ ان میں قیام کرنے کی جو مدت آپ کے علم میں مقدر تھی جب وہ پوری کر کے آپ نے مجھ کو ان میں سے اٹھا لیا۔ ''کما یظهر من مادة التوفی ومقابلة مادمت فیهم'' تو پھر صرف آپ ہی ان کے احوال کے نگران اور خبردار ہو سکتے تھے۔ میں اس کے متعلق کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی موت یا رفع الی السماء وغیرہ کی بحث آل عمران میں زیر فائدہ انی متوفیك ورافعك الی ملاحظہ کیجئے۔ مترجم یعنی حضرت مولانا قبلہ محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ نے یہاں فلما توفیتنی کا جو ترجمہ ''تو نے مجھ کو اٹھا لیا'' سے کیا ہے یہ باعتبار محاورہ موت اور رفع الی

السماء دونوں پر صادق آ سکتا ہے۔ گویا متنبہ کرنا ہے کہ مطلقاً توفی کے لئے موت لازم ہے اور خاص توفی بصورت موت کو مضمون زیر بحث میں کسی قسم کا دخل ہے۔ حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بعض لوگوں کی نسبت میں قیامت کے دن اسی طرح کہوں گا جس طرح بندہ صالح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ: "وکنت علیہم شہیداً مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم" اس قسم کی تشبیہات سے یہ نکالنا کہ حضور ﷺ اور حضرت مسیح کی توفی بھی ہمہ وجوہ یکساں اور ہم رنگ ہونی چاہئے۔ عربیت سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ مشرکین کا ایک درخت جس کا نام ذات انواط تھا پر ہتھیار لٹکایا کرتے تھے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لئے بھی ذات انواط مقرر کر دیجئے۔ جیسے کہ ان کے یہاں ہے۔ آپ نے فرمایا "ھذا کما قال قوم موسیٰ اجعل لنا الٰہاً کما لہم آلہۃ" تو ایسا ہوا جیسے موسیٰ کی قوم نے درخواست کی تھی کہ ہمارے لئے بھی ایسا معبود تجویز کرو۔ جیسا ان بت پرستوں کا ہے۔ کیا کوئی مسلمان اس تشبیہ کو سن کر یہ گمان کر سکتا ہے کہ صحابہ نے معاذ اللہ بت پرستی کی درخواست کی تھی۔ اسی طرح کی تشبیہات سے نصوص محکمہ اور اجماع امت کے مخالف عقائد پر تمسک کرنا صرف قادیانی جماعت کا حصہ ہو سکتا ہے۔ جن کی نسبت یہ ارشاد ہوا "فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ" اس کے بعد مسیح علیہ السلام عرض کریں گے۔ مولا آپ اپنے بندوں پر ظلم اور بیجا سختی نہیں کر سکتے۔ اس لئے اگر ان کو سزا دیں گے تو عین عدل وحکمت پر مبنی ہوگی اور فرض کیجئے معاف کر دیں تو یہ معافی بھی از راہ عجز و سفہ نہ ہوگی۔ چونکہ آپ عزیز زبردست اور غالب ہیں۔ اس لئے کوئی مجرم آپ کے قبضۂ قدرت سے نکل کر بھاگ نہیں سکتا کہ آپ اس پر قابو نہ پا سکیں۔ اور چونکہ حکیم حکمت والے ہیں۔ اس لئے یہ بھی ممکن نہیں کہ کسی مجرم کو یونہی بے موقع چھوڑ دیں۔ بہرحال جو فیصلہ آپ ان مجرمین کے حق میں کریں گے۔ وہ بالکل حکیمانہ اور قادرانہ ہوگا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ کلام چونکہ محشر میں ہوگا۔ جہاں کفار کے حق میں کوئی شفاعت اور استدعائے رحم وغیرہ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے حضرت مسیح نے عزیز حکیم کی جگہ غفور رحیم وغیرہ صفات کو اختیار نہیں فرمایا۔ برخلاف اس کے ابراہیم خلیل علیہ السلام نے دنیا میں اپنے پروردگار سے عرض کیا تھا۔ "رب انہن اضللن کثیراً من الناس فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم" اے پروردگار ان بتوں نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کر دیا تو جو ان میں سے میرا تابع ہو وہ میرا آدمی ہے۔ اور جس نے میری نافرمانی کی تو پھر تو غفور رحیم ہے۔ یعنی ابھی موقع ہے کہ تو اپنی رحمت سے آئندہ ان کو توبہ اور رجوع الی الحق کی

توفیق دے کر پچھلے گناہوں کو معاف فرما دے۔ آمد برسر مطلب جو لوگ اعتقاداً قولاً و عملاً سچے رہے ہیں۔ جیسے حضرت مسیح علیہ السلام ان کی سچائی کا پھل آج ملے گا۔ بڑی کامیابی حق تعالیٰ کی رضا ہے اور جنت بھی اس لئے مطلوب ہے کہ وہ محل رضا الٰہی ہے۔ یعنی ہر وفادار اور مجرم کے ساتھ وہی معاملہ ہوگا جو ایک شہنشاہ مطلق کی عظمت وجلال کے مناسب ہے۔

ناظرین! اس آیت کریمہ سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ جناب مسیح کی توفی کے بعد ان کی امت نے غلط عقائد اختیار کئے۔ انہیں خدائی کا جزو قرار دیا اور تثلیث میں خدا کو بانٹ لیا۔ باپ بیٹا اور روح القدس چنانچہ اللہ تعالیٰ جہاں تمام انبیاء سے مختلف سوال کریں گے وہاں جناب عیسیٰ علیہ السلام سے یہ پوچھا جائے گا کہ اے عیسیٰ "أنت قلت للناس " کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو معبود بنالو۔ وہ عرض کریں گے مولا! میں ایسی بات کس طرح کہہ سکتا تھا۔ جس کا کہ مجھے حق ہی نہیں اور تو جانتا ہے کہ میں بناوٹ سے نہیں کہتا۔ کیونکہ تو علام الغیوب ہے اور میرے دل کی چھپی باتوں سے آگاہ ہے اور میں تو قاصر ہوں اس بات سے کہ آپ کے سوال کی نوعیت کو بھی سمجھوں۔ میں جب تک ان میں رہا وہی تعلیم دیتا رہا۔ جس کی کہ تو نے مجھے تعلیم فرمائی تھی۔ یعنی بندگی کرو اللہ کی جو میرا اور سب کا معبود ہے۔

"وکنت علیھم شھیداً مادمت فیھم" یعنی میں ان پر گواہ و نگہبان تھا۔ جب تک ان میں رہا۔ یہ مادمت فیھم صاف الفاظ میں دو زمانے بیان کرتا ہے۔ یعنی جب تک ان میں رہا تب تک تو ان کے خیالات وہی تھے جو تیری تعلیم کے مطابق تھے اور جب تو نے مجھے اٹھالیا اس کے بعد تو ہی ان کا محافظ اور نگہبان ہے۔ ہاں میں دیکھ آیا ہوں جب تو نے مجھے دوبارہ نازل کیا کہ ان کے خیالات ایسے ہی تھے۔ اگر تو انہیں عذاب کرے تو بھی وہ تیرے غلام ہیں تو ہر طرح سے مالک و مختار ہے اور اگر معاف کردے تو بھی تو ہر طرح سے زبردست اور حکمت والا ہے۔

یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر مسیح کا نزول نہ مانا جائے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مولا کریم ان سے امت کے بگڑنے کی گواہی لیں اور یہ تو مسلمہ بات ہے کہ توفی کے بعد امت بگڑی توفی سے پہلے ان کے خیالات وہی تھے جو مسیح کی تعلیم تھی۔ یہ سارا جھگڑا تو آسمان پر چلے جانے کے بعد پیدا ہوا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مسیح کو اس کا قطعاً علم نہیں۔ پھر وہ مسیح سے ایسا سوال کرتا کہ تم نے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو معبود بنالو کس طرح کر سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ ضرور کوئی موقعہ گواہی کے لئے دے گا اور گواہی تب ہی قابل قبول ہے جو عینی شہادت ہو۔ اس آیت سے اور تواتر قومی سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ ضرور نزول فرمائیں گے۔ جیسا کہ ہم پچھلے باب میں

مفصل کہتے ہیں اور جیسا کہ اس کے بعد احادیث کیجھ سے انشاء اللہ ابھی پیش کیا جائے گا۔

قادیانی یہاں یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح کو امت کے بگڑنے کا علم آسمان پر دیا جائے گا لہٰذا اس دیئے ہوئے علم کی وہ گواہی دیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ اگر انہیں علم دیا جاتا تو وہ یوں نہ کہتے۔ بلکہ جواب الجواب میں وہ عرض کرتے مولا تیرے عطائی علم کے مطابق جیسا کہ تو نے مجھ سے تذکرہ فرمایا تھا یہ درست ہے کہ انہوں نے معبود بنا لئے۔ مگر آیت زیر بحث میں انہوں نے یہ نہیں کہا بلکہ تعلم مافی نفسی ولا اعلم مافی نفسک کہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس واقعہ کا علم ان کو پہلے دیا جائے گا اور وہ نزول مسیح کا ہی زمانہ ہو سکتا ہے۔ مرزائی کہتے ہیں کہ یہ علم آسمان پر دیا گیا ہے۔ جیسے کہ مرزائی تعلیم ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۵۴، خزائن ج ۵ ص ۲۵۴) "میرے پر یہ کھلا ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم میں پھیل گئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی خبر دی گئی ہے۔"

"خدا تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا گیا۔ یعنی اس کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دی گئی۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۵۴)

مندرجہ بالا دونوں عبارتیں ہماری ممد و معاون ہیں۔ کیونکہ بہرحال اس شہادت روز حشر کا علم مسیح کو پیشتر دیا جانا چاہئے۔ اب مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ مسیح کو آسمان پر خبر دی گئی اور اس کی مستند اپنا کشف بتاتے ہیں جو ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ نہ ہم کو آپ کے کسی کشف پر اعتبار ہے اور نہ ہی کوئی کشف آپ کا سچا ہوا۔ اگر قادیانی امت ۵۰۰ روپے فی کشف انعام رکھے تو یہ فقیر مرزا قادیانی کا سو کشف انشاء اللہ جھوٹا ثابت کر سکتا ہے اور مرزا قادیانی کے کشف کی بھی خوب کئی ذیل کا کشف امت کی چندھیائی ہوئی آنکھوں میں سرمہ ثابت ہوگا۔ دیکھیں کون کون شفا پاتا ہے۔

(سرمہ چشم آریہ ص ۳۱، حاشیہ خزائن ج ۲ ص ۱۷۹) "ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ میں نے عالم کشف میں دیکھا کہ بعض احکام قضا و قدر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے کہ آئندہ زمانوں میں ایسا ایسا ہوگا اور پھر اس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جل شانہ کے سامنے پیش کیا اور یاد رکھنا چاہئے کہ مکاشفات اور رؤیا صالحہ میں ایسا ہوتا ہے کہ بعض صفات جمالیہ یا جلالیہ الٰہیہ انسان کی شکل میں متشکل ہو کر صاحب کشف کو نظر آ جاتے ہیں اور مجازی طور پر وہ یہی خیال کرتا ہے کہ وہی خداوند قادر مطلق ہے اور یہ امر ارباب کشوف میں شائع و متعارف و معلوم الحقیقت ہے۔ جس سے کوئی صاحب کشف انکار نہیں کر سکتا۔ غرض وہی صفت جمالی جو بعالم کشف قوت تمثیلیہ سے آگے

ایسی دکھلائی دی تھی جو خدا اور قادر مطلق ہے۔ اس ذات بیچوں و بے چگون کے آگے وہ کتاب قضاء وقدر پیش کی گئی اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل میں متمثل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اوّل اس سرخی کو بیس قادیان یا بدولت کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے منہ پر رہ گیا۔ اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہوگئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرے سرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے۔ چنانچہ ایک صاحب عبداللہ نام جو سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور اس وقت اس عاجز کے نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے دو یا تین قطرے ان کی ٹوپی پر پڑے۔ پس وہ سرخی جو ایک امر کشفی تھا وجود خارجی پکڑ کر نظر آگئی۔“

دروغ گو را حافظہ نباشد...... ایک ہی مضمون کے دو متضاد بیان

(حقیقت الوحی ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷) ”ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی ایک پیش گوئیاں لکھیں۔ جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کی قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا۔ جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا۔ اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل وکرم ہے کہ جو کچھ بھی میں نے چاہا۔ بلا توقف اللہ نے اس پر دستخط کر دیئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پاؤں دبا رہا تھا کہ اس کے اوپر غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ سرخی کے قطرے گرنے اور قلم جھاڑنے کا ایک وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا کہ کیونکر ہوا۔ اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ معلوم ہوگا مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبداللہ کو سنایا اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبداللہ ایک روایت کا گواہ ہے۔ اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جو اب تک اس کے پاس موجود ہے۔“

یہ تو تھے آپ کے مکاشفات اور رؤیا صادقہ کے نمونے۔ حیرت آتی ہے۔ آپ کے اس کاروبار نبوت پر کہ آپ جو چاہیں لکھیں اور حکم دیں کہ اس نوعیت کے واقعات ہوں اور فلاں فلاں وقت تک پورے ہوں اور تعمیل کرے۔ اللہ میاں۔ تف ہے اس بودی عقل پر اور تین حرف ہیں۔

تمہاری پیشین گوئیوں پر اور خدا کو تو دیکھو جو سررشتہ دار کے ہر حکم کی بلا چون و چرا تعمیل کرے اور یہ نہ پوچھے کہ تم مجھے حکم دینے والے کون اور شاید یکھئے کہ مرزا قادیانی کی نگاہ غضب کس کس بدنصیب کے خرمن حیات پر بجلی گرائے گی اور کم عقل ایسا کہ قلم کو دوات میں غرق کرے اور جہالت تو ملاحظہ ہو کہ پہلے قلم کو مرزا پر چھڑکے جو یکے میں کرتا اور دوسرے میں کرتا اور ٹوپی دونوں کا ستیاناس کرے اور لطف یہ کہ مرزا قادیانی حجرے میں لیٹے ہوں اور چھت بھی محفوظ ہو پھر کشتی سیاہی کے قطرے اور وہ بھی تازہ بتازہ گرتے نظر آئیں اور آنکھ کھلنے پر موجود ہوں اور رنگ سرخ ہو۔ پھر وہ تبرکاً رکھے جائیں اور دوست اس کو معجزہ سمجھے بتاؤ ایسی کرامات شیخ چلی کے بیاض میں بھی ملے گی؟

عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا کرۂ زمہریر و آتشین کے مخالف ہے۔ یہ خرافات کا ستیاناس کرنا تو جائز ہے۔ شرم کرو اور مرزا قادیانی کو سمجھاؤ کہ وہ اب بھی اس کی تردید کہ کان اللہ نزل من السماء جس کو اب الہام بتاتے ہیں کی معرفت کر دے۔

مرزا قادیانی مر گئے اور عبداللہ چل بسا۔ مگر وہ کرتا اور ٹوپی تو موجود ہوگی۔ ہے کوئی مسیح کا چیلا جا کتا لال یا اتمام ہو گئے۔ جو ہمیں وہ چھینٹے میاں کی سرخ سیاہی دکھلا دے اور کیمیاوی ترکیب سے اس کے اجزاء آسمانی ثابت کرے تو اس کے عوض مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد چہرے شاہی انعام میں پاوے۔ یہ تو تھے معاملے کے کانٹے۔ انہیں چھوڑ دیجئے اور اصل مضمون کو ملاحظہ کیجئے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اس زہرناک ہوا کی خبر جو نصاریٰ میں پھیل گئی ہے یعنی تثلیث پرستی وغیرہ کی خبر۔ مسیح کو آسمان پر دی گئی ہے۔ لطیفہ کے خیال میں ان الفاظ میں بھی حیات مسیح مضمر ہے۔ کیوں اس لئے کہ اخبار زندوں کے لئے ہوتے ہیں اور مرزا قادیانی کے الفاظ مسیح کو مخاطب کرتے ہیں۔ روح مسیح کو نہیں بتلاتے اور مرزا قادیانی تو یہاں تک قائل ہیں کہ مسیح کو یہ نقشہ مشاہدہ کرایا گیا اور یہ تو ناممکن ہے کہ سات ہزار سال کی مسافت سے کوئی دیکھے لازم ہے کہ اتنی دور دراز جگہ سے ناظر خود آئے اور اگر یہ کہا جائے کہ کیا اللہ کو طاقت نہیں کہ وہ مسیح کو آسمان پر ہی نقشہ دکھا دے تو جواب یہ دینا چاہئے کیا اسے یہ طاقت نہیں کہ مسیح کو زمین پر بھیج کر نقشۂ زمین بہ مرزائین کرا دے۔ بہرحال مرزا قادیانی کو یہ مسلم ہے کہ جس چیز کی گواہی مطلوب ہے اس کا علم شہادت سے پہلے دیا جانا لازمی ہے اور یہ علم وہی ہے جسے اسلامی دنیا نزول مسیح سے تعبیر کرتی ہے اور جس کے لئے صدہا احادیث اور تواتر قولی چلا آتا ہے اور مرزا قادیانی کا اس پر بھی ایمان ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسائیوں نے مسیح کی پرستش کو شروع کیا ہے۔ جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں۔

(چشمہ معرفت ص۲۵۴، خزائن ج۲۳ ص۲۶۶) ”انجیل پر ابھی تیس برس پورے نہیں گذرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی۔“

اب اگر اس بیان کو سچا قرار دیا جائے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ تو وہ مسیح کا ۱۲۰ برس عمر پانا، ایران، افغانستان، نیپال، ہندوستان میں مارے مارے پھرنا۔ لانگ، بدھ، شہزادہ نبی یوسف آسف نام اختیار کرنا کشمیر میں ۸۷ برس گمنامی میں بسر کرنا اور محلہ خان یار میں مرنا سب غلط و بکواس ہے۔ کیوں اس لئے کہ اگر وہ ساڑھے تینتیس سالہ زندگی واقعہ قتل وصلیب سے بھاگ کر ان ممالک کی سیاحت کرتے تو لازم ہے۔ اس دراز عرصہ میں انہیں امت کے بگڑنے کا پورا پورا علم ہوتا اور وہ تو بقول مرزا مسیح بھیڑیوں کی تلاش میں ہی نکلے تھے۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو یہود یا یہود نہ ہوا اور پھر ایک مستقل نبی اور صاحب کتاب رسول کامل ۸۷ برس بھیڑوں کی تلاش کرے اور ایک چھوٹی سے چھوٹی امت نہ پیدا کرے۔ یہ ناممکن ہے اور مرزا قادیانی کا یہ سرٹیفکیٹ یعنی ابھی انجیل پر تیس برس نہ گذرے تھے کہ بجائے اللہ کے ایک انسان کی پرستش شروع کی گئی۔ صاف ظاہر کرتا ہے کہ ان کی زندگی میں ہی تثلیث پرستی شروع ہوگئی تھی۔ جس کا پورا پورا علم مسیح کو مسیح کی زندگی میں تھا۔ پھر آسمان پر مسیح کو اطلاع دینا کیا معنی رکھتا ہے۔ ظاہر ہے یہ دونوں عقائد ہی باطل اور بیہودے ہیں۔ نہ مسیح ۸۷ برس مارے مارے پھرے اور نہ کشمیر میں دفن ہوئے نہ انہوں نے بھیڑیں اکٹھی کیں اور نہ ہی ان کی ارضی زندگی میں کسی نے ان کو پوجا اور نہ ہی انہیں اس کا کچھ علم ہے۔ نہ ہی مسیح کو آسمان پر یہ خبر دی گئی اور نہ کوئی تماشہ دکھایا گیا کہ دیکھو تمہاری امت قادیانی منارہ کے پاس پاس روز افزوں ترقی کرتی کرتی سیکڑوں سے لاکھوں تک پہنچ گئی ہے اور وہ تمہیں خدا کا بیٹا کہہ کر تم کو پوجتی ہے۔ یہ خیال ہی لغو ہے اللہ فرماتے ہیں مسیح یہی جواب دیں گے۔ فلما توفیتنی۔ یعنی جب تو نے مجھے پورا پورا لیا کنت انت الرقیب علیہم پھر تو تو ہی ان کا نگہبان ومحافظ تھا۔ لفظ توفی ورفع جو یقیناً ایک الٰہی وعدہ ہے۔ پر زور تقاضہ کرتا ہے کہ اس کا ایفاء جلد و بلاتوقف ہو۔ اس لئے اس کے معنی سوائے اس کے اور ہو ہی نہیں سکتے کہ جناب مسیح کو اس جسم عنصری کے ساتھ اللہ بلند و برتر نے ایک معین وقت تک زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور وہ قرب قیامت میں دوبارہ نزول فرمائیں گے۔ عادل حاکم ہوکر وہ بیوی کریں گے۔ ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ وہ حج کریں گے اور روضہ نبوی میں دفن کئے جائیں گے اور قیامت کو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھیں گے۔ ابوبکرؓ وعمرؓ کے درمیان۔ کما قال!

اکثر مرزائی کھسیانے ہو کر یہاں ایک اور اعتراض کرتے ہیں اور جہلاء کو جوش دلا دیا کرتے ہیں کہ دیکھو مولوی جی کی مسلمانی کہ صحیح حدیث بخاری شریف میں رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کی نسبت میں قیامت کے دن اسی طرح کہوں گا جس طرح بندہ صالح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا" یعنی کنت علیهم شهیدا مادمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم "اس چکمے میں عموماً عام لوگ جو عربی سے نابلد ہیں۔ آ جایا کرتے ہیں کہ مرزائی مولوی آیت تو وہی پیش کرتا ہے جو مسیح کے متعلق ہے۔ اس لئے جھٹ یہ نتیجہ نکال لیا کرتے ہیں کہ یا تو مسیح آسمان پر نہیں گیا یا حضور ﷺ کا وصال بھی نہیں ہوا۔

ناظرین! الفاظ پر غور کرو اور سمجھنے کی کوشش کرو سرکار مدینہ ﷺ اپنا ایک قول بیان فرماتے ہیں کہ میں ایسا کہوں گا وہ بھی بعض لوگوں کی نسبت جن بدبختوں نے شرک کیا ہوگا۔ حضور ﷺ نے اپنا عقیدہ بیان نہیں کیا اور عقائد تو ایمانیات میں داخل ہیں اور اگر لفظوں کی وجہ سے رٹ لگائے بیٹھے ہو تو اسی آیت کریمہ میں تعلم ما فی نفسی ولا أعلم ما فی نفسك اب کیا مسیح کا نفس اور خدا کا نفس ایک سا ہے۔ بعض محاورات ہوتے ہیں۔ جیسے زید اسد یعنی زید شیر ہے اب کیا کوئی بیوقوف زید کی چار ٹانگیں اور دم کا مطالبہ کرے گا۔ نہیں یہ محاورات ہیں ویسے ہی رسول کریم ﷺ مشرکین کے لئے یہ کہہ دیں گے سوا جب تک میں ان میں رہا میں نے انہیں وہی قرآنی تعلیم دی اور شرک کی مذمت کی جہاں یہ حدیث دیکھی وہاں آپ ﷺ کی اور بھی صدہا احادیث ایسی دیکھیں تھی جن میں حلف اٹھاتے ہوئے مسیح کے آنے کا وعدہ دیا ہے اور کھول کھول کر صفات بیان کی ہیں اور یہ تو وہ پیش گوئی ہے جس پر آسمان کے ستاروں سے زیادہ شہادتیں موجود ہیں۔ اب حاصل کلام یہ ہے کہ وہاں نصوص قطعیہ صریحہ کا بھی خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے توفی کے معنی وہی صحیح ہیں۔ اخذ الشئی وافیا!

یہاں ایک اور اعتراض بھی حل کرتا جاؤں وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو حیات مسیح قبول کرنا صرف اس لئے ناگوار و محال نظر آتا ہے کہ آسمان پر مسیح کے کھانے پینے بیٹھنے اٹھنے اور ان کے لوازمات کا سامان نہیں۔ جیسا کہ وہ خود بیان کرتے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۲۳۱، ۲۳۲، خزائن ج ۳ ص ۴۹۹، ۵۰۰) " سوال یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح مرے نہیں اور اسی دنیوی زندگی کے ساتھ کسی آسمان پر بیٹھے ہیں تو کیا تمام لوازم جسم خاکی کے ان میں خصوصیت کے ساتھ موجود ہیں۔ جو دوسروں میں نہیں پائے جاتے۔ کیا وہ کبھی سوتے اور کبھی جاگتے ہیں اور کبھی اٹھتے اور کبھی بیٹھتے ہیں اور کبھی دنیوی شراب اور طعام کو کھاتے پیتے ہیں اور کیا وہ

اوقات ضرور یہ بھی پاخانہ پھرتے اور پیشاب بھی کرتے ہیں اور کیا وہ ضرورتوں کے وقت ناخون ترشواتے اور بالوں کو منڈواتے یا قصر شعر کرواتے ہیں۔ کیا ان کے لیٹنے کے لئے چارپائی اور کوئی بستر بھی ہے۔ کیا وہ ہوا کے سہارے بیٹھے اور ہوا کے ذریعے سے سوتے اور ہوا ہی کے ذریعے سے سنتے اور روشنی کے ذریعے سے دیکھتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ؟"

ناظرین! خدا گواہ ہے کہ مرزا قادیانی کے یہ پکے دہریہ خیال واقع ہوئے ہیں اور طرح طرح سے دجل بناتے اور مغالطہ دینے میں مشاق ہیں۔ ہم نے سابقہ اوراق میں بلیغ وہ کشف آپ کے ناظرین کی ضیافت میں پیش کئے ہیں جن سے جناب مسیح کی زندگی کے یہ لوازمات جو مرزا قادیانی کو مطلوب ہیں صاف ہویدا ہیں۔ گو یہ میرا ایمان نہیں اور نہ کسی مسلمان کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ایسے معمولی سامان پیدا کرنے سے عاجز وقاصر ہے۔ مگر الزامی رنگ میں جواباً یہ پوچھنے کا حق ہم کو ہر طرح سے حاصل ہے۔ اس لئے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا آسمان پر گلاس وغیرہ کے کارخانے لگے ہیں جن میں ریت پگھلتی اور کانچ ڈھلتا ہے اور ایسے پیچ لگے ہیں جن میں روئی بٹی ہے اور کیا رنگ کے کارخانے کھلے ہیں جن میں سرخ سیاہی بنتی ہے اور کیا تب سازی کے لئے کاریگر بیٹھے ہیں اور ان کے پاس آہرن اور ہتھوڑے موجود ہیں جن سے تختیں بنائی جاتی ہیں اور فولاد بنانے کے لئے آہنگران بیٹھے ہیں جو آسمان کے درختوں کو کاٹتے اور ہموار بناتے ہیں اور کیا آسمان پر کرسیاں اور میز پڑے ہیں جن پر خدا بیٹھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر مسیح کے لوازمات بھی ہیں تو یہ کہاں سے ٹپک پڑے اور مسیح کے لوازمات کا جواب وہی ہے جہاں یہ کاریگر اور مزدور ہوتے ہیں جو نہیں رنگ اور روئی وغیرہ بناتے ہیں وہاں واللہ کا مقرب بھی گزارہ کر لیتا ہے۔ امید ہے کہ یہ جواب فبہت الذی کفروا اللہ لا یہدی لقوم الظالمین!

خیر یہ تو تھا الزامی جواب جو اللہ معاف کرے طوعاً وکرہاً دیا گیا۔ آیت زیر بحث آیت قبلت للہ ہی صاف بتا رہی ہے جیسا کہ اس کا سیاق وسباق پتہ دیتا ہے کہ یہ اقوات قیامت کو ہوں گے جبکہ خدائے جبار تخت عدالت پہ جلوہ فگن ہوں گے اور مجرمین عرق ندامت میں شرابور سامنے ہاتھ باندھے نیچی نگاہیں کئے کھڑے ہوں گے۔ اللہ اللہ! اس دن پیغمبر بھی یارب نفسی نفسی کی پکاریں گے۔ ماں بچے کو اور بیٹا باپ کو بھول جائے گا۔ کوئی کسی کے بچے کو دودھ پلاتا چھوڑے گی۔ آہ وہ ایسا سخت دن ہوگا۔ جبکہ نہ نفع دے گا مال اور نہ کام آئے گی اولاد۔ اور نہ کسی کا یہ حال ہوگا کہ ہارے ہوئے ہیں زمین تانبے کی طرح سرخ ہوگی اور آسمان آگ برسا رہا ہوگا۔ پانی کا کہیں نام

اور سایہ کے نشان نہ ملے گا۔ تمام مخلوق عالم میں صرف ایک ہستی ہوگی جس کے ہاتھ میں جھنڈا ہوگا اور اس کا سایہ حاملِ لواء کو سپرکا کام دے گا۔ جہاں دنیا نفسی نفسی پکارے گی وہاں وہ امتی امتی بولے گا اور اسے اپنی جان کا نہیں امت کا فکر دامن گیر ہوگا۔ تمام مرسلین من اللہ کو ایک خاص دعا کی قبولیت دنیا میں دی گئی تھی جو تمام نے اس دنیا میں متفرق طور پر مانگ لی۔ مگر حریم ﷺ نے اللہ کی امانت میں دے دی۔ سرکار مدینہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں وہی امت دعا اس روز مانگوں گا اور سجدہ عجز سے سر نہ اٹھاؤں گا۔ جب تک امت کو نہ بخشوا لوں گا۔ فرماتے ہیں یوم ندعوا کل اناس بامامھم یعنی اس دن اللہ بادشاہ تمام پیغمبروں کو مع ان کی امت کے طلب کرے گا اور ان سے طرح طرح سے سوال و جواب ہوں گے۔ جیسا کہ آیت زیر بحث کا سیاق کہتا ہے قال اللہ تعالیٰ یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم ”یعنی جس دن اکٹھا کرے گا اللہ پیغمبروں کو پس کہے گا کیا جواب دیئے گئے تھے تم“ ایسا ہی ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے کہ ”یوم یحشرھم وما یعبدون من دون اللہ فیقول ءانتم اضللتم عبادی ھؤلاء ام ھم ضلوا السبیل (فرقان)“

یعنی روز محشر خدائے واحد ان مشرکین کو مع ان کے معبودوں کے جمع کرے گا اور ان سے پوچھے گا کیا تم نے میرے بندوں کو گمراہ کیا تھا یا وہ خود ہی تمہاری پرستش کرنے لگے تھے۔

غرضیکہ وہ بڑا سخت دن ہوگا۔ اس دن بڑے بڑے نبی اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے کی جرأت نہ کریں گے۔ ہاں! ہاں! وہ صاحب کتاب و اولوالعزم نبی جن کے خوف کھانے کی فرقان حمید شہادت دیتا ہے اور دعائیہ رنگ میں ان کے کلمات پیش کرتا ہے ”ولا تخزنی یوم یبعثون یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم“ یعنی وہ جدِ امجد سرور عالم جناب ابراہیم خلیل اللہ عرض کرتے ہیں مولا مجھے اس دن رسوا نہ کیجیو۔ وہ دن جب نہ فائدہ دے مال اور نہ اولاد۔ مگر سود مند ہو وہ دل جو نیکی سے لبریز ہو۔ وہاں مرزا قادیانی جیسے خیالی پلاؤ پکانے والے اور بڑ ہانکنے والے ٹٹ پونجیوں کا کیا کام اور کیا حوصلہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ نبی اسرائیل کے بنی اسرائیل بحر ہاشمی کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ دوسری طرف عیسائی گردن جھکائے جلالیت پروردگار سے کانپ رہے ہوں گے۔ ذرے ذرے اور دانے دانے کا حساب ہوگا۔ زجر و توبیخ کے طور پر رب العالمین پوچھیں گے ”ءانت قلت للناس“ ”کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا کے ساتھ شریک بنالو۔“

غرضیکہ یہ واقعات قیامت کے دن پیش ہوں گے مگر یہ اوندھی کھوپڑی والے مرزائی یہ

کہتے ہیں کہ یہ سوال و جواب عالم برزخ میں ہو چکے ہیں۔ تو یہ صرف مغالطہ دہی کے لئے ہی پیدا ہوئے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ برزخ کیا ہے اور محشر کسے کہتے ہیں۔ جو لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سلام درود بھیجنے کے وقت کذاب قادیان کو برابر کا ساجھی کیے جا سکتے ہیں اور حضور ﷺ کے تین ہزار معجزات اور قادیانی کے دس لاکھ معجزات شمار کر لیتے ہیں اور سرکار مدینہ ﷺ کے زمانہ کو پہلی رات کا ناتمام چاند اور مرزا قادیانی کو چودھویں رات کا ماہ کامل بتاتے ہوئے نہیں شرماتے انہیں اس دن پتہ لگے گا جس دن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہو کر جواب دہی کے لئے بلائے جائیں گے۔ نہ وہاں مرزا قادیانی ہوگا اور نہ دس لاکھ معجزے نہ وہاں براہین ملے گی نہ ازالہ اوہام۔ ملائکہ گردن مارتے ہوئے وہاں لے جائیں گے جہاں ان کی مخصوص جگہ ہے اور رحیم کریم ﷺ صاف کہہ دیں گے "وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا" "آہ! جس دن یہ لوگ بلند آواز سے چلاتے ہوئے بصد حسرت و افسوس یہ کہتے جائیں گے "یاویلتا لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا" "ہائے کاش کہ ہم نے مرزا قادیانی کو دوست نہ بنایا ہوتا۔" غضب ہے کہ دنیا میں مرزائی یہ درود پڑھیں۔

اللھم صل علی محمد وعلی عبدک المسیح الموعود (الفضل اخبار قادیان ۱۲ جولائی ۱۹۳۲ء ص ۵ کالم ۳) یعنی اے اللہ محمد ﷺ اور مرزا پر درود و سلام بھیج۔

اور پھر قیامت کے روز شافع محشر سے سفارش کی توقع رکھیں۔ ایں خیال است و محال است و جنون!

چنانچہ آیت کریمہ مذکورہ "ءانت قلت للناس" پر مرزا قادیانی اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

(ازالہ اوہام ص ۶۰۲، خزائن ج ۳ ص ۴۲۵) "بعض لوگ یہ دوسری تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ آیت فلما توفیتنی میں جس توفی کا ذکر ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد واقع ہوگی۔ لیکن تعجب کہ وہ اس قدر تاویلات رکیکہ کرنے سے ذرا نہیں شرماتے۔ وہ نہیں سوچتے کہ آیت فلما توفیتنی سے پہلے یہ آیت ہے۔ واذ قال اللہ اور ظاہر ہے کہ قال ماضی کا صیغہ ہے اور اس کے اول اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ زمانہ استقبالی کا۔"

حضرت بعض اوقات اذ ماضی پر داخل ہو کر اس کو مستقبل کے معنوں میں بھی تبدیل کر دیا کرتا ہے۔ اگر عبارت نہ ہو تو شرح جامی و کافیہ اور کتب نحو میں قانون ملاحظہ کر لو اور مرزا قاد

آپ کا حافظہ چونکہ خراب ہے۔ اس لئے آپ کو شاید یاد نہیں رہتا کہ آپ خود آیت متذکرہ بالا کا ترجمہ تواتر قومی کے مطابق کر چکے ہیں اور اس مایہ ناز کتاب میں جسے قطعی کہئے ہواب کس چیز کا انتظار کریں۔ آپ کی مثال تو شتر مرغ کی ہے کہ پرندوں میں جو نور اور حیوانوں میں مرزا قادیانی! مندرجہ ذیل چشم بصیرت سے پڑھو اور شرماؤ۔

(کشتی نوح ص ۱۶ طبع ششم خزائن ج ۱۹ ص ۱۷ "یہ وہ کشتی ہے جو بغیر پہیوں کے خشکی پر چلتی ہے۔ کل کے ذریعہ سے نہیں دجال کے حکم سے۔" اور یاد رکھو اب عیسیٰ تو ہرگز نازل نہیں ہوگا۔ کیونکہ جو اقرار اس نے آیت فلما توفیتنی کی رو سے قیامت کے دن کرنا ہے۔"

مرزائیو! کیا قیامت سے مراد تمہارے ہاں عالم برزخ ہے۔ تسلی نہ ہوئی ہو تو اور سنو۔

(حقیقت الوحی ص ۱۳۱ خزائن ج ۲۲ ص ۳۳) رئیس قادیان بروزی رسول ظلی نبی ہی کی حدیث فرماتے ہیں "فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم ہی جگہ اگر توفی کے معنی مع جسم آسمان پر اٹھانا تجویز کیا جائے تو یہ معنی تو بدیہی البطلان ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف کی انہیں آیات سے ظاہر ہے کہ یہ سوال حضرت عیسیٰ سے قیامت کے دن ہوگا۔"

فرقہ ضالہ احمدیہ کے نونہالو! اب تو تمہاری سمجھ میں آ گیا کہ کیسی ماضی میں داخل ہو کر مستقبل کے معنوں میں آ جایا کرتا ہے۔ اگر اب بھی تسلی نہ ہو تو سنو۔

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۴۳ خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۵) پر ارشاد ہوتا ہے

"پس تحقیق عیسیٰ یہ جواب دے گا قیامت کے دن یعنی کہے گا فلما توفیتنی کا جملہ دن قیامت کے جس طرح سے اے عقلمندو تم قرآن میں پڑھتے ہو۔"

اب ایمان سے کہو یہ کتابیں اور اقوال سچے ہیں یا ازالہ اوہام والا بیان۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دونوں سچے نہیں ہو سکتے۔ دونوں میں سے ایک سچا ہونا چاہئے اور یہ کیا بات ہے کہ مرزا قادیانی ہمیشہ دو دو قسم بولتا رہتے ہیں۔ کیا یہی مرزا قادیانی کی کمال الدماغی کی دلیل ہے

"یٰایہا الناس قد جاء کم الرسول بالحق من ربکم فآمنوا خیرا لکم وان تکفروا فان للہ مافی السموات والارض وکان اللہ علیما حکیما یا اہل الکتاب لاتغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القٰہا الی مریم وروح منہ فآمنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلاثۃ انتہوا خیرا لکم انما اللہ الٰہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ مافی السموات ومافی الارض وکفی باللہ

وكيلا لن يستنكف المسيح ان يكون عبدالله ولا الملائكة المقربون ومن
يستنكف عن عبادته ويستكبر فسيحشرهم اليه جميعا فاما الذين آمنوا
وعملوا الصالحات فيوفيهم أجورهم ويزيدهم من فضله ، واما الذين
استنكفوا واستكبروا فيعذبهم عذابا اليما ، ولا يجدون لهم من دون الله
وليا ولا نصيرا يا ايها الناس قد جآءكم برهان من ربكم وانزلنآ اليكم
نوراً مبينا ، فاما الذين آمنوا بالله واعتصموا به فسيدخلهم فى رحمة منه
وفضل ويهديهم اليه صراطاً مستقيما (النساء: ۱۷۰ تا ۱۷۵)"

"اے لوگو تمہارے پاس آ چکا رسول ٹھیک بات لے کر تمہارے رب کی سو مان لو تاکہ
بھلا ہو تمہارا اور اگر نہ مانو گے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور ہے اللہ سب
کچھ جاننے والا حکمت والا۔ اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت کہو اللہ
کی شان میں مگر پکی بات بے شک مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا وہ رسول ہے اللہ کا اور اس کا کلام ہے
جس کو ڈالا مریم کی طرف اور روح ہے اس کے ہاں کی سو مانو اللہ کو اور اس کے رسولوں کو اور نہ کہو
خدا تین ہیں۔ اس بات کو چھوڑو بہتر ہوگا تمہارے واسطے بے شک اللہ معبود ہے اکیلا اس کے
لائق نہیں ہے کہ اس کے اولاد ہو۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی
ہے اللہ کارساز مسیح کو اس سے ہرگز عار نہیں کہ وہ بندہ ہو اللہ کا، اور نہ فرشتوں کو جو مقرب ہیں اور
جس کو عار آوے اللہ کی بندگی سے اور تکبر کرے سو وہ جمع کرے گا ان سب کو اپنے پاس اکٹھا پھر
جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے انہوں نے اچھے تو ان کو پورا دے گا ان کا ثواب اور زیادہ دے گا
اپنے فضل سے اور جنہوں نے عار کی اور تکبر کیا سو ان کو عذاب دے گا۔ عذاب دردناک اور نہ
پاویں گے اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار۔ اے لوگو تمہارے پاس پہنچ چکی
تمہارے رب کی طرف سے سند اور اتاری ہم نے تم پر روشنی واضح۔ سو جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور
اس کو مضبوط پکڑا تو ان کو داخل کرے گا اپنی رحمت میں اور فضل میں اور پہنچا دے گا ان کو اپنی طرف
سیدھے راستے پر۔"

اللہ جل شانہ فرماتے ہیں وحی ہر پیغمبر کو برابر آتی رہی۔ یہ کوئی نئی بات نہیں سب کو
معلوم ہے۔ لیکن اس قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص علم اتارا اور اللہ اس حق کو ظاہر کرے گا۔
چنانچہ جاننے والے جانتے ہیں کہ جو علوم اور حقائق قرآن مجید سے حاصل ہوئے اور برابر حاصل
ہوتے رہیں گے وہ کسی کتاب سے نہیں ہوئے اور جس قدر ہدایت لوگوں کو حضرت محمد ﷺ سے

ہوئی اور کسی سے نہیں ہوئی۔ قرآن مجید اور حضرت پیغمبر ﷺ کی تصدیق اور توثیق کے بعد فرماتے ہیں کہ اب جو لوگ آپ سے منکر ہوئے اور توریت میں جو آپ ﷺ کے اوصاف اور حالات موجود تھے ان کو چھپا لیا اور لوگوں پر کچھ کا کچھ ظاہر کر کے ان کو بھی دین حق سے باز رکھا۔ سو ایسوں کو نہ مغفرت نصیب ہو۔ نہ ہدایت۔ جس سے خوب واضح ہو گیا کہ ہدایت آپ کی متابعت میں منحصر ہے اور گمراہی آپ کی مخالفت کا نام ہے۔ جس بات سے یہود کو پوری سرزنش ہوئی اور ان کے خیالات کی تغلیط واضح ہوگئی۔ آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کی کتاب کی تصدیق اور آپ کے مخالفین یعنی اہل کتاب کی تغلیط اور تفصیل بیان فرما کر اب عام سب لوگوں کو منادی کی جاتی ہے کہ اے لوگو! ہمارا رسول بھی کتاب اور سچا دین لے کر تمہارے پاس پہنچ چکا۔ اب تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ اس کی بات مانو اور نہ مانو گے تو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔ وہ تمہارے تمام افعال و احوال سے خبردار ہے۔ تمہارے اعمال کا پورا حساب و کتاب ہو کر اس کا بدلہ ملے گا۔

اس ارشاد سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ وحی جو پیغمبر پر نازل ہو اس کا ماننا فرض اور اس کا انکار کفر ہے۔ اہل کتاب اپنے انبیاء کی تعریف میں غلو سے کام لیتے اور حد سے نکل جاتے۔ خدا اور خدا کا بیٹا کہنے لگتے۔ سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دین کی بات میں مبالغہ مت کرو اور جس سے اعتقاد ہو اس کی تعریف میں حد سے نہ بڑھنا چاہئے۔ جتنی بات محقق ہو اس سے زیادہ نہ کہو اور حق تعالیٰ کی شان مقدس میں بھی وہی بات کہو جو سچی اور محقق ہو۔ اپنی طرف سے کچھ مت کہو۔ تم نے یہ کیا غضب کیا کہ حضرت مسیح کو جو رسول اللہ ہیں اور اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے تھے ان کو وحی کے خلاف خدا کا بیٹا کہنے لگے اور تین خدا کے معتقد ہو گئے۔ ایک خدا دوسرے حضرت عیسیٰ تیسرے حضرت مریم۔ ان باتوں سے باز آؤ۔ اللہ تعالیٰ واحد اور یکتا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں اور نہ کوئی اس کا بیٹا ہو سکے۔ اس کی ذات پاک اور اس سے منزہ اور مقدس ہے۔ یہ تمام خرابی اس کی ہے کہ تم نے وحی کی اطاعت اور پابندی نہ کی۔ وحی کی متابعت کرتے تو خدا کے لئے بیٹا نہ مانتے اور تین خدا کے قائل ہو کر صریح مشرک نہ ہوتے اور محمد رسول اللہ سید الرسل اور قرآن مجید افضل الکتب کی تکذیب کر کے آج ذلت کا فرنہ بنتے۔ اہل کتاب کے ایک فریق نے تو حضرت عیسیٰ کو رسول بھی نہ مانا اور قتل کرنا پسند کیا۔ جن کا ذکر پہلے گزرا اور دوسرے فریق نے ان کو خدا کا بیٹا کہا۔ دونوں کافر ہو گئے۔ دونوں فریق کی گمراہی کا سبب یہ ہوا کہ وحی کا خلاف کیا۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ نجات وحی کی متابعت میں منحصر ہے اور تمام آسمانوں اور زمینوں میں نیچے سے اوپر تک جو کچھ ہے

سب اس کی مخلوق اور اس کی مملوک اور اس کے بندے ہیں۔ پھر کیسے اس کا شریک یا اس کا بیٹا کون اور کیونکر ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کا بنانے والا اور سب کی کارسازی کے لئے وہی کافی اور بس ہے۔ کسی دوسرے کی حاجت نہیں۔ پھر بتلائیے اس کو شریک یا بیٹے کی حاجت کیسے ہو سکتی ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ نہ کسی مخلوق میں اس کے شریک بننے کی قابلیت اور لیاقت اور نہ اس کی ذات پاک میں گنجائش اور نہ اس کو اس کی حاجت۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ مخلوق میں سے کسی کو خدا تعالیٰ کا شریک یا بیٹا کہنا اس کا کام ہے جو ایمان اور عقل دونوں سے محروم ہو۔ مضمون بالا سے یہ سمجھ میں آ گیا کہ جو کوئی حق تعالیٰ کے لئے بیٹا یا کسی کو اس کا شریک مانتا ہے وہ حقیقت میں جمیع موجودات کو مخلوق باری اور باری تعالیٰ کو خالق جملہ موجودات نہیں مانتا اور نیز اللہ تعالیٰ کو سب کی حاجت براری اور کارسازی کے لئے کافی نہیں جانتا۔ گویا خدا کو خدائی سے نکال کر مخلوقات اور ممکنات میں داخل کر دیا تو اب ارشاد سبحانه ان يكون له ولد میں جس ناپاکی کی طرف اشارہ مخفی تھا اس کا پتہ مل گیا اور فرزند حقیقی اور فرزند مجازی اور ظاہری دونوں میں وہ ناپاکی چونکہ برابر موجود ہے تو خوب سمجھ میں آ گیا کہ اس ذات مقدس جیسے اس سے پاک ہے کہ اس کے بیٹا پیدا ہو ایسا ہی اس سے بھی پاک اور برتر ہے کہ اپنی مخلوق میں کسی کو بیٹا بنا دے۔ یعنی اللہ کا بندہ ہونا اور اس کی عبادت کرنا اور اس کے حکموں کو بجا لانا تو اعلیٰ درجہ کی شرافت اور عزت ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور ملائکہ مقربین سے اس نعمت کی قدر اور ضرورت پوچھئے۔ ان کو اس سے کیسے ننگ اور عار آ سکتا ہے۔ البتہ ذلت تو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی بندگی میں ہے۔ جیسے نصاریٰ نے حضرت مسیح کو ابن اللہ اور معبود مان لیا اور مشرکین فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مان کر ان کی عبادت کرنے لگے اور بتوں کی عبادت کرنے لگے۔ سو ان کے لئے ہمیشہ کو عذاب اور ذلت ہے۔

اللہ جل شانہ نے اس آیت کریمہ میں موجودہ یہودیت کی صحیح تفسیر کو ایک ایسے انداز میں پیش فرمایا ہے جسے فقیر کے خیال میں تو قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل سمجھنا چاہئے۔ اہل علم حضرات مجھے معاف فرمائیں۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات کہہ رہا ہوں۔ مگر مجھے بھی حق حاصل ہے کہ فریق مخالف کی آنکھیں کھول دوں کہ جس طریق کار کو تمہارے مرزا قادیانی اختیار کر کے قرآن مجید کو اپنے مفید مطلب بنایا کرتے تھے اس سے ہزار گنا زیادہ فقیر قرآن مجید سے استدلال کرتا ہوا انشاء اللہ بفضل ایزدی مرزا قادیانی کا صریح کفر اور بطلان ثابت کر سکتا ہے اور یہی کیا کہہ دوں کہ میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے کہ کوئی ایسی بات کہوں جو تواتر قومی کے خلاف ہو یا کسی جدت اختیار کروں جیسے مفسرین نے نہیں کہا ہو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے قوی امید رکھتا ہوں کہ

آیت آیت اور لفظ لفظ سے مرزا قادیانی کی کذابیت اور دجالیت آشکارا کر دوں۔ آیت زیر بحث میں ارشاد ہوتا ہے اے لوگو! کیوں خواہ مخواہ فضول لڑتے جھگڑتے ہو۔ بات بات میں کھینچ تان کرنا حماقت و جہالت ہے۔ اس لئے کہ تمہاری رشد و ہدایت کے لئے شمس الانبیاء آ چکا۔ اب فخر اعظم کی موجودگی میں کفر کی سیاہ تاریکیاں بھلا کہاں ٹھہر سکتی ہیں۔ اور جو کور باطن شپرہ چشمی سے دیا جلا دے اور سورج کی موجودگی میں لوگوں کو اس کی طرف بلا دے اس کی کم بختی و جہالت کی بھی کوئی انتہا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارا پیامبر خالی ہاتھ نہیں آیا۔ بلکہ وہ سچی چیز لے کر آیا ہے۔ سو تمہاری اس میں ہی بھلائی ہے کہ تم اسے قبول کر لو۔ یعنی جس چیز سے منع کرے اسے چھوڑ دو اور بال کی کھال نہ کھینچو اور چھوڑ دینے کی وجوہات نہ پوچھو۔ مثلاً حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بعد تیس دجال وکذاب یعنی جھوٹے اور فریبی آئیں گے۔ جو اپنے زعم باطل میں یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہم اللہ کے پیامبر ہیں۔ حالانکہ پیغمبری مجھ پر ختم ہو گئی۔ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد تا قیامت کوئی نبی نہ ہوگا۔ اللہ فرماتے ہیں وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں مان لو۔ کیونکہ وہ حق لے کر آئے ہیں اور ان کے ساتھ ہی روشنی ہے۔ اب یہ نہ کہو کہ نبوت باعث رحمت تھی۔ ہم اس سے کیوں محروم رہیں۔ نہیں۔ بلکہ جو کچھ بھی کہہ دیا گیا ہے وہی سچ ہے اور اس میں تمہاری اپنی ہی بھلائی ہے اور جس چیز کا حکم دیں۔ مثلاً حضور ﷺ نے قسم اٹھا کر پیشگوئی کی کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام آسمان سے قرب قیامت میں اتریں گے۔ اب تم یہ نہ پوچھو کہ وہ آسمان پر کیسے گئے۔ کیا کھاتے کیا پیتے کہاں سوتے اور کہاں اٹھتے ہیں۔ بس تمہارا کام یہ ہے کہ تم اس کے حکم کی بلا چون و چرا تعمیل کرو اور یہی متقین کا ایمان ہے۔ ”ذالك الكتاب لاريب فيه هدى للمتقين يؤمنون بالغيب“ اور مومن تو وہی ہے جو بن دیکھے خدا پر ایمان لائے اور وہ مومن کس طرح ہو سکتا ہے جو نبی کے حکم پر چاہے وہ اس کے کس قدر خلاف ہو۔ حکم آلود پیشانی کرے یا دل میں ہی کڑھے۔ جیسے کہ اللہ فرماتا ہے ”فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم“ قسم ہے اے محمد ﷺ تیرے رب کی کہ نہیں ایماندار ہو سکتے وہ یہاں تک کہ تیرے ہر حکم کے سامنے سر نیاز کو جھکا نہ دے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہوئے میرے پیامبر کو ٹھکرا دو گے یا تعمیل ارشاد میں سر مو انحراف کرو گے تو یاد رکھو کہ تمہارے اس نہ ماننے سے ہماری خدائی میں تو کوئی خلل نہ آئے گا۔ جو کچھ بھی زمین اور آسمانوں میں ہے اس کے ہم ہی واحد مالک ہیں اور ایسے مالک ہیں جو زبردست اور سب چیزوں کے جاننے والے ہیں۔ ہم سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔

اور اے مرزائیو! دین حنیف میں غلو نہ کرو اور خدا کی شان میں گستاخی نہ کرو۔ مثلاً خدا جاگتا ہے۔ سوتا ہے۔ خطا کرتا ہے۔ بھلائی کرتا ہے۔ طاعون کے کیڑے پالتا ہے۔ وہ مرزا قادیانی سے ہے اور مرزا قادیانی اس سے ہے۔ وہ مرزا قادیانی کے لئے تیز تلوار لئے کھڑا رہتا ہے۔ وہ مرزا قادیانی کی عرش پر تعریف کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ ایسی لغو اور بیہودہ باتیں مت کہو۔ بلکہ خدا کی شان میں وہی کہو جو قرآن تعلیم دیتا ہے۔ یعنی وہ بیوی بچوں سے پاک ہے۔ اسے نیند آتی ہے نہ اونگھ وغیرہ وغیرہ!

اور مرزائیو! یہ تم کیا اندھیر کرتے ہو کہ تم ایک دجال وکذاب کو خواہ مخواہ عیسیٰ بن مریم بنا رہے ہو۔ حالانکہ وہ احمق ظلی بروزی مجدد محدث مسیح ہونے کا ناکام دعوے کرتا ہے اور حقیقت میں وہ کچھ بھی نہیں اور عیسیٰ بن مریم تو خدا کا صاحب کتاب رسول وپیامبر تھا اور وہ تو اللہ کا کلام تھا۔ یعنی اس کی پیدائش بن باپ کے کلمہ کن سے ہوئی تھی۔ کہاں وہ نفخ جبرائیل سے آیت اضو وجیہا فی الدنیا والآخرۃ تھی اور کہاں کذاب قادیان:

چہ نسبت خاک را با عالم پاک
کجا عیسیٰ ابن مریم اور کجا دجال ناپاک

مسیح تو اللہ کا رسول، اللہ کا کلام اللہ کے ہاں کی روح ہے۔ جو جناب مریم علیہا السلام کو القاء کی گئی اور جس کی عزت مقربین میں ہوئی باوجود اس قدر مراتب کے پھر بھی وہ خدا کا بندہ ہے۔

اے مرزائیو! یہ حقیقت ہے۔ اس کو مانو اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور مت کہو کہ مرزا قادیانی خدا ہے یا خدا مرزا اور محمود میں خدا ہیں۔ جیسا کہ تمہارا مرزا کہتا ہے۔ رأیتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی انی ھو! یعنی میں نے دیکھا خواب میں کہ میں خدا ہوں اور میں نے یقین کرلیا کہ وہی ہوں۔ یا انت اسمی الاعلیٰ یعنی اے مرزا تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔ یا انت منی وانا منک یعنی تو میرا باپ ہے اور میں تیرا باپ ہوں۔ وغیرہ وغیرہ! اور محمود کے متعلق کان اللہ نزل من السماء یعنی خدا محمود میں حلول کرتا ہوا اتر آیا۔ یہ بے حیائی کے کلمات ہیں۔ انہیں چھوڑ دو اور مت کہو کہ خدا تین ہیں۔ ان فاسد خیالات کو بھول جاؤ۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اور اس میں شک نہ کرو کہ اللہ اپنی بادشاہی میں بڑا ہی زبردست اور اکیلا ہے۔ اسے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ وہ اولاد کو پسند نہیں کرتا۔ وہ بیوی کو نہیں چاہتا۔ پھر تم یہ کفریہ کلمات کیوں کہتے ہو کہ مرزا قادیانی نے ایک دفعہ اپنی حالت یہ ظاہر کی کہ گویا میں عورت ہوں اور اللہ نے رجولیت کی

قوت کا اظہار کیا اور کیوں یقین کرتے ہو کہ اللہ نے یہ کہا۔ یا قمر یا شمس انت منی وانا منک ! یعنی مرزا چاند مرزا سورج۔ وہ مجھ سے ہے۔ میں اس سے ہوں۔ ہوش کرو اور عقل کے ناخن لو۔ یہ تمھیں کیا ہو گیا۔ تم نہیں جانتے کہ جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ بھی ان کے درمیان ہے وہ سب میرا ہے۔ کیونکہ میں نے اس کو عدم سے وجود بخشا ہے۔ وہ سب میری مخلوق ہے۔ وہ سورج ہو یا ستارے۔ چاند ہو یا فرشتے اور تخلیق عالم میں بھی وہ اکیلا کارساز ہے۔

اور مرزائیو! یہ تم کیوں گمان کرتے ہو کہ جو آسمان پر چلا گیا وہ خدا بن گیا۔ وہاں فرشتے بھی تو لاتعداد رہتے ہیں اور ان کی ربوبیت بھی ہوتی ہے۔ پھر وہ خدا کیسے بن گئے۔ انھیں تو یعنی فرشتوں اور مسیح کو گو وہ مقربین ہیں مگر پھر بھی انکار نہیں کہ وہ میرے ادنیٰ بندے ہیں اور بندہ ہونے میں انھیں قطعاً عار نہیں اور جو حماقت کرے اور بندہ ہونے سے عاری ہو اور تکبر کرے اور خدا کہلوائے تو کیا اس کو یہ ذہن نہیں کہ روز یقین کو اسے چار و ناچار میرے حضور میں حاضر ہو کر جواب دہ ہونا ہے۔ جہاں ماننے والوں کو ہر طرح کے آرام و آسائش ملیں گے اور نہ ماننے والوں کو درد دینے والے عذاب۔ افسوس اس دن نہ ماننے والے اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے اور افسوس کرتے ہوئے کہیں گے کہ کاش ہم زندہ نہ ہوتے۔ کیونکہ انھیں وہاں کوئی حمایتی نہ ملے گا اور وہ کسی مددگار کو وہاں نہ پائیں گے۔

اور مرزائیو! کیا تمہارے پاس رحمت اللعالمین جو کافۃ للناس بشیر و نذیر آیا ہے نہیں پہنچا اور کیا تم تک اس کے صحیح اخبار نہیں پہنچے۔ جن میں کھول کھول کر لفظ لفظ کی تفسیر بیان نہیں ہوئی۔ پھر تم خواہ مخواہ کیوں ایسی باتیں کہتے ہو جو ان میں نہیں لکھیں اور تم کیوں ان باتوں پر اعتبار کرتے ہو جو اس کے افعال و کردار میں نہیں ملتیں۔ حالانکہ تمہارے پاس قرآن موجود ہے جو صحیح روشنی ہے اللہ کی طرف سے۔ کیوں تم بہکی بہکی باتیں کرتے اور بناتے ہو۔ ایمان لاؤ رسول عربی پر اور پیروی کرو قرآن و حدیث کی اور چھوڑ دو بگی باتیں اور جس نے پیروی کی گویا اس نے خدا کی اطاعت کر لی اور جو ایمان لایا محمد رسول اللہ ﷺ پر اور اس کے دین کو جو اللہ کی رسی ہے مضبوط پکڑ لیا تو ان کو داخل کرے گا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و فضل میں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

حضرات! نصاریٰ کے پاس صرف دو ہی ایسے دلائل ہیں جن سے وہ مسیح کو ابن اللہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں باتیں حضور ﷺ کے سامنے کئی مرتبہ پیش ہوئیں اور متعدد دفعہ ان دونوں مسئلوں پر روشنی ڈالی گئی۔ یعنی ولادت مسیح اور رفع الی اللہ پر۔

ولادت مسیح کو ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم سے توڑا کہ اگر کسی کا باپ

ہونا خدائی کی دلیل ہے تو آدم کے ماں اور باپ دونوں ہی نہ تھے۔ اس لئے یہ حق تو آدم کو بدرجہ اتم زیادہ پہنچتا ہے۔ پھر انہیں خدا کیوں نہیں کہتے۔

اور رفع الی اللہ سے جا بجا تائید کرتے ہوئے یہ کہا کہ کسی کا آسمان پر رہنا اس کی خدائی کی قطعاً دلیل نہیں۔ وہاں بے شمار ملائکہ بھی تو رہتے ہیں۔ پھر انہیں خدا کیوں نہیں بنا لیتے اور جب کہ مسیح کو اور ملائکہ کو قطعاً عار نہیں اور وہ بندہ ہونے کو فخریہ پسند کرتے ہیں تو تم انہیں خواہ مخواہ خدا کہنے والے کون ہو۔ ارشاد ہوتا ہے۔ ”لن یستنکف المسیح ان یکون عبداللہ ولا الملائکۃ المقربون“ یعنی فرشتے بھی تو مسیح کے ساتھ مقربین میں سے ہیں کہ تم انہیں بھی آسمان پر رہنے کی دلیل سے خدا یا ابن اللہ کہنے کو تیار ہو۔

اللہ اللہ! کیسا شافی جواب ہے مرزا قادیانی کے اس سوال کا جو قرآن میں درج کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات والا تبارک کو یہ پہلے ہی معلوم ہے کہ دجال و کذاب پھر یہاں آئیں گے اور بہانے تلاش کریں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کو بھی یہ وہم ہوا۔

”عیسائیوں نے خدا کے بیٹے ہونے کی ایک دلیل پیش کی کہ وہ بے باپ پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً اس کی تردید کی۔ ”ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم“ پس ایسا ہی زندہ آسمان پر موجود ہونے کو عیسائی دلیل ابن اللہ ہونے کی قرار دیتے ہیں۔ اس کی مثال کیوں نہ دی۔

(ابطال الوہیت مسیح مرزا قادیانی کا آخری لیکچر لاہور ص ۳۲ ملفوظات ج ۱۰ ص ۴۵۸، ۴۵۹ ملخص)

آہ! مرزا قادیانی آپ کے سوال کا جواب چودہ سو برس ہوئی تمہاری پیدائش سے بہت پہلے دے چکے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

”لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم .... یؤفکون (المائدۃ)“

”بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا اور مسیح علیہ السلام نے کہا ہے اے بنی اسرائیل بندگی کرو۔ اللہ کی رب ہے میرا اور تمہارا۔ بے شک جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا سو حرام کی اللہ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کوئی نہیں گنہگاروں کی مدد کرنے والا۔ بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ ہے تین میں کا ایک۔ حالانکہ کوئی معبود نہیں بجز ایک معبود کے اور اگر نہ باز آویں گے اس بات سے کہ کہتے ہیں تو بے شک پہنچے گا ان میں سے کفر پر

قائم رہنے والوں کو عذاب دردناک کیوں نہیں۔ توبہ کرتے اللہ کے آگے اور گناہ بخشواتے اس سے اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان۔ نہیں ہے مسیح مریم کا بیٹا مگر رسول، گذر چکے اس سے پہلے بہت رسول اور اس کی ماں ولیہ ہے۔ دونوں کھاتے تھے کھانا۔ دیکھ ہم کیسے بتلاتے ہیں ان کو پھر دیکھ کہاں الٹے جا رہے ہیں۔"

آیت متذکرہ بالا میں سرور کریم نے زبان فیض ترجمان سے یہ تعلیم امت کو بطور تنبیہ بیان فرمائی کہ اے امت خبردار تمام خوب یاد رکھو کہ عقیدت و محبت سرکار مدینہ ﷺ میں غلو سے کام نہ لینا۔ یعنی حد تجاوز سے تجاوز نہ ہو جانا۔ کہیں یہ نہ کر بیٹھنا جس طرح کہ نصاریٰ نے کیا۔ بے شک وہ کافر ہوئے۔ جنہوں نے کہا کہ اللہ تو وہی مسیح ہی ہے جو مریم کا بیٹا تھا۔ حالانکہ مسیح کی تعلیم اس کے برعکس تھی۔ وہ تو بنی اسرائیل میں یہی منادی کرتے رہے کہ اے بنی اسرائیل معبود تمہارا اور میرا وہی وحدہ لاشریک ہے جو اپنی خدائی میں بلا از جدست اور اکیلا ہے۔ نہ اسے کسی کی مدد کی ضرورت ہے اور نہ وہ کسی کا محتاج ہے۔ سن لو اور یاد رکھو جس کسی نے اس کا شریک بنایا۔ جیسا کہ کذاب قادیان کہتا ہے "الارض والسماء معك كما هو معي" (تذکرہ) یعنی زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں۔ جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔

"کل لك ولا امرك" (ایضاً) سب تیرے لئے ہیں اور تیرے حکم کے تحت۔

پس وہ کافر ہو گیا اور خوب یاد رکھو اور سن لو جس کسی نے بھی اس کا شریک بنایا تو اللہ نے جنت کو اس کے لئے حرام کر دیا۔ یعنی مشرک قطعاً جنت میں نہ جائے گا۔

"ان الله لا يغفر ان يشرك" اللہ تمام گناہ معاف کر دے گا اور نہ کرے گا تو شرک۔ یعنی جس نے شرک کیا۔ اس نے اپنا ٹھکانہ ہمیشہ کے لئے جہنم بنا لیا اور یہ بھی اچھی طرح سے سمجھ لو کہ مشرکین کی کوئی شفاعت نہ کر سکے گا۔ افسوس انہیں وہاں کوئی ساتھی و مددگار نہ ملے گا۔ بے شک وہ بھی کافر ہوئے۔ جنہوں نے کہا اللہ تین میں کا ایک ہے۔ جیسے نصاریٰ کا عقیدہ ہے یا بعض یہودی کہتے ہیں۔ حالانکہ سوائے اس ذات باری کے کوئی دوسرا معبود نہیں۔ وہ واحد و یکتا ہے۔ وہ خالق و مالک ہے اور باقی تمام وہ رسول ہوں یا نبی، فرشتے ہوں یا ستارے سب مخلوق و مملوک ہیں۔ خبردار اس کی بادشاہی میں کسی دوسری کو شریک مت کرو۔ سب اس کے عزت دیئے ہوئے بندے اور غلام ہیں۔ او خدا کی بادشاہی میں شریک بنانے والو توبہ کرو توبہ کرو اور ایسے بدعقیدہ کو چھوڑ دو ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اللہ غفور الرحیم اور بخشنے والا مہربان ہے۔ ہاں جو بدبخت اپنی بدبختی کو نہ چھوڑے اور بضد رہے وہ سن لے کہ اس کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔ جس میں وہ

یقیناً گرفتار رہو گے۔ اس لئے توبہ کرو اور ان برے اعتقادات کو چھوڑ دو اور سمجھو کہ مسیح مریم کا بیٹا
خدا نہیں مگر رسول ہے اللہ کا اور گذر چکے مسیح سے پہلے بہت رسول اور ماں اس کی بھی خدا نہ تھی۔ بلکہ ولی
اللہ تھی اور غور کرو خدا تو کھانے پینے سونے جاگنے سے بے نیاز ہے اور وہ دونوں کھانا کھایا کرتے
تھے۔ پھر کس طرح خدا بن گئے۔ خدا تو کھاتا پیتا نہیں۔ اے محمد ﷺ غور کرو کہ ہم نے کیسی واضح اور
روشن دلیل سے انہیں سمجھایا۔ مگر وہ الٹے جارہے ہیں۔

غرضیکہ اس آیت کریمہ میں مسیح اور جناب مریم کے خدا ہونے کی دلائل سے نفی بیان
فرمائی کہ وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ اگر مسیح فوت ہوگئے ہوتے تو باری تعالیٰ کھانے کی دلیل
بیان نہ فرماتے۔ بلکہ صاف کہہ دیا ہوتا کہ خدا تو حی ولا یموت ہے اور اگر مسیح خدا ہوتا تو وہ کیوں مر
جاتا۔ مسیح تو مر چکا پھر وہ کیسے خدا بن گیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اس آیت پر یہ اعتراض کیا ہے۔
(ازالہ اوہام ص ۶۰۰، خزائن ج ۳ ص ۴۲۳) ”ما المسیح ابن مریم الا رسول قد
خلت من قبله الرسل وامه صدیقة کانا یاکلان الطعام“ یعنی مسیح صرف ایک رسول
ہے۔ اس سے پہلے نبی فوت ہوچکے اور ماں اس کی صدیقہ ہے۔ جب وہ دونوں زندہ تھے تو طعام
کھایا کرتے تھے۔ یہ آیت بھی صریح النص حضرت مسیح کی موت پر ہے۔ کیونکہ اس آیت میں
تصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ مریم طعام نہیں کھاتے۔ ہاں کسی زمانے
میں کھایا کرتے تھے۔ جیسا کہ کان کا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے۔ جو حال کو چھوڑ کر گذشتہ زمانے کی
خبر دیتا ہے۔ اب ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مریم اس وجہ سے طعام کھانے سے روکی گئی کہ
وہ فوت ہوگئی اور چونکہ کان کے لفظ میں تثنیہ کا صیغہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حضرت مریم
کے ساتھ شامل ہیں اور دونوں ایک ہی حکم کے نیچے شامل ہیں۔ لہٰذا حضرت مریم کی موت کے
ساتھ ان کی موت بھی ماننی پڑی۔ کیونکہ آیت موصوفہ بالا میں ہرگز یہ بیان نہیں کیا گیا کہ حضرت
مریم تو بوجہ موت طعام کھانے سے روکے گئے۔ لیکن حضرت ابن مریم کسی اور وجہ سے اور جب ہم
اس آیت مذکورہ بالا کو اس دوسری آیت کے ساتھ ملا کر پڑھیں کہ ”ما جعلناهم جسداً لا یا
کلون الطعام“ جس کے یہ معنی ہیں کہ کوئی ہم نے ایسا جسم نہیں بنایا کہ زندہ تو ہو۔ مگر کھانا نہ کھاتا
ہو تو اس یقینی اور قطعی نتیجہ تک ہم پہنچ جائیں گے کہ فی الواقعہ حضرت مسیح فوت ہوگئے۔ کیونکہ پہلی
آیت سے ثابت ہوگیا کہ اب وہ کھانا نہیں کھاتے اور دوسری آیت ظاہر کر رہی ہے کہ جب تک یہ جسم
خاکی زندہ ہے طعام کھانا اس کے لئے ضروری ہے۔ اس سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اب وہ
زندہ نہیں ہیں۔“ ”ایها الناظرین غلام احمد القادیانی وزوجته نصرة بیگم

کانتا یاکلان الطعام ویمشیان فی الارض " یعنی اے ناظرین غلام احمد قادیانی اور نصرت بیگم بیوی اس کی طعام کھایا کرتے تھے اور زمین پر چلا کرتے تھے۔

اب مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں مر گئے اور بیوی اب تک (۱۹۳۵ء) زندہ ہے کیا وہ اب نہیں کھاتی یا زمین پر نہیں چلتی۔ مرزا قادیانی کے استدلال سے تو اس کو بھی مرنا چاہئے اور زمین پر نہیں چلنا چاہئے۔ کیونکہ غلام احمد نصرت بیگم کے ساتھ دونوں ایک ہی حکم کے نیچے شامل ہیں۔ لہذا غلام احمد نصرت بیگم کے ساتھ نصرت بیگم کی موت بھی ماننی پڑی۔ کیونکہ فقرہ موصوفہ بالا میں ہرگز یہ بیان نہیں کیا گیا کہ غلام احمد تو بوجہ موت طعام کھانے سے روکا گیا۔ لیکن اس کی بیوی نصرت بیگم کسی اور وجہ سے کھاتی ہے اور جب ہم اس فقرے کو اس آیت شریف کے ساتھ پڑھتے ہیں تو یہ صاف نکل جاتا ہے کہ یہ شیطانی وسوسے ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے جیسا کہ یہ آیت بتلاتی ہے۔

" فاتخذوہ عدوا انما یدعوا حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر " یعنی شیطان تمہارا صریح دشمن ہے۔ پس تم بھی اسے دشمن سمجھو وہ اپنے ٹولوں کو بلاتا ہے کہ تمہیں دوزخی بنا دے۔

حضرات! آیت کریمہ معہ سیاق وسباق کے آپ کے سامنے ہے۔ ہر دانا اور عقلمند اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ اس میں سوائے ابن اللہ یا اللہ ہونے کی تردید کے اور کچھ نہیں۔ وہی نصاریٰ کے سوال ہیں۔ یعنی چونکہ مسیح بلا باپ کے پیدا ہوا۔ اس لئے خدا کا بیٹا ہے اور چونکہ وہ آسمان پر چلا گیا اس لئے وہ خدا ہے یا خدا کا بیٹا ہے۔ آیت موصوفہ میں اللہ تعالیٰ نے اس باطل خیال کی پرزور تردید کی اور ایک اور طریق سے ابن اللہ یا اللہ ہونے کا ابطال کیا۔ ارشاد ہوتا ہے مسیح تو اللہ کا رسول ہے۔ اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے اور وہ خدا نہیں مگر رسول ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کھانے پینے سے بے نیاز ہے اور مسیح اور ان کی ماں تو کھانا کھاتے تھے اور جو کھانے پینے کا محتاج ہو وہ کس طرح خدا ہو سکتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنے ترجمے میں خلت کے معنی موت کے کئے ہیں۔ یعنی " قد خلت من قبلہ الرسل " یعنی مسیح سے پہلے کے تمام رسول فوت ہو گئے۔ اول تو خلت کا ترجمہ موت کرنا جہالت ونادانی ہے۔ دوم مرزا قادیانی کی غلطی شہادت ہے کہ مسیح نزول قرآن کے وقت تک زندہ موجود تھے۔ کیونکہ آپ کا ترجمہ یہ صاف شہادت دیتا ہے کہ ان سے پہلے کے رسول فوت ہو گئے۔ مرزا قادیانی کا خلت کے معنی موت کرنا کسی حالت میں جائز نہیں۔ اس لئے کہ دوسری آیات اس کی پرزور تردید کرتی ہیں۔ مثلاً " واذا خلوا الی

شیٰطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن ''اب مرزا قادیانی کی رو سے اس کا ترجمہ یہ ہوگا اور جب وہ مرتے ہیں شیاطین کی طرف تو کہتے ہیں۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف ان سے مذاق کرتے تھے۔ اب کیا یہ ترجمہ صحیح ہے۔ ہرگز نہیں۔ ایسا ہی ''کــــــــــذالك ارسلناك فی امة قد خلت من قبلها امم ''یعنی اے محمد ﷺ اسی طرح بھیجا ہم نے تجھ کو ایک امت میں ہو چکی اس سے پیشتر امتیں۔ اب کیا اس کے معنی یہ لئے جائیں کہ اے محمد ﷺ آپ کے پہلے کی تمام امتیں مر گئیں۔ حالانکہ کلام مجید ''یا اھل الکتاب'' پکار رہا ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ خلت کا ترجمہ موت نہیں بلکہ گذرنا یا خالی کرنا ہے۔ ایسا ہی سورۃ فتح میں ارشاد ہوتا ہے۔''سنة اللہ التی قد خلت من قبل ''یعنی عادت اللہ کی جو گذری ہے پہلے اس سے اب کیا کذاب العصر کے مطابق اس کا ترجمہ کریں کہ عادت اللہ کی جو مر گئی ہے پہلے اس سے ایسا ہی بیسوں آیات ہیں۔ جو مرزا قادیانی کے اس نظریے کی پرزور تردید کرتی ہوئی ببانگ دہل اعلان کرتی ہیں کہ مرزا قادیانی کی دجالیت کو ذرا دیکھئے۔ ترجمہ وہی صحیح ہے۔ جو تواتر قومی سے چلا آتا ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے خلت کا ترجمہ موت کیوں کیا۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ اوّل یہ کہ ساون کے اندھے کو ہریاول ہی سوجھتی ہے۔ وہ چونکہ جناب مسیح کو مارنے پر تلے ہوئے تھے۔ اس لئے انہیں موت ہی موت نظر آئی تھی اور دوم یہ کہ ایک دوسری آیت میں خلت آیا۔ جس کا ناجائز فائدہ آپ اٹھانا چاہتے تھے سو غور سے سنئے۔

(ازالہ اوہام ص۷۶۵، خزائن ج۳ ص۳۲۷) ''وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افأن مات اوقتل انقلبتم علیٰ اعقابکم ''یعنی محمد ﷺ صرف ایک نبی ہیں۔ ان سے پہلے سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔ اب کیا اگر وہ بھی فوت ہو جائیں یا مارے جائیں تو ان کی نبوت میں کوئی نقص لازم آئے گا۔ جس کی وجہ سے تم دین سے پھر جاؤ۔ اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ اگر نبی کے لئے زندہ رہنا ضروری ہے تو کوئی ایسا نبی پہلے نبیوں میں سے پیش کرو جو آج تک زندہ موجود ہے اور ظاہر ہے کہ اگر مسیح ابن مریم زندہ ہے تو پھر یہ دلیل جو خداتعالیٰ نے پیش کی صحیح نہیں ہوگی۔''

ناظرین! اب اس آیت کریمہ کا شان نزول آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ دجال اکبر کی دجالیت اظہر من الشمس ہو جائے۔ پس غور سے سنئے۔

فوائد: واقعہ یہ ہے کہ احد میں نبی کریم ﷺ نے بنفس نفیس نقشہ جنگ قائم کیا۔ تمام صفوف درست کرنے کے بعد پہاڑ کا ایک درہ باقی رہ گیا۔ جہاں سے اندیشہ تھا کہ دشمن لشکر اسلام کے عقب پر حملہ آور ہو جائے۔ اس پر آپ نے پچاس تیر اندازوں کو جس کے سردار

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ تھے یا مور فرما کر تاکید کر دی کہ ہم خواہ کسی حالت میں ہوں تم یہاں سے مت نکلنا۔ مسلمان غالب ہوں یا مغلوب۔ حتیٰ کہ اگر تم دیکھو کہ پرندے ان کا گوشت نوچ کر کھا رہے ہیں جب بھی اپنی جگہ مت چھوڑنا۔ "وانا لن نزال غالبین ما ثبتم مکانکم" (بغوی) ہم برابر اس وقت تک غالب رہیں گے جب تک تم اپنی جگہ پر قائم رہو گے۔ الغرض فوج کو پوری ہدایت دینے کے بعد جنگ شروع کی گئی۔ میدان کارزار گرم تھا۔ غازیان اسلام بڑھ بڑھ کر جوہر شجاعت دکھا رہے تھے۔ ابودجانہؓ علی مرتضیٰؓ اور دوسرے مجاہدین کی یلغار کے آگے جگری سے سامنے مشرکین کی کمریں ٹوٹ چکی تھیں۔ ان کو راہ فرار کے سوا اب کوئی راستہ نظر نہ آتا تھا کہ حق تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ کفار کو شکست فاش ہوئی وہ بدحواس ہو کر بھاگے ان کی عورتیں جو غیرت دلانے کو آئی تھیں پائنچے چڑھا کر ادھر ادھر بھاگتی نظر آئیں۔ مجاہدین نے مال غنیمت پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ یہ منظر تیر اندازوں نے دیکھا تو سمجھے کہ اب فتح کامل ہو چکی۔ دشمن بھاگ رہا ہے۔ یہاں بیکار ٹھہرنا کیا ضروری ہے۔ چل کر دشمن کا تعاقب کریں اور غنیمت میں حصہ لیں۔ عبداللہ بن جبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ان کو یاد دلایا۔ وہ سمجھے کہ آپ ﷺ کے ارشاد کا اصلی منشاء ہم پورا کر چکے ہیں۔ یہاں ٹھہرنے کی حاجت نہیں۔ یہ خیال کر کے سب غنیمت پر جا پڑے۔ صرف عبداللہ بن جبیرؓ اور ان کے گیارہ ساتھی درہ کی حفاظت پر باقی رہ گئے۔ مشرکین کے سواروں کا سالار خالد بن ولید کے زیر کمان تھا جو اس وقت تک حضرت اور رضی اللہ عنہ نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے پلٹ کر درہ کی طرف سے حملہ کر دیا۔ دس بارہ تیر انداز ڈھائی سو سواروں کی یلغار کو کہاں روک سکتے تھے۔ تاہم عبداللہ بن جبیرؓ اور ان کے رفقاء نے مدافعت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور اسی میں جان دے دی۔ مسلمان مجاہدین اپنے عقب سے مطمئن تھے کہ ناگہاں مشرکین کا رسالہ ان کے سروں پر جا پہنچا اور سامنے سے مشرکین کی فوج جو بھاگی جا رہی تھی پیچھے پلٹ پڑی۔ مسلمان دونوں طرف سے گھر گئے اور بہت زور کا رن پڑا۔ کتنے ہی مسلمان شہید اور زخمی ہوئے۔ اسی افراتفری میں ابن قمیہ نے ایک بھاری پتھر حضور نبی کریم ﷺ پر پھینکا جس سے دندان مبارک شہید اور چہرہ انور زخمی ہوا۔ ابن قمیہ نے چاہا کہ آپ ﷺ کو قتل کرے۔ مگر مصعب بن عمیرؓ نے جن کے ہاتھ میں اسلام کا جھنڈا تھا مدافعت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ زخم کی شدت سے زمین پر گرے کسی شیطان نے آواز لگا دی کہ آپ ﷺ قتل کر دیئے گئے۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں کے ہوش خطا ہو گئے اور پاؤں اکھڑ گئے۔ بعض مسلمان ہاتھ پاؤں چھوڑ کر بیٹھ رہے۔ بعض ضعفاء کو خیال ہوا کہ مشرکین کے سردار ابوسفیان سے

امن حاصل کریں۔ بعض منافقین کہنے لگے جب محمد قتل کر دیے گئے تو اسلام چھوڑ کر اپنے قدیم مذہب میں واپس چلا جانا چاہیے۔ اس وقت انس بن مالکؓ کے چچا انس بن النضرؓ نے کہا کہ اگر محمد مقتول ہو گئے تو رب محمد تو مقتول نہیں ہوا۔ حضور ﷺ کے بعد تمہارا زندہ رہنا کس کام کا ہے۔ جس چیز پر آپ ﷺ قتل ہوئے تم بھی اسی پر کٹ مرو اور جس پر آپ ﷺ نے جان دی ہے اسی پر تم بھی جان دے دو۔ یہ کہہ کر آگے بڑھے حملہ کیا۔ لڑے اور مارے گئے۔ رضی اللہ عنہ! اسی اثناء میں حضور ﷺ نے آواز دی "الی عباد الله انا رسول الله" "اللہ کے بندو ادھر آؤ۔ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔ کعب بن مالکؓ آپ ﷺ کو پہچان کر چلائے یا معشر المسلمین مسلمانو بشارت حاصل کرو رسول اللہ یہاں موجود ہیں۔ آواز کا سننا تھا کہ مسلمان ادھر ہی سمٹنا شروع ہو گئے۔ تمیں صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کے قریب ہو کر مدافعت کی اور مشرکین کی فوج کو منتشر کر دیا اسی موقعہ پر سعد بن ابی وقاصؓ، طلحہ ابو طلحہؓ اور قتادہ بن النعمان وغیرہ نے بڑی جانبازیاں دکھائیں۔ آخر مشرکین میدان چھوڑ کر چلے جانے پر مجبور ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئے "وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل" "یعنی محمد ﷺ بھی آخر خدا تو نہیں ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے کتنے رسول گزر چکے ہیں۔ جن کے بعد ان کے متبعین نے دین کو سنبھالا اور جان و مال فدا کر کے قائم رکھا۔ آپ ﷺ کا اس دنیا سے گزرنا بھی کچھ اچنبھا نہیں۔ اس وقت بھی اگر کسی وقت آپ ﷺ کی وفات ہو گئی یا شہید کر دیئے گئے تو کیا تم دین کی خدمت و حفاظت کے راستے سے الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جہاد فی سبیل اللہ ترک کر دو گے۔ جیسے اس وقت محض خبر قتل سن کر بہت سے لوگ حوصلہ چھوڑ بیٹھے لگے تھے یا منافقین کے مشورے کے موافق العیاذ باللہ میرے بعد دین کو خیر باد کہہ دو گے۔ تم سے ایسی امید ہرگز نہیں اور کسی نے ایسا کیا تو اپنا ہی نقصان کرے گا۔ خدا کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ وہ تمہاری مدد کا محتاج نہیں۔ بلکہ تم شکر کرو کہ اس نے اپنے دین کی خدمت میں لگا لیا:

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنم
منت شناس ازو کہ بخدمت گزاشتی

اور شکر یہی ہے کہ ہم پیش از بیش خدمت دین میں مضبوط اور ثابت قدم ہوں۔ اس میں اشارہ کرنا ہے حضرت ﷺ کی وفات پر بعضے لوگ دین سے پھر جائیں گے اور جو قائم رہیں گے ان کو بڑا ثواب ہے۔ اسی طرح ہوا کہ بہت سے لوگ مرتد ہوئے۔ صدیق اکبرؓ نے ان کو پھر مسلمان کیا اور بعض مارے گئے۔

تنبیہ: قد خلت من قبلہ الرسل میں خلت خلو سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہو چکنے، گزرنے اور چھوڑ کر چلے جانے کے ہیں۔ اس کے لئے موت لازم نہیں۔ جیسے فرمایا "واذا لقوکم قالوا آمنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل" یعنی جب تمہیں چھوڑ کر علیحدہ ہوتے ہیں۔ نیز الرسل میں لام استغراق نہیں۔ لام جنس ہے۔ کیونکہ اثبات مدعا میں استغراق کو کوئی دخل نہیں۔ جیسے اسی قسم کا جملہ حضرت مسیحؑ کی نسبت فرمایا "المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل" کیا لام استغراق لے کر اس کے معنی یہ ہوں گے کہ تمام پیغمبر مسیحؑ سے پہلے گزر چکے۔ کوئی ان کے بعد آنے والا نہ رہا۔ لامحالہ لام جنس لینا ہوگا۔ وہی یہاں لیا جائے۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے مصحف اور ابن عباسؓ کی قرأت میں الرسل نہیں، رسل کرہ ہے۔ باقی خلو کی تفصیل صرف موت یا قتل کا ذکر اس لئے کیا کہ موت طبعی بہرحال آنے والی ہے اور قتل کی خبر اس وقت مشہور کی گئی تھی اور چونکہ صورت موت کا وقوع میں آنا مقدر تھا۔ اس لئے اس کو قتل پر مقدم کیا گیا۔ ابوبکر صدیقؓ نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد جب صحابہؓ کے مجمع میں یہ پوری آیت الشاکرین تک بلکہ آیت انک میت وانھم میتون بھی پڑھی تو لوگ قد خلت اور افائن مات اور انک میت سے خلو اور موت کے جواز و عدم استبعاد پر متنبہ ہو گئے جو صدیق اکبرؓ کی غرض تھی۔ موت کے واقع ہو چکنے پر نہ صدیق اکبرؓ نے اس سے استدلال کیا نہ کسی اور نے سمجھا۔ اگر یہ الفاظ موت واقع ہو چکنے کی خبر دیتے تو چاہیے تھا کہ نزول آیت کے وقت یعنی وفات سے سات برس پہلے ہی سمجھ لیا جاتا کہ آپ ﷺ کی وفات ہو چکی ہے۔ اس تقریر سے بعض محرفین کی سب تحریفات ہباء منثورا ہو جاتی ہیں۔ بخوف تطویل ہم زیادہ بسط نہیں کر سکتے۔ اہل علم کے لئے اشارے کر دیئے ہیں۔

ناظرین! مرزا قادیانی بڑے ہی ایماندار واقع ہوئے ہیں۔ خواہ مخواہ مغالطہ دہی گویا آپ کی گھٹی میں پڑی ہے۔ اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی۔ اب دیکھئے آیت زیر بحث کا ماحصل یہ بتاتے ہیں کہ اگر نبی کے لئے زندہ رہنا ضروری ہے تو انبیاء و ماسبقین سے کوئی ایسا نبی پیش کرو جو آج تک زندہ موجود ہو اور فیصلہ یہ دیا کہ اگر مسیح ابن مریم زندہ ہے تو خدا جھوٹ بولتا ہے۔ بھلے مانس سے کوئی پوچھے آخر تم ہو کون معارف قرآن ڈینگ مارنے سے نہیں آتے۔ معارف تو تم کیا بیان کرو گے تمہیں تو سیدھی بات بھی الٹی معلوم ہوتی ہے۔ سچ ہے ساون کے اندھے کو ہر یاول ہی سوجھتی ہے۔ گئے گزرے ایمان سے کیونکر یہ ماحصل جو تم نے نکالا ہے:

۱..... نبی کے لئے ہمیشہ کی زندگی اور اس کی مثال۔

۲..... خدا نے کب ہمیشہ رہنے کی دلیل پیش کر کے غلط کہا۔

شرم کرو اور باز آؤ۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں وہ مرزا قادیانی کی زبان میں۔ وما محمد الا رسول کا صحیح ترجمہ جو شارع علیہ السلام تابعین تبع تابعین نے سمجھا اور جس کے صحیح ہونے پر امت کے زمروں سے زیادہ اقوال الرجال موجود ہیں وہ وہی ہے جو تفصیلاً بیان ہو چکا۔ مگر تمہیں تو سوائے موت کے کہیں اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ سوتے موت، جاگتے موت، اٹھتے موت، بیٹھتے موت، کبھی توفی سے موت، کبھی رفع سے موت، کبھی خلت سے موت، کبھی حیات سے موت دیکھا اور ماتم مچا رکھا ہے۔ تمام زندگی دجل بنانے اور دھوکہ دینے میں بسر ہوئی:

سیاہ کاری میں کھودی سب سیاہی سر کے بالوں کی

لکھتے لکھتے ہاتھ تھک گئے اور قلم گھس گیا۔ جلے ورق سیاہ ہوئے۔ مگر جناب مسیح کو مار دینا تو کیا دامن کی ہوا لگنا بھی نصیب نہ ہوا۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ مرزا قادیانی تو چل بسا اور مسیح زندہ آسمان پر موجود ہے اور انشاء اللہ وہ جب پروردگار کی مشیت میں ہوگا قرب قیامت میں نزول کرے گا اور مرزا قادیانی کو بھی اس پر یقین ہے۔ جیسا کہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ:

میں مسیح موعود نہیں ہوں

(ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲) ''اے برادران دین وعلمائے شرع متین آپ صاحبان میری معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں۔ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا۔ بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہ میں کئی مقام پر بتصریح درج کر دیا تھا۔ جس کو شائع کرنے پر سات سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے۔ میں نے یہ ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام مجھ پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرصہ سات آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل ہوں۔ یعنی حضرت مسیح کے بعض روحانی خواص اور طبع اور عادات اور اخلاق وغیرہ خدا تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں۔''

مسیح موعود نہیں ہوں صرف مسلمان ہوں

(توضیح المرام ص۷، ۱۹، خزائن ج۳ ص۵۹، ۶۰) ''اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مسیح کا مثیل

بھی نبی ہونا چاہئے۔ کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول تو جواب یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولا نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔ بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا۔ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں۔"

میں مسیح موعود نہیں ہوں بلکہ مجدد وقت ہوں

(تبلیغ رسالت ج۱ص۱۵، مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۴)"اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔"

مسیح موعود کے آنے کا انکار

(مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۰۸)"میں اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا اور نہ کروں گا کہ شاید مسیح موعود کوئی اور بھی ہو اور شاید یہ پیش گوئیاں جو میرے حق میں روحانی طور پر ہیں ظاہری طور پر اس پر جمتی ہوں اور شاید سچ مچ دمشق میں کوئی مسیح نازل ہو۔"

میں تو کرشن رودر گوپال ہوں

(تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ص۵۲۱)"ہر ایک نبی کا نام مجھے دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں۔ یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا۔ اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ آریہ قوم کے لوگ ان دنوں کرشن کا انتظار کرتے تھے وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار مجھ پر ظاہر کیا جو کرشن آخری زمانہ میں ہونے والا تھا۔ وہ تو ہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ۔" (بہت خیر کی)

(چشمہ معرفت ص۱۰، خزائن ج۲۳ص۳۸۲)"ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا۔ ہر ایک ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی گذرے ہیں اور فرمایا "کان فی الهند نبی اسود اللون اسمه کاهنا" یعنی ہندوستان میں ایک نبی گذرا ہے جو سیاہ رنگ تھا اور نام اس کا کاہن تھا۔ یعنی کنہیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔"

مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوں گے

"یہ عاجز بار بار یہی کہتا ہے کہ اے بھائیو! میں کوئی نیا دین یا کوئی نئی تعلیم لے کر نہیں آیا۔ بلکہ میں بھی تم سے اور تمہاری طرح ایک مسلمان ہوں اور ہم مسلمانوں کے لئے بجز قرآن شریف اور کوئی دوسری کتاب نہیں۔ جس پر عمل کریں یا عمل کرنے کے لئے دوسروں کو ہدایت دیں اور بجز جناب ختم المرسلین احمد عربی ﷺ کے اور کوئی ہمارے لئے ہادی اور مقتدا نہیں۔ جس کی ہم پیروی کریں۔ یا دوسروں سے کرانا چاہیں تو پھر ایک متدین مسلمان کے لئے میرے اس دعوے میں ایمان لانا جس کی الہام الٰہی پر بنیاد ہے کوئی اندیشہ کی جگہ نہیں۔ اگر بفرض محال میرا یہ کشف والہام غلط ہے جو کچھ مجھے ہو رہا ہے اور اس کے سمجھنے میں میں نے دھوکہ کھایا ہے تو ماننے والے کا اس میں کیا حرج ہے۔ کیا اس نے کوئی ایسی بات مان لی جس کی وجہ سے اس کے دین میں کوئی رخنہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر ہماری زندگی میں ہی سچ مچ حضرت مسیح ابن مریم ہی آسمان سے اتر آئے تو دل شاد اور چشم ما روشن ہے۔ ہمارا گروہ سب سے پہلے اسے قبول کرے گا۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۸۲، خزائن ج ۳ ص ۱۸۷، ۱۸۸)

مندرجہ بالا مضامین کو چیستان مرزا کہنا زیادہ موزوں ہے۔ بہرحال مرزا قادیانی کی ہیجانی حالت کا ایک بے قرار نقشہ ہے۔ جسے کسی صورت میں قرار ہی نہیں۔ کبھی وہ شیر ہیں تو کبھی چیتے۔ کبھی کیدر ہیں تو کبھی کوا۔

اذا کان الغراب دلیل قوم
سیہدیہم طریق الہالکین

یعنی جب کوئی کسی قوم کا راہنما ہوگا تو یقیناً سوائے ہلاکت کے کسی نیک راستہ پر نہ چلا سکے گا۔

کہاں نبی، کہاں محدث، کہاں مجدد اور کہاں کرشن۔ بخدا گرگٹ کو رنگ بدلتے یوں نہ دیکھا اور وہ صفت میں بدنام ہوئی۔ یہاں تو بہروپیوں کی بھی توبہ ہے۔ وہ عوام سے بھی ہیولی تدابیر اختیار کرتے ہیں۔ جب کہیں محنت ٹھکانے لگتی ہے اور یہاں تو چنگ لگی ہے نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا آتا ہے۔ بس بیٹھے بیٹھے جو چاہیں بن جائیں اور جو جی میں آئے کہہ دیں اور تائید میں الہام رؤیا مکاشفات ستیاناسی کر جائیں۔ بس چھٹی ہوئی۔ ایک بات ہو تو کچھ کہیں یہاں ہر چیز ہی نرالی ہے اور کچھ دماغ ہی ایسا عطاء ہوا ہے اور حافظہ نہایت کمزور اور نسیان کا دور ہے۔ آپ کو یہ یاد نہیں رہتا کہ پیچھے کیا کہہ آئے اور اب کیا کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ آیت موصوفہ کا ترجمہ آپ نے (جنگ مقدس ص ۷، خزائن ج ۶ ص ۸۹) میں یہ کیا۔

’’قد خلت من قبله الرسل‘‘ اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے‘‘ اور الرسل سے تمام رسول مراد لینا یہ بھی بعد میں خیال آیا۔ ورنہ جب تک تو اترن دماغ میں تھا تب تو وہ وہی صحیح ترجمہ کرتے تھے۔ جو تواتر قوی سے چلا آتا ہے۔ مثلاً (شہادت القرآن ص۴۴، خزائن ج۶ ص۳۴۰) پر آیت ’’ولقد آتینا موسی الکتاب وقفینا من بعده بالرسل‘‘ کئی رسول کیا ہے۔

ایسا ہی مولوی نوردین تمہارے خلیفہ اوّل نے فصل الخطاب جلد اوّل ص۲۵ حاشیہ پر ’’اذا جاءتهم الرسل‘‘ کا ترجمہ جب آئے ان کے پاس رسولوں سے کئی ایک‘‘ کیا سب رسول آگئے تھے۔ پھر تو مرزا کو بھی لاین کلیئر ہوا ہوگا اور وہ دجال کے گدھے پر (ریل) سیکنڈ کلاس کے ریزرو ڈبے میں آیا ہوگا۔ ایسا ہی تمہارے بڑے بھائیوں کی مخصوص عادت بیان ہوئی ہے۔ ’’ویقتلون النبیین بغیر حق (بقرہ:۶۱)‘‘ کیا سب نبیا قتل کر دیئے گئے تھے۔ لا محالہ ماننا پڑے گا کہ ’’ال‘‘ استغراق کا نہیں جنس کا ہے۔ ایسا ہی خلت کا ترجمہ موت کرنا جہالت و نادانی ہے۔ اس لئے کہ کلام مجید کی بلاغت پر دھبہ آتا ہے۔ مثلاً کفار عذاب کے اترنے کا جلد تقاضا کرتے تھے۔ ارشاد ہوا ’’وقد خلت من قبلهم المثلٰت (الرعد:۶)‘‘ شک کیوں کرتے ہو اب سے پہلے عذاب کی بہت سی مثالیں گذر چکی ہیں۔ اب تمہارے منشاء کے مطابق اس کا ترجمہ کریں کہ اس سے پہلے عذاب کی بہت سی مثالیں مر چکی ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے ہرگز نہیں۔

مرزائیو! ایمان سے کہو یہ کیا بات ہے کہ آیت ’’ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل (مائدہ:۷۵)‘‘ سے تم مسیح کی موت نکال لیتے ہو اور ’’وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴)‘‘ سے جناب نبی کریم ﷺ کی حیات سمجھ لیتے ہو۔ حالانکہ دونوں آیتیں آپ پڑھ آئے ہیں اور دونوں میں صرف نام مسیح اور محمد ﷺ کا فرق ہے۔ جو یقیناً کہہ رہی ہیں کہ دونوں زندہ ہیں۔ اس لئے کہ دونوں حضور ﷺ کی زندگی میں نازل ہوئیں۔ یہ کیا وجہ ہے کہ ایک کے معنی موت اور دوسری کے معنی حیات سمجھے گئے ہیں۔ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ قرآن مجید سے یہ آیت مٹ جائے اور اگر ایسا کرنا محال ہے تو خود مٹ جاؤ یا یہ ناپاک خیال چھوڑ دو۔ سنو! تمہارے مرزا قادیانی مجددین کے انکار کو کفر سے تعبیر کرتے ہیں اور مجدد بھی وہ جو تمہارے مسلمہ ہیں۔

امام فخرالدین رازیؒ زیر آیت ’’ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل‘‘ فرماتے ہیں: ’’نہیں عیسیٰ مگر ایک رسول ایسے ہی جیسے کہ ان سے پہلے گذر چکے

ہیں۔ عیسیٰ، اللہ کی طرف سے ایسے ہی معجزات لے کر آئے تھے کہ جن کی مثل وہ پہلے رسول بھی لائے تھے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے مادرزاد اندھوں اور برص والوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر اچھا کیا اور مردوں کو ان کے ہاتھ پر زندہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر عصا کو زندہ کر کے اژدھا بنادیا اور سمندر کو پھاڑ دیا۔ اور اگر وہ بغیر باپ پیدا کئے گئے تھے تو آدم علیہ السلام ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا کئے گئے تھے۔'' (تفسیر کبیر ج ۱۲ ص ۶۱)

امام جلال الدین سیوطیؒ (تفسیر جلالین ص ۱۰۳) زیر آیت ''ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل '' فرماتے ہیں۔'' نہیں ہے مسیح ابن مریم مگر ایک رسول اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس وہ بھی ان کی طرح گزر جائے گا۔ وہ اللہ نہیں جیسا کہ نصاریٰ خیال کرتے ہیں۔''

نیز یہ کیا دیانتداری ہے کہ ایک الفاظ ایک ہی مضمون ایک جیسی آیت سے دو جداگانہ مطلب ایک سے موت اور دوسری سے حیات لینا۔ کہاں کا انصاف اور کہاں کی دیانت ہے اور اس پر بیہودے سہارے تلاش کرنا کہ وہ کھانا کھاتے تھے۔ اب صدیقہ مرچکی اس لئے کھانا بھی مر چکا۔ جیسے مرزا مرچکا اور کیا مرزا کا کھانا بھی موقوف ہوگیا۔ کیا غضب کرتے ہو۔ کیوں عقل کے پیچھے لٹھ لئے پھرتے ہو۔ وہ رب العالمین جو تمام جہاں کی ربوبیت فرماتا ہے۔ اس کے پاس مسیح کے کھانے کو کیا کمی ہے۔ شرم کرو اس کے خزانے بھرپور ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ کبھی آپ کی لمبی عمر پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ خدا بھی زندہ موجود اور مسیح بھی زندہ موجود۔ اصل میں یہ سب دجل اور مغالطے ہیں۔ کیا خدا لمبی عمر دینے پر قادر نہیں کیا۔ اس زمین پر کئی سو برس عمر پانے والے انسان نہیں گزرے۔ کیا فرشتے جن اور شیطان چھوٹی عمروں والے ہیں۔ لمبی عمر پانا خدا ہونے کی دلیل نہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کو بھی اس پر اتفاق ہے۔ ہاں! موت سب کو آئے گی اور اس کا وقت مقرر ہے۔ وہ جب اپنے وقت معینہ پر آئے گی تو نہ مسیح کو چھوڑے گی اور نہ فرشتوں کو۔ چنانچہ مسیح کی موت کا ذکر اور وقت دیا ہوا ہے:'' وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته (نساء:۱۵۹) '' اور نبی کریم کا وعدہ بھی موجود ہے:'' ثم يموت ويدفن معي في قبري (مشکوٰۃ ص ۴۸۰، نزول عیسیٰ علیه السلام) '' مگر ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:'' ان الله عنده علم الساعة (لقمان:۳۴) '' کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب ہوگی اور مسیح علیہ السلام کو'' وانه لعلم للساعة (زخرف:۶۱) '' قرار دیا جاچکا ہے۔ یعنی مسیح علامات قیامت کی ایک نشانی ہے۔ سو جب قیامت وقوع پذیر ہوگی۔ اس سے پہلے نشانات بھی ضرور آئیں گے۔ مگر عذاب کے لئے جلدی کرنا

شیوہ کفار ہے۔ جلدی نہ کرو۔ انتظار کرو۔ وہ ضرور آنے کی۔ اس لئے باری تعالیٰ نے تاکید فرمائی۔ خبردار شیطان تمہیں سیدھی راہ سے روک نہ دے اور یتیم مکہ نے حلف اٹھا کر فرمایا کہ مسیح قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے۔ "یریدون لیطفئوا نور اللّٰه بافواهم واللّٰه متم نوره ولو کره الکافرون هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون (صف:۸،۹)"

بجھتے ہی رہے پھونکوں سے کافر اس کو رہ رہ کر
مگر نور اپنی ساعت میں رہا ہو کر تمام اس کا

"کفار بار بار ارادہ کرتے ہیں کہ چراغ اسلام کو اپنی ناکام پھونکوں سے گل کر دیں۔ حالانکہ اللہ پورا کرے گا اس نور کو اگرچہ منکر پسند نہ کریں۔ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت و دین حق کا حامل بنا کر بھیجا۔ تاکہ غالب کر دے دین الٰہی کو تمام ادیان باطلہ پر اگرچہ مشرک برا منائیں۔"

اس آیت کریمہ میں غلبہ دین تام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اصل میں یہ ایک زبردست پیش گوئی ہے۔ جو انشاء اللہ اپنے وقت پر پوری ہوگی۔ دنیائے عالم اور ان میں بسنے والی قومیں وہ یہودی ہوں یا مرزائی، عیسائی ہوں یا ہندو تمام متفقہ طور پر اسلام سے جلتی اور مٹا دینے کی کوششیں کرتی ہیں۔ مگر وہ جبار محافظ اس کی خود حفاظت کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔ نہ اس کو کوئی مٹا سکتا ہے نہ مٹا سکے گا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اسلام کے پودے کو قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

غرضیکہ اعدائے دین کی کوشش ناکام و نامراد ہی رہیں گی اور شجرِ اسلام اپنے ڈال پات پھل پھول سے سرسبز و شاداب کام ہی رہے گا۔ گو منکرین کے دل میں ناسوری نہ کیوں پڑیں یہ شمع ہدایت نہ بجھانے سے بجھی ہے نہ بجھے گی۔ کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری زبردست رکھی گئی ہے۔ اللہ پاک ذات زبردست حکمت وقدرت والے نے ایک خاص الخاص رسول کو تبلیغ حق کے لئے پسند فرماتے ہوئے علم وعرفان سے بھرپور کر کے ہدایت وراہنمائی کے لئے اپنے پسندیدہ دین کے ساتھ اصلاح خلق کے لئے بھیجا۔ تاکہ تمام ملل باطلہ اور ادیان فاسدہ پر غالب آ دے اور نیز رسالت کی روشنی کے سامنے وہ کیسی ہوں یا بجلی کے قمقمے ستارے ہوں یا چاند سب خجل وشرمندہ ہوں اور حق باطل پر غالب آ دے۔ اگرچہ مشرکین کے دل اس سے کڑھتے ہی کیوں نہ رہیں۔

اس آیت کریمہ میں جو سراسر رحمت کردگار کی خبر دیتی ہے اپنے انعام و بخشش کی انتہاء فرمائی ہے۔ چنانچہ دنیا گواہ ہے کہ وہ مٹھی بھر جماعت جب عرب کے ریگستان سے علم توحید لے کر اٹھی۔ چہار عالم پہ خوب چھا گئے۔

گھٹا اک پہاڑوں سے بطحا کے اٹھی
پڑی چار سو یک بیک دھوم جس کی
کڑک اور دمک دور دور اس کی پہنچی
جو ٹیگس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی
ہوا غلغلہ نیکیوں کا بدوں میں
پڑی کھلبلی کفر کی سرحدوں میں
ہوئی آتش افسردہ آتش کدوں میں
لگی خاک سی اڑنے سب معبدوں میں
ہوا کعبہ آباد سب گھر اجڑ کے
جمے ایک جا سارے دنگل بچھڑ کے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ غلبہ دین ایک دفعہ پھر عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء کے زمانے میں ہوگا اور دین کا غلبہ تام ہوگا اور اسی کے لئے سرکار مدینہؐ نے حلف اٹھاتے ہوئے وعدہ فرمایا ہے۔

”وعن عائشةؓ قالت سمعت رسول اللہ ﷺ يقول لا يذهب الليل والنهار حتى يعبد اللات والعزى فقلت يا رسول الله ان كنت لا اظن حين انزل الله هو الذي ارسل رسوله بالهدى ان ذالك تاماً قال انه سيكون من ذالك ما شاء الله ثم يبعث الله ريحاً طيبة فتوفي كل من كان في قلبه مثقال حبة من خردل من ايمان فيبقى من لا خير فيه فيرجعون الى دين ابائهم“ (مشکوٰۃ ص ۴۸۱، باب لا تقوم الساعة الا على اشرار الناس) ”جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ بت پرستی کا دوبارہ زور و شور ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں تو جب آیت

’’ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ‘‘ نازل ہوئی۔ اس وقت سمجھ چکی تھی کہ دین کا غلبہ پورا ہوچکا۔ فرمایا تحقیق بات یہ ہے کہ اس کا غلبہ عنقریب پھر ہوگا۔ جتنا عرصہ اللہ چاہے گا۔ (مسیح ابن مریم کے زمانہ میں نزول کے بعد) پھر خدا ایک پاک ہوا بھیجے گا۔ جس سے ہر وہ مومن جس کے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہوگا۔ مرجائے گا۔ باقی رہ جائیں گے ایسے شخص جن میں ذرہ بھی بھلائی نہ ہوگی۔ پس وہ جھک جائیں گے اپنے آبائی دین بت پرستی کی طرف۔‘‘ (مسلم، مشکوٰۃ)

’’وعن عبداللہ بن عمرؓ وقال قال رسول اللہ ﷺ یخرج الدجال فیمکث اربعین یوما اوشھرا اوعاماً فیبعث اللہ عیسیٰ بن مریم کانہ عروۃ بن مسعود فیطلبہ فیھلکہ ثم یمکث فی الناس سبع سنین لیس بین اثنین عداوۃ ثم یرسل اللہ ریحا باردۃ من قبل الشام فلا یبقی علی وجہ الارض احد فی قلبہ مثقال ذرۃ من خیرا وایمان الا قبضۃ حتیٰ لوان احد کم دخل فی کبد جبل لدخلتہ علیہ حتیٰ تقبضہ قال فیبقی شرار الناس فی خفۃ الطیر واحلام السباع لا یعرفون معروفا ولا ینکرون منکرا فیتمثل لھم الشیطان فیقول الا تستحیون فیقولون فما تامرنا فیامرھم بعبادۃ الاوثان وھم فی ذالک دار رزقھم حسن عیشھم ثم ینفخ فی الصور فلا یسمعہ احد الا اصغی لیتا ورفع لیتا قال واوّل من یسمعہ رجل یلوط حوض ابلہ فیصعق ویصعق الناس ثم یرسل اللہ مطرا کانہ الطل فینبت منہ اجساد الناس ثم ینفخ فیہ اخریٰ فاذاھم قیام ینظرون ثم یقال یا یھا الناس ھلم الیٰ ربکم وقفوھم انھم مسئولون فیقال اخرجوا بعث النار فیقال من کم فیقال من کل الف تسعمائۃ وتسعۃ وتسعین قال فذلک یوم یجعل الولدان شیبا وذلک یوم یکشف عن ساق (مسلم ص۴۰۳، باب ذکر الدجال، مشکوٰۃ ص۴۸۱، باب لاتقوم الساعۃ الاعلیٰ اشرار الناس، فصل اوّل)‘‘

’’حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دجال نکلے گا تو ٹھہرے گا۔ چالیس (آگے راوی کو شک ہے) کہ آیا دن یا مہینے یا سال اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیجیں گے گویا کہ ان کی شکل حضرت عروہ بن مسعودؓ کی ہے۔ (یہ صحابی بڑے خوبصورت تھے) پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام چھ سات سال لوگوں میں ٹھہریں گے۔ (وہ ایسا زمانہ برکت کا ہوگا) جو دو آدمیوں کے درمیان خصومت نہ ہوگی۔ اس

کے بعد اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے۔ جس کی وجہ کوئی آدمی جس کے قلب میں رائی برابر بھی ایمان ہوا سب فوت ہو جائیں گے۔ اگر کوئی آدمی پہاڑ کے اندر بھی چلا گیا ہے تو وہاں بھی وہ ہوا اس کو مار ڈالے گی۔ اس کے بعد وہ ظالم لوگ رہیں گے جو بمنزلہ تیزی پرندوں اور شکل درندوں کے ہوں گے۔ (یعنی شہوت کی طرف جلدی جانے والے اور نہایت درندگی ظلم کرنے والے) یہ نیکی کو نیکی نہ سمجھیں گے نہ برے کو برا سمجھیں گے۔ پس ان کے سامنے شیطان متشکل ہو کر آئے گا اور کہے گا کیا تمہیں حیا نہیں آتی۔ پس لوگ کہیں گے کہ تیرا کیا فرمان ہے۔ پس شیطان ان کو کہے گا اور کیا ہے صرف بتوں کی عبادت کرو تو اس وقت وہ لوگ اپنا رزق ان پر ڈالنے والے ہوں گے۔ (جیسے بارش برستی ہے) بہتر ہوگی ان کی زندگانی۔ پھر صور پھونکی جائے گی۔ جب وہ صور سنیں گے تو سننے والا ایک طرف کرے گا تو دوسرے طرف سے اٹھے گا۔ یعنی گھبراہٹ ہوگی سب سے اول صور وہ شخص سنے گا جو اونٹوں کے لئے حوض صاف کرتا ہے۔ پس وہ شخص ہلاک ہوگا اس کے بعد سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ بارش بھیجیں گے گویا کہ وہ شبنم ہے جس سے لوگوں کے بدن اگیں گے۔ پھر دوسری بار صور پھونکی جائے گی۔ پس سب کے سب انتظار میں کھڑے ہوں گے۔ پھر کہا جائے گا چلو اپنے رب کے پاس۔ ٹھہرو ابھی تم سے سوال ہونا ہے۔ پس کہا جائے گا نکالو جہنم کے لئے تو کہا جائے گا کتنے کتنے کہاں سے نکالیں تو کہا جائے گا ہزار سے نوسو ننانوے نکالو باقی رہنے دو۔ (گویا ہزار سے ایک جنتی باقی جہنمی) پس کہے گا یہ وہ دن ہے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور یہ وہ دن ہے جو ظاہر ہوگا امر عظیم۔"

غرضیکہ یہ آیت کریمہ اور احادیث صحیحہ ہر اس فرد کو مجبور کرتی ہیں جو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتا ہو وہ ضرور اس بات پر حق الیقین رکھتا ہے کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام نے ابھی جام موت کو نہیں چکھا۔ کیونکہ سرکار مدینہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک مسیح ابن مریم کا نزول نہ ہو اور پیش گوئی کے الفاظ تقاضہ کرتے ہیں کہ تمام اہل کتاب "یدخلون فی دین اللہ افواجا" ہو جائیں اور کرہ زمین پر کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے جس کے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہو۔ وہ اس پاک ہوا سے جام موت نہ چکھے اور باقی جو رہیں وہ شرار رہ جائیں اور وہ بت پرستی میں محو ہو جائیں۔ چنانچہ ہمارے اس نظریے کی مرزا قادیانی بھی تائید کرتا ہوا کہتا ہے اور اس کتاب میں لکھتا ہے۔ جسے براہین احمدیہ کہا جاتا ہے اور یہ وہ کتاب ہے جو قطب ستارے سے زیادہ محکم ہے۔ یعنی اس کے لفظ لفظ کی جنبش غیر ممکن ہے۔ کیونکہ اسے سرکار مدینہ سے رجسٹری کرایا گیا ہے اور یہ تربوز کی شکل میں واپس کی گئی تھی۔ جو

مرزا قادیانی کی کھیوں اور داڑھی کی ستیاناسی کر گئی۔ یعنی تربوز کا شعار ہیں مرزا کی کھیوں اور داڑھی کو تر کر گیا اور اسے تعلیٰ بھی کہتے ہیں یہ وہ کتاب ہے جس کی پچاس جلدوں اور تین سو دلائل کے وعدوں پر غریب مسلمانوں کی گاڑھے کی کمائی دھوکہ دیتے ہوئے لوٹی گئی اور لاکھوں جمع کئے گئے۔ مگر جس کا حشر یہ ہوا کہ تین سو دلائل سے تین بھی دینے کی ہمت و توفیق نہ ہوئی اور جلدوں کے متعلق یا مظہر العجائب پچاس جلدوں میں پچاس غائب اور وہ بھی الف سے الہام بے معنی و بے ربط تفسیر اور لمبے لمبے وعدے چند جھوٹے خواب اور بناوٹی مکاشفات اور تمہیدی باتیں اس میں یہ ہوگا وہ ہوگا۔ گویا مقدمہ میں ختم کرتے ہوئے الزام خدا پر رکھ دیا گیا کہ اب اس کا کام خدا نے اپنے ہاتھ سے لے لیا اور قادیانی خدا کی عادت تو سبھی جانتے ہیں کہ وہ وعدہ ایفائی کرجانتا ہی نہیں۔ چچا غالب کیا خوب کہہ گئے۔

اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے
تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

الغرض اس کتاب (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۴۹۸ خزائن ج۱ ص ۵۹۳) پر فرماتے ہیں کہ:

”ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ“ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لادیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔“

مندرجہ بالا حوالے سے واضح طور پر عیاں ہے کہ مسیح ابن مریم کی دوبارہ آمد کے وقت اللہ تعالیٰ اسلام کو جمیع اکناف عالم میں فروغ دے گا اور مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ یہ ایک پیش گوئی ہے جو مسیح ابن مریم کے ساتھ جسمانی تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے اس کا آنا ضروری ہے۔ ہمیں تو مرزا قادیانی کے اس قول کے ساتھ پورا پورا اتفاق ہے۔ دیکھیں کون کون تم یہودی اپنے پنجابی نبی کی عزت کرتا ہوا اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے۔ کیونکہ نبی جھوٹ تھوڑا ہی بولتے ہیں اور اگر قرآنی استدلال کی وجہ سے کسی کی رگ الحاد پھڑ کنے سے نہ رکے تو مرزا قادیانی کی الہامی زبان اور اس معتبر کتاب سے جسے آیت کہہ کر بیان کیا گیا ہے اور جو قرآن حمید میں تو ان الفاظ میں نہیں ہے۔ ایک اور چیز پیش کرتے ہیں دیکھیں کون کون خوش نصیب ایمان لاتا ہے۔

(براہین احمدیہ حاشیہ ص ۵۰۵ خزائن ج۱ ص ۶۰۱،۶۰۲) پر ارشاد ہوتا ہے کہ:

''عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا'' خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے جو تم پر رحم کرے اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیحؑ کے جلالی طور پر (نازل) ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے ... تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے صفت قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں ... کو صاف کر دیں گے۔ کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کو نیست و نابود کر دے گا۔ یہ میرا زمانہ اس زمانہ کے لئے بطور ارہاص واقع ہوا ... اب بجائے اس کے رفق اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے ''توبوا واصلحوا الی اللّٰہ توجہوا'' توبہ کرو اور باز آؤ اور اللہ کی طرف توجہ کرو۔''

مرزا قادیانی کا یہ الہام مسیح ابن مریم کی آمد کی خبر ایک ایسے انداز میں پیش کرتا ہے جسے پیش گوئی سے تعبیر کیا جائے تو زیادہ انسب ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ مرزا قادیانی کہتے ہیں اور مرزائیو! اگر تم نے رحمت اللعالمین سرکار بطحا سے کنارہ کشی کی اور سرکشی پر اتر آئے یعنی وہ چیز جس کے لئے سرکار مدینہؐ نے صفت اٹھائے ہیں۔ تمہارا تو اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ ارشاد کرتا ہے ''فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینہم (نساء:۶۵)'' یعنی قسم ہے اے محمدؐ تیرے رب کی جب تک یہ لوگ تمہیں اپنا حکم نہ مان لیں گے اور تیرے ہر حکم پر سر تسلیم خم نہ کر دیں گے تب تک یہ ایماندار نہیں ہو سکتے۔ اب انصاف سے کہیے وہ ایماندار کس طرح ہوا جو فرمان رسالت کی تکذیب کرتا ہوا تاویلیں ڈھونڈتا اور کفر کی گہرائیوں میں غوطے لگاتا ہے۔ حالانکہ حضورؐ نے بار بار فرمایا ''والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم (مشکوٰۃ ص۴۷۹، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)'' یعنی قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تحقیق ضرور نازل ہوگا تم میں مسیح ابن مریم۔ اب انصاف کیجئے کہ اللہ تعالیٰ رب محمدؐ کی حلف اٹھائے کہ وہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے جو تیرے حکم سے سر مو فرق کریں۔ یا اپنے دل کے اندر ہی کچھ خیال کریں اور جیم ملکؐ خدا کی قسمیں کھائے اور مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی کرے اور قرآن کریم کی آیات کو خاص کر ٹھہرائے اور وقت موقعہ اور نشانات بیان ہوں۔ وہ بد بخت و سرکش نہیں جو انکار کرے تو اور کیا ہے؟ اور جہنم ایسے بے دینوں کے لئے نہیں تو اور اس کے کس کے لئے ہے؟ مرزا قادیانی کہتے ہیں سرکشی نہ ہو ورنہ جہنم میں جلائے جاؤ گے۔ ایمان لاؤ کہ مسیح ابن مریم

جہالت کے ساتھ آسمان سے اتریں گے اور میں تو غربت اور درویشی سے تنگ ہو کر مجبوراً پیٹ پوجا کے لئے آیا ہوں۔ مسیح ابن مریم کے زمانے میں سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

"ویفیض المال حتیٰ لا یقبله احد حتیٰ تکون السجدة الواحدة خیر من الدنیا وما فیها (مشکوٰة ص۴۷۹، باب نزول عیسیٰ علیه السلام) " یعنی مال دولت کی گویا ایک نہر چلے گی۔ لوگ درہم و دینار سے پیچھے بھاگیں گے کہ ڈھونڈے سے کوئی لینے والا نہ ملے گا۔ لوگ اس قدر مستغنی ہو جائیں گے کہ جس کو کہا جائے گا کہ ہزاروں درہم لے لو تو وہ استغناء سے جواب دے گا۔ تمہاری ٹکیاں میرے کس مصرف کی۔ اس سے بہتر ہے۔ لک الملک کا ایک سجدہ۔ مگر میرا زمانہ جو مسیح کے زمانے کے لئے بطور ارہاص ہے اور درویشی اور غربت کے رنگ میں ہے۔ ایک ایک آنہ کے لئے خدا کی جھوٹی قسمیں اور روٹی کے لئے جان کو تنگ کرنے کا ہے۔ میرے زمانے میں فقیروں کی کثرت چندوں کی برکت راہزنوں کی ترقی اور لوٹ اور مار کی گرم بازاری ہے۔ دنیا مردار کے پیچھے کتوں کی طرح لگی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے جو میری تعلیم میں چندوں کی گرم بازاری ہے اور یہی میری فتوحات ہیں جو ایک سال میں کم از کم دو لاکھ روپے تک پہنچتی ہیں اور اسکی فتوحات کی خبریں کم از کم پچاس ہزار سے زیادہ ہیں۔ جو مجھے میرے خدا نے جس جس کو میں الہام کہتا ہوں۔ نیز میرے زمانہ میں فسق و فجور، قمار بازی، راہزنی، حرامکاری اور سیاہ باطنی کا دور دورہ ہے۔ مگر مسیح ابن مریم کے زمانہ میں پرہیزگاری اور تقویٰ، راست بازی اور سلامت روی، نیکوکاری اور ایمانداری کا خوش منظر ہوگا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی فرماتے ہیں تو "توبوا واصلحوا والی الله توجهوا" یعنی اے مرزائیوں توبہ کرو اور اصلاح کرو یعنی یہ خیال فاسد چھوڑ دو کہ مسیح مر چکا اور وہ کشمیر محلہ خان یار میں دفن ہوا۔ توبہ کرو اور ابھی اصلاح کا موقعہ ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اللہ غفور رحیم ہے۔ باز آؤ ان توہمات باطلہ کو چھوڑ دو یہ لغو قصہ ہے۔ مسیح ابن مریم ابھی مرا اور نہ کسی بدبخت دشمن نے اس کو پھانسی دیا۔ خدا کی طرف توجہ کرو۔ یعنی اللہ فرماتا ہے "وانه لعلم للساعة (زخرف:۶۱) " یعنی مسیح ابن مریم تو قیامت کے علامات سے ایک نشان ہے۔ "فلا تمترن بها " یعنی پھر تم کیوں شک کرتے ہو کیا قیامت آ چکی جو تم مسیح کے آنے کا انتظار کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "ان الله عنده علم الساعة (لقمان:۳۴) " یعنی کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب ہوگی۔ بہرحال اس کا ایک وقت معین ہے وہ جب ہوگی۔ مسیح ابن مریم اس کے قریب نازل ہوگا مرزا قادیانی یہ بھی کہتے ہیں اس وقت نرمی اور منت سے تمہیں یہ سچی تعلیم دی جاتی ہے۔ تم خدا کی غیرت کو چیلنج مت کرو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے وہ

بھی قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا۔ پھر نہ بہشتی مقبرہ ہو گا نہ منارہ۔ اس سے توبہ کرو اور باز آؤ اور اللہ کی طرف توجہ کرو جو اپنی بادشاہی میں بڑا ہی زبردست اور بڑا ہی حکمت والا ہے۔

عقل حیران ہے اسے کیا کہیے
خامہ انگشت بدندان ہے اسے کیا کہیے

ان آیات محکمہ و احادیث صحیحہ اور اقوال مرزا پر خود مرزا قادیانی اور ان کی بے چیلے کی نبوت کے محافظ اعتراض کرتے ہیں کہ براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی نے یہ عقیدہ رسمی طور پر مسلمان ہوتے ہوئے کہہ دیا اور جب وہ مرزائی ہوئے یعنی جب ان کے خدا نے ان سے الہام بازی کی اور الہامات کا مینہ برسا تو مرزا قادیانی کا اسلامی عقیدہ بھی اس میں بہہ کر مرزائی ہو گیا۔ یعنی انہوں نے حیات مسیح کا انکار کر دیا اور اس کے بعد انہوں نے اس کی از حد تردید کی اور اسے شرکیہ عقیدہ قرار دیا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ نبی دنیا میں اس لئے آتے ہیں کہ کفر و شرک کو نیست و نابود کر دیں۔ خیالات فاسدہ کو مٹا دیں اور توحید و سنت کو رائج کریں۔ اس لئے نہیں آتے کہ باون سال زندگی تک مشرک بنے رہیں اور شرک کی تعلیم دیتے رہیں۔ حالانکہ وحی کے آنے کا اقرار اس صورت میں کریں۔ جیسا کہ انبیائے سلف نے کیا۔ حسب ذیل کلام مرزا غور سے پڑھیں۔

”حضرت مسیح موعود نبی کی نبوت اور غیر نبی کی وحی میں یہ فرق بتاتے ہیں۔ نبوت کے مکالمے میں کثرت ہوتی ہے اور غیر نبی کے مکالمہ الٰہیہ میں کثرت نہیں ہوتی ... اور نبوت کی وحی اور مکالمہ اور دوسرے لوگوں کے مکالمہ میں فرق کثرت اور کیفیت اور کمیت کا ہوتا ہے۔ پس کثرت اور قلت صفائی اور کدورت کا فرق ثابت کر دیا کہ مکالمہ نبوت کا کیا ہے اور دوسرا کیا۔“

(ملفوظات ج ۵ ص ۵۰۵،۵۰۴ ملخصاً)

”پس اسی وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

”ان الوحی کما ینزل علی الانبیاء کذالك ینزل علی الاولیاء ولا فرق فی نزول الوحی بین ان یکون الی نبی او ولی کل حظ من مکالمات الله ومخاطباته علی حسب المدارج نعم الوحی الانبیاء شان اتم واکمل واقوی اقسام الوحی وحی رسولنا خاتم النبیین“

(تحفہ بغداد ص ۲۱،۲۰ حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۲۸،۲۷)

"اس امت میں بھی وحی یقینی اور قطعی کا وجود ضروری ہے تا یہ امت بجائے افضل الامم ہونے کے احقر الامم نہ ٹھہرے۔ سو خدا نے آخری زمانہ میں اکمل اور اتم طور پر یہ نمونہ دکھایا۔"
(نزول المسیح ص ۸۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۶۷)

"در حقیقت اکثر انبیاء کے معجزات کی نسبت یہ معجزات اور پیشگوئیاں ہر ایک پہلو سے بہت قوی اور بہت زیادہ ہیں۔"
(نزول المسیح ص ۸۳،۸۴ خزائن ج ۱۸ ص ۴۶۲)

"اس دعا میں اس انعام کی امید دلائی گئی جو پہلے نبیوں اور رسولوں کو دیا گیا اور ظاہر ہے کہ ان تمام انعاموں میں سے بزرگ تر انعام وحی یقینی کا انعام ہے۔"
(نزول المسیح ص ۱۰۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۸۷)

"میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے ہنر سے اس نعمت کا کامل حصہ پایا جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔" (حقیقۃ الوحی ص ۶۲ خزائن ج ۲۲ ص ۶۴)

"جیسا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی وحی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک از قبیل اضغاث احلام و حدیث النفس نہیں ہے۔ ایسی ہی یہ وحی بھی ان شبہات سے پاک اور منزہ ہے۔"
(نزول المسیح ص ۸۱ خزائن ج ۱۸ ص ۴۶۰)

"سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جس کو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے میں تیئس برس کی مدت دی گئی۔"
(اربعین نمبر ۴ ص ۲۲ خزائن ج ۱۷ ص ۴۰۹)

"دوسری تمام بحث وحی نبوت میں ہے...... یعنی ۲۳ سال مدت میں وحی کا ہونا ...... بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا اور آیت "لو تقول" کو ہنسی ٹھٹھا میں اڑا دینا ان شریر لوگوں کا کام ہے۔ جن کو خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں۔"
(اربعین نمبر ۴ ص ۱۲ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۷)

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جیسا کہ اس نے ابراہیم سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحاق سے اور اسماعیل سے اور یعقوب سے اور یوسف اور موسیٰ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی اکرم ﷺ سے ...... ایسا ہی اس نے مجھے اپنے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف بخشا۔"
(تجلیات الٰہیہ ص ۱۰ خزائن ج ۲۰ ص ۴۱۱)

اور یہ بھی بتادوں کہ مرزا قادیانی نے وحی کے آنے کا اقرار چالیس سالہ عمر میں کیا ہے اور چالیس سالہ عمر سے لے کر باون سالہ عمر تک یعنی پورے بارہ برس تک شرک کیا اور شرک کی تعلیم دی۔ ایسا مشرک نبی اور ایسا بد اعتقاد رسول جس کی بارہ برس وحی منت کش اداریاں کرتی رہی کہ تو رسول اللہ ہے تو مسیح سے افضل ہے۔ تیری وحی تمام انبیاء سے بالا ہے۔ مگر وہ میں نہ مانوں میں نہ

باتوں ہی کرتا رہا اور نہ وہ اور نہ مانا بھی تو پورے بارہ برس بعد۔ پنجابی ایک مثل مشہور ہے۔ بارہیں ورہیں رب روڑی دی بھی سنداے۔ سو مرزا قادیانی کی بھی سنی گئی اور وہ مریم سے مسیح ابن مریم عیسیٰ ابن مریم عیسیٰ بن گئے۔ اسی بارہ سالہ مدت میں وہ منارہ بھی تعمیر ہوا۔ جس کا تذکرہ احادیث نبویہ میں ہے اور جو دمشق میں ہے۔ سو ہماری عقیدہ کا جواب یہ ہے کہ مرزا قادیانی براہین احمدیہ کے وقت رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کر چکے تھے۔ جیسا کہ وہ خود اس کا اقرار کرتے ہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶، ایام الصلح ص ۷۵، خزائن ج ۱۴ ص ۳۰۹)

اور مرزا قادیانی کا یہ قول بھی ملاحظہ کریں

’’انبیاء کرام کے اقوال و افعال، اجتہادات و آراء سب کے سب جزوی خدا ہوتے ہیں۔ انبیاء کی اپنی ہستی بالکل فنا ہو جاتی ہے۔ وہ خدا کے ہاتھ میں مردہ یا کٹ پتلی کی طرح ہوتے ہیں۔ ان سے وہ طاقت ہی سب کر لی جاتی ہے جس سے خلاف مرضی خدا کام کیا جا سکے۔‘‘ (ریویو ج ۲ ص ۹۷، ۲۶ مئی ۱۹۰۳ء)

او مرزائیو! کیا مرزا قادیانی کا کلام اور وحی تمہارے لئے بطور حجت کے نہیں۔ کیا نبوت اسی چیز کا نام ہے۔ صبح کو دن اور رات کو رات۔ کبھی دن کو رات اور رات کو دن۔ بارہ برس شرک کی تعلیم دی اور بارہ برس اسی تعلیم کو مٹانے میں کاٹی۔ یہ عجب قسم کی نبوت ہے۔ ایک بات یاد آئی کہہ دوں۔ ہم نے مانا کیا تمہارے نبی کی ہر بات صداقت سے کوسوں دور ہی ہوتی ہے۔ سنو اور سوچ کر جواب دو۔ براہین احمدیہ کی جب رجسٹری تمہارے مرزا نے دربار رسالت سے کرائی۔ اس وقت یہ مشرکانہ عقیدہ اس میں نہ تھا۔ کیا یہ اس وقت نکال کر رجسٹری ہوئی تھی؟ ہرگز نہیں۔ کیا حضور اکرم ﷺ نے اس شرکیہ عقیدہ کو نہ دیکھا تھا۔ ظاہر ہے کہ ضرور دیکھا ہوگا۔ کیا تربوز کا واقعہ یا شربت جو مرزا قادیانی غٹ غٹ کر پی گئے۔ ہوش کی دوا لو اور عقل سے کام لو۔ ایک معمولی رجسٹرار بھی ایک ایک لفظ دیکھ کر اور پوچھ پوچھ کر دستخط کرتا ہے اور کافۃ للناس رسول جس کا دور رسالت رہتی دنیا تک رہے گا۔ یونہی دستخط کر دے گا اور ایسے عقیدہ پر جو شرک فی التوحید ہو اور جس کی زد اربوں آدمیوں پر پڑتی ہو۔ ایمان سے کہو!

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

وہ ذات کردگار قیامت کے دن کس طرح غریب مخلوق سے سوال کر سکتی ہے۔ جس کے قاصدین اور پیغامبر ہی مشرکانہ تعلیم دیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ خیال ہی مردود ہے کہ حیات مسیح کا عقیدہ شرکیہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ قرآن کریم اس کی تعلیم کو جاری کرتا ہے اور قرآن

ناحق حلف اٹھاتے ہوئے اس پر ایمان رکھتا ہے اور ایمان رکھنے کی تاکید کرتا ہے۔ باقی رہا طبعی عمر پانے کا مسئلہ تو وہ مالک بے شمار ہوتے وال مخلوق ملائکہ کو لمبی زندگی عطا کر سکتا ہے وہ ایک انسان کو بھی ایک وقت معین تک زندہ رکھنے پر قادر ہے تم ہو کون جو اس کی ذات پر پھبتیاں اڑاتے ہو اپنی پیدائش کو سوچو وہ گندہ منی کا ناپاک قطرہ جو ماں کے رحم میں گندے اور ناپاک خون سے پرورش پاتا ہوا اس کی قدرت وحکمت پر طعنہ زنی کرتا ہے۔ تف ہے تمہاری عقل پر اور تمہارے بودے خیال پر کہ مسیح کو کھانا کون دیتا ہے۔ وہی دیتا ہے جو تمہاری ماں کے پیٹ میں شکلیں بناتا ہے۔ ''ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء (آل عمران:۶)'' یعنی تم نے ماں کے پیٹ میں شکل بنتے دیکھا ہے۔ وہی آسمان پر بھی رزق پہنچاتا ہے۔ جو پتھر میں کیڑے کو تازہ بتازہ سبز پتے دیتا ہے وہی مسیح کو کھلاتا ہے۔ جو صدف میں کیڑے سے موتی بناتا ہے۔ وہی کھانے کو دیتا ہے۔ جو ہوا کو وقف بخشتا ہے۔ اس کے خزانوں میں کس چیز کی کمی ہے۔ مگر افسوس جاہل اور نادان نہیں جانتے۔

فتدبروا ایہا الحواریون للدجال

بھلا تمہارے بودے استدلال پر مجھے ہنسی آتی ہے۔ اس مشرکیہ عقیدے کو یوں کہہ کر مرزا قادیانی کے سر سے ٹالا جاتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے جب تک وحی الٰہی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی نہ آئی۔ مولانا ظفر علی خان قبلہ نے کیا خوب کہا۔

اس جور پہ اس ظلم پہ جو پیکر بے داد
عدل اور مساوات کی بھی فکر چھائے
اس سے تو کہیں اچھا ہے وہ لندن ہی کا اندھا
بھر بھر کے مٹن چاپ جو اپنوں ہی میں بانٹے

''اولئک الذین آتینٰھم الکتاب والحکم والنبوۃ فان یکفر بھا ھؤلاء فقد وکلنا بھا قوماً لیسوا بھا بکفرین۔ اولئک الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ قل لا اسئلکم علیہ اجراً ان ھو الا ذکری للعٰلمین (انعام:۸۹،۹۰)'' (یعنی وہ لوگ تھے جن کو دی ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت پھر اگر ان باتوں کو نہ مانیں کفار تو ہم نے ان باتوں کے لئے مقرر کر دیئے ہیں ایسے لوگ جو ان سے منکر نہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو ہدایت کی اللہ نے سو تو چل ان کے طریقہ پر۔ تو کہہ دے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری یہ تو محض نصیحت ہے جہان کے لوگوں کو۔)

تمام انبیاء علیہم السلام عقائد اصول دین اور مقاصد کلیہ میں متحد ہیں۔ سب کا دستور اساسی ایک ہے۔ ہر نبی کو اس پر چلنے کا حکم ہے۔ آپ بھی اسی طریق مستقیم پر چلتے رہنے کے لئے مامور ہیں۔ گویا اس آیت میں متنبہ کر دیا کہ اصول میں آپ کا راستہ انبیائے سابقین کے راستے سے جدا نہیں رہا۔ فروع کا اختلاف وہ ہر زمانہ میں حسب استعداد کے اعتبار سے پہلے بھی واقع ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ مکہ کی بعثت سے پہلے بیت المقدس کو قبلہ قرار دیا جا چکا تھا۔ اسی لئے انبیائے سلف کی سنت پر آپ بھی عامل رہے۔ مگر آپ کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء "ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا (بقرہ: ۱۲۹)" کے مطابق "ان اول بيت وضع للناس للذي ببكة مباركا وهدى للعالمين (آل عمران: ۹۶)" ارشاد ربانی ہوا تو آپ نے اسی پر عمل کیا اور اسی وقت کیا۔ یعنی آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔ ارشاد باری اسی حالت میں ہوا۔ حضور ﷺ اسی حالت میں ایڑیوں پر گھومتے ہوئے قبلہ رو ہو گئے اور یہ بھی نمازوں کے موجودہ قبلہ کیا تھا۔ چنانچہ حالی کیا خوب کہہ گئے۔

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل میں مشیت نے تھا جس کو تاکا
کہ اس گھر سے ابلے گا چشمہ ہدیٰ کا
وہ تیرتھ تھا اک بت پرستوں کا گویا
جہاں نام حق کا نہ تھا کوئی گویا

مشیت ایزدی کو غیرت نے تقاضا کیا۔ کعبۃ اللہ نے زبان حال سے استدعا کی۔ سوال: میری نیا تیرے دوست نے تیرے حکم سے رکھی تھی تیرے ہوتے ہوئے تیرا گھر بتوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ ارشاد باری ہوا اے محمد ﷺ "واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى (بقرہ: ۱۲۵)" حضور ﷺ نے آن واحد میں اس حکم کی تعمیل کی۔ یہ نہیں کیا کہ چند روز کی مہلت سراسر وہی سنت گذاریاں کر لی رہیں اور کذاب قادیان کے ہاتھ پچیس برس کی نہ سکی۔ وہ وحی کیا ہوئی کو زمشتر ہوا جو بار بار برس مشیت الہی کے خلاف چلتا رہا۔ پھر بھی نبی اور رسول کے مبارک نام کی تذلیل کرے اور پھر چھوٹی سی لغزش نہیں شرک کرتا رہے۔ اللہ اللہ مشرک نبی بھی نہ سنا تھا۔ مگر پنجاب میں دیکھ لیا۔ حیف ہے امت پر جو نبوت پر چھبوت کے تار بن رہی ہے۔ حضرت گدھے پر قائم

جنھوں سے پہنچیں اذیتیں پھر انہیں کے حق میں دعائیں مانگیں
کسی میں یہ شان حلم بھی ہے اور کوئی ایسا حلیم بھی ہے

اور باقی رہا یہ کہنا کہ دعا کی طور پر مرزا قادیانی نے ایسا کہا تو یہ قطعاً غلط و مردود ہے۔ اس لئے نہیں ہو سکتا کہ ایک تو مرزا قادیانی کا وہ الہامی تھیلا ہے۔ جس پر نبوت قادیان کا انحصار ہے۔ دوسرے وہ الہامی کتاب ہے۔ اس لئے اس کے متن کو غلط کہنا اور الہام سے روگردانی کرنا قادیانیت پر تین لفظ بھیجنے کے مترادف ہے۔ سوم کلام مجید کی آیت سے استدلال کیا گیا ہے۔ جس کا ایک حرف ایک شوشہ نہیں بدل سکتا۔ چہارم حدیث صحیح سے اس کی تصدیق کرائی جا چکی ہے۔ پنجم مرزا قادیانی الہام کا تتمہ کرتے ہیں۔ اس لئے کسی صورت میں اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور طوعاً و کرہاً یہ ماننا ہی پڑے گا کہ یہ ابن والا یہ عقیدہ صحیح اور درست ہے اور انکار کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے غضب کی تاب سہنے کے لئے تیار ہو جو عنقریب ملاقات کے وقت انشاء اللہ نازل کرے گا۔

وما علینا الا البلاغ!

ناظرین صحیفہ! تقریر کا حجم بہت بڑھ گیا ہے۔ اس لئے طوالت کے ڈر سے اور بازو کے کمزور ہونے کی وجہ سے مجبور ہوں۔ کاش قوم تھوڑی سی توجہ کرتی تو قادیانیت کو چھٹی کا دودھ یاد دلا دیتا۔ اس لئے صرف قرآن کریم سے ایک اور آیت پیش کرنے کے بعد چند ایک اور باتیں کہہ کر مضمون کو ختم کرتا ہوں اور فقیر کے خیال میں سعید لوگوں کے لئے اس میں بہت سی مفید باتیں ہیں جو انشاء اللہ ان کے کام آئیں گی اور صراط مستقیم سے ہٹنے نہ دیں گی۔
وماتوفیقی الا باللہ!

"ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک وجعلنا لہم ازواجاً وذریۃ" (الرعد:۳۸) ﴿اے محمدؐ! تجھ سے پہلے رسولوں کو ہم نے ازواج اور اولاد والے بنایا تھا۔﴾

ناظرین! یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ جناب مسیح کی بیوی اور بچے ہونے چاہئیں۔ کیونکہ وہ بھی تم سے پہلے رسول ہیں اور یہ بھی آپ سے مخفی نہیں کہ ان کی کوئی بیوی بچہ نہ تھا اور رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا انہیں پہلی زندگی میں نصیب نہیں ہوا۔ کیونکہ بدبخت یہود نے انہیں ساڑھے تینتیس سال مدت العمر میں قتل و صلب کے حیلے سے ہجرت پر مجبور کر دیا۔ یعنی یہود نے ان کے قتل و صلیب کی خفیہ تجویز سوچی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اٹھانے کا ارادہ کیا۔ دنیا جانتی ہے اور اس پر اتفاق کرتی ہے کہ مسیح نے بیوی اور بچوں کا منہ نہیں دیکھا۔ مگر آیت کریمہ یہ کہتی ہے کہ ہم نے ان کو بیوی بچوں والے بنایا تھا۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ ان کے بیوی بچے نہ ہوں۔

جب یہ مشکل پڑی تو ہمیں اس کا حل دربار رسالت سے تلاش کرنا پڑا۔ الحمدللہ وہ کافۃ للناس نبی جس کی تعلیم ہر زمانے کے لئے مشکل کشا ہے اور ابتلاء ومصیبت میں ہمیشہ سے ساتھی ہے۔ ہر دکھ کی دوا ہر درد کا درماں ضعیفوں کا سہارا، یتیموں کا مولا، بیواؤں کا شفیق اور غریبوں کا سنبھالا ہے۔ جو اخلاق کے اعلیٰ مراتب کا مالک ہے اور جس کی زبان فیض ترجمان کے اصول کو ہر زمانے مستفیض و سیراب کر رہے ہیں۔ ہمارے لئے یوں عقدہ کشا ہوئے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

”عن عبداللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر (مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول المسیح الفصل الثالث)“ ﴿حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو ایک جلیل القدر صحابی ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ عیسیٰ ابن مریم زمین پر اتریں گے۔ پس وہ شادی کریں گے ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ وہ زمین پر پینتالیس برس بسر فرمائیں گے پھر وہ فوت ہوکر میرے مقبرے میں میرے ساتھ دفن ہوں گے۔ پس میں اور عیسیٰ اٹھیں گے قیامت کو ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان۔﴾

ناظرین کرام! قرآن صامت نے جہاں مسیح کی بعثت سے قبل انبیاء علیہم السلام کی جس ازدواجی زندگی کو بیان فرمایا ہے قرآن ناطق نے اس کی تفسیر فرماتے ہوئے قرآن مجید کی اس آیت کے اعتراض کو نہ صرف دور کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام کی بیوی بچے نہ تھے۔ بلکہ معترضین کے منہ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تالے لگاتے ہوئے پیش گوئی فرمادی کہ مسیح ابن مریم جن کی بعثت میں جب نزول اجلال فرمائیں گے۔ وہ بیوی کریں گے۔ ان کے ہاں بچے ہوں گے۔ وہ پینتالیس برس زمین پر قیام فرمائیں گے۔ اس کے بعد واصل الی الحق ہوکر میرے مقبرے میں میرے ساتھ دفن کئے جائیں گے۔ پھر قیامت کے روز میں اور عیسیٰ علیہ السلام ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان اٹھیں گے۔

اس حدیث کو مرزا قادیانی نے صحیح تسلیم کرتے ہوئے اپنی متعدد کتب میں نکاح آسمانی کے ضمن میں اپنے پر لگانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ یہ علیحدہ امر ہے کہ بندروں کو چھینٹ کے پاجامے بھلے معلوم نہیں ہوتے اور زاغ کی چونچ میں انگور زینت نہیں دیتا۔ دنیا جانتی ہے کہ یہ رسوائے عالم نکاح جس کی یاد مرزا قادیانی کو زندگی کے عالم میں ستاتی رہی کا کیا حشر ہوا۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی اس کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

فیصلہ آسمانی

"تجھ سے پوچھتے ہیں اے مرزا کہ کیا یہ بات سچ ہے کہ محمدی بیگم تمہاری آسمانی منکوحہ ہے۔ کہہ دے اے مرزا ہاں مجھے اپنے رب کی قسم سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے نہیں روک سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا نکاح باندھ دیا۔ میری باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں گے اور قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ کوئی پکا فریب یا پکا جادو ہے۔

"یستنبئونک احق هو قل ای وربی انه لحق وما انتم بمعجزین ۔
زوجناکها لا مبدل لکلماتی وان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر"
(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۳)

منکوحہ آسمانی قادیانی

"اس (یعنی محمدی بیگم کے نکاح والی) پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا۔ نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر عام طور پر مقصود نہیں۔ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی ہے۔ اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳ خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)

"جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء ہے۔ پوری نہیں ہوئی تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آگئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے معنی اور ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت کے مجھے الہام ہوا۔ "الحق من ربک فلا تکونن من الممترین" یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔"
(ازالہ اوہام ص۳۹۸ خزائن ج۳ ص۳۰۶)

"نفس پیش گوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے۔ جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے۔ "لا تبدیل لکلمات

اللہ" یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔"

(اشتہار مرزا ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۳)

اور مرزا نے یوں کہا "یاد رکھو خدا کے فرمودہ میں تخلف نہیں اور انجام وہی ہے جو ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ (یعنی محمدی بیگم میرے نکاح میں ضرور آئے گی) خدا کا وعدہ ہرگز نہیں ٹل سکتا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۳ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۷)

اس پیش گوئی کو پورا کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے جو دوڑ دھوپ کی وہ تو بے تکی بھی ہے۔ ہزاروں کی زمین کے لالچ آسمانی خسر کو دیئے۔ آسمانی سالے کو پولیس میں نوکری دلوانے کو ٹھیکہ لیا۔ اس کی بیماری میں حکیم نورالدین کو خاص طور پر دوا اور دعا کی تلقین کی۔ دعا سے مطلب یہاں صرف منت وسماجت سے ہے۔ وہ برابر جی داری کے ساتھ ساتھ مرزا قادیانی کے لئے تلقین کرتے رہے۔ جوتوں کا صدقہ تا سر دوڑائے گئے۔ سارے کا سارا اینڈ کرشتی رات سویا نہ آرام سے بیٹھا۔ خود مرزا قادیانی نے بڑی بڑی کوشش سے الہام کئے اور محنت سے خواب بنائے۔ مکاشفات میں جانفشانی اور اشتہاروں میں عرق ریزی کی۔ مگر نتیجہ مرغ کی ایک ٹانگ نظر آیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بڑھاپے میں عشق کا بھوت دیوانگی حالت میں مرزا قادیانی کے سر پر سوار ہوا۔ جب کہ وہ بیماریوں کی جونک لگائے ہوئے تھے۔ کبھی دردسر ڈیرے ڈالے پڑا تھا تو کبھی دوران سر اڑو دھما رہا تھا۔ کبھی ذیابیطس نے تنگ کر رکھا تھا تو کبھی سستی وکاہلی نے جان پر بنا رکھی تھی۔ درد دل کے ساتھ ساتھ ضعف جگر، اعضاء شکنی، بڑھاپا، کمزوری وغیرہ کے علاوہ نامراد مراق کے دورے پڑ رہے تھے۔ ایسی حالت میں مرزا قادیانی کے الہام میں اگر غلطی ہوئی تو یہ گمان کا اپنا قصور تھوڑا ہی ہے۔ آخر عشق نہ شد پیچی شد۔ آپ کا توازن دماغ ایسا کھویا اور غم نے صبر کو تاراج کرتے ہوئے وہ وہ کام آپ سے کرا دیئے جو پنجابی نبی کی صداقت پر ہمیشہ یادگار رہیں گے۔ یہ وہ اسوہ مرزا ہے جس پر عمل کرنا ہر مرزائی کا فرض اولین ہے۔ دیکھیں کون کون سنت مرزا پر عمل کرتا ہوا خانہ بربادی پر اتر آتا ہے۔ آپ کو ناکامی نکاح سے وہ صدمہ ہوا اور وہ شاق گذرا کہ حقیقی دونوں بیٹوں فضل احمد سلطان احمد کو عاق، بیوی بچوں کو طلاق، مال واملاک اراضی سے جواب، نئی دلہن نصرت جہاں بیگم کے ہاتھوں بک گئے۔ تمام زر نقد باغ اراضی نکاح رہن بالوفا میں کر کے صرف

پیغمبری اور رسالت ہی پر اکتفاء کر لیا۔ مگر محمدی کی محبت دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتی گئی۔ گو وہ بیاہی جا چکی تھی۔ مگر مرزا کو برابر الہام پر الہام ہو رہے تھے اور وہ دل ہی دل میں محبت کے بے پناہ سمندر دبائے ہوئے اللہ میاں کے وعدوں کو سچائی کے مراحب پر دیکھنے کا تقاضہ کر رہا تھا اور اسی امید میں آنکھیں بند کر کے وصل کے خواب دیکھ رہا تھا۔

"خدا تجھے بکثرت برکت دے گا۔ یہ اشارہ ہے ان پر آفتوں کے بعد زمانہ آنے والا ہے۔ جس میں وصل مقدر ہے۔ جس کا اشتہار میں وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ وقت آنے والا ہے کہ اس دن خدا کے کلمات پورے ہو کر رہیں گے اور دشمنوں کے منہ سیاہ ہوں گے۔ خدا کی بات ظاہر ہوگی۔ اگرچہ وہ کراہت کریں۔ بلاشبہ خدا غالب ہے اور ذاریب خدا فاسقوں کو رسوا کرے گا۔ اب صرف ایک شخص ہلاک ہونے والوں سے باقی ہے۔ پس خدا کے حکم کے منتظر رہو۔ تحقیق وہ اپنی پیش گوئی کو باطل نہیں کرے گا۔ بے شک خدا اپنے ملہموں کو رسوا نہیں کرے گا۔"

(ترجمہ انجام آتھم ص ۲۱۷، ۲۱۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

"یاد رکھو اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی۔ یعنی (میرا رقیب مرزا سلطان ڈھائی سال مدت میں نہ مرا) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

"مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیش گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے۔ جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء ہے۔ قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئے ہیں۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں۔ ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔" (شہادۃ القرآن ص ۷۹ خزائن ج ۶ ص ۳۷۵)

مگر آہ! ان ہر دو پیش گوئیوں کا حشر کیا ہوا۔ کوئی مرزائیوں کے سینے چیر کر دیکھے۔ بخدا سچے مرزائی کا دل سیاہ اور جگر داغ داغ ہوگا اور یہ آواز سنائی دے گی۔

اک چاک ہو تو سی لوں اپنا گریباں یا رب
ظالم نے پھاڑ ڈالا ہے تار تار کر کے

نہ وصال جاناں نصیب ہوا، نہ قوم کے طعنوں سے راحت نصیب ہوئی۔ محمدی بیگم کی تقدیر مبرم بھی کچے تاگے کی طرح ٹوٹ گئی اور سلطان محمد کی ڈھائی سالہ موت جو تقدیر مبرم تھی وہ بھی

تار عنکبوت نکلی۔ نہ وہ نکاح میں آئی تھی، نہ آئی۔ نہ سلطان محمد کی موت آئی اور نہ وہ مرا۔ مرزا قادیانی خواہ مخواہ مفت میں بدنام ہوئے اور اللہ میاں کو وعدہ خلافی سے ذرہ معلوم ہوا۔ کیونکہ مرزا سلطان محمد بڑا سخت جوان تھا۔ ہاں! بھائی فوجی آدمی فرانس تک میدان کارزار میں خون کی ہولی کھیلنے والے مرزائی فرشتوں کو کب خاطر میں لاتا تھا اور کسی کو کب جرأت تھی کہ اس کے پاس پھٹکے۔ نیز چونکہ اس کا تعلق امت خیرالانام سے تھا۔ کیونکہ یہ پیش گوئی مسلمانوں کے لئے بطور حجت قرار دی جاچکی تھی۔ اس لئے غفور رحیم نے اس کو سلامت رکھا۔

بہت اہل باطل نے تھی خاک چھانی
ہوا دودھ کا دودھ پانی کا پانی

آہ! اس عمر میں رسوائی روسیاہی، تباہی وضلالت مرزا قادیانی کے مقدر میں تھی۔ وہ بارش کی طرح آئی اور آندھی کی طرح چھاگئی۔ افسوس! امت اب تک اس سیاہی کو دھو رہی ہے۔ جو قادیانی کے دعویداروں نے دھونے سے انکار کرتے ہوئے افسوس کے ساتھ موسیو بشیرالدین محمود اور چوہدری محمد علی کو واپس کردی ہے۔ دیکھیں اب امریکہ کے دھوبی کام آسکتے ہیں یا دجالی حواری اس خدمت کو پورا کرتے ہیں۔

غرضیکہ آیت موصوفہ بالبداہت بیان کرتی ہے کہ مسیح علیہ السلام کے بیوی بچے ہونے چاہئے اور حدیث نبویہ ان کے بیوی بچوں کو ان کے متعلق صاف وصریح پیش گوئی فرماتی ہے کہ مسیح علیہ السلام آمد ثانی میں نکاح کریں گے اور صاحب اولاد ہوں گے۔

ناظرین! اب ایک اصولی چیز ایسی پیش کی جاتی ہے جس کا انکار کفر ہے اور وہ مسلمان کہلانے کا مستحق ہی نہیں جو اس کا انکار ایک لمحہ کے لئے کرے۔ چہ جائیکہ بھروقت ہو۔ اب اسی چیز پر کذاب قادیان کی اور اس کی بے چینے کی نبوت کی ایمانداری معلوم ہوجائے گی۔ کیونکہ ابھی ربی زبان سے امت محقق سے اوپر اوپر سرکار مدینہ کا اقرار کرتی ہے کہ وہی حضرت طفیلی ہے۔ جس سے مرزا قادیانی نے ترقی کرتے کرتے نبوت کو جا مارا۔

نہ جا اس کے تحمل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

’’وما اتٰکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب (حشر:۷)‘‘ اور جو دے تم کو رسول ﷺ سو لے لو۔ جس سے منع کرے چھوڑ دو اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے: "ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ (نساء:۸۰)" یعنی جس کسی نے سرکار مدینہ کی فرمانبرداری کی پس اس نے خدا کی تابعداری کر لی۔ یہ کیوں کہا اس لئے کہ "وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (نجم:۳،۴)" یعنی پیغمبر کی تو زبان نطق ہی نہیں کرتی۔ جب تک ہم اس کو نطق نہ کرا دیں۔ مولانا روم کیا خوب کہہ گئے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

مندرجہ ذیل احادیث نبویہ چشم بصیرت سے مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ یہ جواہر پارے مومنین کے لئے زاد راہ بنا ہوں گے۔ ہاں نیم یہودی جلتے ہوئے کچھ بڑبڑائیں گے۔ مگر انشاء اللہ ان کی سابقہ جہالت اور بڑبڑاہٹ کا ساتھ ساتھ جواب بھی دیتا جاؤں گا۔ یقین ہے کہ یہ مضمون بھی اپنی نوعیت میں نرالا اور دلچسپ ہوگا۔ قول مرزا:

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۸، خزائن ج۱۷ ص۶۸)

فرمان رسالت نمبر:۱

"عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتیٰ لا یقبلہ احد حتیٰ تکون السجدۃ الواحدۃ خیراً من الدنیا وما فیھا ثم یقول ابی ھریرۃؓ فاقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ" (ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ تحقیق اتریں گے تم میں ابن مریم حاکم عادل ہوکر۔ پس صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ اٹھادیں گے ان کے زمانہ میں مال اس قدر ہوگا کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ عبادت دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوگا۔ یہ حدیث بیان فرما کر ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ اگر تم اس حدیث کی صداقت قرآن کریم سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو "وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ" یعنی خدا فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہ ہوگا جو مسیح پر اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے گا۔) (رواہ بخاری، مسلم منقول از مشکوٰۃ ص۴۷۹، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

قبل اس کے کہ میں حدیث بالا پر کچھ عرض کروں۔ کذاب قادیان کے چند مصدقہ قانون پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ کسی بیہودی کو لب کشائی کا موقعہ نہ رہے اور رگ الحاد کٹ جائے۔

مرزا قادیانی کے زرین اصول

۱... "نبی کا کسی بات کو قسم کھا کر بیان کرنا اس بات پر گواہ ہے کہ اس میں کوئی تاویل نہ کی جائے نہ استثناء۔ بلکہ اس کو ظاہر پر محمول کیا جائے۔"

(حمامۃ البشریٰ ص۱۴ حاشیہ خزائن ج۷ ص۱۹۲)

اس کی تائید میں (شہادت القرآن ص۳ خزائن ج۶ ص۲۹۹) پر لکھتے ہیں کہ:

"ہمیں اپنے دین کی تفصیلات احادیث نبویہ کے ذریعے سے ملی ہیں۔"

"جو حدیث قرآن شریف کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو۔ قبول کرنے کے لائق ہے۔"

(ازالہ اوہام ص۵۵۷ خزائن ج۳ ص۴۰۰)

"قسم دلالت کرتی ہے کہ حدیث کے وہی معنی مراد ہوں گے جو اس کے ظاہری الفاظ سے نکلتے ہوں۔ ایسی حدیث میں نہ کوئی تاویل جائز ہے اور نہ کوئی استثناء ورنہ قسم میں فائدہ کیا رہا۔"

(حمامۃ البشریٰ ص۱۴ خزائن ج۷ ص۱۹۲)

"دوسرا معیار رسول اللہ ﷺ کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کریم کے معنی سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول کریم ﷺ ہی تھے۔ پس اگر آنحضرت ﷺ سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا دغدغہ قبول کرے۔ نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہوگی۔"

(برکات الدعا ص۱۸ خزائن ج۶ ص۱۸)

"تیسرا معیار صحابہ کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہؓ آنحضرت ﷺ کے نوروں کو حاصل کرنے والے اور علم نبوت کے پہلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل تھا اور نصرت الٰہی ان کی قوت مدرکہ کے ساتھ تھی۔ کیونکہ ان کا نہ صرف قال بلکہ حال تھا۔"

(برکات الدعا ص۱۸ خزائن ج۶ ص۱۸)

جناب رسالت مآب ﷺ اس حدیث شریف کو بطور پیش گوئی قسم کھا کر بیان فرمایا۔ اس لئے اس میں کسی قسم کا استثناء جائز نہیں اور اس میں تاویل کرنا شیوہ اسلام نہیں۔ بلکہ فرمان کو

من وعن ''تسلیم کرنا اور اس کے حرف حرف پر ایمان لانا عین مسلمانی اور ایمان کی نشانی ہے۔ وہ مومن ہی نہیں جو فرمان رسالت پر حرف لائے یا کچھ بھی حرف رکھے اور شک لائے۔ اب دیکھئے حضور پر نور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اور حلف اٹھاتے ہیں کہ تم میں ضرور ابن مریم اتریں گے۔ یہ بھی فرمایا کہ امن چھا جائے گا بھی پیدا ہوگا۔ دوسری چیز کسر صلیب بتائی کہ ابن مریم کے آنے سے کیا ہوگا۔ عیسائیت شکست و نابود ہو جائے گی۔ مگر مرزا قادیانی کے آنے سے کیا ہوا عیسائیت میں گویا طوفان آ گیا۔ مرزا قادیانی کا اپنا ضلع بٹالہ ادھر ادھر مرتد ہوکے بے ایمان ہونے لگا اور عیسائیت کا گھر گھر میں چرچا ہوا۔ ذیل کے نقشہ سے صرف دار الامان قادیان کے ضلع کی سرکاری مردم شماری کی دس سالہ رپورٹوں کا ملاحظہ کیجئے۔

۱۸۹۱ء	۲۴۰۰
۱۹۰۱ء	۳۴۷۱
۱۹۱۱ء	۲۳۳۶۵
۱۹۲۱ء	۲۸۴۳۲
۱۹۳۱ء	۳۲۳۳۳

ابھی کسر صلیب ہوئی۔ ایک ایک کا دس دس ہو گیا اور خدا جانے یہ عیسائیت کا بے پناہ سیلاب کس حد کو پہنچے گا۔ کیا یہی کسر صلیب ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی اسی کی چوٹ پہ کہتے مرے۔

۱...... ''جب مسیح موعود دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔'' (براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

۲...... ''مسیح موعود کے زمانے میں بہ سعی تبلیغ کر تمام قوموں کو دین اسلام پر جمع کیا جائے گا۔'' (شہادۃ القرآن ص۱، خزائن ج۶ ص۳۱۲)

۳...... ''اس بات پر اتفاق ہوگیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا میں پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور راستبازی ترقی کرے گی۔''

(ایام الصلح ص۱۳۶، خزائن ج۱۴ ص۳۸۱)

۴...... ''ہاں مسیح آگیا...... اور وہ وقت آتا ہے۔ بلکہ قریب ہے کہ کنتی پہ شدام چند روز ہو جائے گا نہ کرشن اور نہ عیسیٰ علیہ السلام۔'' (شہادۃ القرآن ص۸۵، خزائن ج۶ ص۳۸۱)

۵...... ''طالب حق کے لئے یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں یہ ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید

پھیلا دیں...... پس مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو پھر میں جھوٹا ہوں اور اگر مجھ سے اسلام کی خدمت میں وہ کام ہو گیا جو مسیح موعود و مہدی معہود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو تم سب گواہ رہو کہ میں جھوٹا ہوں۔"

(اخبار بدر ۱۹/جولائی ۱۹۰۶ء، مکتوبات احمدیہ ج ۶ ص ۱۲۲)

فرمان رسالت میں تیسری چیز قتل خنزیر بیان ہوئی۔ مگر قتل خنزیر سے قبل کسر صلیب بیان ہوا۔ یعنی جب نصاریٰ نصاریٰ ہی نہ رہیں گے وہی مسلمان ہو جائیں گے تو پھر وہ خنزیر کا کھانا کس طرح پسند کریں گے اور دین حنیف میں تو وہ جانور جس کا کھانا حلال و مسنون ہے۔ جب قتل ہو جائے وہ دانستہ ہو یا نادانستہ حرام ہے اور پھر خنزیر جو پہلے ہی اسلام میں حرام ہے اور لطف یہ کہ وہ قتل بھی ہو جائے کس طرح کھانا جائز ہے۔ حضور ﷺ کے ارشاد کا یہی مطلب ہے کہ جب ابن مریم آئیں گے اور عیسائیت کے ستون کو توڑ دیں گے اور جب ستون ٹوٹ گیا اور وہ عمارت ہی نہ رہی تو اس کے سامان خود بخود ٹوٹ گئے۔ جب عیسائی ہی مسلمان ہو گئے تو خنزیر کیا دجال کھائیں گے۔ مگر مرزا قادیانی کے وقت میں اس مردود جانور کی بھی وہ بہتات ہوئی کہ توبہ ہی بھلی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں:

"مسیح کا آسمان سے اترنے کے بعد پہلا کام یہی ہوگا کہ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ اب جائے تعجب ہے کہ صلیب کو توڑنے سے اس کا کون سا فائدہ ہے۔ اگر اس نے مثلاً دس بیس لاکھ صلیب توڑ بھی دی تو کیا عیسائی لوگ جن کو صلیب پرستی کی دھن لگی ہوئی ہے اور صلیبیں بنوا نہیں سکتے اور دوسرا فقرہ جو کہا گیا ہے کہ خنزیروں کو قتل کرے گا۔ یہ بھی اگر حقیقت پر محمول ہے تو عجیب فقرہ ہے۔ کیا حضرت مسیح کا زمین پر اترنے کے بعد عمدہ کام یہی ہوگا کہ وہ خنزیروں کا شکار کھیلتے پھریں گے اور بہت سے کتے ساتھ ہوں گے۔ اگر یہی سچ ہے تو سکھوں اور چماروں اور ساسنیوں اور گنڈیلوں وغیرہ (مرزائیوں) کو جو خنزیر کے شکار کو دوست رکھتے ہیں۔ خوشخبری کی جگہ ہے کہ ان کی خوب بن آئے گی۔ مگر شاید عیسائیوں کو ان کی اس خنزیر کشی سے چنداں فائدہ نہ پہنچ سکے۔ کیونکہ عیسائی قوم نے خنزیر کے شکار کو پہلے ہی کمال تک پہنچا رکھا ہے۔ بالفعل خاص لندن میں خنزیر کا گوشت فروخت کرنے کے لئے ہزار دوکان موجود ہے اور بذریعہ مستند خبروں کے ثابت ہوا ہے کہ صرف یہی ہزار دوکان نہیں بلکہ کئی ہزار اور خنزیر ہر روز لندن میں سے مصنوعات کے لوگوں کے لئے باہر بھیجا جاتا ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۴۳،۱۴۴، خزائن ج ۳ ص ۱۲۳،۱۲۴)

اس بیہودہ و لچر فضول دیکھو اس تحریر سے مرزا قادیانی کا مافی الضمیر عیاں ہے کہ مرزا قادیانی کے قلب میں فرمان رسالت کا کیا مرتبہ تھا اور ان کی وہ کس حد تک عزت کرتے تھے۔ میرے خیال میں یہ پنجابی مسیح نے اپنا نقشہ کھینچا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے اور دنیا کا اس پر پورا پورا اتفاق ہے کہ شام میں نہ سانپ نہ گند بجیل نہ سموں نہ بچھار ہوتے ہیں۔ یہ پنجاب کی قوم میں پنجابی مسیح کی دست و بازو ہیں اور اسی لئے مرزا قادیانی کے بھائی امام دین نے ان قوموں میں پیغمبری کا ڈھونگ رچایا اور چوہڑوں کو نوٹ کر دیا تھا۔ سو مرزا قادیانی بیاس کے کنارے اس عزیز شکار کی تلاش میں نکلیں گے۔ جیسا کہ ان کا عزیز بیٹا فضل احمد بیاس کی موجوں میں گل چھرے اڑاتا ہے۔ بہرحال مرزا قادیانی نے خنزیر کی بہتات کو مانا ہے۔ حالانکہ فرمان رسالت اس کے قتل و موت کی پیش خبری بیان کرتا ہے۔ چوتھی چیز فرمان رسالت نے یہ بیان فرمائی کہ جزیہ موقوف ہو جائے گا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جب اہل کتاب یعنی یہودی و نصرانی مسلمان ہو جائیں گے تو جزیہ کون دے گا۔ وہ تو غیر مسلم دیتے ہیں اور جب سبھی مسلمان ہو جائیں گے تو یہ بھی خود بخود موقوف ہو جائے گا۔ مگر مرزا قادیانی کے زمانہ میں ایک جزیہ تو کیا بیسوں ٹیکس ایسے رائج ہوئے جن کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ غرضیکہ جزیہ موقوف تو کیا ایک ایک کے تین تین دینے پڑتے ہیں۔ پانچویں چیز افراط مال بیان ہوئی کہ مسیح علیہ السلام کے وقت میں مال کی اس قدر فراوانی ہوگی گویا کہ نہر بہ رہی ہے اور لوگ اس قدر مستغنی اور عابد ہوں گے کہ کوئی قبول کرنے والا ڈھونڈے سے نہ ملے۔ جس کو روپیہ پیش کیا جائے گا کہ لے لو وہ جواب دے گا کہ اس سے بہتر ہے مالک الملک کا ایک سجدہ۔ غرضیکہ یہ ایسا بابرکت زمانہ ہوگا جس میں نہ چور ہوگا نہ رہزن۔ عدل کا وہ دور دورہ ہوگا کہ لوگ سونا اچھالتے پھریں گے اور کوئی کسی کو تکلیف نہ دے گا۔ یہ حدیث صحابہ میں ابوہریرہؓ بیان فرما کر کہتے ہیں اے عاشقان ناموس حجازی اس مبارک دور کی تصدیق چاہتے ہو تو قرآن کریم کی یہ آیت پڑھو۔ ’’وان من اہل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ‘‘

مگر مرزا قادیانی کے زمانے میں کیا ہوا۔ ایک ایک پائی پر فساد ہوئے۔ ایک ایک روٹی پر بنی نوع آدم ترسے۔ کوڑی کوڑی کے لئے ہاتھا پائی ہوئی۔ خود مرزا قادیانی نے طرح طرح سے امت کو مونڈا۔ کہیں لنگر کے نام پر، کہیں تبلیغ کے کام پر، کبھی منارہ کی تعمیر، کبھی گھر کی وسعت، کبھی توسیع اشاعت، کہیں ماہواری چندہ، کبھی پیٹ کا دھندہ، کبھی ہوس کا پھندہ۔ غرضیکہ جیتے جی چندہ لے کر چھوڑ دیا جاتا تو بھی غنیمت تھا۔ یہاں مر کر بھی چندہ نہیں چھوٹتا۔ ساری عمر کا بدکار و مشرک شرابی زانی صرف وصیت کر دیتے اور قادیان میں دوزخی مقبرہ میں دفن ہو جانے سے ماشکی یا بہشتی

ہو جاتا ہے۔ ایک ایک قبر کا دس دس بیس بیس ہزار سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خزانے میں آتا ہے۔ جس سے "کـأن الله نـزل من السمـاء" "من مانی موجیں اڑاتا ہے اور سرور دو عالم برزخ میں کف افسوس ملتا اور کیسے پر نادم ہوتا ہے۔ اس حدیث کی صحت وعظمت پر جہاں آسمان کے ستاروں سے زیادہ شاہد موجود ہیں۔ وہاں مرزا قادیانی کو بھی پورا پورا اتفاق ہے۔ اسی لئے انہوں نے اپنی متعدد کتب میں اس کو درج فرمایا اور جناب ابو ہریرہؓ نے اس حدیث کو جب اپنے ہم جلیسوں میں بیان کیا تو کوئی ایک بھی معترض نہ ہوا۔ بلکہ سب کا یہی ایمان تھا کہ مسیح قرب قیامت میں ان صفات کے ساتھ نزول فرمائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اس حدیث کے خلاف ایک صحابی نے بھی اس کی تردید میں ایک لفظ نہیں کہا اور یہی وجہ ہے کہ تمام محدثین، آئمہ کرام ومفسرین عظام تا ایں زمان اس سے اتفاق کرتے چلے آئے ہیں اور انشاء اللہ تا نزول مسیح اتفاق کرتے چلے جائیں گے۔ ذیل میں بطور حجت ہم اس معتبر وبلند مرتبت مسلمہ مجدد کے پاکیزہ خیالات پیش کرتے ہیں۔ جس کا انکار مرزا قادیانی کے نزدیک کفر ہے۔ دیکھئے کون کون اس سعادت سے حصہ لیتا ہے۔ حضرت حافظ ابن حجر عسقلانیؒ امام ومجدد صدی ہشتم اس حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"حضرت ابو ہریرہؓ کا مذہب یہ ہے کہ قول الٰہی قبل موتہ میں ضمیرہٗ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔ پس معنی اس آیت کے یہ ہوئے کہ اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لے آئیں گے اور اسی بات پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جزم کیا ہے۔ مطابق اس کے جو امام ابن جریر نے آپ سے بطریق سعید بن جبیر باسناد صحیح روایت کیا ہے اور نیز بطریق ابی رجا حضرت امام حسن بصری سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لے آویں گے۔ خدا کی قسم آپ یقیناً اس وقت زندہ ہیں۔ جب آپ نازل ہوں گے تو سب اہل کتاب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔"

(فتح الباری ج۶ ص۳۵۷)

اس حدیث شریف اور آیت کریمہ سے یہ روز روشن کی طرح معلوم ہوا کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ قرب قیامت میں ضرور تشریف لاویں گے اور مرزا قادیانی کو مسیح موعود خیال کرنا حماقت ونادانی ہے۔ کیونکہ ان میں یہ کوئی بھی وصف پایا نہیں جاتا۔

فرمان رسالت نمبر:۳

"حضرت ابو ہریرہؓ جناب سرور دو عالم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ فرمایا مجھ کو قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً احرام باندھیں گے

ابن مریم مقام فج الروحاء سے حج کا یا عمرہ کا یا قران کریں گے۔ (یعنی عمرہ کر کے اسی احرام سے حج کریں گے) (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۰۸، باب جواز التمتع فی الحج والقران)

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۷، خزائن ج ۱۷ ص ۵۸)

اصول مرزا

"اگر میں بخاری اور مسلم کی صحت کا قائل نہ ہوتا تو میں کیوں بار بار ان کو اپنی تائید میں پیش کرتا۔" (ازالہ اوہام ص ۸۸۴، خزائن ج ۳ ص ۵۸۲)

"صحیحین کو تمام کتب حدیث پر مقدم رکھا جائے۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۵)

اس حدیث شریف میں سرکار دو عالم ﷺ نے اللہ بزرگ و برتر کی حلف اٹھاتے ہوئے ابن مریم کی زندگی کی ایک ادا اسی وثوق سے بیان فرمائی۔ جس کے سامنے دجالیت کی ایک نہ چلے گی۔ بلکہ ان کا چہرہ روسیاہ نظر آنے لگا۔ آقائے بروبحر نے فرمایا کہ ابن مریم فج الروحاء کی گھاٹی سے احرام باندھ کر عازم حج ہوں گے۔ چونکہ یہ حدیث قسم سے ادا ہوئی اس لئے اس میں کوئی تاویل یا استثناء جائز نہیں۔ کیونکہ قسم کا فائدہ ساقط ہو جائے گا اور اس کے علاوہ نظام دنیا میں فرق آ جائے گا۔ مثلاً ماہ صیام کا چاند ابر کی وجہ سے نہیں دیکھا گیا۔ ایک آدمی حلفیہ بیان کرتا ہے کہ میں نے فلاں جگہ چاند اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تو کیا کیا جائے گا۔ اس کی قسم پر اعتبار کرتے ہوئے روزے کی نیت کر لی جائے گی۔ یہ تو بھی ایک غلام خیر الانام کی قسم ہے چہ جائیکہ اس ذیشان عالی مقام بلند مرتبت سرور دو عالم بعد از خدا بزرگ کی قسم، اس کو جھوٹا سمجھیں اور پھر مسلمانی کا بھی دعویٰ کریں۔ اس پر حرف لائیں اور پھر (حق) کہلائیں۔ سرکار دو عالم نے ذات باری سے تعارف کرایا۔ آنکھوں نے نہ دیکھا مگر دل کی گہرائیوں سے بوجہ اتم محسوس کیا۔ ملائکہ پر بن دیکھے ایمان لائے۔ جنات کے وجود پر یقین کیا۔ قرآن منزل من اللہ ہوتے آنکھوں نے نہ دیکھا۔ مگر ایمان نے شہادت دی۔ حشر کو نہ دیکھا، نشر پر یقین ہوا۔ غرضیکہ مومن کا ایمان ہی بالغیب ہے اور وہ مومن ہی نہیں جو پیش گوئی کی مشکلات پر نگاہ رکھے اور تو اہم باطلہ سے حدیث کے پہاڑ بنائے۔ جیسا کہ کذاب اعصر کی تصریحات ہیں۔

"نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے۔" (ازالہ اوہام ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

"اگر فرض کے طور پر اب تک زندہ رہنا ان کا (مسیح) تسلیم کر لیں تو کچھ شک نہیں کہ اتنی مدت گذرنے پر پیر فرتوت ہو گئے ہوں گے۔" (ازالہ اوہام ص ۵ خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

یہ خیال ہی فاسد و مردود ہے۔ کہاں عقل انسانی اور کہاں تدبیر یزدانی اور اوندھی کھوپڑی اور محدود فکر کے چکر کیا اپنی کم مائیگی اور بے بضاعتی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی اپنی طرح مجبور و معذور سمجھتے ہو۔ کون ہے جو ہماری قدرت و طاقت کا احاطہ کرے۔ کس کو یارا ہے کہ ہماری حد بست کر سکے۔ عقل کے ناخن لو سوچو اور سمجھو جو کچھ بھی ہماری مشیت کو منظور ہوتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ کوئی نہیں جو ہمارے ارادوں میں آڑے آئے یا ہمارے راہ میں حائل ہو۔ یہ خیال ہی مضحکہ خیز اور بودا ہے کہ نیا اور پرانا فلسفہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان کرہ زمہریر تک نہیں پہنچ سکتا۔ عقل کے اندھو سوچو تو زمہریر کس نے بنایا اور اس میں تجمد کرنے کی طاقت کس نے بخشی۔ یقیناً وہ تمہاری طرح ہماری ادنیٰ مخلوق ہے اور تمہاری طرح سرکش و نافرمان نہیں ہے۔ جو طاقت دے سکتا ہے وہ سلب بھی کر سکتا ہے۔ پانی کا کام ڈبونا ہے۔ مگر وہ اسرائیلیوں کو ہمارے حکم پر راستہ بھی دے سکتا ہے۔ آگ جلا دیتی ہے مگر ابراہیم کے لئے ہمارے حکم سے گلزار بھی بن سکتی ہے۔ زہریلی غذا ہلاکت ہیں مگر وہ تریاق بھی بن سکتے ہیں۔ تم تو روزی دست و بازو کے زعم میں کما کر کھاتے ہو۔ مگر ہماری بے حد و انتہا بھی مخلوق ہے۔ جو عقل و فکر سے معطل کر دی۔ ہے۔ ان کو کون روزانہ روزی دیتا ہے۔ تمہارے دست و بازو کا پتہ تو تمہیں جب لگے جو ہمارے نظام سے علیحدہ ہو کر حاصل کرو۔ اگر ہم سورج کی حدت کو معدوم کر دیں اور بارش کو روک لیں۔ پھر دیکھیں تمہاری محنت و کوشش۔ کبھی سوچا بھی پانی کی کیا قیمت دیتے ہو۔ جس پر زندگی کا انحصار ہے۔ ہوا کس مول لیتے ہو جس پر زیست کا دارومدار ہے۔ دوا کن درموں خریدا کرتے ہو۔ جس پر بقاء عالم ہے۔ اور لمبی عمر گذرنے پر پیر فرتوت کی بھی خوب کہی۔ نوح کا زمانہ بھول گئے جو ساڑھے نو سو برس کے آدمی تمہارے پچاس سالہ بوڑھے سے توانا و تندرست تھے۔ ہزار برس تو وہ وعظ و نصیحت ہی کرتے رہے۔ اصحاب کہف کتنے برس سوئے کچھ یاد ہے۔ عزیر کتنی مدت مرے رہے بھول گئے ہم میں یہ طاقت ہے کہ بڑھاپا روک دیں یا جوانی کو بڑھاپے میں بدل دیں۔ کیونکہ ہم ہر ایک چیز پر قادر ہیں۔

ہم تمہارا دعوی الہام پر شیخ الاسلام العلامہ حضرت انور شاہ کشمیری ثم الدیوبندی کا کلام جو انہوں نے عقیدۃ الاسلام میں مطبع دیوبند میں فرمایا نقل کرتے ہیں۔

''وذلك الشقي المتنبي يقول ان الفلسفة القديمة والجديدة تحيل عروج جسم الى السماء يدعي الشقي النبوة ثم يتفلسف وفوق ذلك انه لا يعرف شيئا من الفلسفة ولا شيئا وانما يدين بما سمعه من اتباعه المتفرنجين ثم يتشدق به كانه فيلسوف حاذق فاذا اعوزه الامر واعجزه الشأن التجأ الى دعواه الالهام فهو كالنعامة اذا قيل له طر استنوق او استجمر واذا قيل له احمل استنسر والله تعالى يقول لو شئنا لاسكنا الملائكة ارضكم ومعلوم ان هبوط ملك الى الارض تاركا مقامه المعلوم وصعود انسان الى السماء سيان لا فرق بينهما''

یہ بدبخت متنبی دعویٰ کرتا ہے کہ فلسفہ قدیمہ وجدیدہ کی تحقیق ہے کہ اس جسم کا آسمان پر جانا محال ہے۔ (دیکھو) یہ بدبخت اول تو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ پھر فلسفی بنتا ہے۔ حالانکہ فلسفہ کا جاننا تو بجائے خود کسی چیز کو نہیں جانتا۔ بلکہ جو کچھ فرنگیوں سے سنتا ہے۔ اس کی اطاعت کرتا ہے پھر ظاہر کرتا ہے کہ میں بڑا فلسفی ہوں۔ اگر کوئی فلسفہ میں عاجز کرتا ہے تو اپنے الہام کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کی مثال شتر مرغ کی ہے۔ اگر اس کو اڑنے کے لئے کہا جائے تو کہتا ہے میں اونٹ ہوں یا گدھا اور کہا جائے بوجھ اٹھاؤ تو کہتا ہے میں پرندہ ہوں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں اگر ہم چاہیں تو زمین کو فرشتوں سے آباد کر دیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ فرشتوں کا اپنا مقام معلوم چھوڑ کر زمین پر آنا اور انسان کا آسمان پر چڑھ جانا برابر ہیں اور کوئی فرق نہیں۔

ظاہر ہے خلاق جہان کا یہ ارشاد ''ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکة فی الارض (زخرف۔ ۶۰)'' یعنی اگر ہم چاہیں تو زمین کو فرشتوں سے آباد کریں۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ نوری مخلوق کو زمین پر بسا دے جو اپنی اصل اور فطرت کے لحاظ سے تسبیح وتقدیس میں منہمک رہتے ہیں اور لذات دنیوی سے ناآشنا اور کھانے پینے سے بے نیاز ہیں۔ جیسے کہ ان کا طریق کار ہے اس خطہ خاکی پر وہی کام کرتے رہیں جو آسمان پر کرتے ہیں اور جیسے کہ وہ ملائکہ کو زمین پر بسانے اور آباد کرنے پر قادر ہے اس سے کہیں زیادہ وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ زمین کے رہنے والے یعنی انسان آسمان پر لے جائے اور وہیں ان کے ضروریات زندگی مہیا ہوں اور یہ کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

اگر کوئی مرزائی یا سوائی اس قول الٰہی پر معترض ہو اور نادانی وحماقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعتراض کرے کہ ایسا ہو نہیں سکتا۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ انسان فرشتہ ہو جائے اور فرشتے زمین پر چلنے لگیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ خبیث خدا کو نا کارہ سمجھتا اور وہ نابکار یہ خیال کرتا ہے کہ یہ فقرہ یونہی کہہ دیا گیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی مقولہ معیار صداقت کی حفاظت سے کم نہیں۔ وہ جو بھی کہہ دے وہ ہماری عقل میں آوے نہ آوے اس میں یہ خیال نہیں لانا چاہئے کہ چونکہ یہ ہماری عقل وفکر سے بعید ہے۔ اس لئے ایسا ہو نہیں سکتا۔ ہماری طاقت محدود ہمارا فہم محدود ہمارے چلے تک کیا ہے۔ ایک گندے مادے کا ناپاک قطرہ ترقی کرتے کرتے آخر کہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ وہ ذات کردگار ہماری طرح مجبور ومحدود نہیں۔ نہ اس کی طاقت محدود نہ اس کی خدائی محدود۔ کون ہے جو اس کی حد بست کرے اور کس کی مجال ہے جو اس کے نظام میں دخل دے۔ اس کے بھید ہی نرالے ہیں۔ اس کی ذات عجز سے مبرا اور عیب سے خالی۔ گویا ستم کو وہ جانتی ہی نہیں۔ پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی وعدہ کرے اور پورا نہ ہو۔ کوئی مقولہ بیان ہو اور وہ معیار صداقت پر پورا نہ اترے۔ اگر یہ خیال کریں کہ یہ فقرہ ایسے ہی کہہ دیا گیا ہے ورنہ اس کا وجود میں آنا مشکل ہی نہیں محال ہے۔ تو اس سے تو یہ لازم آئے گا کہ نعوذ باللہ خدا بھی ہماری طرح مشکلات ومحالات کے چنگل میں مقید ہے۔ جو صرف باتیں بیان کرتا ہے۔ مگر ایفاء کی طاقت نہیں رکھتا اور جناب مسیح کا آسمان پر لے جانا تو ایک امر مقدر تھا۔ جس کی سب سے بڑی وجہ ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

ہر ایک نبی کا ایک مبشر اور مصدق ہوتا رہا ہے اور یہ ایک مقتضا اور مانی ہوئی چیز ہے۔ چنانچہ جناب مسیح تک یہ سلسلہ بدستور چلا آیا ہے۔ مگر رسول پاک ﷺ چونکہ خاتم النبیین ہیں۔ اس لئے آپ کے بعد کوئی نبی وہ ظلی ہو یا بروزی۔ تشریعی ہو یا غیر تشریعی قطعاً کسی صورت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے مبشر جناب مسیح کو جنہوں نے آپ کی آمد کا مژدہ سنایا تھا۔ ''ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد (صف:۶)'' کو ہی مصدق بنانے کے لئے ایک لمبی عمر عطا فرماتے ہوئے آسمان پر اٹھالیا اور وہی وعدہ الٰہی ''وان من اهل الکتب الا لیؤمنن به قبل موته (نساء:۱۵۹)'' کی تحت میں قرب قیامت میں تشریف لائیں گے اور یہی وجہ ہے جو سرکار مدینہ نے اپنے مصدق کے لئے حلف اٹھاتے ہوئے وعدہ فرمایا۔

فرمان رسالت نمبر:۳

''عن عبدالله بن عمرو بن العاصؓ قال قال رسول الله ﷺ ینزل

عیسیٰ ابن مریم الیٰ الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمساً واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکرؓ و عمرؓ (رواہ ابن جوزی فی کتاب الوفاء ص ۸۳۲، الباب الثانی فی حشر عیسیٰ بن مریم مع نبینا، مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیه السلام)''

﴿جناب عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فاتح مصر صحابی نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عیسیٰ بیٹے مریم کے زمین کی طرف اتریں گے۔ پس وہ نکاح کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ وہ پینتالیس برس زمین پر قیام کریں گے۔ اس کے بعد واصل الی الحق ہوں گے۔ وہ میرے پاس میرے مقبرے میں دفن ہوں گے۔ پس میں اور عیسیٰ مریم کا بیٹا ایک ہی مقبرہ سے اٹھیں گے ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان۔﴾

قول مرزا

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

(تحفہ گولڑویہ ص ۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۶۷)

اس حدیث شریف کی صحت کے متعلق جہاں ابن جوزیؒ نے کتاب الوفاء میں تصدیق فرمائی چھٹی صدی کے مسلم مجدد ہیں۔ وہاں مرزا قادیانی نے بھی اپنی متعدد کتب میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی صحت کو قبول کر کے اسی حدیث کو اپنے پر چسپاں کرنے کی لاحاصل سعی کی۔ یہ علیحدہ امر ہے کہ بیہودوں کو کتاب سے کیا واسطہ جو کرتے ہیں۔ بقول شخصے:

پہلوئے حور میں لنگور خدا کی قدرت
زاغ کی چونچ میں انگور خدا کی قدرت

چنانچہ مرزا نے اس حدیث شریف کو نقل کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

''لوگوں نے اس پہلے خارق عادت امر کا یعنی ابن مریم میں نتیجہ نہیں دیکھ لیا۔ جس نے کروڑہا انسانوں کو جہنم کی آگ کا ایندھن بنادیا تو کیا اب بھی یہ شوق باقی ہے کہ انسانی عادت کے برخلاف عیسیٰ آسمان سے اترے۔ فرشتے بھی ساتھ ہوں اور اپنے منہ کی پھونک سے لوگوں کو ہلاک کرے اور موتیوں کی طرح قطرے اس کے بدن سے ٹپکتے ہوں۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۰۸، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۱)

"یاد رہے کہ مسیح موعود کی خاص علامتوں میں سے یہ لکھا ہے کہ ۱۔ ... وہ دو زرد رنگ چادروں کے ساتھ اترے گا۔ ۲۔ ... اور نیز یہ کہ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا۔ ۳۔ ... اور نیز یہ کہ کافر اس کے دم سے مریں گے۔ ۴۔ ... اور نیز یہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دے گا کہ گویا غسل کر کے حمام سے نکلا ہے اور پانی کے قطرے اس کے سر پر سے موتیوں کے دانوں کی طرح ٹپکتے نظر آئیں گے۔ ۵۔ ... اور نیز یہ کہ وہ دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔ ۶۔ ... اور نیز یہ کہ وہ صلیب کو توڑے گا۔ ۷۔ ... اور نیز یہ کہ وہ خنزیر کو قتل کرے گا۔ ۸۔ ... اور نیز یہ کہ وہ بیوی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی۔ ۹۔ ... اور نیز یہ کہ وہی ہے جو دجال کا قاتل ہوگا۔ ۱۰۔ ... اور نیز یہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ فوت ہوگا اور آنحضرت ﷺ کی قبر میں داخل کیا جائے گا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۳۰۰، ۳۰۸، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۹، ۳۲۰)

اب ان دس صفات کی تصریحات بھی ملاحظہ کریں

۱۔ دو زرد چادروں سے مراد: مرزا قادیانی کی دو محبوب بیماریاں یعنی دوران سر و کثرت پیشاب۔

۲۔ دو فرشتوں سے مراد: اتمام حجت نشانوں اور علم کے ساتھ (مولوی نور دین مولوی عبدالکریم)

۳۔ ... کافر اس کے دم سے مریں گے سے مراد: یعنی توجہ سے کافروں کا مرنا۔

۴۔ ... قطروں کا موتیوں کی طرح سر سے گرنا سے مراد: بار بار توبہ اور تضرع دعا کرنا۔

۵۔ ... خانہ کعبہ کے طواف سے مراد: مرکز اسلام کا طواف کرنا۔

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین اردو ص ۵۲)

۶۔ صلیب کو توڑنے سے مراد: صلیبی عقیدہ کو توڑنا۔

۷۔ ... خنزیر کو قتل کرنے سے مراد: بدزبان دشمن کو مغلوب کرنا۔

۸۔ ... دجال کے قتل سے مراد: دجالی فتنہ رو بہ زوال ہونا۔

۹۔ نکاح سے مراد: آسمانی منکوحہ محمدی بیگم اور اولاد کان اللہ نزل من السماء۔

۱۰۔ نیو فن مسیح کی قبری سے مراد: مسیح کا مرتبہ عالیہ ﷺ سے وصل پہنچ جانا۔

یہ ہیں قادیانی تاویلات جو بیان ہوئیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر انہیں قبول کیا جاوے تو اسلام کے پلے باقی کیا رہ جاتا ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ اور قربانی کے مسائل جن پر بنا اسلامی کا انحصار ہے۔ کل کو کوئی اور سر پھرا مشرقی جیسا جلد باز یہ تاویل تو کرے گا کہ نماز کے معنی صلوٰۃ اور روزہ کے معنی بیلچہ سے پریڈ کرنا اور حج کے معنی امیری فرمانبرداری اور زکوٰۃ کے معنی خدمت خلق اور قربانی کے معنی خاکی اور آخرت کا سرخ نشان اب کہئے کون احمق ہے جو دونوں کو قبول کرے اور انہیں خرافات نہ کہے۔ فقیر کے خیال میں نظام دنیا کا برقرار رہنا محال ہو جائے گا۔ مثلاً میں کہتا ہوں مجھے دودھ چاہئے۔ اس کے عوض میرے سامنے سفید چونے کا پانی پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ چونکہ یہ دودھ سے ملتا جلتا ہے۔ اس لئے اسے ہی پی لو۔ میں محمد اسلم کو آواز دے کر بلاتا ہوں اور اس کے بجائے سندھی بیگ دوڑا آتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میں تو محمد اسلم کو چاہتا ہوں اور وہ جواب دیتا ہے میں بھی آدمی ہوں گدھا تھوڑا ہی ہوں۔ مجھے ہی محمد اسلم سمجھ لو۔ آخر یہ کیا اندھیر ہے۔ پیش گوئی مسیح ابن مریم کو مسیح موعود قرار دیتی ہے۔ مگر اس کا مصداق غلام احمد بن چراغ بی بی بن رہا ہے۔ پیش گوئی مسیح موعود کا نزول بیان کرتے ہوئے صاف الفاظ میں کہہ رہی کہ وہ عیسیٰ جو زمین پر نہیں بلکہ اس کی ضد آسمان پر ہے۔ زمین پر اترے گا۔ مگر یہاں چراغ بی بی بچہ جن رہی ہے اور اب وہ باون سالہ زندگی میں مینارہ کی سیڑھیاں سوچتا ہوا اترنے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ تعجب ہے اس بے تکے دعوے پر اور حیرانگی ہے۔ اس بے بنیاد ڈھکوسلے پر جناب حافظ علیہ الرحمتہ کیا خوب کہہ گئے۔

ہزار نکتہ باریک تر ز مو اینجا است

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

فرمان رسالت بڑے تفاخر کرتا ہے کہ آنے والے کا نام عیسیٰ ہے اور اسی پر بس نہیں۔ بلکہ صاف الفاظ میں ابن مریم بیان ہو رہا ہے۔ یہاں اپنا نام بدلنے کے ساتھ ماں کے نام کو بدلا نہیں جاتا اور نہ ہی وہ مرزا قادیانی کے بس کا روگ ہے۔ اس لئے خود بدولت ہی مریم بنتے ہیں اور خود ہی عیسیٰ بنتے ہیں۔ عجیب معاملہ ہے کہ گویا اس خود ہی چیز کو لئے پھرتے ہیں اور منادی کرتے ہوئے شرم نہیں آتی اور پھر یہ ایک اور طریق سے بھی غلط ہے۔ وہ یہ کہ صفات میں لکھا ہے کہ مسیح موعود شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ پنجابی نبی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کب کیا۔ یہ ظاہر ہے کہ ۱۸۹۰ء سے قبل آپ مثیل مسیح ہی بنتے رہے اور یہاں تک لکھ دیا کہ بعض جاہل اور کم فہم لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

حالانکہ میں نے تو صرف مثیل مسیح کا دعویٰ کیا ہے اور اگر بفرض محال آپ کو مسیح موعود ہی خیال کر لیا جائے تو دیکھنا پڑے گا کہ آپ نے اس شک کو یعنی شادی کو کہاں تک پورا کیا ہے۔ یہ بھی عیاں ہے کہ دعویٰ مسیح موعود کے بعد آپ نے کوئی شادی نہیں کی۔ ہاں سر سے پاؤں کے ناخنوں تک زور ضرور لگایا ہے اور آسمان پر نکاح کے ہونے کی بھی منادی ہے۔ مگر سوائے بدنامی اور جگ ہنسائی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوا۔ بلکہ آپ کی منکوحہ آسمانی کو آپ کی آنکھوں کے سامنے دوسرا لیتا ہوا چلتا بنا۔ مگر آپ کی دعا قبول نہ ہوئی۔ بیوہ ہونے کا انتظار اور رقیب کے مرنے کی آرزو میں مدتوں بیٹھے آہیں سرد بھرتے اور سسکیاں لیتے رہے۔ مگر قدرت نے اس کا بال بھی بیکا نہ کیا اور آپ کا لیل کلیجہ ہوگیا اور موعود اولاد کی نسبت شیطان کی آنت سے زیادہ لمبا اخبار الہامی کہتے ہوئے مٹی ہوئے۔ مگر ایسے بہا آرزو کرنے کا شوق ایک اور طریق سے بھی یقیناً آپ کا قلب تھے۔ وہ یہ کہ مرزا قادیانی کو دعویٰ مسیح موعود کے بعد حتی ۱۸۹۰ء کے بعد چھتالیس برس زمین پر ضرور رہنا چاہئے تھا۔ مگر آپ نے بہت جلد بازی سے ۱۹۰۸ء میں ہی مشکل ڈاؤن کر دیا۔ حالانکہ آپ کو پیشگوئی کے مطابق ۱۹۳۵ء تک رہنا چاہئے۔ یہ بھی نہ ہوا اور جیسے پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ کا انتقال مدینہ طیبہ میں ہو اور جیسے کہ آپ کا اپنا ایک الہام بھی ہے۔ "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔" مگر ہوا کیا آپ لاہور میں مرے اور روحانی گدھے کو زینت بخشتے ہوئے قادیان پہنچے۔ فقیر نے جب حدیث شریف میں یہ پڑھا کہ دجال مکہ اور مدینہ میں نہ جاسکے گا تو پوری طرح سے تفہیم نہ ہوئی۔ مرزا قادیانی کے انتقال نے اس پر روشنی ڈالی کہ کیوں دجال مکہ اور مدینہ میں نہ جا سکے گا اور آپ کی بطالت کے لئے تو یہی کافی ہے کہ حدیث پاک کے آخری الفاظ تو یہ ہیں کہ قیامت کو سرکار مدینہ کے ساتھ مسیح موعود اٹھیں گے ایک ہی مقبرہ سے جس میں اور ان کے یمین و شمال جناب ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ہوں۔ مگر یہاں کیا ہے کہ مرزا قادیانی نامزدگی کا مقبرے میں حکیم نور دین کے پہلو میں نعش دکھا رہے ہیں اور دوسرے رفیق کی انتظار کر رہے ہیں۔ جو غالباً آپ کا بیٹا محمود ہوگا (وہ بھی نہ ہو۔ محمود چناب نگر میں دفن ہوا۔ فقیر مرتب) اگر مرزا قادیانی ہی مسیح موعود ہیں تو حدیث کے الفاظ یوں ہونے چاہئیں۔

فیخرج غلام احمد القادیانی بین نور الدین والمحمود!

اب دیکھئے ایک چیز کے انکار سے کتنی چیزوں کو بدلنا پڑا۔ اس لئے یہ بھی غلط یہ انداز بھی غلط۔ قرآن ورسالت کی رو سے تو یہ چاہئے کہ آنے والا مسیح زمین کی بجائے آسمان سے نزول کرے۔ مگر قادیانی اصطلاح میں آپ نے کسی ماں کے پیٹ سے نکلنے کے بنے ہیں اور پھر

بھی حدیث کے الفاظ صادق نہیں بیٹھتے۔ کیونکہ جب مرزا قادیانی نے جنم لیا تو وہ سندھی بیگ تھے۔ بعد میں غلام احمد کہلوائے۔ مگر حدیث چاہتی ہے کہ وہ عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ اب یہاں نہ ماں کا نام ملے نہ بنا۔ مگر پھر بھی مرزا قادیانی ہانکے جاتے ہیں کہ مسیح موعود میں ہی ہوں۔ بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست!

اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعویٰ کس سن میں کیا۔ سو وہ مرزائیت کے آشناؤں سے مخفی نہ ہوگا کہ آپ کا یہ دعویٰ ۱۸۹۰ء کے بعد کا ہے۔ اب دعویٰ کے بعد ان کی شادی کا وقوع میں آنا حدیث کی رو سے لازمی ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے خود اس کا اقرار نکاح آسمانی کے موقعہ پر کیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

”یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے درست ہے۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۲، خزائن ج۲۲ ص۵۷۰)

”اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے۔ یتزوج ویولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ تزوج اور اولاد کا ذکر عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے۔ (محمدی بیگم) جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے۔ جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)

مگر ہوا کیا۔

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال

اب آرزو یہ ہے کہ کوئی آرزو نہ ہو

چنانچہ مرزا قادیانی نے اس کے بعد کوئی شادی نہیں کی اور نکاح آسمانی جو خود اللہ میاں نے پڑھا تھا پورا نہیں ہوا اور جب کہ شادی ہی معرض شہود سے غائب ہے تو اولاد کیا آسمان سے ٹپک پڑتی۔ ایک اور چیز بھی مرزا قادیانی کے بطلان کی شاہد ہے۔ وہ یہ کہ فرمان رسالت کی رو سے آپ کو ۱۹۳۵ء تک زندہ رہنا چاہئے۔ مگر آپ کا لیلیٰ کلیجہ تو ۱۹۰۸ء میں ہو رہا ہے۔ کرامت ہے کہ پھر بھی یہی کہے جاتی ہے کہ آپ ہی مسیح موعود ہیں۔ کوئی ان عقل کے اندھوں سے پوچھے کہ بھلے مانسو! گر مرزا ہی مسیح موعود ہوتا تو ہماری کیا بدبختی آئی تھی۔ جو ہم ۹۰ کروڑ مسلمان اس کو نہ قبول

کر لیجئے اور یہ ٹھیکیداری کا پٹہ تمہارے ہی حصے کیوں آتا۔ کابل سے شروع کر کے تمام ممالک کی سیر کرو۔ کوئی مرزا کو جانتا بھی نہیں۔ جب مسلمان ہی اس سے شناسا نہیں تو یہود و نصاریٰ کا کیا تصور۔ کیا وہ تمام لوگ یوم حشر رب العالمین کے سامنے یہ کہنے میں حق بجانب نہیں کہ مولا ہمیں تو مسیح کے آنے کا پتہ بھی نہیں اور جناب مسیح کس بوتے پر شہادت میں بلائے جائیں گے۔ جب کہ ان کے علم میں ہی نہیں کہ یہود کہاں رہتے ہیں۔ کس قدر ہیں اور ان کے کیا کیا عقائد ہیں۔ چیز تو وہ صحیح اور قابل قبول ہے جو مشاہدہ میں آ دے۔ مگر یہاں بلا دیکھے بھالے شہادت میں طلب کیا جارہا ہے اور سوال ہو رہا ہے۔ ”أنت قلت للناس اتخذونی وامی الهین من دون الله (مائدہ:۱۱۶)“ کیا تم نے ہی کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو سوائے اللہ کے معبود بنالو۔ اس لئے یہ نظریہ ہی غلط و مردود ہے۔

اکثر مرزائی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ گنبد خضریٰ کے اندر چوتھی قبر کی گنجائش ہی نہیں۔ سو یہ بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ ہمیں اس کے متعلق بھی بہت سی ایسی احادیث ملتی ہیں جو اس نظریہ کو مردود و لغو قرار دیتی ہیں۔ پس غور سے سنئے سب سے پہلی چیز اسی حدیث کے وہ الفاظ ہیں۔ یعنی فیدفن معی فی قبری۔ یعنی مسیح میرے ساتھ میرے روضے میں دفن ہوں گے۔ سبز گنبد کے لاکھوں زائر موجود ہیں جو متفقہ طور پر یہ شہادت دیتے ہیں کہ گنبد خضریٰ کے اندر تین قبریں موجود ہیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ ابھی مسیح ابن مریم زندہ ہیں۔ فوت نہیں ہوئے اور اگر فوت شدہ تسلیم کر لیں تو چوتھی ان کی قبر کہاں ہے۔ نیز یہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کا وصیت کرنا کہ مجھ کو حضور اکرم ﷺ کے پاس دفن نہ کرو۔ بلکہ جنت البقیع میں مدفن بنانا۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قبر کی جگہ تو ہے مگر وہ مسیح ابن مریم کے لئے مخصوص ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کتاب فتح الباری پارہ ششم میں بیان فرماتے ہیں۔

”قولها عند وفاتها لا تدفنی عندهم یشعر بانه بقی من البیت موضع للمدفن“ جناب عائشہ صدیقہؓ کا وفات کے وقت یہ کہنا کہ مجھے ان کے پاس یعنی روضۂ اطہر میں دفن نہ کرنا۔ یہ صاف بتا رہا ہے کہ روضہ اقدس میں ایک قبر کی جگہ ابھی باقی ہے اور ایسا ہی فتح الباری پارہ سوم میں فرماتے ہیں۔

”ان الحسنؓ ابن علیؓ اوصیٰ اخاه ان یدفنه عندهم ..... فدفن بالبقیع“ جناب امام حسنؓ نے اپنے بھائی امام حسینؓ کو وصیت فرمائی کہ مجھے روضہ اطہر میں دفن کرنا۔ مگر وہ دفن کئے گئے بقیع میں۔

تو یہ صاف معلوم ہوا کہ قبر کی جگہ تو باقی تھی مگر احترام الفاظ نبوی کے لئے صحابہؓ نے اس کو مسیح ابن مریم کے لئے مخصوص رکھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام صحابی اس بات پر متفق تھے کہ مسیح ابن مریم زندہ ہیں اور وہ قرب قیامت میں نزول اجلال فرمائیں گے۔ یہ اجماع امت نہیں تو اور کیا ہے۔ اب اس حدیث پر مرزا قادیانی کا دجل بھی ملاحظہ فرمائیں اور بخدا یہ جگہ بھی کچھ ایسے انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ سننے والے تڑپ اٹھتے ہیں اور عقیدت سرکار مدینہ کی یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ مسیح فوت ہو گیا۔ حالانکہ یہ کلمہ میرے خیال میں کفر سے کم نہیں۔ کیوں اس لئے کہ مسلمان ہو کر قرآن حدیث اور تواتر قومی سے انکار کیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

”رسول کریم ﷺ کی قبر کو نعوذ باللہ کھود کر اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دفن کرنا کس قدر گستاخی اور بے ادبی ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۴۷۱ خزائن ج ۳ ص ۳۵۲)

تعجب نہیں حیرت ہے کہ وہ شخص جس نے رسول اکرم ﷺ کی مماثلت تامہ کا دعویٰ کیا اور اپنے منحوس زمانے کو خیر القرون سے بہتر کہا۔ رسالت محمدیہ کے عیب و سقم تلاش کئے اور آنحضور ﷺ کی بعثت کو پہلی رات کا چاند قرار دیتے ہوئے اپنے دور کو چودھویں رات کا چاند بتایا۔ حضور اکرم ﷺ کے معجزے تین ہزار بتاتے ہوئے اپنے معجزات دس لاکھ شمار کر گیا۔ حضور اکرم ﷺ کے تمام احسانات ازلیہ پر روز روشن میں ڈاکہ ڈالا اور براہین احمدیہ میں قرآنی فرمان اپنے آپ پر چڑھ لیا۔ معراج جسمانی کا منکر ہوا۔ آپ کی پیش گوئیوں پر اعتراض کئے کہ دجال کی حقیقت اور دابۃ الارض کی کیفیت آنجناب پر نہ کھلی۔ کھجوروں والی زمین کو آپ نے یمامہ سمجھا۔ حالانکہ وہ مدینہ طیبہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ کے خواب پر آوازے کسے اور کہا کہ خواب اس سال پورا نہ ہوا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاک ناموں کو اپنے میں مدغم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہہ دیا۔

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص ۳ خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

اور اسی پر بس نہ کیا اور اپنے ظل اور بروز بہی کو اپنے پر چسپاں کرتے ہوئے اعلان کر دیا کہ: ”ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (صف:۶)“ ﴿اور میں خوشخبری دیتا ہوں ایک رسول کی جو مجھ سے بعد آنے والا ہے جس کا نام نامی احمد ہوگا۔﴾

اور دھڑلے سے کہہ دیا گیا کہ یہ میری ہی بشارت ہے۔ رونا آتا ہے کہ وہ کون نیک سلوک ہے جو ذات گرامی سے آپ نے کیا۔ ہر ایک چیز کا بہروپ بھرنے کی سعی لا حاصل کیا۔

مثلاً جنگ بدر کے تین سو تیراں جانثاروں کی نقل کرتے ہوئے اپنے تین سو تیراں عقل کے اندھے بنائے۔ جن میں کئی مردے بھی شامل تھے۔ آنحضرت ﷺ کے آسمانی نکاح کی نقل اتارتے ہوئے محمدی بیگم کے عشق میں بیسیوں الہام سنائے اور رسوائی اور روسیاہی سے دوچار ہوئے۔ حضور ﷺ کی بیویوں کے متعلق قرآن مجید نے احترام کے طور پر ان کو مسلمانوں کی مائیں قرار دیا تو پنجابی نبی نے بغیر سوچے سمجھے اپنی بیوی کو ام المومنین کہلوایا۔ حضور اکرم ﷺ کی کاپی کرتے ہوئے اپنے گمراہ ترین مریدوں کو صحابی کے نام سے یاد کیا۔ حضور اکرم ﷺ کی وحی کی نقلیں اتارتے ہوئے وحی بیچا کی پسند کیا۔ جس کے دنیا پر آنے کا انکار کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ او مسلمانوں کی ذریت کہلانے والا شرم کرو اور خدا سے ڈرو اور جبرائیل کا زمین پر حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد آنا جاری نہ کرو۔ کیونکہ وہ آدم صفی اللہ سے پیچائی ہوا اور آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکا۔ مگر دوسرے مرحلے پہ دم کے تیر کی جدت کرتے ہوئے الہام سنا دیا کہ جاءنی ائیل اور ترجمہ فارسی میں جڑ دیا کہ آمد نزد من جبرائیل علیہ السلام۔ اس چھوٹے سے مضمون میں کیا کیا گنواؤں۔ غرضیکہ وہ تمام باتیں جن میں سراسر توہین محبوب خدا ہے۔ آپ نے روا رکھیں اور آج تم کس منہ سے ٹسوے بسورتے ہو کہ "فیدفن معی فی قبری" میں توہین ہوتی ہے۔ کاش کہ تم کچھ پڑھے لکھے ہوتے تو یہ فضول اعتراض نہ کرتے۔ یہ ہے آپ کا مبلغ علم جس کے بل بوتے پر تم پیغمبری کر رہے ہو۔ سنو اور ہوش کی دوا لو۔ اس میں قطعاً توہین نہیں۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کی عزت ہے کہ حسب پیش گوئی وہ آپ کے مقبرے میں دفن ہو رہے ہیں اور وہی آپ کے لئے ازل سے مخصوص ہے اور اگر قبر کی وجہ سے رگ الحاد پھڑکتی ہو تو ملا علی قاری کی کتاب (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱۰ ص ۲۳۳، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) ہی دیکھ لو وہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"فیدفن معی فی قبری (ای فی قبری) وعبر عنها بالقبر لقرب قبره بقبره فكأنما في قبر واحد" (میری قبر میں دفن ہوگا۔ یعنی میرے روضۂ مبارک میں اور مقبرہ کی بجائے قبر کا لفظ دونوں قبروں کے ساتھ ساتھ ہونے کی وجہ سے استعمال فرما دیا۔)

امید ہے کہ اعتبار کے لئے یہی شہادت کافی ہے۔ مگر مرزائی آں باشد کہ چپ نہ شود یہ کب مانیں گے۔ لیجئے ہم مرزا قادیانی کے چیلے جنتری الہامی گھڑی ہی سے اس کا ثبوت پیش کئے دیتے ہیں۔

"جناب ابوبکرؓ و عمرؓ... ان کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے ملحق ہو کر دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔" (نزول المسیح ص ۴۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۵)

مزید تسلی چاہو تو اور سنو "واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر میں ان کا آخری زمانہ میں دفن ہونا.... ممکن ہے کوئی مثیل ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضے کے پاس مدفون ہو"

(ازالہ اوہام ص۴۷۰ خزائن ج۳ ص۳۵۲،۳۵۱)

بس اہل اسلام اسی کو مسیح موعود کہتے ہیں اور اسی کی انتظار میں بیٹھے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے خواہ مخواہ اس بیچ میں ٹانگ نہ پھنسائیں۔ تشریف لے جایئے No Vacancy نو دیکھیں۔

خیال زاغ کو بلبل سے برتری کا ہے
غلام زادے کو دعویٰ پیغمبری کا ہے

اور مرزا قادیانی کے پلے ہی کیا ہے تو ہمات باطلہ کے ذخیرہ یا تخیلات اور چونڈوں کے سیر پھیر۔ سنو اور غور سے سنو۔ آقائے نامدار سرکار مدینہ ﷺ کی زندگی میں جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ عرض کرتی ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ میرا آپ ﷺ کے بعد انتقال ہو۔ اس لئے کرم کیجئے اور اجازت دیجئے کہ میں آپ ﷺ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ اب جواب بھی فرمان فیض ترجمان سے سن لیجئے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ: "انّی لی بذالك الموضع ما فیه الا موضع قبری وقبر ابی بکرؓ وعمرؓ وعیسیٰ ابن مریم (منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد ج۶ ص۵۷)"

ارشاد فرماتے ہیں: "اے عائشہؓ اس جگہ اب میرا اختیار نہیں۔ کیونکہ بروئے امر مقدر وہاں سوائے میری قبر و ابوبکرؓ و عمرؓ و عیسیٰ ابن مریم کی قبر کے اور کوئی جگہ ہی نہیں۔"

اسی پر بس نہیں (مشکوٰۃ ص۵۱۵، باب فضائل سید المرسلین فصل ثانی) میں حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا تورات میں آنحضرت ﷺ کی صفت میں یہ مرقوم ہے کہ:

"عیسیٰ ابن مریم یدفن معه قال ابومودود وقد بقی فی البیت موضع قبر" عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے ساتھ دفن ہوگا ابومودود راوی حدیث فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے حجرہ میں ابھی ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ یوں ہی (تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۳۵۵) میں زیر آیت "وان من اهل الكتب" بروایت طبرانی ابن عساکر تاریخ بخاری حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے کہ حضرت مسیح آنحضرت ﷺ کے حجرے میں دفن ہوں گے اور ان کی قبر چوتھی ہوگی۔ فیکون قبره رابعاً:

اس حدیث پر اکثر مرزائی یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اگر گنبد خضری میں چار قبروں کا وقوع میں آنا ہوتا تو جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کو چار چاند خواب میں دیکھنے چاہیے تھے۔ حالانکہ آپ نے تین دیکھے۔ اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ روضہ اطہر میں تین ہی قبریں رہیں گی۔ چوتھی نہ ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ:

ہمیں افسوس سے کوئی پوچھے کہ جناب صدیقہؓ کی زندگی میں کتنی قبریں روضہ اطہر میں تھیں۔ ظاہر ہے کہ تین۔ پھر آپ کو چوتھا چاند کیسے دکھائے جاتے۔ حضرت عیسیٰؑ نے تو ابھی جام موت پیا ہی نہیں۔ وہ کس طرح آپ کو دکھایا جاتا۔

ناظرین یہ مینڈکی کی ٹرٹر کا محض دجل سے زیادہ کیا وقعت رکھتا ہے۔

چوتھا فرمان رسالت:

”عن جابر ان رسول اللہﷺ قال عرض علی الانبیاء فاذا موسیٰ ضرب من الرجال کانه من رجال شنوءة رأیت عیسیٰ ابن مریم فاذا اقرب من رأیت به شبهاً عروة بن مسعود (مسلم ج۱ ص۹۶، باب الاسراء، مسند احمد ج۳ ص۳۳۴)“ ﴿حضرت جابرؓ حضور نبی کریمﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرمﷺ نے فرمایا معراج کی رات انبیاء مجھ سے ملے۔ موسیٰ علیہ السلام تو دبلے پتلے تھے۔ گویا قبیلہ شنوءہ کے مردوں سے ملتے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام مشابہ تھے عروہ بن مسعود کے ساتھ۔﴾

اس حدیث شریف سے یہ پتہ چلا کہ آنحضورﷺ نے جناب مسیح ابن مریمؑ کو معراج کی رات آسمان پر دیکھا اور اس کی مشابہت عروہ بن مسعودؓ سے بتائی۔ جو ایک صحابی تھے۔ اس کے ساتھ ہی ذیل کی حدیث ملاحظہ فرمائیں:

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ نکلے گا دجال پس رہے گا چالیس (راوی حدیث کہتا ہے) نہیں جانتا ہوں میں کہ چالیس کے لفظ سے سال مراد ہیں یا مہینے یا دن فرمایا نبی کریمﷺ نے ”فیبعث اللہ عیسیٰ ابن مریم کانه عروة بن مسعود فیطلبه فیهلکه“ ﴿پس بھیجے گا اللہ تعالیٰ ابن مریمؑ کو گویا کہ وہ عروہ بن مسعود ہے۔ پس وہ ڈھونڈیں گے دجال کو پس ہلاک کریں گے اس کو۔﴾ (مشکوٰۃ ص۴۸۱، باب لاتقوم الساعة)

ناظرین کرام! پہلی حدیث میں جس مسیح ابن مریمؑ کو آسمان پر دیکھا دوسری میں اسی کا نزول بتایا۔ ثابت ہوا کہ وہی عیسیٰ ابن مریم نزول فرمائیں گے۔ جو انبیائے سابقین میں سے تھے اور جن پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ ایسی صاف اور یقین دلیل کے ہوتے ہوئے اس کا مصداق

مرزا قادیانی کو کہنا ڈھٹائی اور بے حیائی نہیں تو اور کیا ہے؟ غور کرو اور سوچو کہاں عیسیٰ ابن مریم اور کہاں دجال ناپاک؟ مرزائیو! ایمان سے کہو کوئی حدیث سیدھے صحیح الفاظ میں بھی مانو گے یا وہ بھی کھوپڑی کا انداز ہی سہی ہے کرامات کے معنی دن اور حیوان کے معنی انسان خدارا کچھ تو سوچو اور ٹھنڈے دل سے غور کرو اور نہیں تو مرزا قادیانی ہی کی مری مٹی پر احسان کرو وہ تو کہہ گیا تم مانو یا نہ مانو تمہارا اختیار ہے۔

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

(تحفہ گولڑویہ ص ۷۷ خزائن ج ۱۷ ص ۹۷)

دیکھیں کون کون اس پر عمل کرتے ہوئے نعرہ لبیک بلند کرتا ہے اور پنجابی نبوت پر صرف تین لفظ کا شو کا بیت بھیجتا ہے۔

پانچواں فرمان رسالت:

’’عن ابی هریرة انه قال قال رسول الله ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم (بیهقی کتاب الاسماء والصفات ص ۳۰۱)‘‘

﴿جناب ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا! اس وقت جب کہ تم میں عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا ایک امام بھی تم میں اس وقت موجود ہوگا۔﴾

اس واقعہ کی تفصیل یوں ملاحظہ فرمائیں۔ دجال کی چیرہ دستیاں مکاریاں اور عیاریاں انتہائی منزل کو پہنچ چکی ہیں۔ بندگان خدا خائف و پریشان ہیں۔ خدا کی بھولی بھالی مخلوق صراط مستقیم سے بھٹک کر دجال پرست بن چکی ہے اور اس شیطانی گروہ میں دن دگنی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ شیطان معہ اپنی ذریت کے دندناتا ہوا فلسفہ عالم کو درہم برہم کر رہا ہے اور فخر و غرور سے اس قول پہ ناز کر رہا ہے جو روز ازل میں پیش آیا تھا۔ ’’قال فبعزتك لاغوينهم اجمعين الا عبادك منهم المخلصين (ص:۸۲،۸۳)‘‘ ﴿یعنی قسم ہے تیرے جلال کی البتہ میں گمراہ کروں گا تیری مخلوق کو سوائے تیرے خاص بندوں کے۔﴾

وہ آج اپنی کامیابی پر مسرور و نازاں ہے۔ کیونکہ کرہ ارض پر اسے اپنی شہنشاہیت نظر آتی ہے۔ وہ خوش ہے کیونکہ اسے جہنم کے لاتعداد ایندھن نظر آرہے ہیں۔

ادھر غیرت کردگار جوش رحمت میں اس کا مداوا بھیج رہی ہے۔ یعنی مہدی معہود جن کا نام نامی و اسم گرامی محمد بن عبداللہ ہے۔ وہ علم محمدی بلند کرتے ہیں۔ مشتاقان سرکار مدینہ اور نام لیوان توحید لوائے محمدی کے نیچے جوق در جوق جمع ہو رہے ہیں۔ غرضیکہ رحمانی اور شیطانی طاقتیں سمٹ سمٹا کر اپنے اپنے مرکز پر جمع ہو رہی ہیں۔ اعلان جنگ ہو چکا ہے اور گویا جنگ چھڑنے ہی والا ہے۔ عین اسی حالت میں جناب عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہوتا ہے۔ دنیا انہیں آسمان سے نازل ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتی ہے۔ یعنی کہ وہ مسجد اقصیٰ کے مینار پر دو فرشتوں کا سہارا لئے اترتے ہیں۔ بالآخر وہ امام مہدی کے لشکر میں آتے ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی آمد ہزار عید سے زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے۔ لشکر اسلام پھولے نہیں سماتا۔ فقیر کو وہ الفاظ نہیں ملتے جو پیش کرے کہ جس سے آپ اندازہ کریں کہ وہ خوشی کیسی ہوگی۔ بس یوں سمجھو کہ عاشق کو معشوق اور اندھوں کو آنکھیں ملنے سے جو کیف حاصل ہوتا ہے۔ اس سے ہزار گنا زیادہ مسلمانوں کو خوشی ہوگی۔ اس لئے کہ سرکار مدینہ کی پیش گوئی کو پورا ہوتے آنکھوں سے دیکھیں گے اور جناب مسیح کی زیارت کریں گے۔ جو اللہ کے پاک رسول تھے۔ ٹھیک اسی وقت نماز کے لئے مؤذن منادی کرے گا اور خدا کی واحدانیت اور سرکار مدینہ کی رسالت کی گواہی دے گا۔ اس کے بعد صفوں کی ترتیب ہوگی تو جناب امام مہدی عیسیٰ علیہ السلام سے امامت کی اپیل کریں گے کہ آپ امام بن کر نماز پڑھائیں۔ وہ جواب دیں گے زبان فیض ترجمان کے الفاظ میں سنئے صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرهم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضكم علی بعض امراء تكرمة الله هذه الامة (مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیه السلام) “ ﴿پس نازل ہوں گے عیسیٰ بن مریم۔ امیر اسلام یعنی مہدی انہیں عرض کریں گے آیئے ہمیں نماز پڑھایئے وہ فرمائیں گے نہیں یہ شرف امت محمدی کو ہی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے امیر اور امام ہوں۔﴾

ناظرین! انصاف کیجئے اور خدارا سوچئے کہ جناب مسیح ایک صاحب کتاب نبی شرف محمدی کا احترام کرتے ہوئے عذر پیش کرتے ہیں کہ یہ شرف صرف امت محمدیہ ہی کو تفویض کیا گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے امام ہیں۔ چنانچہ جناب مہدی امامت فرماتے ہیں اور جناب عیسیٰ ان کی اقتداء میں نماز گذارتے ہیں۔ یہ بھی عرض کردوں کہ جناب مہدی جو اس وقت امام الصلوٰۃ ہو رہے ہیں کون ہیں۔ یہ بھی فرمان رسالت کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب امام مہدی کے متعلق فرمایا "رجل من اھل بیتی یواطئی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۳، کتاب المہدی، ترمذی ج ۲ ص ۴۷، باب ماجاء فی المہدی، مشکوۃ ص ۴۷۰، باب اشراط الساعۃ)" (فرمایا وہ ہونے والا مہدی میرے اہل بیت میں سے ہوگا۔ اس کا نام میرا نام ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔)

چنانچہ مرزا قادیانی اس حدیث کو صحیح تسلیم کرتا ہوا لکھتا ہے:

"آنحضرت ﷺ پیش گوئی فرماتے ہیں..... مہدی خلق اور خلق میں میری مانند ہوگا۔ میرے باپ کے نام کی طرح اس کے باپ کا نام ہوگا۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۴۲، خزائن ج ۳ ص ۱۷۵)

اللہ اللہ! ان باتوں کی قبولیت کے بعد دعویٰ کرنا کہ میں ہی وہ مسیح ہوں اور میں ہی وہ مہدی ہوں جس کا تذکرہ قرآن و حدیث میں آیا ہے۔ کس قدر ڈھٹائی اور بے ایمانی ہے۔ خدارا سوچو اور سمجھنے کی کوشش کرو کہ اگر مرزا قادیانی ہی مہدی معہود تھے تو وہ امامت کیوں نہ کراتے تھے۔ ذیل کے واقعہ کو چشم بصیرت سے پڑھو۔

مرزا قادیانی کا کوئی چیلہ آپ سے سوال کرتا ہے کہ سچے سکھ سورما بہادر کی طرح سور گوپال جی تم نماز کیوں نہیں پڑھاتے اور امام کیوں نہیں بنتے تو یہ خانہ زاد نبوت کے داعی نبی صاحب جواب دیتے ہیں کہ: "حدیث میں آیا ہے کہ مسیح جو آنے والا ہے وہ دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا۔"

(فتاویٰ احمدیہ ص ۸۲ ج ۱)

اب غور فرمائیں کہ "کیف انتم اذا نزل" کا مصداق مرزا قادیانی اپنے کو گردانتے ہیں اور امامکم منکم کے معنی دجال کی بچی اور یہود کی کھٹی سے یہ کرتے ہیں کہ آنے والا مسیح تم میں سے ہی پیدا ہوگا۔ سو وہ میں ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا کی آمد سے مسلمانوں کو خوشی بھلا خاک ہو سکتی ہے۔ جب کہ آپ کی آمد طاعون وکالرہ سے شروع ہوئی اور زلزلوں میں گذری۔ کبھی ہیضہ کی خوشخبری آپ نے سنائی۔ کبھی گالیوں سے تواضع کی۔ کبھی انگریز ہونے کی بولیاں بولیں۔ کبھی راولدنہ پیش گوئیوں سے نبوت کی تذلیل کی۔ کبھی محمدی کے نکاح میں ٹھنڈے سانسوں سے جلوہ آفروز ہوئے۔ ایسی ایسی خرافات ذات باری سے منسوب کیں جن کا تصور کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ انصاف سے کہئے کہ مسلمانوں اور شیوتوں کا بیڑا غرق کرنے والا ایسا سور ما جو دن دہاڑے تعامات اسلامیہ کو لوٹے اور اپنے پر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کرے۔ مسلمانوں کے لئے کوئی مژدہ

جا تقرار ملا سکتا ہے اور اہل اسلام کو کوئی خوشی حاصل ہو سکتی ہے؟ ۔ قطعاً نہیں:

پیشاب کا قطرہ در یکتا نہ ہوئے گا
کوا ہزار بولے پر بلبل نہ ہوئے گا

اس حدیث پر مرزا قادیانی کی امت یہ اعتراض کرتی ہے کہ امام بیہقی نے اس حدیث کو روایت کر کے بخاری شریف کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ بخاری میں من السماء کا لفظ نہیں۔

جواب یہ ہے کہ حدیث کی کتاب بیہقی تخریج نہیں بلکہ مسند ہے۔ یعنی ایسی کتاب نہیں ہے جو دوسروں سے نقل کر کے ذخیرہ اکٹھا کرے۔ جیسا کہ کنز العمال وغیرہ ہے۔ بلکہ امام بیہقی اپنی سند سے راویوں کے ذریعے روایت کرتے ہیں اور بخاری شریف کا حوالہ صرف اس لئے دیا گیا ہے کہ یہ حدیث بخاری میں بھی موجود ہے۔ گو من السماء کا لفظ نہیں۔ لیکن مراد نزول سے نزول من السماء ہی ہے۔ چنانچہ امام بیہقی خود لکھتے ہیں۔ ''انما اراد نزوله من السماء بعد الرفع'' (مرزائی پاکٹ بک ص ۳۴۸)

یعنی سوائے اس کے نہیں کہ اس کو روایت کرنے والے کا ارادہ نزول من السماء ہی ہے۔ کیونکہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ بخاری شریف میں من السماء کے الفاظ نہ ہونا کوئی بڑی امر نہیں۔ کیونکہ ان کا مدعا نزول من السماء ہی سے ہے۔ اس لئے اس حدیث کو صحیح اسناد سے امام بیہقی نے روایت فرمائی ہے خلاف نہیں۔

دور کیوں جاتے ہو اپنے گھر ہی کی خبر لو کہ تمہارے مرزا قادیانی نے صحیح مسلم کی روایت پیش کرتے ہوئے من السماء کے لفظ لکھے ہیں۔ حالانکہ مسلم شریف میں یہاں من السماء نہیں تو اس سے مطلب یہی لیا جائے گا کہ گو مسلم میں من السماء کے الفاظ نہیں۔ مگر جناب امام مسلم کا منشاء یہی ہے کہ آسمان سے اتریں گے۔

''صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔'' (ازالہ اوہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲)

اب تو بخاری شریف کے منشاء کو سمجھنے کی کوشش کریں اور یاد آئے تمہارے مرزا کی جانے بلا کہ امام بخاری تھے کون اور انہوں نے احادیث کو کیسے فراہم کیا اور وہ کس پایہ کے بزرگ تھے۔ آؤ تمہیں ماں خیال دیکھو تو شیطان کی؟ نت سے زیادہ وہ بھی مگر عمل کا نقش پا بھی نہیں ملتا۔ رہے عقل

کے اندھو اور قسمت کے ہیٹو یہ تو خیال کرو جو امام بخاریؒ کے نام کو نہیں جانتا وہ پیغمبری بھلا خاک کرے گا۔ تمہارے مرزا کو تو یہ بھی نہ معلوم ہو سکتا کہ امام بخاری کا کیا نام تھا۔ ذیل میں جناب امام بخاری کا تم کو مختصر تعارف کراتا ہوں سنئے۔

آپ کا نام نامی و اسم گرامی ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بردزبہ ہے۔ چونکہ یہاں ہماری غرض امام بخاریؒ کی سوانح حیات نہیں۔ بلکہ چند ایک واقعات پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا وہی گذارش ہوں گے۔ آپ کے تلمیذ امام فربری فرماتے ہیں کہ امام بخاری سے اس صحیح بخاری کو نوے ہزار آدمیوں نے پڑھا۔ یہ بھی عرض کرنا مفید ہوگا کہ جناب امام نے ان احادیث کو بڑی جانفشانی اور محنت سے بڑی بڑی دور پیدل سفر کرتے ہوئے اکٹھا کیا۔ آپ اس امر سے اندازہ لگائیں کہ اس زمانہ میں جب کہ ریل، موٹر، سڑکیں مفقود تھیں اور راستہ خطرے سے خالی نہ تھا۔ جناب امام کو فرمان رسالت کے جمع کرنے کا اس قدر شوق تھا۔ جسے میں تو عشق سے تعبیر کئے بغیر نہ رہوں گا۔ سفر کے مصائب اور راہ کے نوائب جھیلتے ہوئے ایک ہزار اسی محدثین، تابعین کی خدمت میں جانا پڑا اور یونہی احادیث کو نقل نہیں کر لیا گیا۔ بلکہ تقریباً ہر حدیث کو قلمبند کرنے سے پیشتر غسل کیا اور دو رکعت نفل ادا فرماتے اور صحت کے لئے مدتوں گنبد خضریٰ کی مجاوری کی ہر وہ حدیث جس کی صحت مطلوب ہوتی تھی اسے دعا کرتے اور اسی خیال کو چھاتی سے لگا کر مسنون طریقہ پر سو جاتے۔ خواب میں سرور دو جہاں سرکار یثربؐ سے ملاقات ہوتی اور اس طریق سے حدیث کی صحت ہوتی۔

اس ان تھک دوڑ دھوپ محنت شاقہ کے نتیجہ میں آپ نے قریباً چھ لاکھ احادیث کو جمع فرمایا۔ جن میں سے قریباً دس ہزار احادیث کو صحیح میں درج فرمایا۔

آپ کے علم و فضل کی شہرت دور دراز ملکوں میں پہنچی تو دور دور سے لوگ آپ کی خدمت میں اظہار عقیدت و استفادت کے لئے حاضر ہوئے۔ چنانچہ آپ کی ہی برکت و فیض و شفقت کا نتیجہ ہے کہ آپ کے تلامذہ میں سے بڑے بڑے امام و کامل قدر محدث مثلاً امام مسلم، امام ابو عیسیٰ ترمذی، امام ابو عبدالرحمٰن نسائی جیسے فقید المثال بزرگ پیدا ہوئے۔ چنانچہ امام مسلم کے متعلق اتنا اور عرض کر دینا ضروری ہے کہ وہ اپنے سابق استاد امام ذہلی کو جب کہ انہوں نے یہ حکم دیا کہ کوئی امام بخاری کے پاس نہ جائے اور نہ پڑھے تو امام مسلم کو یہ گوارا نہ ہوا۔ بلکہ انہوں نے امام بخاری کے سامنے زانوئے ادب تہ کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے کہ یا امیر المومنین فی الحدیث اپنے مبارک پاؤں میری طرف بڑھایئے تاکہ میں ان کو چوموں اور آنکھوں پر لگاؤں۔ اس لئے کہ آپ نے ہم

مسلمانوں پر وہ احسان کیا۔ یعنی اس قدر محنت سے ذخیرہ حدیث کو جمع فرمایا ہے جس کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں۔ آپ کا یہ احسان یقیناً امت مرحومہ عزت وتکریم کی نگاہ سے دیکھے گی اور قیامت تک اس کا بدلہ نہ اتار سکے گی۔ ایک واقعہ عرض کرنے پر اکتفا کرتا ہوا حضرات خواہ ہوں اور طوالت مضمون سے ڈرتا ہوا معافی کا خواستگار ہوں۔

ایک دفعہ جناب امام بخاری بغداد تشریف لے گئے۔ وہاں دس اہل اللہ محدثین نے آپ کے امتحان کی غرض سے آپ کی خدمت میں دس جدا جدا احادیث جن کی سند عمداً بدل دی گئی تھی۔ پیش کیں۔ جناب امام کے سامنے جب حدیث پیش کی جاتی تو آپ ہر حدیث پر لا اعرف یعنی میں نہیں جانتا کہہ دیتے۔ جب تمام بزرگوں نے تمام احادیث ختم کیں اور آپ نے وہی کلمہ لا اعرف دوہرایا تو وہ سمجھے کہ کچھ بھی نہیں صرف شہرت ہی شہرت ہے۔

فی الحقیقت لا اعرف کہنا صحیح تھا۔ اس لئے کہ جناب امام نے ان سندات سے کوئی حدیث نہ سنی تھی۔ اب جب کہ احادیث ختم ہو چکیں اور وہ بزرگ خاموش ہوئے تو آپ نے وہ تمام احادیث صحیح سندات کے ساتھ ان کے سامنے بیان کیں تو وہ عش عش کر اٹھے اور یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ واللہ بخاری جیسا محدث نہ دیکھا نہ سنا۔ جب آپ کا انتقال ہوا اور قبر کھودی گئی۔ تو قبر سے جو مٹی نکلی تھی۔ اس سے عنبر وکستوری کی خوشبو آتی تھی جو لوگوں نے تبرکاً مدتوں اپنے پاس رکھا۔

مرزا قادیانی کی جانے بلا کہ امام بخاری کون تھے۔ کوئی چندہ اور کستوری تھوڑے ہی بیچتے تھے۔ چنانچہ ذیل کا مضمون پڑھئے اور یہ بھی کہہ دوں کہ فقیر کا کہ کوئی مرزائی ایک آنہ کا ٹکٹ یا جوابی پوسٹ کارڈ بھیج کر یہ دریافت کرے کہ کتنی مرتبہ مرزا قادیانی نے امام کا نام غلط لکھنے میں غلطی کی تو میں بتانے کو تیار ہوں۔ سردست اتنا کہہ دیتا ہوں کہ بیسیوں دفعہ تو اسی تیاری مجیب تقریر میں میری نگاہ سے گذرا اور حیرت کا موجب ہے۔

’’بخاری کی یہ حدیث کہ امامکم منکم ہے۔ اگر تاویلات کے شکنجے میں نہ کھینچی جاوے اور جیسا کہ ظاہر الفاظ حدیث کے ہیں انہیں کے موافق معنی لئے جائیں تو صاف نظر آرہا ہے کہ اس حدیث کے ظاہر ظاہر یہی معنی ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہی ہوگا۔ یعنی ایک مسلمان ہوگا نہ یہ کہ مسیح ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی ہے۔ جس کو الگ ایک امت دی گئی۔ آسمان سے اترے گا۔ اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ امام محمد اسمٰعیل صاحب جو اپنی صحیح بخاری میں آنے والے مسیح کی نسبت صرف اس قدر حدیث بیان کر کے چپ کر گئے کہ امامکم منکم اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دراصل حضرت اسمٰعیل بخاری صاحب کا یہی مذہب تھا۔ وہ ہرگز اس

بات کے قائل نہ تھے کہ مسیح ابن مریم آسمان سے اترے گا۔ بلکہ انہوں نے اس فقرہ میں جو امامکم منکم ہے۔ صاف اور صریح طور پر اپنا مذہب ظاہر کر دیا۔"

(ازالہ اوہام ص ۵۹۵، خزائن ج ۳ ص ۴۰۶)

فقیر کے خیال میں دجال تو آپ کی گلی میں پڑا ہے اور مع الطائف آپ کی سرشت میں داخل ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ امامکم منکم کس کے متعلق صادق المصدوق نے فرمایا ہے۔ اس لئے تعجب بھی ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ معاملہ بھی تھا کہ ہاتھ دور کرتے جائیں۔ پس اچھا ہے کہ انصاف و دیانت سے سمجھنے اور دیکھنے کی کوشش کیجئے۔

"عن ابی هريرةؓ لو لم يبق من الدنيا الا يوماً لطول الله ذلك اليوم حتى يلي (ترمذی ج ۲ ص ۴۶، ابن ماجہ ص المهدی)"

ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو لمبا کرے گا تاکہ وہ شخص بادشاہ ہو جائے۔

مندرجہ بالا حدیث اور پیش گوئی صادق المصدوق نے یقین امت کے لئے ایک ایسے انداز سے بیان فرمائی۔ یعنی امت مرحومہ کو انتہائی یقین دلاتے ہوئے فرمایا کہ خبردار کوئی مردود تم کو بہکا نہ دے کہ زمانہ بہت لمبا گذر چکا اور قیامت آ پہنچی ہے اور اب کہاں مہدی معہود آئے گا۔ اس حدیث سے حضور اکرم ﷺ کا مطلب بھی تھا کہ امامکم منکم یعنی وہ آنے والا مہدی تم میں سے ہی پیدا ہوگا۔ لہٰذا انتظار فضول ہے یہ نہیں بلکہ یہ فرمایا کہ اگر قیامت کے آنے میں صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا لمبا فرمادیں گے کہ جس میں میری یہ پیش گوئی پوری ہو کر رہے گی۔ یعنی جناب مہدی امیر المؤمنین اور بادشاہ ہو جائے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مدعی یعنی مرزا قادیانی کے حق میں یہ پیش گوئی صادق آسکتی ہے۔ سو اس کے جواب میں یہی کافی ہے کہ نہ تو کبھی مرزا قادیانی کو توفیق ہوئی کہ وہ خلافت کا اعلان کریں اور امیر المؤمنین کہلوائیں اور نہ ہی انہیں دو گز زمین کی بادشاہت ملی۔ اگر مرزائی کج فہمی و جہالت سے یہ جواب دیں کہ وہ امیر اور بادشاہ تھے تو یہ کہہ دینا ہی کافی ہے کہ مسلمانوں نے من حیث القوم انہیں بادشاہ تسلیم کرنا تو کجا مسلمانوں کی صف سے ہی باہر نکال دیا۔ اس لئے یہ حدیث آپ کے موافق نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ ذیل کی حدیث کو چشم بصیرت سے مطالعہ فرمائیں۔

"عن ام سلمة قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول المهدي من عترتي من ولد فاطمة (رواه ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۱، اول كتاب المهدي)"

ام المومنین ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا مہدی میری اولاد یعنی فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔

یہ حدیث بھی مرزا قادیانی کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ نے تبھی الاصل اور فارسی النسل مغل اور زمیندار اور خدا جانے کتنی قوموں ترک وغیرہ اپنے نسب کے اندر بیان کیں اور سید ہونے کی نفی کی۔ بلکہ جب ہم آپ کی نسل کے متعلق صحیح معیار معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ہنسی کو مجبوراً ضبط کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ خود اقرار کرتے ہیں۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۱ ص ۱۳۳)

یہ بے شمار نسل والے کی یہاں ضرورت نہیں۔ اماماً منکم تو یہ چاہتا ہے کہ مہدی معہود جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراءؓ کی اولاد سے ہو۔ یہ حدیث بھی مرزا قادیانی کو فٹ نہ آئی اور سنئے:

"عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول الله ﷺ المهدی منی اجلے الجبهة اقنی الانف یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یملك سبع سنین (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۱، اوّل کتاب المهدی)"

جناب ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ مہدی مجھ سے ہوگا۔ روشن پیشانی والا۔ خوبصورت ناک والا۔ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ جیسے کہ وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔ اس کے بعد سات سال بادشاہی کرے گا۔

مندرجہ بالا حدیث بھی مرزا قادیانی کے حسب حال نہیں بلکہ سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی تصویر سے آپ کی روشن پیشانی اور خوبصورت ناک کا پتہ چلتا ہے کہ یہاں یہ دونوں نشانیاں مفقود ہیں۔ کاش مرزا قادیانی تصویر نہ بنواتے اور کملی پوش آقا ﷺ کے نقش قدم پر چلتے آنحضور سرکار مدینہ ﷺ نے تصاویر کے خلاف جہاد کیا اور سختی سے منع فرمایا۔ مگر سرکاری نبی انگریز کی غلامی اور اس کے تمدن ومعاشرت کی پیروی کرتا ہوا تصویر کھنچوا بیٹھا اور فقیر کے خیال میں یہ فعل بھی قدرت کو یونہی منظور تھا تاکہ حق وباطل میں امتیاز رہے۔ اس کے علاوہ حدیث شریف تو یہ چاہتی ہے کہ وہ عدل وانصاف سے زمین کو بھر دے مگر یہاں۔

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

چنانچہ امام حکم منکم تو یہ چاہتا ہے کہ وہ مہدی ایسا نیک بخت عادل اور منصف ہو گا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ مگر یہاں کیا ہے:

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

ایسا ہی ایک دوسری حدیث میں اس ظلم و جور کا نقشہ کھینچتے ہوئے بیان فرمایا:

"عن ابی سعید الخدریؓ لم یسمع بلاء اشد منه حتیٰ تضیق عنهم الارض الرحبة وحتیٰ یملاء الارض جوراً وظلماً لا یجد المؤمن ملجاء یلتجی الیه من الظلم. فیبعث الله عزوجل رجلاً من عترتی فیملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً یرضی عنه ساکن السماء وساکن الارض لا تدخر الارض من بذرها شیئاً الا اخرجته ولا السماء من قطرها شیئاً الا صبه الله علیهم مدراراً یعیش فیهم سبع سنین او ثمان او تسعاً فتتمنی الاخیاء الاموات مما صنع الله عزوجل باهل الارض من خیره (مستدرک حاکم ج۴ ص۵۰۹، حدیث ۸۴۸۶، باب ینزل بامتی فی آخر الزمان بلاء شدید)" (جناب ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مصیبت کا ذکر جو امت کو آنے والی ہے فرمایا یہاں تک کہ کوئی آدمی ظلم سے اپنا بچاؤ نہ پائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ میری عترت اور اہل بیت سے ایک جوان کو مبعوث کرے گا۔ پس وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ آسمان و زمین کے رہنے والے اس سے راضی ہوں گے۔ یہاں تک کہ آسمان ہر چیز کو بہا دے گا اور زمین تمام نباتات کو نکال دے گی۔ یہاں تک کہ زندے مردوں کی زندگی کی خواہش کریں گے اور وہ اللہ کا محبوب سات سال یا آٹھ سال یا نو سال حکومت کرے گا۔)

یہ حدیث بھی مرزا قادیانی کے سراسر خلاف ہے اور قطعاً گنجائش نہیں رکھتی کہ کوئی احمق خواہ مخواہ امام حکم منکم کا مصداق بنے۔ ہاں وہی اس کا حق دار ہے جو فرمان رسالت کی رو سے آوے۔ یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آیا جو لطف سے خالی نہیں کہ ہمارے پنجابی نبی کی بھی کوئی بات ایسی نہیں جو مضحکہ سے خالی ہو۔ چنانچہ آپ اپنی باون سالہ شرکانہ زندگی بسر کرنے کے بعد جب جناب مسیح کی بے موت، موت کے درپے ہوئے اور آپ کو مارنے کا خیال سوجھا تو قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے، یعنی واوینا هما ربوة ذات قرار

و معین سے جناب مسیح کو پھانسی پر سے اتارتے ہوئے مرہم عیسیٰ کے چکر میں فلسطین والوں
دیکھتے ہوئے ہجرت کرانے پر مجبور ہوئے۔ جب دجال کا نقشہ آنکھوں میں بچ گیا تو جھٹ کہہ
دیا گیا کہ دیکھو قرآن کریم نے ان دونوں کے لئے یعنی جناب مسیح اور جناب مریم کے لئے
اونچے پہاڑ و باغات چشموں والی زمین کو قرار دیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ وہ سوائے کشمیر کے اور
کوئی جگہ ہو ہی نہیں سکتی۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ مسیح کشمیر میں آئے اور یہیں ہی زندگی کے بقیہ دن
ختم کر کے محلہ خان یار میں ابدی نیند سوئے۔

سبحان اللہ! یہ بھی آپ کی منطق اور ہیرا پھیری۔ مگر دور کیوں جائیں ابھی کل ہی کا واقعہ
ہے کہ نواب صاحب کا انتقال ہو گیا۔ ان کی ارتھی کے ساتھ ساتھ جہاں اہل ہنود تھے وہاں نو ذی
مسلمانوں کے علاوہ ایک عمر رسیدہ روزگار دیہاتی معہ میرزادہ بھی جا رہا تھا۔ ارتھی کے عقب میں
عورتوں کا ایک انبوہ کثیر سینہ کوبی اور بین کرتا جا رہا تھا۔ جن میں نواب زادے صاحب کی لڑکی بڑے
درد و کرب سے لبالب نالہ کرتے ہوئے یہ کہہ رہی تھی۔

آہ! تم وہاں چلے ہو جہاں نہ دانہ نہ پانی۔ افسوس! تم وہاں جا رہے ہو جہاں دیا نہ بتی۔
حیف! تم وہاں جاتے ہو جہاں چارپائی نہ بستر۔

میرزادہ جو باپ کے ہمراہ جا رہا تھا۔ لڑکی کے ان کلمات سے بے ساختہ متاثر ہو کر بابا کا
بازو جھنجوڑ کر کہنے لگا۔

ابا! ابا! دیکھو تو یہ لڑکی ہمارے ہی گھر کا پتہ دے رہی ہے۔

بعینہ یہی حال مرزا قادیانی کا ہے۔ قرآن کریم نے کسی واقعہ کی یاد دلاتے ہوئے
چشموں اور باغات کا ذکر کیا۔ آپ نے جھٹ کشمیر کہہ دیا۔ کیا بھولے ہیں کسی نے سوال کیا دو اور
دو کتنے ہوتے ہیں۔ وہ بولا چار روٹیاں۔ مرزا قادیانی کی جانے بلا کہ دنیا میں کتنے جنت نظیر ہیں
اور قرآن حکیم کا یہاں کیا منشا ہے اور وہ کس کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ بہر حال جناب امام مہدی
کی ایک علیحدہ شخصیت ہے۔ مگر مرزا قادیانی خواہ مخواہ اسے ہضم کئے جاتے ہیں اور ڈکار تک لینا
گوارا نہیں کرتے۔ ذیل کی حدیث گوش ہوش سے سنئے اور ایمان کی عینک سے دیکھئے۔

ششدر انگشت بدندان ہے اسے کیا کہئے

"عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لن تهلك امة انا اولها
وعيسى ابن مريم آخرها والمهدي اوسطها (مشکوۃ ص ۵۸۳، باب ثواب هذه
الامة الفصل الثالث)" (جناب ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے وہ

امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں میں ہوں اور جس کے آخر میں عیسیٰ ابن مریمؑ ہیں اور جس کے درمیان مہدی ہے۔ ﴾

ناظرین کرام! اس حدیث صحیح سے یہ روز روشن کی طرح معلوم ہوا کہ جناب امام مہدی و عیسیٰ ابن مریم دو جدا جدا شخصیتیں ہیں۔ جن کا زمانہ بھی جدا گانہ ہے۔ مگر قادیانی خواہ مخواہ دجل دینے کو کہے جاتا ہے۔ "لا مھدی الا عیسیٰ" یعنی امام مہدی ہی عیسیٰ ہیں اور عیسیٰ کا اطلاق خود ساختہ الہام کی رو سے خود بنتا ہے۔ بھلے مانس سے کوئی پوچھے کہ کوئی حدیث تو ایسی بھی دیجئے دو جس کی تاویل یا استعارہ نہ کرتے ہوئے بلا پیچ و خم سیدھے الفاظ میں قبول کر لو۔ مگر صاحب یہاں تو باوا آدم ہی نرالا ہے۔ سب سیدھی باتوں کو الٹا کیا جاتا ہے تو کہیں دجالیت کی شکم پری ہوتی ہے۔ فقیر کے خیال میں یہ احادیث ہی کافی ہیں۔ کیونکہ ناظرین کو انشاء اللہ ان دو جدا گانہ شخصیتوں کا کما حقہ علم ہو چکا ہوگا۔ ہاں نئی روشنی والے شاید ابھی مطمئن نہ ہوئے ہوں تو ان کے لئے ایک دو فرمان ورنقل کئے دیتا ہوں۔ بس غور سے سنئے:

"عن عثمان بن ابی العاصؓ وهو فی المسجد مع جماعة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول فيخرج الدجال ومع الدجال سبعون الفاً . . وينزل عيسى ابن مريم عليه السلام عند الصلوة الفجر فيقول لهم اميرهم يا روح الله تقدم صل لنا فيقول هذا الامة امراً بعضهم على بعض فيتقدم اميرهم فيصل حتى اذا قضى صلواته اخذ عيسى حربة فيذهب نحوالدجال فيقتله (احمد والحاكم فى المستدرك ص ۷۶، ۷۲۵ ج ۵ حديث نمبر ۸۴۷۳، باب نزول عيسى عليه السلام من السماء) "﴿ حضرت عثمان ابن ابی العاصؓ نے ایک جماعت کثیر کے سامنے خانہ خدا میں بیان کیا کہ سنا میں نے نبی کریم ﷺ سے . . . . دجال نکلے گا . . . . اور اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے . . . . ایسی حالت میں نازل ہوگا عیسیٰ ابن مریم صبح کی نماز کے وقت۔ پس مسلمانوں کا امیر جناب عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کرے گا کہ آگے تشریف لا کر نماز پڑھائیے وہ جواب دیں گے کہ یہ شرف امت محمدی کو حاصل ہے کہ ان میں سے بعض بعض کے امیر ہیں۔ پس آگے بڑھے گا امیر مسلمانوں کا اور نماز پڑھائے گا۔ حتیٰ کہ نماز ختم ہوگی تو عیسیٰ ابن مریم اپنی خنجر پکڑ کر دجال کی طرف جائیں گے اور اسے قتل کریں گے۔ ﴾

مرزائیو! کہیں حدیث کی صحت اور صحت پر سوال کر کے مت پکا لک شدانا بیٹھنا۔ کیوں اس لئے کہ اس حدیث کی روایت دو اماموں نے کی۔ یعنی امام احمد مجدد صدی دوئم و امام حاکم مجدد

صدی چہارم نے جو عند المرزا نہایت معتبر ہیں اور جن کا منکر کافر و بے دین ہے۔ ہاں بھائی اسی لئے پہلے کہہ دیا کہیں ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھنا۔ اب عینک ایمانی کی روشنی میں کہئے کہ تمہارے مرزا قادیانی سچے یا صحابی و تابعی، وہ کون بدبخت ہے جو حدیث کی عظمت سے انکار اور صحابہ کبار سے بیزار اور ناممکن سے اعتراف کر کے اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

فرمان رسالت سے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ امام مہدی اور جناب عیسیٰ دو مختلف شخصیتیں ہیں اور یہ بھی واضح ہوا کہ آنے والے مسیح کا نام ابن مریم ہے۔ ابن جہاں گیر بی بی تھیں اور وہ پیدا نہیں بلکہ نازل ہوگا اور مسلمانوں کے امیر کی اقتداء میں نماز پڑھے گا اور دجال کو قتل کرے گا۔ یہ مخفی نہیں کہ مرزا قادیانی میں یہ صفات قطعاً مفقود تھیں۔ ساری عمر میں وہ شکوار و جہاد کے نام سے ڈرتے رہے اور اس کے بند کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ واقعہ لیکھرام کے بعد وہ ایسے خائف ہوئے کہ جان کی حفاظت کے لئے گورنمنٹ سے التجاء کی کہ چند سپاہی بھیج دیں۔ کیونکہ واللہ یعصمک من الناس پر ایمان آج کل کے نبیوں کا نہیں رہا اور شاید الہی پہرہ جات کو شکریہ سے Return with thanks کر دیا گیا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کا مسجد میں یہ حدیث بیان کرنا اور امت کا بلا ردو قدح قبول کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ چیز تمام صحابہ کے ایمان میں داخل تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی ایک صحابی نے اس کی تردید نہ کی۔ گویا یہ مسئلہ تو اجماع امت کا ایک متفقہ مسئلہ ہے۔ مرزائیو کچھ گندے ایمان سے کہو تمہارے مرزا قادیانی کو یہ جرأت یہ حوصلہ ہو سکتا ہے کہ وہ ستر ہزار یہود کے مقابل اکیلا جاوے اور ان کی موجودگی میں ان کے امیر کو قتل کرے۔ تمہارے مرزا تو بچارے وہ تھے ایک پادری آتھم کے مقابل میں ایسے تنگ ہوئے کہ بھرے مجمع میں جواب دینے سے عاجز آتے ہوئے عورتوں کی طرح تیری ناک میں کیڑے پڑیں یا سپ آتے اور الہام سنانے لگے اور اوسان باختگی کا تو کچھ نہ پوچھو۔ بس اس سے اندازہ کر دو کہ دین کا ٹھیکہ دار اور نبوت کے قبل کا دعویدار بھرے مجمع میں بدحواسی کا یوں مظاہرہ کرتا ہے کہ حرمت رمضان کی پرواہ نہ کرتا ہوا سر عام چاہ کی پیالیوں گھونٹ جاتا ہے۔ واہ رے میرے شیر تیری دلیری۔

یہاں ایک لطیفہ بھی عرض کر دوں تا کہ حدیث کی صحت پر مرزا قادیانی کے دستخط بھی ہو جائیں اور قادیانی کے دجل کا بھانڈا بھی چوراہے میں پھوٹ جائے۔

مرزا قادیانی سے کسی شخص نے سوال کیا کہ اگر حضرت عیسیٰ آجائیں تو کیا آپ نماز خود کیوں نہیں پڑھائے تو آپ نے جواب دیا۔

"حدیث میں آیا ہے کہ مسیح جو آنے والا ہے وہ دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا۔"

(فتاویٰ احمدیہ ج ا ص ۸۲)

بہر رنگ کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

"عن ابی امامۃ الباھلیؓ قال خطبنا رسول اللہ ﷺ...... فقالت ام شریک بنت ابی العکر یا رسول اللہ فاین العرب یومئذ قال ھم قلیل...... وامامھم رجل صالح قد تقدم بھم الصبح اذا نزل عیسیٰ ابن مریم (سنن ابن ماجہ ص ۲۹۷، ۲۹۸، باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم علیہ السلام)"

﴿حضرت ابوامامہ الباہلیؓ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے ہم صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے دجال اور قیامت کا حال بیان فرمایا تو ام شریک بنت ابی العکر صحابیہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس دن عرب کہاں ہوں گے تو حضور ﷺ نے جواب میں ارشاد کیا وہ بہت تھوڑے ہوں گے اور ان کا امام ایک صالح مرد ہوگا۔ وہ صبح کی نماز پڑھانے کے لئے کھڑا ہوا گا کہ اچانک عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔﴾

ایک دوسری جگہ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد ہوا۔ "عن ابی الامامۃ الباھلی قال قال رسول اللہ ﷺ امامھم رجل صالح.... تقدم یصلی لھم الصبح اذ نزل علیھم عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام الصبح فرجع ذالک الامام ینکص یمشی القھقری لیتقدم عیسیٰ علیہ السلام یصلی فیضع یدہ عیسیٰ بین کتفیہ ثم یقول لہ تقدم فصل فانھا لک اقیمت فیصلی بھم امامھم فاذا انصرف قال عیسیٰ علیہ السلام افتحو الباب فیفتح وورآہ الدجال معہ سبعون الف یھودی.... فیدرکہ عند باب لد الشرقی فیقتلہ (سنن ابن ماجہ ص ۲۹۸، باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم علیہ السلام)" ﴿ابوالامامہ الباہلیؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ دجال کے خروج کے زمانہ میں بیت المقدس کے لوگوں کا امام ایک نیک شخص ہوگا..... اور ان کا امام آگے بڑھ کر صبح کی نماز پڑھانے کا ارادہ کرے گا کہ اچانک عیسیٰ علیہ السلام صبح کے وقت آن اتریں گے۔ یہ امام ان کو دیکھ کر الٹے پاؤں پیچھے ہٹے گا

تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے ہو کر نماز پڑھائیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا داہنا ہاتھ اس کے دونوں کاندھوں کے درمیان رکھ دیں گے اور امام سے فرمائیں گے کہ آپ ہی آگے بڑھیئے کہ یہ نماز آپ ہی کے لئے قائم ہوئی تھی۔ پھر وہی امام نماز پڑھائے گا۔ جب نماز سے فراغت ہوئی تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ دروازہ کھول دو۔ سو وہ کھول دیا جائے گا۔ وہاں پر ستر ہزار یہود کے ساتھ دجال ہوگا جو تمام مسلح ہوں گے۔ پس جناب عیسیٰ دجال کو باب الشرقی کے پاس قتل کریں گے۔

اللہ اللہ! اس قدر واضح اور مانع دلائل کے ہوتے ہوئے ایسی قوی تصریحات کو دیکھتے ہوئے کور مغزی اور کور باطنی کا مظاہرہ کرنا پرلے درجے کی ڈھٹائی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ شیخ ہذیانوں میں نہ مانوں کی رٹ لگانا آسان ہے۔ مگر روز روشن کو شب دیجور کہنے والے آخر کب تک ٹھہر سکتے ہیں۔ حق و باطل میں ہمیشہ سے چولی دامن کا رشتہ چلا آیا ہے۔ مگر باطل آخر باطل ہی ہے۔ ملمع سازی کو بظاہر کندن سے زیادہ آبدار معلوم ہوتی ہے۔ مگر تا کجے آخر نقل نقل ہی ہے۔ اب قرآن رسالت آپ کے سامنے ہیں ان میں کوئی ایک شق ایسی نہیں جو کسے ہیر پھیر کا تاویلیں ڈال سکے اور مفید مطلب ہو جائے۔ مرزائے قادیان کو ان احادیث سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ وہ خواہ مخواہ اس میں الجھ رہے ہیں۔ یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آیا جو لطف سے خالی نہیں۔

ایسٹ انڈیا کمپنی نے جب ہندوستان پر تسلط قائم کیا ہے۔ اس زمانہ میں محدود عدالتیں تھیں۔ ان میں اکثر مختیار اور چند ایک وکیل کام کرتے تھے۔ یہ مختیاری ہی اس زمانہ کی اعلیٰ وکالت سمجھی جاتی تھی اور اکثر اردو خواندہ لوگ جنہیں آج کوئی پوچھتا بھی نہیں وکیل بنے پھرتے تھے۔ ضلع کی کچہری کے سامنے بڑ کے ایک بڑے پیڑ کے نیچے ملا دال مختیار حقے کی نے منہ میں لئے دھواں دھار کش نکالتے ہوئے فرنیچر مسل کا انجن بنا بیٹھا ہے۔ سامنے مولوی عظیم اللہ وکیل مقدمہ کی تیاری میں معروف کتاب کے اوراق کو جلد جلد الٹ رہے ہیں۔ ایک بوڑھا دیہاتی بڑا سا لٹھ لئے مولوی صاحب کے سامنے بیٹھ کر سلام کہتا ہے۔

مولوی صاحب: کہو چوہدری! اچھے ہو کیسے آنا ہوا۔

جاٹ: مجھ پر میرے بھتیجوں نے میرا دم ناک میں کر رکھا ہے۔ جہاں میں مویشی باندھتا ہوں وہیں وہ کم بخت بھی باندھ دیتے ہیں۔ جس سے مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے کوئی ایسا مقدمہ کرو جس سے وہ سزا پا جائیں۔

مولوی صاحب: کیا ان کا اس جگہ میں کوئی حق نہیں۔

جاٹ: حق تو ہے مگر مجھے تو تکلیف ہوتی ہے۔

مولوی صاحب: تو ایسی حالت میں ان پر دعویٰ نہیں ہو سکتا۔

جاٹ: یوں ظلم نہ کرو، ان کو جس صورت میں ہو قید کرا دو۔

مولوی صاحب جاٹ سے پنڈ چھڑانے کے لئے بہ ضرورت صاحب کے کمرے میں چلے گئے، اور دیہاتی صاحب بڑبڑاتے ہوئے اٹھے۔

ملا وہاں مختار جو قریب ہی بیٹھا حقہ نوشی میں کمال کر رہا تھا اور جس کے کان سائل اور وکیل کی طرف لگے ہوئے تھے۔ موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے سنہری چڑیا کو دام تزویر میں لانے کے لئے ان کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ چودھری جی مجھے اپنی بپتا سنائیے بھلا وکیل کے چھوکرے وکالت کیا جانیں۔ جاٹ نے ہاتھ جوڑتے ہوئے داستان کہہ ڈالی تو مختار صاحب مونچھوں پہ تاؤ دیتے ہوئے لمبے کش لگاتے ہوئے بولے۔

ہاں صاحب! یہ بڑا سنگین مقدمہ ہے اور بڑے صاحب کے سوا اس کو کوئی سن بھی نہیں سکتا۔ کہو تو پھانسی دلا دوں۔ مگر ہمارے مختانے کا پورا پورا خیال رکھیں اور دیکھو۔ چونکہ یہ مقدمہ بڑے صاحب کی کچہری میں داخل ہوگا۔ اس لئے اس پر کورٹ فیس بھی بڑی لگے گی۔

جاٹ ہمیانی پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا روپیہ عزت ہی کے لئے ہوتا ہے۔ اس کی کچھ پروا نہیں۔ مگر پھانسی نہیں کالے پانی بھجوا دو۔ مختار نے بہت اچھا کہتے ہوئے بیس روپے کے کورٹ ٹکٹ کے لئے فہمائش کرتے ہوئے خزانچی کی طرف اشارہ کیا اور خود مضمون دعویٰ ایک بڑے لمبے سے سفید کاغذ پر لکھنا شروع کیا۔ جاٹ نے بیس روپے سامنے ڈھیری کر دیئے کہ صاحب آپ ہی ٹکٹ منگا لیں۔ میں کہاں خراب ہوتا پھروں گا۔

مختار: نہیں چودھری تم خود ہی اپنے ہاتھ سے لاؤ۔ ہم پرائے مال کو چھونا گناہ سمجھتے ہیں۔ رام جانے ہمیں دوسرے کے مال سے ڈر لگتا ہے ڈر۔

غرضیکہ جاٹ ۲۰ روپے کے ٹکٹ لایا۔ اس زمانے میں ٹکٹوں پر نام اور تاریخ درج نہ ہوا کرتی تھی۔ مختار صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ بیس روپے کے ٹکٹ بڑی صفائی سے درخواست پر لگا دیئے اور ایک لمبے لفافے پر بڑا خوشخط پتہ لکھ کر مختار کی طرف متوجہ ہوا۔ ہمیانی میں دس ہی باقی تھے وہ اینٹھتے ہوئے لفافہ موکل کو دیا کہ جاؤ سامنے والے لیٹر بکس میں اپنے ہاتھ سے ڈال دو۔ جاٹ خوشی خوشی یہ کام کر کے مطمئن ہوا اور عرض کی حضور میں کب آؤں۔ مختار نے تسلی دیتے ہوئے ایک مہینہ کا وعدہ دیا۔

گاؤں میں پہنچ کر جاٹ نے اودھم مچاتے ہوئے آسمان سر پر اٹھالیا۔ دیکھو تو میرے
ڈھور میں کس طرح سونٹی باندھتے ہیں۔ بدمعاش کہیں کے کالے پانی نہ بھجواؤں تو نام نہیں۔
چودھری کے دیہاتی بھتیجے حقیقتاً کچھ عرصہ تو سہم گئے۔ مگر جب بیس پچیس دن گذر گئے
تو وہ مستعد ہو ڈرانے لگے تو جاٹ کو بھی فکر ہوئی اتفاق سے اس دن پانچ صدروپیہ میکفر سے فصل کا
شوگر ملز سے وصول ہوا۔ روپیہ لیتے ہی سیدھا عدالت کا رخ کیا۔ مختیار نے دور سے دیکھا کہ سونے
کی چڑیا دام میں پاؤں چل کر آرہی ہے۔ تو وقار سے اکڑ کر یونہی مصروفیت کے بخار میں قلم کی
جولانیاں دکھانے لگے۔

جاٹ:۔ جے رام جی کی۔

مختیار۔ آؤ بھائی گلو جے رام جی کی۔ اچھا ہوا تم آگئے۔ پرسوں تمہارا مقدمہ پیش ہوا
بڑی محنت سے بحث کی صاحب تو مانتے تھے۔ مگر تمہاری تکلیف سے آبدیدہ ہو کر کچھ ہماری پرانی
رسم و رسم سے مجبور ہو کر کہنے لگے کہ سائل کو کہہ دیا جائے کہ کالے پانی کے لئے جہاز کا کرایہ داخل
کرے۔ کہو چودھری صاحب اس سے زیادہ اور تمہاری کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے۔
مقدمے کی کامیابی اور مت ماگئی کا کالا پانی بھیجنے کی مراد ہوا اس پر تعریفی الفاظ سن کر جاٹ
کی باچھیں کھل گئیں اور وہ کپڑوں میں پھولا نہ سمایا۔ بس یوں سمجھو کہ اس کو خوشی کا ہیضہ ہو گیا۔
مختیار نے جب پانسے کو کامیاب دیکھا تو کہنے لگا۔ چودھری جی اب دیری نہ کیجئے
روپیہ جلد داخل کیجئے تاکہ جہاز کے لئے لکھ دیا جائے۔
جاٹ نے پانچ صد کی ہمیانی سامنے رکھ دی اور کہا دیری کیسی ابھی داخل کر دیں۔
ہاں! کتنا کرایہ چاہئے مختیار نے کہا صاحب تو ہزار مانگتے تھے۔ بڑی کوشش اور
منت سے ساڑھے تین سو روپیہ فیصلہ ہوا۔ جاٹ نے فوراً یہ رقم گن کر سامنے رکھ دی تو مختیار
کے لئے کہا کہ دیکھو ساڑھے چھ سو کا تو فائدہ ہی کرایا ہے۔ اب تم جاتو جو خوشی میں آدے
دے دو۔ دیہاتی خوشی کے ہیضے میں اتنا آپے سے باہر تھا۔ چکنی چپڑی باتوں پر سو گن دیا۔
مختیار نے دیکھا ابھی ہمیانی میں کچھ باقی ہے بولا چودھری صاحب ہاں تو جو سپاہی حفاظت
کے لئے ساتھ جائیں گے ان کا خرچ غرضیکہ بیچارے چودھری کی میکفر کی فصل پوری کی پوری
لے کر چودھری کو اطمینان دلاتے ہوئے ایک ماہ کے مزید وعدے پر گاؤں بھیج دیا۔ جاٹ
نے خدا جانے کس اضطراب دبے کئی سے یہ دن ایک ایک کر کے شمار کئے اور حسب وعدہ
کالے پانی بھیجنے کے شوق میں مختیار کے پاس پہنچا۔

مختیار نے دور سے دیکھا کہ الو کی دم فاختہ آ رہی ہے تو کچھ گھبرایا مگر عیاری سے راہنمائی کی تو اطمینان قلب سے ست نام کے جواب میں بولا۔ بھاگو بھاگو دیکھو پولیس تمہاری تلاش میں ادھر ہی آ رہی ہے۔ میں نے آج تک تمہارا پتہ راز میں رکھا مگر بات یہ ہوئی کہ وہ جہاز جس کا کرایہ تم نے داخل کیا تھا آتے ہوئے راستہ میں ڈوب گیا۔ اب بڑا صاحب کہتا ہے کہ وہ جس نے کالے پانی کے لئے جہاز منگایا تھا اس سے اس کی قیمت وصول کرو۔ اس لئے بہتر ہے کہ چپکے سے بھاگ جاؤ اور خبردار کسی سے ذکر نہ کرنا ورنہ پکڑے جاؤ گے۔

جاٹ یہ سنتے ہی پاؤں سر پر رکھ کر بھاگا اور پلٹ کر پھر کبھی عدالت کا منہ نہ دیکھا۔

بعینہ یہی حال ہمارے مرزا قادیانی کا ہے کہ عیار مختیار کی طرح کوئی نہ کوئی فقرہ جڑ دیتے ہیں۔ کسی نہ کسی حدیث میں حق آسائش بتاتے ہوئے مفید مطلب بنانے کی ناکام کوشش کر لیتے ہیں۔ بھلے مانس سے کوئی پوچھے کہ میاں نہ تمہارا نام ملے، نہ تمہارے باوا کا، نہ اماں کا، نہ ذات، نہ حلیہ، نہ ملک، نہ قوم، نہ صفات، نہ حیات، پھر تو کون، مان نہ مان، میں تیرا مہمان۔ ہاں! بھیا وہ دن گئے جب کالے پانی کے لئے جہاز یا چیک کی آڑ میں دو دو ہزار کی لاگت کے مکان پھر دے کر بنوا لیا کرتے کہ یہ کشتی نوح ہے۔ جو اس میں پناہ پائے گا محفوظ رہے گا اور ایسی ہی اور شخم گریفیاں تو ڑا کرتے تھے۔ اب وہ زمانہ نہیں۔ دنیا تم سے آشنا ہو چکی۔ سب کو کلون سمجھو۔ اب بڑے صاحب کے نام سے لوگ مانوس ہیں۔ کوئی شکایت کر دے گا تو بڑے گھر کے مہمان ہو گے۔

"عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لن تہلک امۃ انا اولھا وعیسیٰ ابن مریم آخرھا والمھدی اوسطھا (مشکوۃ ص۵۸۳، باب ثواب ھذہ الامۃ)" (حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کا شروع تو مجھ سے ہے اور آخر عیسیٰ ابن مریم سے ہے اور درمیان زمانہ امام مہدی سے ہے۔)

مرزائیو! اس حدیث مرفوع کو تمہارے مصدقہ و مسلمہ دو اماموں نے یعنی امام احمد بن حنبل مجدد صدی دوئم اور حافظ ابونعیم صاحب مجدد صدی چہارم نے روایت کیا ہے۔ اس لئے اس کی صحت سے انکار کر کے کہیں خدا کا عذاب کا سودا نہ کر بیٹھنا۔ کیونکہ مجدد کے انکار سے بقول مرزا کفر لازم آتا ہے اور دو مجددوں کی تکذیب سے تو دین بھی گیا دنیا بھی گئی ہو جائے گا۔ اگر اعتبار نہ ہو تو اپنی ہی معتبر کتاب اور منظور نظر مرزا یعنی "عسل مصفیٰ" مرتبہ مرزا خدابخش قادیانی جس پر دمشقی اور

ان کی دونوں جماعتوں کے اماموں اور بقیہ گمراہ کن مبلغوں نے تقریظی ریویوز کئے ہوئے ہیں۔ دیکھ لو اور اگر ساری خرافات کے ملاحظہ کے لئے وقت عزیز اجازت دیتا ہے تو صرف ۱۲۵۴۴۱۹۲ ہی دیکھ لیا جائے اس پر ہر بار تیرہ صدیوں کے مجدد گنوائے گئے ہیں اور کسی ایک کے انکار کو کفر کے مترادف سمجھا گیا ہے۔ یقین ہے کہ رگ الحاد پھڑکنے کی بجائے دب جائے گی اور حدیث کی عظمت پر حرف گیری کا یارا نہ ہوگا۔ اب انصاف کیجئے کہ حدیث تو یہ بتاتی ہے کہ سب سے آخر میں آنے والے کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوا اور درمیانی زمانے کے صاحب کا نام محمد بن عبداللہ ہو۔ جسے امام مہدی کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی خواہ مخواہ ان دو مبارک ہستیوں کو ایک میں مدغم کرتے ہوئے اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں۔

یہ بھی ہے کہ تمام عقیدت کیش یا لنگر کے لنگوریا ضمیر فروش تو کورانہ آپ کی ہاں میں ہاں ملاتا طوعاً و کرہاً منظور کرتے ہوئے گردن تسلیم خم کرنے میں مصلحت وقت سمجھیں گے۔ مگر یہ تو کہئے کہ وہ خوش نصیب ممالک جہاں آپ کی گمراہ کن تعلیم نہیں پہنچی تو وہ سعید لوگ جنہیں قدرت نے قلب سلیم عطا کیا ہے اور وہ صوفیائے کرام جنہیں پاک باطنی نے پسند کیا اور وہ اہل علم حضرات جو رسول کریم کے صحیح جانشین ہیں۔ وہ آپ کی اس بودی تاویل اور الٹی منطق پر اگر لاحول نہ پڑھیں تو کم ہی انصاف سے کام لیا کہیں۔ کیونکہ قرآن حکیم نے انہیں تعلیم ہی کچھ ایسی دی ہے۔ ''واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما (فرقان:۶۳)'' یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی نامور اور مقبول ہستیاں جن کے سامنے مرزا جیسے ہزاروں یا تو ایک لفظ نہ کہہ سکیں خاموش رہیں۔ اس لئے نہیں کہ وہ مرزا کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ نعوذ باللہ!

یہ نہیں بلکہ اس لئے کہ ''کند ہم جنس با ہم جنس پرواز!'' کے مصداق ہی صحیح ہے اور بھلا ان کے اوقات عزیز کب اجازت دیتے تھے کہ وہ قال اللہ و قال الرسول جس میں دین و دنیا کی فلاح ہے کو چھوڑ کر خرافات واہیہ میں الجھ جائیں اور فقیر کے خیال میں یہ ان کا استغنا ہی ہمارے سر چڑھ رہا ہے۔ حضرت مولانا علامہ الشیخ الانور کاشمیری نے وصال سے چند سال قبل اس طرف تھوڑی سی توجہ فرمائی۔ ان کے وہ جواہر پارے ہمارے سامنے ہیں۔ مگر افسوس عوام تو کیا علماء سے وہ جن کا سینہ رحمت کردگار کا خزینہ ہے کے سوا کوئی کیا سمجھے گا۔ انہوں نے اصولی باتیں بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً یہ کہ نبوت کا امکان بعد از سرور دو عالم ہو بھی سکتا ہے یا نہیں۔ اس پر دلائل سے نقد و تبصرہ فرماتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ ایں خیال است و محال است و جنون۔ اس کے بعد جھوٹی قادیانی کی نبوت پر اس انداز سے بحث فرمائی ہے کہ گویا لعل و گوہر کے دریا بہا دیئے ہیں۔ مگر

افسوس کہ ہم جیسے کم علم اس سے مستفیض نہیں ہو سکتے۔ ہاں اہل علم جھولیاں بھر بھر کر ذخیرہ کر رہے ہیں۔ کاش محترم مولانا شیخ الحدیث شبیر احمد صاحب عثمانی یا محترم و بزرگ شیخ الاسلام حسین احمد صاحب مدنی کسی اولین فرصت میں ان سے عام فہم تراجم کی طرف توجہ فرما کر ہم بے بصروں پر احسان فرمائیں۔ (الحمدللہ! کہ ان کتب کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ مصنف کی خواہش اللہ تعالیٰ نے پوری فرما دی۔ فلحمدللہ۔ فقیر مرتب)

ناظرین! اب ہم آپ کی خدمت میں فرمان رسالت مندرجہ بالا پر مرزائی دستخط بھی کرائے دیتے ہیں۔ تاکہ قادیانی دیانت و امانت کا کچھ حصہ پتہ چل جائے۔ چنانچہ ذیل کی حدیث اسی مرزائی معتبر کتاب ''عسل مصفٰے'' سے نقل کرتے ہیں۔ جس کے راوی امیرالمومنین حضرت علیؓ ہیں۔ ہاں غور سے سنئے۔

''عن علیؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ابشروا وثم ابشروا... کیف یھلک امة انا اولھا واثنا عشر خلیفة من بعدی والمسیح عیسی ابن مریم اخرھا'' (حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو خطاب فرماتے ہوئے فرمایا: خوش ہو خوش ہو... وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے کہ جس کی ابتداء مجھ سے ہوئی اور درمیان میں میرے بارہ خلیفے ہوں گے اور سب سے آخر میں مسیح ابن مریم ہے۔) (منقول از عسل مصفٰے ج۲ ص۵۱۲)

فرمان رسالت کی رو سے سب سے آخری خلیفے کا نام مسیح ابن مریم بیان ہوا جو صاحب کتاب نبی ہیں۔ مگر مرزا قادیانی سینہ زوری کرتے ہوئے خواہ مخواہ اپنے پر چسپاں کر رہے ہیں۔ ذیل کا مضمون گو طویل ہے۔ مگر لطف سے خالی نہیں کا مطالعہ کرو اور خدارا سوچو کہ مرزا قادیانی خیالی تنکے کا سہارا کس دیدہ دلیری سے لیتے ہوئے کیا کیا کہہ گئے۔ اس دیدہ دلیری و چالاکی دھیاری سے یہ پتہ چل جائے گا کہ قادیانی نبوت کس معیار پر کھڑی کی گئی۔ وہ اس کے بچے کیا تھا۔

(ازالہ اوہام ص۶۳ تا ۶۹ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۳۲تا۱۳۴) ''اب یہ جاننا چاہئے کہ دمشق کا لفظ جو مسلم کی حدیث میں وارد ہوا ہے۔ یعنی صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے سفید منارہ شرقی کے پاس اتریں گے۔ یہ لفظ ابتداء سے محقق لوگوں کو حیران کرتا چلا آتا ہے۔ کیونکہ بظاہر کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کو دمشق سے کیا مناسبت ہے اور دمشق کو مسیح سے کیا خصوصیت... اس جگہ بلاشبہ استعارہ کے طور پر کوئی مرادی معنی مخفی ہیں۔ جو ظاہر نہیں کئے گئے اور یہ عاجز ابھی اس بات کی تفتیش کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا کہ وہ معنی کیا ہیں کہ اسی اثناء میں میرے ایک دوست اور محب واثق مولوی حکیم نوردین صاحب قادیان آئے اور انہوں نے اس بات کے لئے درخواست

کی کہ جو مسلم کی حدیث میں لفظ دمشق و نیز اور ایسے چند مجمل الفاظ ہیں۔ ان کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی جائے۔ لیکن چونکہ ان دنوں میں میری طبیعت علیل اور دماغ ناقابل جد و جہد تھا۔ اس لئے میں ان تمام مقاصد کی طرف توجہ کرنے سے مجبور رہا۔ (یہ ہے مرزا کے الہام کی حقیقت۔ یعنی جب کبھی منشی جی کا دماغ تازہ اور طبیعت حاضر ہوتی تھی۔ اس وقت کی کیفیت کا نام وحی کہہ دیا یا رکھ لیا جاتا اور کبھی کے کھتیان کے موقعہ پر دماغی جد و جہد کر کے کانٹ چھانٹ کر کے باقی ملائی جاتی تھی۔ چہ خوب) صرف تھوڑی سی توجہ کرنے سے ایک لفظ کی تشریح یعنی دمشق کے لفظ کی حقیقت میرے پر کھولی گئی اور نیز ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص حارث نام یعنی حراث آنے والا جو ابوداؤد کی کتاب میں لکھا ہے۔ یہ خبر صحیح ہے اور یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی در حقیقت یہ دونوں اپنے مصداق کی رو سے ایک ہی ہیں۔ یعنی ان دونوں کا مصداق ایک ہی شخص ہے جو یہ عاجز ہے۔ (صاحبان حراث کہتے ہیں زمیندار کو مگر یہ صفت بھی مرزا میں نہ تھی۔ کیونکہ وہ خود یا ان کا باپ دادا کھیتی باڑی نہ کرتے تھے۔ مگر چونکہ تھوڑی بہت زمین رکھتے تھے اس لئے دجل دین کو ایک لفظ کا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہو رہا ہے۔ بہت اچھا آگے چلئے) سو اول دمشق کے لفظ کی تعبیر جو بذریعہ الہام مجھ پر کھولی گئی بیان کرتا ہوں۔۔۔ پس واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں۔ (یہ قادیان دارالامان کی تعریف ہو رہی ہے۔ اسی لئے تو میں اس کو دارالفساد لکھتا ہوں۔ سبحان اللہ یہ سچی بات مرزا قادیانی کی قلم سے نکل گئی) غرض مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے اور خداتعالیٰ نے مسیح کے اترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد اصلی مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ (تو پھر کیا نقلی مسیح مراد ہے جس پر براہین احمدیہ نکلی تھی۔ چہ خوب) بلکہ مسلمانوں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رو سے مسیح سے اور نیز امام حسین سے بھی مشابہت رکھتا تھا۔ کیونکہ دمشق پایہ تخت یزید ہو چکا ہے اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزارہا طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے وہ دمشق ہی ہے اور یزیدیوں کو ان یہودیوں سے بہت مشابہت ہے۔ (مگر قادیان میں تو تھانہ، تحصیل اور منصفی بھی نہیں پھر یہاں سے خاک احکام جاری ہونے کی مماثلت ہوئی۔ دجل بھی دیا وہ بھی کچا۔ اس لئے

قریب اتارا اور سچائی کے ساتھ اتارا اور ایک دن وعدہ اللہ کا پورا ہونا تھا۔ (مرزا کے خدا تعالیٰ کیونکہ مرزا قادیانی اترے تھے تو کہاں سے۔ پہلے مرزا قادیانی کا چڑھنا بتاؤ اتر تو خود بخود مان لیں گے۔ افسوس جس قوم میں اترنا سے مراد ماں کے پیٹ سے نکلنا ہو اس کی عقل کا ماتم نہ کریں تو اور کیا کریں) اس الہام پر نظر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہام نوشتوں میں بطور پیش گوئی پہلے سے لکھا گیا تھا۔ اب چونکہ قادیان کو اپنی ایک خاصیت کی رو سے دمشق سے مشابہت دی گئی تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کا نام پہلے نوشتوں میں استعارہ کے طور پر دمشق رکھ کر یہ پیش گوئی بیان کی گئی ہوتی۔"

(ازالہ اوہام ص۷۵، خزائن ج۳ ص۱۳۹) "یہ فقرہ جو اللہ تعالیٰ نے الہام کے طور پر اس عاجز کے دل پر القا کیا ہے کہ "انا انزلناہ قریباً من القادیان" اس کی تفسیر یہ ہے "انا انزلناہ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارة البیضا" کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارے پر ہے۔ منارہ کے پاس یہی یہ فقرہ الہام الٰہی کا کہ کان وعدہ اللہ مفعولا۔ اس تاویل سے پوری پوری تطبیق کھا کر یہ پیش گوئی واقعی طور پر پوری ہو جاتی ہے۔"

(حیرانگی ہے مرزا قادیانی کی اس صفائی پر کہ جب مرزا قادیانی پیدا ہوئے۔ اس وقت نہ یہ مسجد شرقی تھی اور نہ کوئی منارہ۔ اچھا معمہ ہے جو یہ بھی نہیں جانتا کہ جس چیز سے بیچ دے رہا ہوں وہ تو منصۂ شہود سے غائب ہے اور پیدا ہونے والا خود اس کو بھیک مانگ کر تعمیر کر رہا ہے اور اسی تیاری میں اس کی اپنی تیاری ہوگی اور کہاں سے اتر رہا ہے یہ تو بتایا ہی نہیں گیا۔ کیا مرزا قادیانی پیدا ہوتے ہوئے تھے۔ منارہ سے ٹپک پڑے تھے۔ آخر یہ کیا گورکھ دھندہ ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا)

(ازالہ اوہام ص۷۶، ۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰، ۱۴۱)

"جس روز الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا۔ اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر با آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ "انا انزلناہ قریباً من القادیان" تو میں نے سن کر تعجب کیا کہ قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ تین شہروں کا نام بطور اعزاز

کے قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔ یہ کشف تھا جو کئی سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا تھا اور اس کشف میں جو میں نے اپنے بھائی صاحب مرحوم کو جو کئی سال سے وفات پا چکے ہیں قرآن شریف پڑھتے دیکھا اور اس الہامی فقرہ کو ان کی زبان سے قرآن شریف میں پڑھتے سنا تو اس میں بھید تھی ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ نے میرے پر کھول دیا کہ ان کے نام سے اس کشف کی تعبیر کو بہت کچھ تعلق ہے۔ یعنی ان کے نام میں جو قادر کا لفظ آتا ہے اس لفظ کو کشفی طور پر پیش کر کے یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ قادر مطلق کا کام ہے۔ اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے عجائبات قدرت اسی طرح پر ہمیشہ ظہور فرماتے ہیں۔"

(مظہر العجائب غلام قادر معہ غلام احمد کے عجائب۔ اب چونکہ یہ دونوں عمل بیٹے اس بڑے امت سے خطاب ہے کہ وہ از راہ مہربانی یہ بتانے کی زحمت گوارہ کرے کہ مرزائی خدا سچا ہے یا مرزائی رسول۔ کیونکہ خدا تو کہتا ہے کہ "انا انزلناه قريباً من القاديان" کہ ہم نے مرزا کو قادیان کے قریب اتارا اور قادیان کا قرب ان مضافات کو حاصل ہے۔ جو قادیان کے قریب ہوں۔ جیسے بٹالہ گورداسپور۔ مگر مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں قادیان میں اترا۔ دوسرا معمہ یہ ہے کہ جو شخص غلام قادر سے غلام حذف کرتے ہوئے قادر بھی لے تنی بھائی کا قرآن پڑھنا خدا کا قرآن پڑھنا قرار دے لے۔ اس کی عقل کا ماتم کس طریق سے کریں اور دو نصف کے قریب میں قادیان لکھا ہوا کہاں ہے اور اگر کشف کی بنا تو جواب یہ ہے کہ بات کرنے سے پہلے بات کو تول لینا دانائی میں داخل ہے۔ مگر وہ کشف جو دین میں رخنہ انداز ہو۔ جس کے باعث دین میں تفرقہ پڑتا ہو مردود ہے اور کشوف کے متعلق اتنا اور عرض کر دوں کہ مرزا قادیانی کو کبھی کشف نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ زمین ہی بنجر اور بنجر ہی تھی۔ جو قابل زراعت بھی جاتی ہے۔ ہاں مرزا قادیانی کشف بنالیا کرتے تھے اور کشف اور خواب کے متعلق اہل عرب جانتے ہیں کہ کشف کیا ہوتا ہے۔ مثلاً شہر زبیدہ کے متعلق جو مکہ اور مدینہ کے درمیان جاری ہے سب کو علم ہے کہ جناب زبیدہ زوجہ امیر المومنین کو یہ خواب آیا اور کیا تعبیر کی گئی۔ مگر صاحب تو بچی بھی ہے۔ یہاں کا تو باوا آدم ہی نرالہ ہے۔ عزت خواب اور خود تراشیدہ کشف)

ذیل میں مرزا قادیانی کے کشف بنانے کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے ملاحظہ کریں:

(ازالہ اوہام ص ۱۴۳، [illegible]، خزائن ج ۳ ص [illegible]) "مجھے یاد ہے کہ میرے والد صاحب غفر اللہ جو ایک معزز رئیس اور اپنی نواح میں عزت کے ساتھ مشہور تھے انتقال کر گئے تو ان کے فوت ہونے کے بعد دوسرے یا تیسرے روز ایک عورت نہایت خوبصورت خواب میں میں نے دیکھی

جس کا حلیہ ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے اور اس نے بیان کیا کہ میرا نام ربانی ہے اور مجھے اشارات سے کہا کہ میں اس گھر کی عزت اور وجاہت ہوں اور کہا کہ میں چھپنے کو تھی مگر تیرے لئے رہ گئی۔ انہیں دنوں میں میں نے ایک نہایت خوبصورت مرد دیکھا اور میں نے اسے کہا کہ تم ایک عجیب خوبصورت ہو۔ تب اس نے اشارہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ میں تیرا بخت بیدار ہوں اور میرے اس سوال کے جواب میں کہ تو عجیب خوبصورت آدمی ہے۔ اس نے یہ جواب دیا کہ میں درشنی آدمی ہوں اور ابھی تھوڑے دن گذرے ہیں کہ ایک مدقوق اور قریب الموت انسان مجھے دکھائی دیا اور اس نے ظاہر کیا کہ میرا نام دین محمد اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ دین محمدی ہے۔ جو مجسم ہو کر نظر آیا اور میں نے اس کو تسلی دی کہ تو میرے ہاتھ سے شفا پائے گا۔"

ناظرین! جس حدیث کے توڑ مروڑ میں مرزا قادیانی نے سابقہ اوراق میں دجال، باب لد کی اور دمشق سے قادیان کو تعبیر کرانے کی ناکام کوشش کی وہ فرمان رسالت والا تبہ ایمانا کے لئے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

"وعن النواس بن سمعانؓ قال ذکر رسول اللہ ﷺ الدجال فقال ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجه دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرء حجیج نفسه والله خلیفتی علی کل مسلم انه شاب قطط عینه طافیة کانی اشبهه بعبد العزی بن قطن فمن ادرکه منکم فلیقرا علیه فواتح سورة الکهف وفی روایة فلیقرا علیه بفواتح سورة الکهف فانها جوارکم من فتنته انه خارج خلة بین الشام والعراق فعاث یمینا وعاث شمالا یا عباد الله فاثبتوا قلنا یا رسول الله وما لبثه فی الارض قال اربعون یوما یوم کسنة ویوم کشهر ویوم کجمعة وسائر ایامه کایامکم... قلنا یا رسول الله وما اسراعه فی الارض قال کالغیث استدبرته الریح فیاتی علی القوم فیدعوهم فیؤمنون به فیامر السماء فتمطر والارض فتنبت فتروح علیهم سارحتهم اطول ماکانت ذری واسبغه ضروعا وامده خواصر ثم یاتی القوم فیدعوهم فیردون علیه قوله فینصرف عنهم فیصبحون ممحلین لیس بایدیهم شیء من اموالهم ویمر بالخربة فیقول لها اخرجی کنوزک فتتبعه کنوزها کیعاسیب النحل ثم یدعوا رجلا ممتلیاً شباباً فیضربه بالسیف فیقطعه جزلتین رمیة الغرض ثم یدعوه فیقبل ویتهلل وجهه یضحک فبینما هو کذلک اذ بعث الله

المسیح ابن مریم فینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق بین مهزودتین واضعاً کفیه علی اجنحة ملکین اذا طأطأ رأسه قطر واذا رفعه تحدر منه مثل جمان کاللؤلؤ فلا یحل لکافر یجد من ریح نفسه الا مات ونفسه ینتہی حیث ینتہی طرفه فیطلبه حتی یدرکه بباب لد فیقتله۔۔۔ الخ (مشکوٰۃ ص۴۷۳، باب علامات بین یدی الساعة فصل اول)''

اس حدیث شریف کو مرزا آنجہانی نے صحیح تسلیم کرتے ہوئے حسب ذیل خیالات پیش کئے۔

(ازالہ اوہام ص۲۱۸،۲۱۹، خزائن ج۳ ص۲۰۹)'' دجال اسی قسم کی مکروہ کرنے کی کوششوں میں لگا ہوگا کہ ناگہاں ابن مریم ظاہر ہو جائے گا اور وہ ایک منارہ سفید کے پاس دمشق کے شرقی طرف اترے گا۔ اور پھر فرمایا جس وقت وہ اترے گا اس وقت اس کی زرد پوشاک ہوگی اور دونوں ہتھیلیاں اس کی دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہوں گی۔ پھر فرمایا کہ جس وقت مسیح اپنا سر جھکائے گا تو اس کے پسینے کے قطرات مترشح ہوں گے اور جب اوپر کو اٹھائے گا تو بالوں سے قطرے پسینے کے چاندی کے دانوں کی طرح گریں گے۔ جیسے موتی ہوتے ہیں اور کسی کافر کے لئے ممکن نہیں ہوگا کہ ان کے دم کی ہوا پاکر جیتا رہے۔ بلکہ فی الفور مر جائے گا اور دم ان کا ان کی حد نظر تک پہنچے گا۔ پھر حضرت ابن مریم دجال کی تلاش میں نکلیں گے اور لد کے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ اس کو جاکر پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔''

متن جہاں بیان کو ذہن نشین رکھئے اور اس کے بعد حدیث مذکورہ کے ترجمے کو ملاحظہ فرمائیں اور ترجمہ بھی حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی صاحب اشعۃ اللمعات کا لکھتے ہیں بعد تسلیم۔

'' نبی کریم ﷺ نے دجال کا ذکر کیا تو فرمایا اگر دجال نکلے اور فرض کرو کہ میں بھی تم میں ہوں۔ تو میں اس کا مقابلہ تمہارے سامنے میں کروں گا۔ اگر نکلے اور میں تمہارے پاس نہ ہوں۔ پھر ہر مرد اس کا مقابلہ کرے۔ (شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ مقابلہ دلائل شرعیہ عقلیہ کرے) اس فرمان کو امت مرحومہ کے افراد نے حضور ﷺ کے ارشاد کے موافق اس زمانہ کے دجال کا مقابلہ بھی دلائل عقلیہ نقلیہ سے کیا ہے اور خدا تعالیٰ میرے بعد میرے وکیل ہیں۔ تحقیق دجال جوان تر یادہ گھونگھریالے بالوں اور اس کی آنکھ پھولے والی ہوگی۔ گویا کہ اس کی تشبیہ عبدالعزیٰ بن قطن سے ساتھ ہے۔ اگر کوئی تم میں سے اس دجال کو دیکھے تو چاہئے کہ ابتداء سورۃ کہف کی آیات کو پڑھے۔ کیونکہ یہ اوائل آیات سورۃ کہف تمہارے لئے اس فتنہ دجال سے امان دینے والی ہیں۔ وہ دجال

شام اور عراق کے درمیان ریگستانی راستے میں پیدا ہوگا۔ وہ دائیں بائیں فساد کرے گا۔ اے بندگان خدا ثابت رہیو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ زمین میں کتنی مدت ٹھہرے گا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا چالیس دن ایک دن ایک سال کی مانند کا اور ایک دن ایک ماہ کے مثل اور ایک دن ہفتہ کے مثل باقی اس کے تمام دن تمہارے دنوں کی مانند ہوں گے۔ تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پس وہ دن جو ایک سال کا ہوگا۔ کیا اسمیں ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ نہ بلکہ باقی وقتوں کا اندازہ کر کے نمازیں پڑھنا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس طرح زمین میں جلدی چلے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جیسے بارش کہ اس کے بعد ہوا آجائے۔ پس وہ دجال ایک قوم کے پاس آئے گا اور ان کو بلائے گا۔ پس وہ قوم اس کے ساتھ ایمان لادے گی۔ پس وہ آسمان کو حکم کرے گا تو بارش ہوگی اور زمین کو حکم کرے گا تو وہ جمادے گی۔ پس شام کو چراگاہوں سے ان کے جانور پہلی حالت سے موٹے تازے آئیں گے اور ان کے پستان بھرے ہوں گے اور ان کی کوکھیں بھی پر ہوں گی۔ پھر دجال ایک اور قوم کے پاس آئے گا۔ ان کو بلائے گا وہ قوم اس کے قول کو رد کرے گی۔ پس وہ وہاں واپس آئے گا۔ پس وہ قحط سالی میں مبتلا ہوں گے جو اس وقت ان کے ہاتھ کوئی چیز نہ ہوگی۔ وہ دجال ویرانی سے گذرے گا۔ وہ دجال اس کو کہے گا کہ اپنے خزانے نکال۔ پس وہ زمین اس کی پیروی کرے گی۔ جیسے شہد کے سردار شہد کی متابعت کرتے ہیں۔ پھر دجال ایک جوان موٹے کو بلائے گا تو اس کو تلوار سے مار کر دو ٹکڑے کر کے علیحدہ علیحدہ رکھے گا۔ جو ایک تیر کے مقدار پر ہوں گے۔ پھر اسی جوان کو بلائے گا اور اس کو زندہ کرے گا اور وہ شخص اس کے سامنے آئے گا۔ ہنستا ہوا۔ پس یکتا اسی حالت میں اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجیں گے۔ پس حضرت مسیح منارۃ البیضاء پر نازل ہوں گے۔ جو دمشق سے شرقی جانب ہے۔ زرد رنگ شدہ کپڑوں میں اپنے ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے جب اپنے سر کو نیچا کریں گے تو پسینہ گرے گا اور جب اٹھائے گا تو چاندی کی مانند دانے گریں گے۔ جس کافر کو حضرت عیسیٰ کی ہوا پہنچے گی وہ وہاں ہی مرے گا اور آپ کی ہوا اس جگہ تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر پہنچے گی۔ پھر حضرت مسیح دجال کو تلاش کریں گے۔ تا کہ لد کے دروازہ پر اس کو پالیں گے اور اس کو قتل کریں گے۔"

چنانچہ اس حدیث کی مزید تصدیق کرتے ہوئے نزول المسیح کے متعلق حسب ذیل مرکز پیش کرتے ہیں اور یہ حدیث اس وقت پوری ہوئی ہے جب کہ منارہ دارالفساد قادیانی میں تیار ہو رہا تھا اور چندہ کی دھن میں مرزا قادیانی الغرض مجنوں ہو رہے تھے۔

"ہمارے بعض مخلصوں کو معلوم ہوگا کہ یہ منارۃ المسیح کیا چیز ہے اور اس کی کیا ضرورت ہے۔ سو واضح ہو کہ ہمارے سید و مولا خیر الاصفیاء خاتم الانبیاء سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی یہ پیش گوئی ہے کہ مسیح موعود جو خدا کی طرف سے اسلام کے ضعف اور عیسائیت کے غلبہ کے وقت میں نازل ہوگا اس کا نزول ایک سفید منارۃ کے قریب ہوگا۔ جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔"

(تبلیغ رسالت ج۹ ص۵۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۸۵)

قبل اس کے کہ میں اس حدیث پر جو ایک زبردست پیش گوئی ہے پر تبصرہ کروں اور اس کے اہم نکات کی طرف توجہ دلاؤں۔ یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک واقعہ تمثیلی طور پر جس کی طرف فرمان رسالت توجہ دلاتا ہے۔ پیش کردوں یہ اس لئے کہ فرمان رسالت میں دجال مردود کے ساتھ مقابلہ دلائل قطعیہ اور براہین ساطعہ کے ساتھ کرنے کا حکم ہے۔ جس سے یہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دجال کی طاقت بڑی زبردست ہوگی اور اس کے لاؤ لشکر کے سامنے اس وقت کے سعید انسان جسمانی حیثیت میں کمزور ہوں گے۔ ہاں دجال پر ایمانی طاقت سے غالب آئیں گے۔ جس طرح کہ ذیل کا واقعہ روشنی ڈالتا ہے اور جیسا کہ اس کتاب کے ابتدائی مضمون سے مترشح ہوتا ہے۔ مختصراً یہ کہ یہ ایک مکالمہ ہے۔ جو قرآن حکیم کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔ پڑھئے اور سر دھنئے:

"اللّٰہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور والذین کفروا اولیٰھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمٰت اولٰئک اصحٰب النار ھم فیھا خالدون۔ الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربہ ان اٰتہ اللّٰہ الملک اذ قال ابراھیم ربی الذی یحیی ویمیت قال انا احیی وامیت قال ابراھیم فان اللّٰہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب فبھت الذی کفر واللّٰہ لا یھدی القوم الظٰلمین (بقرہ:۲۵۷،۲۵۸)" ﴿اللہ دوست دار ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے طرف روشنی کے اور جو لوگ کہ کافر ہوئے دوست ان کے شیطان ہیں۔ نکالتے ہیں ان کو روشنی سے طرف اندھیروں کے یہ لوگ ہیں رہنے والے آگ کے۔ وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہیں گے۔ کیا نہ دیکھا تو نے طرف اس شخص کے جھگڑا ابراہیم سے بیچ پروردگار اس کے کہ اس واسطے کہ دی اللہ نے اس کو بادشاہی جس وقت کہا ابراہیم نے پروردگار میرا وہ ہے کہ جلاتا ہے اور مارتا ہے کہا اس نے میں جلاتا ہوں اور مارتا ہوں کہا ابراہیم نے پس تحقیق اللہ لاتا ہے سورج کو مشرق سے پس لے آ تو اس کو مغرب سے پس بھونچکا ہوا وہ جو کافر تھا اور اللہ نہیں راہ دکھاتا قوم ظالموں کو۔﴾

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نمرود کے دربار میں جو بابل میں خدا بنا بیٹھا تھا تشریف لے گئے اور اس کے قاعدے کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سجدہ نہ کیا۔ نمرود نے خشم آلود نگاہ سے پوچھا کہ تم نے مجھ کو سجدہ کیوں نہ کیا۔ کیا میں تمہارا خدا نہیں ہوں۔ تو جناب ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا میرا رب تو وہ ذات پاک ہے جو نیست کو ہست اور ہست کو نیست کرتا ہے تو نمرود نے جواب دیا میں زندے کو مردہ اور مردے کو زندہ کرتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت زندان سے دو قیدی ایسے منگوائے جن میں سے ایک کو پھانسی کی سزا تھی اور دوسرا بے گناہ تھا۔ چنانچہ اس نے بے گناہ کو قتل کر دیا اور پھانسی والے کو آزاد کر دیا اور کہا دیکھو میں زندے کو مردہ اور مردے کو زندہ کرتا ہوں۔ جناب ابراہیم خلیل الرحمن نے نمرود کو شکست دینے اور ذلیل و رسوا کرنے کے لئے ایک اور پہلو بدلا اور فرمایا میرا خدا تو وہ رب العالمین ہے جو سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے۔ تو اگر خدا ہے تو مغرب سے طلوع تو کر دے۔ اس مسکت جواب سے نمرود مبہوت رہ گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔

ایسا ہی یہ حدیث بیان کرتی ہے کہ جب دجال خروج کرے گا تو اس کے انفرادی حیثیت سے یہ کام ہوں گے۔ مثلاً بارش برسانا اور مردوں کو زندہ کرنا اور زمین سے خزائن اور سبزیاں نکالنا یہ صفات بیان کرنے سے مراد ہے کہ اس سے زیادہ وہ اور کسی بات پر قادر نہ ہوگا۔ اسی لئے آنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ فرض کرو کہ اگر وہ میری زندگی میں آجائے تو جس طرح میرے جد امجد خلیل الرحمن نے نمرود کا مقابلہ کرتے ہوئے اسے خدائی کے آٹے دال کا بھاؤ بتاتے ہوئے شرمندہ و مبہوت کیا تھا۔ اسی طرح میں بھی کروں گا اور جو میرے بعد آوے اور میں نہ ہوں تو اللہ ولی المومنین ہے۔ وہ خود اس کا مقابلہ اسی طریق سے کریں گے۔ یعنی دلائل عقلیہ سے اسے ملزم بنائیں گے۔ مرزا قادیانی یہاں کم علمی و جہالت سے دجل دینے کے لئے کہتے ہیں کہ یہ سب استعارات ہیں اور تحقیق یوں دیتے ہیں کہ اگر یہ دجال ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ بارش برسانے پر قادر ہو جائیں اور وہ اس وقت تک اس کے لئے صدہا تجارب بھی کر چکے ہیں اور ایسا ہی وہ مردوں کے زندہ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور دجال کی تیز رفتاری کو ریل سے تشبیہ دیتے ہیں اور ایسا ہی مسیح ابن مریم جو قاتل دجال ہے کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ وہ مسیح ناصری صاحب انجیل نہیں بلکہ خود مابدولت ہیں۔ جو مسیح ابن مریم کے رنگ میں یعنی خو اور طبع درویشی کے لباس میں نمودار ہوئے۔ یہ ہیں مرزا قادیانی کی تصریحات۔ مگر فقیر کے خیال میں یہ سب باتیں لغو و فضول ہیں۔ اس لئے کہ اس کے قرائن ہی کچھ ایسے ہیں جو ان واقعات کی بے ذرہ

تردید کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ تمام انبیاء کا اپنی اپنی امتوں کو دجال اکبر کے فتنہ سے متنبہ کرتے ہوئے
اس کی دجالیت اور کذابیت کا بھانڈا پھوڑا ہے تک پھوڑنا اور خصوصاً نبی کریم ﷺ کا اس کے بال
بال کی تشریح کرنا، چنانچہ احادیث میں اس مردود کے کئی حلیے کے علاوہ اس کے اشغال
واشغال کا ذرہ ذرہ شرح وبسط سے لکھا ہے اور ساتھ ہی اس کے صفات کے متعلق بھی پوری پوری
روشنی ملتی ہے۔ سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ دجال کے معنی کیا ہیں۔ دجل فریب دھوکے کا
دوسرا نام ہے۔ اس لحاظ سے دجال کے معنی ہوئے دھوکہ اور فریب دے کر گمراہ کرنے والا۔ اب
دیکھئے کہ زمانے کی رفتار کیا ہے۔ آیا وہ مصنوعات میں ترقی پذیر ہے۔ یا تنزل پسند۔ یہ حقائق بیان
نہیں کہ زمانہ ماضی سے سرعت کے ساتھ ترقی کے منازل بتدریج طے کر رہا ہے۔ پہلے قرنوں میں
جنگ پہلوان کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد یہ جگہ فوجوں نے سنبھالی۔ شمشیر وسنان کے جوہر دنیا نے
دیکھے۔ اب بھی خوب سے یاد ہیں۔ ازاں بعد نیزہ وتلوار بیکار متصور ہوئے تو ان کی جگہ بندوق
رائفل نے سنبھالی۔ یہ کھیل بھی ختم ہوا تو سو میل سے توپوں کے گولے خرمن حیات کا صفایا کرنے
لگے۔ اس کے بعد زمانے نے ایک اور کروٹ بدلی وہ یہ کہ نہ اب فوج کی ضرورت نہ توپ کی
حاجت نہ تلوار سے کام نہ سنان سے واسطہ اب کیا ہے ہوائی جہاز ہوں اور مہلک گیس۔ کیونکہ
تہذیب جدید انہیں شعلوں میں نشوونما پاتی ہے۔

اس بیان سے یہ مطلوب ہے کہ زمانہ بام ترقی پر پہنچا ہی چاہتا ہے۔ اب چھوٹے
چھوٹے دجالوں کا دجل کام نہیں دیتا۔ کیونکہ دنیا اب وہ دنیا نہیں۔ زمانے کی اس تیز رفتاری نے
عقول انسانی کو بھی توہم سے بے نیاز کر دیا۔ اس لئے چھوٹے چھوٹے دجال جو دنیا کو مکر یعنی
شعر کے جوہر سے چھلاوا دے جایا کرتے تھے بیکار ہوئے۔ اب ان کا دجل چلے نہ کذب۔ اس
لئے کہ زمانہ خرافات و عیار ہو گیا اور ہوتا جائے گا۔ اس لئے اب وہی دجال دجل دے سکے گا جو
زمانے کی رفتار سے سو میلوں آگے ہوگا اور چونکہ وہ زمانہ جس کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ قرب قیامت کا
ہوگا۔ اس لئے وہ دجال اکبر اگر اپنی صفات سے وابستہ نہ ہو تو کون اسے قبول کرے گا اور اس لئے
بھی کہ وہ زمانہ نزول مسیح کا زمانہ ہے۔ اس لئے اس دور میں کوئی ایسا ہی آنا چاہئے جو صفات مسیح
کے مشابہ ہو اور قضا وقدر کو بھی یہی منظور ہے کہ امتحان کا پرچہ زمانے کی استعداد کے مطابق کٹھن
ومشکل ہو۔ کیونکہ یہ شیطانی اور رحمانی آخری کشمکش ہے۔ اس لئے مسیح الدجال کو جیسا کہ اس کے
نام سے صریح ہے۔ مسیح کی صفات کے ساتھ ہی آنا چاہئے۔ اب دیکھئے دجال کی صفات میں لکھا ہے
کہ وہ ایک قوم کی طرف جائے گا اور اسے اپنی دجالیت کی دعوت دے گا۔ وہ اسے قبول نہ کرے گی

تو دجال اس شخص کو تلوار سے دو ٹکڑے کر دے گا اور لکھا ہے کہ وہ دوبارہ زندہ ہو کر اس کے سامنے ہنستا ہوا آ جائے گا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ مسیح الدجال ہے۔ اس لئے اس کا کرشمہ مسیح کے مشابہ نہ ہو تو مشابہت تام کیسے ہو سکے گی اور دنیا اس کے دجال میں کس طرح آ سکے گی اور چونکہ مسیح کے مردے زندہ کرنے سے خدا کی بادشاہی میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ اس لئے کہ وہ بطور معجزہ کے اذن الٰہی سے تھے اور یہاں بھی فرق نہ آئے گا۔ کیونکہ یہ امتحان بھی اذن الٰہی سے ہی مقصود ہے۔ دوم یہ تو ایک دو عمل ہوگا۔ جو صرف ایک ہی شخص پر کیا جائے گا۔ تیسرے یہ کہ یہ عمل متعدد دفعہ ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ یہ نگاہ کا دھوکہ ہو۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابل میں رسیوں کے سانپ دیکھنے والوں کے لئے بنائے گئے تھے اور فقیر کا اپنا مشاہدہ ہے کہ وزیر آباد میں ایک بڑی ٹی پارٹی کے موقعہ پر جس میں ہزارہا مخلوق اعلیٰ طبقہ کی موجود تھی۔ پڑھے لکھے ہوشیار آدمیوں کے سامنے ایک پروفیسر نے جو غالباً گجرات سے آیا تھا۔ ایک بٹیرہ لے کر ایک تیز چاقو سے اس کا سر دوسرے کے ہاتھ سے بالکل جدا کر دیا۔ اس کا تازہ بتازہ خون بہتے دنیا نے دیکھا اور سر ایک ہاتھ میں اور دھڑ دوسرے ہاتھ میں۔ مشاہدہ کیا۔ مگر جونہی کہ پروفیسر نے ہاتھوں کو گردش کرتے ہوئے ان دونوں کو جوڑ کر دکھایا تو بٹیرہ پرواز کر گیا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دجال ایسا ہی نگاہوں کو دھوکہ دے کر اس عمل کو کامیاب بنائے اور ایسا ہی بارش کے برسانے کے متعلق عرض ہے کہ یہ بھی نگاہ کا دھوکہ نہ ہو اور انگوریاں پیدا کرنا تو کچھ دشوار نہیں۔ آج کل جیسوں انگریز کالج کھلے ہیں۔ جن میں یہ تجربے روز ہوتے ہیں۔ ادھر بیج ڈالتے ہیں اور گملوں سے گرمی پہنچا دی جاتی ہے۔ بس انگوریاں نکل آتی ہیں۔ ایسا ہی انڈوں سے بچے بذریعہ کل کے حاصل کرتے جاتے ہیں اور بعض ایسی کلیں ایجاد ہو چکی ہیں جن میں حرارت پیدا کرنے کے لئے آگ جلائی جاتی ہے اور آگ کی حدت سے آٹے کی روٹی تیار ہو جاتی ہے اور اگر ایسا ہی کوئی عمل دجال کر دکھائے تو کون سا بعید ہے۔

فرمان رسالت میں ایک نکتہ قابل توجہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ مومنین شر دجال سے بچنے کے لئے سورۃ کہف کے شروع کی چند آیات تلاوت کریں تو وہ انہیں کفایت کریں گی۔

”الحمدللہ الذی انزل علیٰ عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا ۰ قیما لینذر باساً شدیدا من لدنہ ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصٰلحٰت ان لہم اجراً حسنا ۰ ماکثین فیہ ابداً وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولداً ۰ مالہم بہ من علم ولا لاٰبآئہم کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا (کہف: ۱تا۵)“ (سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے اتاری اوپر بندے اپنے کے کتاب

اور جس کی واسطے اس کے کجی ذرا نہیں حالانکہ قائم رکھنے والی ہے دین کو تاکہ ڈر اوے عذاب سخت سے پاس اس کے سے اور بشارت دے ایمان والوں کو جو عمل کرتے ہیں اچھے یہ کہ واسطے ان کے ہی ثواب اچھا رہنے والے بیچ اس کے ہمیشہ اور ڈراوے ان لوگوں کو کہ کہتے ہیں پکڑی ہے اللہ نے اولاد نہیں ان کو ساتھ اس کے علم اور نہ باپوں ان کے کو بڑی بات ہے جو نکلتی ہے منہ ان کے سے نہیں کہتے مگر جھوٹ۔ ﴾

ان آیات کریمہ میں صداقت قرآن اور صداقت رسالت نبی کریم ﷺ کے علاوہ صداقت دین حنیف ہے کہ یہی سیدھا راستہ ہے اور جب مؤمن اس چیز کو اچھی طرح ذہن نشین کر لے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کا ایمان ذرا بھی ڈگمگا سکے۔ تو حاصل مطلب یہ ہوا کہ حضور ﷺ کے ارشاد گرامی میں یہی نکتہ پنہاں ہے کہ مومن کو ایمان پر کامل بھروسہ ہو جائے اور جب مسلمان کو یہ بھولا ہوا سبق یاد آ جائے گا تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ دجال کے دجل اور جھانسے میں آ سکیں۔ یہاں ایک اور بھی لطیف اشارہ ہے کہ یہ سورۃ عموماً مسلمان جمعہ کی نماز سے قبل ہمیشہ تلاوت کیا کرتے ہیں اور جمعہ کو صبح کی نماز میں دو سورتیں پہلی رکعت میں سجدہ اور دوسری میں دہر پڑھنا سنت مسنونہ ہے۔ حضور ﷺ کا معمول تھا کہ وہ یہی دونوں سورتیں ہمیشہ تلاوت فرماتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ ان دونوں کے لئے امت کو تاکید فرمائی۔ اب جب کہ وہ سورہ کہف کی چند آیات تلاوت کریں گے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ان دو سورتوں کو بھول جائیں یا ان کے معارف کی طرف توجہ نہ کریں۔ پہلی سورہ میں یعنی سجدہ میں شروع آیات میں یہ مضمون موجود ہے۔

"ولو شئنا لاٰتینا کل نفس هداها ولکن حق القول منی لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعین (الٓمٓ السجدہ: ۱۳)" ﴿اور اگر چاہتے ہم البتہ دیتے ہم ہر جی کو ہدایت اس کی ولیکن ثابت ہوئی بات میری طرف سے کہ البتہ بھروں گا میں دوزخ کو جنوں اور آدمیوں سے اکٹھے۔ ﴾

آیات کریمہ سے روز روشن کی عیاں ہوا کہ اگر مولا کریم چاہتے تو شیطان بھی ہدایت یافتہ ہو جاتا اور کوئی بدبخت مورد عتاب نہ بنتا اور نہ دوزخ میں ڈالا جاتا۔ مگر چونکہ مولا کریم نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے اور یہی قانون الٰہی ہے کہ اعمال نیک و بد کی جزا و سزا کے مطابق دوزخ و بہشت ملے۔ اس لئے ہر شخص کا امتحان لازمی ہے۔ جیسا کہ وہ ارشاد کرتا ہے۔

"الٓمٓ۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم (عنکبوت: ۱تا۳)" ارشاد ہوتا ہے کہ لوگوں کے کیا تاکہ چھوڑ دیئے

اسے میرے حبیب کہ ہم ایمان دار ہیں۔ ہم قبول کر لیں کہ وہ ایمان دار ہیں اور ہم ان کی آزمائش نہ کریں۔ حالانکہ ہمارا قدیم سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ ہم قول کی نہیں فعل کی جانچ پڑتال کر لیا کرتے کہ صادق کون ہے اور کاذب کون۔ ایسا ہی دوسری سورۃ یعنی دہر میں انسان کو فعل خود مختیار بناتے ہوئے اسے اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خود اپنے ہاتھوں جہنم خریدے یا جنت کا سودا کرے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ "انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا (دھر:۳)" یعنی ہم نے انسان کو عقل و فکر دل و دماغ دے کر دونوں راستے بتا دیئے کہ اب یہ تیری مرضی پر منحصر ہے۔ چاہے شکر یا کفر دونوں میں سے جو چاہے کر یعنی انسان شکر و کفر کی جزا و سزا کو کما حقہ جانتا ہے۔

اب معاملہ نہایت سیدھا اور صاف ہے۔ دجال مردود کی نسبت فرمان رسالت نہایت شرح و بسط سے بیان کرتا ہے۔ حلیہ جس میں خد و خال تک مذکور ہے۔ اس کے علاوہ ایک اکفر سے تشبیہ دے کر سمجھانے کی انتہائی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے بعد دیولی کا روبار اور اس کا سد باب درد اور اس کا علاج بتا دیا گیا ہے۔ اب کون ہے جو دجال کے دجل میں آ جائے۔ ہاں وہ جو دجالی ولا مذہب ہیں اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ آنحضور سرکار دو عالم ﷺ ایک شخص سے تشبیہ دیں۔ ایک ہی حلیہ بتائیں اور ایک ہی کے کاروبار و لیکن اس سے دو قوموں مراد لی جائیں۔ یعنی انگریز و روس یہ استدلال کھا اس خور ہی پسند کریں اور یہ مرزا قادیانی کی باریکیاں انہیں ہی مبارک ہوں۔ بہر حال دجال کے اس دلیرے سے خدائی میں کچھ خلل نہیں۔ اس لئے کہ قضا و قدر کو یہی مقصود ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ شیطانی جواب کو جانتے ہوئے اسے معاذ و مہلت دی گئی اور صاف کہہ دیا گیا کہ تو جو بھی کرنا چاہے کرلے۔ تیری اور تیرے چیلوں کی سزا جہنم ہے اور یہی مشیت الٰہی تھی۔ سمجھنے اور فکر کرنے کی یہ بات ہے کہ اگر اللہ میاں بلا امتحان و آزمائش کے دوزخ اور بہشت میں ڈال دیتا تو وہ لوگ جو دوزخ میں پڑتے وہ خدا کا گلہ کرتے کہ مولا کس قصور کے عوض ہم کو یہ سزا دی جا رہی ہے۔ زمانہ جانتا ہے اور کسی کو اس میں انکار نہیں کہ پروردگار عالم کو ارواح عالم کے خلق سے علم ہے کہ فلاں ابن فلاں جنتی اور فلاں ابن فلاں دوزخی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضور ﷺ کے ہاتھ میں دو کتابیں دی گئیں۔ ایک دائیں اور دوسری بائیں اور بتایا گیا کہ داہنے ہاتھ والے جنتی اور بائیں ہاتھ والے دوزخی ہیں۔ اس لئے یہ ماننا پڑا کہ خلاق جہاں سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں اور دنیا محض امتحان کے لئے بنائی گئی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو دنیا کے ساتھ ساتھ دین کو بھی یاد رکھتے ہیں اور مبارک ہیں وہ جو اس کٹھن منزل سے صحیح و سلامت پار اترتے ہیں۔ حضور سرکار مدینہ کا ارشاد ہے۔ "الدنیا سجن المؤمنین" یعنی دنیا ایمان داروں کے لئے بندی خانہ ہے۔

’’عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لیھبطن ابن مریم حکماً عدلاً واماماً مقسطاً ویسلکن بجادۃ حاجاً او معمراً او لیأتین قبری حتیٰ یسلم علیّ ولاردن علیہ‘‘ ﴿جناب ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ البتہ ضرور اترے گا بیٹا مریم کا حاکم عادل ہو کر اور امام صاحب انصاف اور وہ ضرور گذرے گا ایک راہ سے حج یا عمرہ کرتا ہوا اور البتہ وہ ضرور میری قبر پر آئے گا اور مجھے سلام عرض کرے گا اور میں اسے سلام کا جواب دوں گا۔﴾

(حاکم فی المستدرک ج۳ ص۶۰۹، حدیث نمبر ۴۲۱۸، باب حیوۃ عیسیٰ علیہ السلام و قتل الدجال)

اس حدیث شریف سے یہ عیاں ہے کہ مسیح موعود ابن مریم ہوگا۔ نہ ابن چراغ بی بی اور وہ نازل ہوگا۔ یعنی ماں کے پیٹ سے پیدا نہ ہوگا اور وہ بادشاہ عادل ہوگا۔ نہ کہ غریب فقط نیچ عاجز دور ویش اور وہ بہت انصاف پسند ہوگا۔ یہ نہیں کہ حقیقی اولاد کو بلاوجہ عاق و محروم الارث کرے۔ بیوی اور بہو کو خواہش نفسانی کی بناء پر طلاق دے اور دلوائے۔ ضد اور تعصب کی وجہ سے ایسا شترکینہ ہو کہ لخت جگر کی انتہائی بیماری کی خبر سنے اور عیادت تک روا نہ رکھے اور جب وہ رحلت کرے کفن دفن تو کیا ایسا مسک و بخیل ہو کہ نماز جنازہ تک نہ پڑھے۔ ہزاروں کے انعام کا اشتہار دے اور طرفہ یہ کہ خود دعوت دے کہ آؤ اور سو دو سو پیشگی لے جاؤ۔ مگر حالت یہ ہو کہ جب مطلوبہ شخص آوے تو انعام تو کیا گھر سے بھی نہ باہر نکلے اور روپے کے عوض حریم خانہ سے تحریری بازاری روایات کی مشین گن چلائے۔ فرمان رسالت تو یہ چاہتا ہے کہ ابن مریم وہ ہوگا کہ جو حج یا عمرہ یا ان دونوں میں سے کوئی ایک بجالائے اور میرے روضہ پر سلامی کرے اور اس کے جواب میں دعا لے۔ یہ نہیں کہ حج یا عمرہ کے ارادے سے رو کے اور خود اس پاک کام کے نام سے یوں بھاگے جیسے گدھے کے سر سے سینگ اور روضہ اطہر پر سلام تو کیا ذات گرامی پر آوازے کسے۔ اس لئے یہ تمام صفات چونکہ مرزا قادیانی میں کافور ہیں۔ پھر کس طرح وہ مسیح موعود ہو سکتے ہیں۔

اس حدیث کی تصدیق مرزا قادیانی تو کیا کریں گے اور انہیں بھلا حدیث آتی ہی کہاں تھی۔ اس لئے کہ یہ حدیث ان کے تانے بانے کو توڑ موڑ کر ملیامیٹ کرنے کو ایک زبردست بم کا گولہ تھی۔ اس لئے انہوں نے اس کو مس بھی نہیں کیا۔ ہاں دو ایسی زبردست شخصیتوں نے جو عند المرزا بھی نہایت معتبر ہیں اور جن کا منکر کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ تصدیق فرمائی ہے۔ یعنی امام حاکم مجدد امام صدی چہارم جو اس حدیث کے راوی ہیں اور دوسرے خوش نصیب اور بلند

مراجعت امام (مجدد صدی نہم) یعنی جناب جلال الدین سیوطیؒ جنہوں نے اسی حدیث کو اپنی بے مثل کتاب انباہ الاذکیاء فی حیات انبیاء اور در منثور جلد دوم میں ذکر فرمایا ہے۔

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

(تحفہ گولڑویہ ص ۲۷ خزائن ج ۱۷ ص ۲۰۸)

چنانچہ مرزا قادیانی بحوالہ امام شعرانی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ: ”میں نے ایک ورق جلال الدین سیوطیؒ کا دستخطی ان کے محب شیخ عبدالقادر شاذلی کے پاس پایا۔ جو کسی شخص کے نام خط تھا۔ جس نے ان سے بادشاہ وقت کے پاس سفارش کی درخواست کی تھی۔ سو امام صاحب نے اس کے جواب میں لکھا تھا کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں تصحیح احادیث کے لئے جن کو محدثین ضعیف کہتے ہیں حاضر ہوا کرتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت تک پچھتر دفعہ حالت بیداری میں حاضر خدمت ہو چکا ہوں۔ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میں بادشاہ وقت کے پاس جانے کے سبب اس حضوری سے رک جاؤں گا تو قلعہ میں جاتا اور تمہاری سفارش کرتا۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۵۱ خزائن ج ۳ ص ۱۷۷)

مرزائیو! ایمان سے کہو کہ یہ حدیث غلط ہوتی تو امام موصوف اسے نقل کرتے ہرگز نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ حدیث صحیح ہے اور وہی اس کا مصداق ہے۔ جس کے لئے بیان ہوئی اور جس پر اجماع امت ہے اور مرزا قادیانی خواہ مخواہ ہی سواد وطن سے آئے ہیں بنتے جاتے ہیں۔ بھلے مانس سے کوئی پوچھے کہ قرآن رسالت سے تمہیں دور کا بھی واسطہ نہیں نہ نام ملے نہ مقام نہ صفات ملیں نہ کام۔ یہ زبردستی کے عشق حماقت کے مظاہرے نہیں تو اور کیا ہے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ حیات مسیح پر اجماع امت نہیں ذیل کی حدیث چشم بصیرت سے مطالعہ فرمائیں اور خدا لگتی کہیں کیا یہ اجماع امت نہیں تو اور کیا ہے۔

(فتوحات مکیہ ج ۱ ص ۲۲۲، ۲۲۳ باب ۲۰ مصنفہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ) میں ایک لمبی حدیث لکھی ہے۔ جس کے ترجمہ پر طوالت کے خوف سے اکتفا کرتا ہوں۔

”عبداللہ ابن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد امیر المومنین عمر ابن خطابؓ نے سعد بن وقاصؓ کی طرف سے لکھا کہ نضلہ بن معاویہ انصاریؓ کو حلوان عراق کی جانب سے روانہ کرو تا کہ اس کے گردونواح میں اعلائے کلمۃ الحق کریں۔ پس اس حکم کی تعمیل میں سعدؓ نے نضلہ انصاری کو جماعت مجاہدین کے ساتھ بھیجا۔ ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر بہت فتوحات کیں اور مال غنیمت کو

لے کر واپس ہوئے۔ اثنائے راہ میں غروب آفتاب کے وقت نضلہ بن معاویہ انصاری نے گروہ
مجاہدین کو پہاڑ کے دامن میں ٹھہرایا اور خود موذن کے فرائض کو انجام دیا۔ جب اللہ اکبر اللہ
اکبر کہا تو پہاڑ کے اندر سے ایک مجیب نے جواب دیا کہ نضلہ تو نے بہت خدائے واحد کی تعریف
کی پھر نضلہ نے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہا تو مجیب مذکور نے جواب میں کہا اے نضلہ یہ
اخلاص کا کلمہ ہے۔ اس کے بعد نضلہ نے اشہد ان محمد رسول اللہ کہا تو مجیب مذکور نے
جواب دیا یہ نام نامی اس ذات گرامی کا ہے جس کی بشارت عیسیٰ بن مریم نے ہم کو دی تھی اور یہ بھی
فرمایا تھا کہ اسی نبی کی امت کے آخر میں قیامت ہوگی۔ پھر نضلہ نے حی علی الصلوۃ کہا تو
مجیب نے فرمایا کہ خوشخبری ہو اس شخص کو جس نے نماز پر دوام کیا۔ اس کے بعد نضلہ نے حی علی
الفلاح کہا تو مجیب نے جواب دیا کہ فلاح اس کے لئے ہے جو محمد ﷺ کے نقش قدم پر گامزن
ہوا۔ بے شک اس شخص نے نجات پائی۔ پھر نضلہ نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو وہی پہلا جواب
مجیب نے دہرایا۔ اس کے بعد نضلہ نے لا الہ الا اللہ پر اذان کو ختم کیا تو مجیب نے فرمایا تم نے
اخلاص کو پورا کیا تمہارے بدن پر اللہ تعالیٰ نے آگ کو حرام کیا۔ جب اذان ختم ہوئی تو تمام
صحابیوں نے کھڑے ہو کر حیرت و استعجاب سے اس مجیب کو جو درون پردہ تھا پوچھا کہ اے صاحب
آپ کون ہیں۔ جن یا فرشتہ یا انسان۔ جس طرح سے آپ نے اذان کے جواب میں کلمات
ارشاد کئے ہیں مہربانی کر کے اپنا چہرہ و پتہ و نشان یعنی اپنا تعارف بھی کرائیں کہ آپ کون بزرگ
ہیں۔ اس لئے کہ ہم خدا اور اس کے رسول اور نائب رسول عمر بن الخطابؓ کی جماعت ہیں پس پہاڑ
پھٹ گیا۔ معاً ایک آدمی باہر نکل آیا۔ جس کا سر بہت بڑا اور بال سفید تھے اور وہ پرانے صوف کے
کپڑوں میں ملبوس تھا۔ اس نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ ہم نے
جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں تو انہوں نے
فرمایا میرا نام زریب بن برثملا وصی عیسیٰ بن مریم ہوں۔ مجھ کو عیسیٰ علیہ السلام نے اس پہاڑ میں
ٹھہرایا ہے اور اپنے نزول من السماء تک میری درازی عمر کے لئے دعا فرمائی ہے۔ جب وہ
اتریں گے تو صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور انصاری کے اختراعات سے بیزار
ہوں گے۔ اس کے بعد فرمایا کہ وہ نبی صادق ﷺ کس حال میں ہیں۔ ہم نے عرض کیا کہ
آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ اس پر وہ بہت روئے۔ یہاں تک کہ ان کی ریش آنسوؤں سے تر ہوگئی۔
پھر پوچھا کہ ان کے بعد تم میں کون نائب ہوا۔ ہم نے جواب میں ابوبکر صدیقؓ عرض کیا تو فرمایا وہ
کس حال میں ہیں۔ عرض کیا گیا وہ بھی چل بسے۔ فرمایا ان کے بعد کون نائب ہوئے۔ ہم نے

جواباً جناب عمرؓ کا نام لیا تو فرمایا افسوس مجھے رسول اللہؐ کی زیارت نصیب نہ ہوئی۔ پس تم لوگ میرا سلام جناب عمرؓ کو پہنچانا اور کہنا کہ اے عمر عدل و انصاف کرو اس لئے کہ قیامت قریب ہے اور یہ واقعات جو میں تم سے بیان کرتا ہوں جناب عمرؓ سے گوش گذار کرتے ہوئے میرا پیغام دینا کہ جب یہ علامات امت محمدیہ میں پیدا ہوں تو اس وقت کنارہ کشی کے سوا مفر نہیں اور وہ یہ ہیں کہ مرد مردوں سے بے پرواہ ہوں اور عورتیں عورتوں سے اور منتسب ہوں گے اپنے خلاف منصب کے اور ادنیٰ نسب والے اعلیٰ کی طرف منسوب کریں آپ کو اور بڑے چھوٹوں پر رحم نہ کریں اور چھوٹے بڑوں کی عزت و توقیر چھوڑ دیں اور امر بالمعروف اس طرح متروک ہو جائے کہ کوئی ان کے ساتھ مامور نہ کیا جائے اور نہی عن المنکر ایسے چھوڑ دیں کہ کسی کو اس سے نہ روکیں اور ان کے عالم دین کی تعلیم بغرض حصول دنیا کریں اور گرم بارش ہو۔ یعنی جو بارش فائدہ نہ بخشے یا بالکل ہی بند ہو جائے اور بڑے بڑے منبر بنائیں اور قرآن مجید کو نقرئی اور طلائی کریں اور مسجدوں کی از حد زینت کریں اور رشوت ستانی کی گرم بازاری ہو اور پختہ پختہ مکانات بنائے جائیں اور خواہشات نفسانی کی غلامی کریں اور دین کو دنیا کے بدلے فروخت کریں اور خونریزیاں کریں اور صلہ رحمی منقطع ہو جائے اور احکام فروخت کئے جائیں اور سود کھایا جائے اور حکومت فخر بن جائے اور دولت مندی معیار عزت سمجھی جائے اور ادنیٰ کی تعظیم اعلیٰ کرے اور عورتیں بے حجابانہ زین پر چڑھیں۔ یہ بیان کرنے کے بعد وہ ہم سے غائب ہو گئے۔ اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ نضلہ انصاری نے سعدؓ کی خدمت میں لکھا اور سعدؓ نے جناب عمرؓ کو اطلاع دی تو امیر عمرؓ نے جناب سعدؓ کو جواباً تاکیداً لکھا کہ تم اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر اس پہاڑ کے پاس اترو اور جب شرف ملاقات ہو میرا سلام ان کی خدمت میں عرض کرو۔ اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بعض وصی جناب عیسیٰ ابن مریم کے عراق کے پہاڑوں میں ہیں۔ پس سعدؓ چار ہزار مہاجرین و انصار کے ہمراہ اس پہاڑ کے قریب اترے اور چالیس روز تک ہر نماز کے وقت کہتے رہے۔ مگر ملاقات نہ ہوئی۔"

اس کے بعد جناب شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ اگرچہ ابن ازہر کی وجہ سے اسناد حدیث میں محدثین کو کلام ہے۔ مگر ہم صاحب کشف والوں کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے اور ایسا ہی شیخ (فتوحات مکیہ ج ۳ ص ۳۲۷، باب ۳۰۹) میں حدیث نواس بن سمعانؓ کی ذکر فرمائی ہے۔ جس میں ینزل عیسیٰ بن مریم بالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق ہے اور جگہ جگہ شیخ قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں نزول عیسیٰ بن مریم کا ذکر فرمایا ہے اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ ان مضامین کی تحریر اور بیان میں بالکل معذور ہوں اور تابع ہوں خود خداوند کریم ان کا بیان کرنے والا ہے اور یہ

بھی فرماتے ہیں کہ: "ھذا ماحدثنی رسول اللہ ﷺ"

مرزائیو! حدیث بالا کو گی گذری چشم بصیرت سے پڑھو اور سوچو کہ کیا اب بھی تمہیں رجال کی اسناد میں شک ہے بااس حدیث میں جہاں ہزاروں مجاہد و غازیان چشم دید گواہ ہیں۔ وہاں امیر المومنین حضرت عمرؓ بھی شاہد ہیں اور یہ بھی سمجھو کہ جب یہ مکتوب جناب سعد بن وقاصؓ فاتح مصر نے لکھی ہوئی مدینۃ الرسول میں صحابہ کرامؓ نے کس عقیدت کے ہاتھوں سے اس کا استقبال کیا ہوگا۔ ان کے دلوں میں کس قدر خوشی و انبساط کے سمندر موجزن ہوئے ہوں گے۔ جب کہ انہیں اپنی زندگی میں سرکار مدینہ کی اس عظیم الشان پیش گوئی کا وقوع پذیر ہوتا جس کا تعلق قرب قیامت سے نظر آرہا ہوگا۔ یقیناً سرکار مدینہ ﷺ کی ذات والا جاہ پر لاکھوں درود و سلام بھیجتے ہوئے یہ صدا ورد زبان کر رہے ہوں گے۔ صدق یا رسول اللہ! اس حدیث شریف میں اسی مسیح اسرائیلی کے لئے نزول کا وعدہ دیا گیا ہے جو صاحب کتاب نبی تھا اور اس کی آمد ثانی کے امتیازی کام بھی بتا دیئے گئے ہیں کہ وہ صلیب کو توڑ دے گا اور خنزیر کو قتل یعنی حرام قرار دے گا اور اس کے علاوہ نصاریٰ کی اختراعات سے بیزاری کا اظہار فرمائیں گے۔

زریب بن برثملا وصی مسیح علیہ السلام نے چند ایسی باتیں جناب امیر المومنین کے لئے بطور پیغام بیان فرمائیں۔ جن کا تعلق اسلامی روشنی میں قرب قیامت سے ہے۔ مثلاً مرد مردوں سے بے پرواہ اور عورتیں عورتوں سے مفر ہوں۔ چھوٹے نسب کے لوگ بڑے نسب کو دھوکہ دہی کے لئے اختیار کریں۔ جیسے آج کل کے دہکی سید مراثی سے قریشی اور قریشی سے دو سال بعد خالص سید بزرگوں کا عمر رحم چھوٹوں سے مفقود لوامر اء کا دولت پر سانپ بن کر بیٹھنا و دیانت سے کنارہ کشی اور خواہشات نفسانی کی ہوس کی پیروی کرنا ایسا ہی چھوٹوں میں ادب کا لحاظ مفقود ہوتا کی وجہ سے اشتعال تفریح بن جانا وغیرہ وغیرہ۔

ناظرین! کی ضیافت طبع اور سلیم الفکری کے لئے ایک بے نظیر تقدس رئیس الکاشفین زبدۃ العارفین جناب حسن بصریؒ کی جانب سے پیش کرتے ہیں جو یقیناً قلوب مومنین کے لئے ایک تریاق عظیم اور زیادتِ ایمان ہوگا۔ پس غور سے سنئے اور اس کی روشنی میں محقق قادیان کی خرافات واہیہ کو چشم بصیرت سے مطالعہ کیجئے۔ انشاء اللہ تمام دعوے اور شکوک کافور ہو جائیں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو فرمان رسالت کو سر اور آنکھوں پر قبول کرتے ہوئے اس کے اثرات کو دل کی گہرائیوں میں جگہ دیں۔ قول مرزا:

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

(تحفۃ الاحوذی مقدمہ تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۷۰)

"قال ابن ابی حاتم حدثنا بن عبدالرحمن حدثنا عبدالله بن ابی جعفر عن ابیه حدثنا الربیع بن انس عن الحسن انه قال قوله تعالی انی متوفیک یعنی وفاة المنام رفعه الله فی منامه قال الحسن قال رسول الله ﷺ للیهود ان عیسی لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیمة"

فرمایا ابن حاتم نے حدیث کی مجھ کو باپ میرے نے احمد سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر سے جعفر نے باپ اپنے سے انہوں نے ربیع سے ربیع نے حسن سے فرمایا حسن نے بیچ قول اللہ کے انی متوفیک اٹھایا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو نیند میں اور کہا حسن نے فرمایا رسول کریم ﷺ نے یہود کو بے شک عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے وہ لوٹیں گے تمہاری طرف قبل قیامت کے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۶، در منثور ج ۲ ص ۳۶)

مندرجہ بالا حدیث میں مرزائی اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت بصریؒ نے زمانہ رسالت نبوی کا نہیں پایا۔ اس لئے یہ حدیث چونکہ وہ خود روایت کرتے ہیں۔ صحیح نہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت حسن بصریؒ ایک ایسے سفاک کے زمانے میں ہوئے ہیں جو دشمن اہل بیت تھا۔ اس لئے وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ جس حدیث کو میں بیان کروں وہ جناب علیؓ سے مروی ہوگی۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں کہ "انی احدث الحدیث عن علیؓ وما ترکت اسم علیؓ فی الاسناد الا لملاحظة زمان الحجاج" یعنی میں بواسطہ علی کرم اللہ وجہہ کے آنحضرت ﷺ سے روایت کرتا ہوں۔ مگر تم میں کرم اللہ وجہہ کا لفظ زمانہ حجاج کے ترک کر دیتا ہوں۔

چنانچہ مولانا ملا علی القاری غفر اللہ الباری شرح نخبہ کی شرح میں اس کی تصدیق فرماتے ہیں۔ "قال جمهور العلماء المرسل حجة مطلقاً بناء علی الظاهر وحسن الظن به انه مایروی حدیثه الا عن الصحابی وانما حذفه بسبب من الاسباب کما اذا کان یروی الحدیث عن جماعة من الصحابة لما ذکر عن الحسن البصریؒ انه قال انما اطلقه اذا سمعه من سبعین من الصحابة وکان قد یحذف اسم علیؓ ایضا بالخصوص لخوف الفتنة" (جمہور علماء کے ہاں حدیث مرسل بغیر کسی قید کے حجت ہے۔ ظاہر حدیث کو دیکھتے ہوئے اور راوی کے ساتھ حسن ظن کرتے ہوئے کیونکہ وہ

حدیث کو صحابی سے روایت کرتا ہے اور صحابی کا نام کسی سبب سے چھوڑ دیتا ہے۔ جیسا بہت سنی ہوئی ہونے کی وجہ سے بھی واسطہ حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسا حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت واسطہ حذف کرتا ہوں۔ جس وقت ستر کے قریب صحابہ سے سنتا ہوں اور کبھی حسن بصری واسطہ کو کسی ڈر کی وجہ سے حذف کر دیتے تھے۔ خصوصاً حضرت علیؓ کا نام۔ ﴿

فقیر کے خیال میں چونکہ حضرت مرزا قادیانی نے حدیث پڑھی اور نہ ہی ان کے اجداد کوئی محدث تھا۔ اس لئے بیچاری امت جو بھی اعتراض کرے وہ بجا ہے۔ اس لئے کہ وہ بھی تو صرف اردو خواں ہی ہیں اور جب کہ ان کی ساری جماعت میں کوئی فن حدیث کو جاننے والا ہی نہیں تو وہ بیچارے کریں بھی تو کیا کریں اور فن حدیث کی مرزائی مبلغین کو ضرورت بھی کیا ہے۔ کیونکہ وہ جو پائے حق تو تھوڑے ہی ہیں۔ مرد و جہنم میں جائے یا بہشت میں انہیں تو حلوے مانڈے سے کام ہے۔ وہ تو سرکاری ملازموں کی طرح تنخواہ لینے کے عادی بن چکے ہیں۔ تمام تہار خلافت کے ہر ایک حکم کی تعمیل ان کے لئے فرض ہے۔ جو انہیں دیا جائے۔ سوچنا اور سمجھنا ان کا کام نہیں۔ وہ تو لاؤڈ سپیکر ہیں۔ جو براڈ کاسٹ کے فرائض کو ادا کر رہے ہیں۔ تحقیق حق میں جائے ان کی بلا۔

کارے کا رہے سخت جانے ہائے تنہائی نہ پوچھ
صبح کا شام کا لانا ہے جانے شیر کا

چنانچہ مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام میں ایک دلیل وفات مسیح پر بڑے زور شور سے یہ دی ہے کہ امام بخاریؒ جو فن حدیث میں بڑے فقیہ البصیر ہیں۔ وہ تو اپنی صحیح میں ابن عباسؓ کی تفسیر جو متعلق ”بل رفعه الله اليه“ اور ”وان من اهل الكتاب“ اور ”وانه لعلم للساعة“ اور ”فلما توفيتني“ کے ہے۔ بخاری میں تو مذکور نہیں اور اس میں فقط متوفیک کی تفسیر ممیتک کر کے چپ ہو گئے۔ گویا انہوں نے ان کو صحیح نہ جانا ورنہ وہ اپنی صحیح میں ضرور لاتے تو جواب اس کا یہ ہے کہ عدم ذکر بخاری دلیل عدم صحت کی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ جناب امام بخاری خود اقرار کرتے ہیں کہ ”ما ادخلت فی كتاب الجامع الا ما صح وتركت كثيرا من الصحاح لحال الطول“ یعنی بہتری صحیح احادیث میں نے اپنی کتاب میں درج نہیں کیں۔

تعجب تو یہ ہے کہ اگر معیار صحیح کا یہ ہے جو حدیث بخاری میں نہیں وہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ وہ عدم ذکر ہے۔ تو پھر آپ استدلال ان احادیث سے جو بخاری میں نہیں۔ کیوں پکڑتے ہیں۔ یہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا تھو کے مصداق ان حدیثوں کو کیوں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ صحیح بخاری میں قطعاً نہیں۔ مثلاً:

۱..... لا مهدي الا عيسیٰ

۲..... لوكان موسیٰ وعيسیٰ

۳..... ان لمهدينا آيتين

۴.. كان في الهند نبي اسود اللون اسمه كاهنا

بغیر بخاری کے اور کوئی کتاب قابل استشہاد نہیں تو ازالہ اوہام کے متعدد صفحات پر کشاف اور معالم اور تفسیر رازی اور ابن کثیر، مدارک اور فتح الباری کے حوالہ جات کیوں دیئے ہیں۔ جب کہ وہ بخاری میں مندرج نہیں۔ آہ! اس کا جواب بیچارے مرزائی بھلا کہاں دیں گے۔ اندھیر تو یہ ہے کہ جب ان کتابوں سے قطع وبرید کر کے مرزا قادیانی اپنا مافی الضمیر بیان کریں تو امت کے ٹکڑوں میں پھوٹ ڈال دے اور جب نام لیوان سرکار مدینہؐ انہیں کتابوں سے استنباط کریں اور جھوٹے کو گھر تک چھوڑ کر آئیں تو دجل کے یہ بولتے چالتے پتلے معترض ہوں کہ یہ حدیث بخاری میں نہیں۔ اس لئے قابل حجت نہیں۔ ہے یہ عقل و دانش ببایدگریست!

فقیر کے خیال میں مرزائیوں کی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ کسی جاہل بے نماز نے تمسک آیت ولا تقربوا الصلوٰة سے پکڑا۔ دوسرے نے کہا میاں اس کے آگے بھی پڑھئے۔ مضمون آیت کریمہ کا پورا نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کے آگے وانتم سکاریٰ ہے۔ یعنی حالت نشہ میں نماز مت پڑھو تو متمسک اول نے کہا۔ سارے قرآن پر تمہارا باپ عمل کرتا ہوگا۔ ہم سے اگر ایک آیت پر ہی عمل ہو جائے تو بیڑا پار ہے۔ ایسا ہی مرزا قادیانی نے نہ سوچا نہ سمجھا۔ نہ جانا کہ ابن عباسؓ کا کیا مذہب ہے۔ بس ایک لفظ متوفیک کے معنی ممیتک پڑھ لئے جھٹ کہہ دیا۔ دیکھو ابن عباسؓ بھی مسیح کی موت ہی بتلاتا ہے۔ حالانکہ انہیں لازم تھا کہ ان کی ساری آیات کا ترجمہ دیکھتے اور پھر کہتے۔ چنانچہ ذیل کا قول جو ابن عباسؓ ہی کا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں تو مرزا قادیانی کی خانہ زاد نبوت کا بھرم آسانی سے کھل جائے گا۔

''اخرج ابو الشيخ عن ابن عباسؓ ان تعذبهم فانهم عبادك يقول عبيدك قد استوجبوا العذاب بمقالتهم وان تغفرلهم اي من تركت منهم مدفي عمرها يعني عيسىٰ عليه السلام حتىٰ اهبط من السماء الى الارض يقتل الدجال فنزلوا عن مقالتهم ووحدوك واقروا انا عبيد وان تغفرلهم حيث رجعوا عن مقالتهم فانك انت العزيز الحكيم (جلال الدين سيوطیؒ، در منثور ج۲ ص۳۵۰، آخر سورة مائده)''

ایسا ہی تفسیر عباس میں توفیتنی کا معنی رفعتنی مذکور ہیں۔ اگر مرزا قادیانی کو ابن عباسؓ ہی کا مسلک پسند و مرغوب ہے تو آئیں اور اسے اختیار کریں۔ مگر آدھا انہیں یہ کب گوارہ ہے وہ تو ایک ہی لفظ پر عمل کرنے والے ہیں اور ان کی روٹی کا دھندہ انہیں مجبور کرتا ہے کہ وہ ٹیڑھی لائن پر چلیں۔

حیات مسیح اجماع امت کا ایک مسلمہ عقیدہ ہے

قرآن وحدیث کے سامنے جب مرزا قادیانی سے کچھ بن نہ پڑا اور اس کے جواب میں عاجز آگئے تو کھسیانی بلی کھمبا نوچے پر اتر آئے تو کہنے لگے کہ حیات مسیح اجماعی عقیدہ نہیں۔ کیونکہ صحابہ میں سے سوائے دو تین راویوں کے اور کسی نے اس پر کچھ روشنی نہیں ڈالی۔ اس لئے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کا یہی مذہب ہے کہ مسیح اپنی طبعی موت سے مر گیا۔ چنانچہ ذیل میں مرزا قادیانی کے دو اعتراض نقل کئے جاتے ہیں۔ پس غور سے سنئے اور ملاحظہ کیجئے کہ کس انداز میں ان کو پیش کرتے ہوئے دھکیل دیا جاتا ہے۔

(ازالہ اوہام ص۱۴۰، خزائن ج۳ ص۱۷۱)'' اول: یہ جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو ہو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے ایک پیش گوئی ہے۔ جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی۔ اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۲۰۳،۱۲۴، خزائن ج۳ ص۲۰۷)'' دوم: یہ دعویٰ کہ تمام صحابہ کرامؓ اور اہل بیت اسی طرح مانتے چلے آئے ہیں۔ جیسا کہ ہم یہ بالکل لغو اور بلادلیل ہے۔ فرد فرد کی رائے کا خدا کو ہی علم ہوگا۔ کس نے ان سب کے اظہارات لکھ کر کب قلمبند کئے ہیں۔ یا کب کسی نے اپنے منہ سے ان کے بیانات سن کر شائع کئے ہیں۔ باوجودیکہ صحابی دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ تھے۔ مگر پیش گوئی کے روایت کرنے والے شاید دو یا تین تک نکلیں تو نکلیں اور ان کی روایت بھی عام طور پر ثابت نہیں ہوتی۔''

'' اخرج الفریابی وسعید بن منصور ومسدد وعبد بن حمید وابن ابی حاتم والطبرانی من طرق عن ابن عباسؓ فی قوله وانه لعلم للساعة قال خروج عیسیٰ قبل یوم القیامة واخرج عبدبن حمید عن ابی هریرةؓ وانه لعلم للساعة قال خروج عیسیٰ یمکث فی الارض اربعین سنة

تکون تلک الاربعون اربع سنین یحج ویعتمر واخرج عبد بن حمید وابن جریر عن مجاهدؒ وانه لعلم للساعۃ قال آیاتہ للساعۃ خروج عیسیٰ بن مریم قبل یوم القیامۃ واخرج عبد بن حمید وابن جریر عن الحسنؒ وانہ لعلم للساعۃ قال نزول عیسیٰ واخرج ابن جریر من طرق عن ابن عباسؓ وانہ لعلم للساعۃ قال نزول عیسیٰ (تفسیر در منثور ج۶ ص ۲۰)" ﴿فریابی،سعید بن منصور،مسدد،عبد بن حمید،ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وانہ لعلم للساعۃ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا قبل یوم القیامۃ مراد ہے اور عبد بن حمید نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اسی قول میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا مراد لیا ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کے اندر چالیس برس رہیں گے۔حج اور عمرہ بھی کریں گے اور عبد بن حمید وابن جریر نے مجاہدؒ سے وانہ لعلم للساعۃ سے بیان کیا ہے کہ قیامت کی علامت خروج عیسیٰ علیہ السلام قبل یوم قیامت ہے۔عبد بن حمید اور ابن جریر نے حسنؒ سے بیان کیا ہے۔وانہ لعلم للساعۃ سے نزول عیسیٰ علیہ السلام مراد ہے اور ابن جریر نے بہت طریقوں سے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔وانہ لعلم للساعۃ سے مراد نزول عیسیٰ ہے۔﴾

"وقال الامام احمد حدثنا هاشم بن قاسم حدثنا شيبان عن عاصم بن ابی النجود عن ابی رزین عن ابی یحیی مولی بن عقیل انصاری قال قال ابن عباسؓ لقد علمت آیتہ من القرآن وانہ لعلم للساعۃ قال هو خروج عیسیٰ بن مریم علیہ السلام قبل یوم القیامۃ وقولہ سبحانہ وتعالیٰ وانہ لعلم للساعۃ تقدم تفسیر ابن اسحاق ان المراد من ذالک ما یبعث بہ عیسیٰ علیہ السلام من احیاء الموتیٰ وابراء الاکمہ والابرص وغیر ذالک من الاسقام وفی هذا نظر وابعد منہ ما حکاہ قتادہ عن الحسن البصری وسعید بن جبیر عن الضمیر فی وانہ عائد علی القرآن بل الصحیح انہ عائد علی عیسیٰ علیہ السلام فان السیاق فی ذکرہ ثم المراد بذالک نزولہ قبل یوم القیامۃ کما قال تبارک وتعالیٰ وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ای قبل موت عیسیٰ علیہ السلام ثم یوم القیامۃ یکون علیهم شهیدا ویؤید هذا المعنی القرآن الاخری وانہ لعلم للساعۃ ای امارۃ ودلیل علی وقوع الساعۃ قال مجاهد وانہ لعلم للساعۃ خروج عیسیٰ ابن مریم علیہ

السلام قبل یوم القیامه وهكذا روی عن ابی هریرة وابن عباسؓ وابی العالیة
وابی مالك وعكرمة والحسن وقتادة والضحاك وغیرهم وقد تواترت قبل
یوم القیمة اماماً عادلاً (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۲۷) " امام احمد نے فرمایا کہ ہمیں
ہاشم بن قاسم نے شیبان سے حدیث بیان کی اور انہوں نے عاصم بن ابی النجود سے اور انہوں نے
ابی رزین اور انہوں نے ابی یحییٰ سے جو مولیٰ ابن عقیل انصاری کا ہے جو انہوں نے فرمایا کہ حضرت
ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے قرآن کی آیت آیت کو سمجھا اور وہ آیت وانه علم للساعة ہے تو
حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے آنا ہے اور قول اللہ
تعالیٰ وانه لعلم للساعة جس کے محمد ابن اسحاق کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے کہ اس آیت سے مراد
اشیاء جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھیجا تھا۔ مردوں کا زندہ کرنا ہے اور کوڑھ والوں کو اچھا
کرنا وغیرہ۔ جو بیماریاں تھیں مگر اس کے اندر اعتراض ہے اور اس تفسیر سے زیادہ بعید وہ ہے جس کو
قتادہ نے حسن بصری اور جبیر سے ضمیر فی وانه لعلم میں بیان کیا ہے کہ ضمیر وانه کا قرآن کے طرف
راجع ہوتا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ ضمیر وانه کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ سیاق حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہے۔ پھر اس سے مراد نزول عیسیٰ علیہ السلام قبل قیامت ہے۔ جیسا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ " وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته " ای قبل
موت عیسیٰ علیہ السلام وانہ کے ضمیر کا مرجع ہیں کہ دوسری قراءۃ تائید کرتی ہے۔ وانه لعلم
للساعة ای امارة یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں اور دلیل ہیں۔ وقوع ساعت
کی مجاہد نے کہا کہ وانه لعلم للساعة سے مراد خروج عیسیٰ علیہ السلام کا قبل قیامت ہے اور اسی
طرح ابوہریرہؓ ابن عباسؓ ابی العالیہ ابی مالک حسن قتادہ ضحاک وغیرہ سے منقول ہے اور تواتر کو پہنچا
ہے۔ قبل یوم القیمته اماما عادلاً یعنی قیامت سے پہلے امام عادل آئے گا۔

تعجب نہیں حیرت ہے کہ جب مرزا قادیانی یہ خود اقرار کرتے ہیں کہ نزول مسیح کا عقیدہ
کوئی دینیات کا مسئلہ نہیں تو وہ خود کیوں اس پر عمل نہیں کرتے۔ ان کی ساری زندگی اسی ایک مسئلہ
پر گذری۔ باون سال زندگی تک وہ مسلمانوں کے ہمنوا رہتے ہوئے جا بجا اعلان کرتے رہے اور
قرآنی آیات سے تمسک کرتے ہوئے کہتے رہے۔ عیسیٰ ابن مریم آسمان سے ضرور نازل ہوگا اور
اس کے بعد جب خبط نبوت کے وہم میں مبتلا ہوئے تو مسیح کی رسوائی اور حقارت کے منظر کھینچے
میں ان کتابوں کا سہارا لیتے ہوئے جو تحریف شدہ ہیں اور جن پر ان کا ایمان نہیں۔ تمسک کیا اور
ساتھ ہی عاقل خدا کے سر یہ بیہودہ بے جوڑ تہمت بندھ مسروقہ شدہ الہام جن کی تفہیم مرتے دم تک نہ

ہولی کے نشے میں ہوتے پر دفتروں کے دفتر سیاہ کئے۔ قرآنی آیات کو تحریف کے شکنجوں میں کستے ہوئے ایسے بھونڈے اور بھدے انداز میں پیش کیا کہ سرکار دو عالمؐ کے مفہوم اور بیان سے متغائر جا پڑے۔ گویا کہ قرآن حکیم کے مغز کو یتیم مکہؐ نے نہ سمجھا اور معارف کی ڈینگ مارتے ہوئے نیچریت کی دلدل میں ایسے پھنسے کہ جائے رفتن نہ پائے ماندن ہوئے۔ معارف قرآن بھلا قادیانی دیہاتی مراقی کیا جانے۔ اس کے جاننے والے عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن سلام، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود اور جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہم تھے۔ جنہوں نے قرآن سماعت کو قرآن ناطق سے منہ زبان فیض ترجمان سے زیادہ اسرار الٰہی اور معارف یزدانی کو بھلا اور کوئی کیا بیان کر سکتا ہے۔ تفسیر کے جہاں میں تو سرکار مدینہؐ سے کسی کا یوں نسبت کرنا ہی کفر اور سلب ایمان ہے۔ مگر یہ دیکھا یہودی اسی فضا میں امام الحق کا اعادہ کرتے ہیں جہاں پھانسی بس کا روگ تھیں اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ دو تین راویوں سے زیادہ کسی صحابی کا یہ ایمان ہی نہیں۔ ایسا ہے جیسا کہ جیسا روز روشن میں سورج کا انکار کرنا۔ قارئین کرام ملاحظہ کر رہے ہیں کہ مرزا قادیانی کی چھاتی پر ہزاروں صحابی پتھر توڑ رہے ہیں۔ چنانچہ ذیل کا مضمون کثرت صحابہ پر مشتمل مرزا کے منہ کو لگام دیتا ہے۔ مگر جب حیا ہو اور جب معاملہ یہاں تک پہنچ جائے۔

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

تو اس کے لئے ناجائز بھی شیر مادر ہے۔

{تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۹۸، تحت آیت وقولهم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم}

”یوں فرماتے ہیں“ قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن سنان حدثنا ابو معاویة عن الاعمش عن المنهال ابن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لما اراد الله ان یرفع عیسیٰ الی السماء خرج علی اصحابه وفی البیت اثنا عشر رجلا من الحواریین یعنی فخرج علیهم من عین فی البیت ورأسه یقطر ماء فقال ان منکم من یکفر بی اثنا عشر مرة بعد ان امن بی قال ثم قال ایکم یلقی علیه شبهی فیقتل مکانی ویکون معی فی درجتی فقام شاب من احدثهم سناً فقال له اجلس ثم اعاد علیهم فقام ذالك الشاب فقال اجلس ثم اعاد علیهم فقام ذالك الشاب فقال انا فقال هو انت ذاك فالقی علیه شبه عیسیٰ ورفع عیسیٰ من روزنة فی البیت الی السماء قال وجاء الطلب من الیهود فاخذوا الشبه فقتلوه ثم صلبوه فکفر به بعضهم

اثنی عشر مرة بعد ان امن به وافترقوا ثلاث فرق فقالت فرقة كان الله فينا ما شاء ثم صعد الى السماء وهؤلاء اليعقوبية وقالت فرقة كان فينا ابن الله ماشاء ثم رفعه الله اليه وهؤلاء النسطورية وقالت فرقة كان فينا عبدالله ورسوله ماشاء الله ثم رفعه الله اليه وهؤلاء المسلمون فتظاهرت الكافرتان على المسلمة فقتلوها فلم يزل الاسلام طامسا حتى بعث الله محمدا ﷺ وهذا اسناد صحيح الى ابن عباس ورواه النسائی عن ابی كريب عن معاوية نحوه وكذا ذكر غير واحد من السلف انه قال لهم ايكم يلقى عليهم شبهي فيقتل مكاني وهو رفيقي في الجنة''

''حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھانے کے ارادہ فرمایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس مکان سے جس میں چشمہ تھا باہر نکلے اس وقت ان کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ وہ بارہ حواریوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ بے شک تم میں سے ایک شخص مجھ پر ایمان لانے کے بعد بارہ مرتبہ انکار کرے گا۔ بعد ازاں فرمایا کہ تم میں سے ایسا کون ہے جس پر میری شباہت ڈالی جائے اور میری جگہ وہ مقتول ہو اور میرے مرتبہ میں میرے ساتھ رہے۔ پس ایک نوجوان شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ میں ہوں اے رسول اللہ کے۔ تو جناب عیسیٰ نے فرمایا کہ تو بیٹھ جا اور آپ نے دوبارہ انہیں الفاظ کا اعادہ کیا تو پھر بھی وہی شخص کھڑا ہوا۔ آپ نے پھر حکم دیا کہ تو بیٹھ جا اور آپ نے سہ بارہ انہیں الفاظ کو دہرایا۔ غرضیکہ چوتھی مرتبہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو ہی وہ شخص ہے (جو انکار کرے گا) پھر عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت اس شخص پر ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام مکان کے روشندان سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ بعد ازاں یہود کے جاسوس آئے اور اس شبیہ کو عیسیٰ سمجھ کر گرفتار کر لیا اور اسی کو قتل و مصلوب کر دیا۔ انہیں حواریوں سے بعض نے بارہ مرتبہ مسیح کا انکار کیا اور اس کے بعد لوگ تین فرقوں پر منقسم ہو گئے۔ ایک گروہ اس امر کا قائل ہوا کہ ہم میں خدا رہا جب تک اسے منظور ہوا۔ پھر آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ اس کو یعقوبیہ کہتے ہیں۔ دوسرے گروہ نے یہ کہا کہ خدا کا بیٹا جب تک چاہا ہم میں رہا۔ اس کے بعد خدا نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اس کو نسطوریہ کہتے ہیں۔ پھر دونوں فرقے کافروں کے غالب ہوئے اور اسے قتل کر دیا۔ پھر ہمیشہ اسلام معدوم رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور یہ سب اسناد صحیح ہیں۔ ابن عباس کی طرف اور روایت کیا اس اثر کو نسائی نے ابی کریب

سے اس نے اپنی معاویہ سے مثل طریق مذکور کے اور اسی طرح ذکر کیا۔ اکثر علماء سلف نے اس امر کو اور فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے تم میں سے جس پر ڈالی جائے شباہت میری اور قتل کیا جائے میرے عوض وہ رفیق ہے میرا جنت میں۔" ..

ناظرین! غور فرمائیں کہ صرف اسی حدیث کو بیان کرنے والے کتنے صحابی ہیں۔ ہاں! اگر مرزا قادیانی کا یہ خیال ہو کہ اس مسئلہ کو تمام صحابی علیحدہ علیحدہ بیان کریں تو یہ ان کی حماقت ہے۔ اس لئے کہ یہ غیر ممکن ہے۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے مرزائی یہ بتا سکتا ہے کہ کسی ایک مسئلے پر تمام افراد نے فرداً فرداً اپنی رائے کا اظہار کیا۔ قطعاً نہیں اور اس کی ضرورت بھی کیا ہے۔ بھائی ایمان چاہئے ایمان اور جب یہ ہو تو ایک ہی صحابی کا ایک ہی قول کافی ہے۔ جو آپ نے نبی کریم ﷺ سے سن کر روایت کیا۔ یہ حدیث انجیل برنباس کے بیان سے مشابہت رکھتی ہے۔ جو مکمل بیان ہوچکی اس میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح جناب مسیح کا رفع الی السماء ہوا اور کس پر آپ کی شبیہ ڈالی گئی اور نیز یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کس طرح مختلف الخیال گروہ بن گئے اور ان کے کیا نام ہیں اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ دین حنیف یعنی اللہ کا پسندیدہ دین جناب ابراہیم خلیل اللہ سے بعثت سرور دو عالم ﷺ سے قبل بھی موجود تھا۔ مگر اس کی رونق وشادابی سرکار مدینہ سے شروع ہوئی اور آپ ﷺ کی آمد سے وہ تمام اعتراض جو عصمت انبیاء کے متعلق ہیں بیان ہوکر پایۂ تکمیل تک پہنچی۔

کذاب قادیان کا تعارف

(تذکرۃ الشہادتین ص۲، خزائن ج۲۰ ص۴) "جس مسیح موعود کی بشارت آج سے تیراں سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ میں ہی ہوں اور مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک وشبہ کی جگہ باقی نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ہے ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنسی تھی اور تمام مکالمات الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیش گوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوئی تھیں اور ان کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمے نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کیا کہ یہ اسی وحدہ لاشریک خدا کا کلام ہے۔ جس کا کلام قرآن شریف ہے اور میں اس جگہ توریت وانجیل کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ توریت وانجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں اس قدر محرف ومبدل ہوگئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو پایا اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی۔ بلکہ ہر ایک حصہ اس کا جب خداتعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا تو اس کے مطابق ثابت

ہوا اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشان آسمان سے برسے۔ انہیں دنوں میں رمضان میں سورج اور چاند کو گرہن ہوا۔ جیسا کہ لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا اور انہیں ایام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ ان دنوں میں مری بہت پڑے گی اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اس مری سے باہر نہیں رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے۔ فالحمد لله علي ذالك!"

محقق قادیان کے قلمی حواریو تمہارے مرزا کے لئے سرکار مدینہ نے کس کتاب میں آج موعود ہونے کی خوشخبری سنائی کہ قادیان میں مسیح موعود نسل مغلاں سے پیدا ہوگا اور اپنے والد سے گلستان، بوستاں ابتدائی تعلیم حاصل کر کے ایک ایک شیعہ عالم گل شاہ ساکن بٹالہ سے شرح ملا و کافیہ پڑھے گا۔ اس کے بعد دوسری معمولی درسگاہوں میں بھٹکتا ہوا معمولی علم حاصل کرے گا۔ ہوش سنبھالتے ہی اس کا باپ اسے دیوانی عدالتوں میں گھسیٹ دے گا اور اسی مشغلے میں وہ دونوں گھر کا تمام اثاث البیت تین تیراں کر کے فکر معاش میں وطن عزیز کو خیرباد کہتا ہوا پیٹ کے دھندا کا فکر کرے گا۔ سیالکوٹ جائے گا رش و جفر سیکھے گا اور ساتھ ساتھ سرکاری عدالت میں ۱۵ روپے ماہوار کا منشی گیرہ کرے گا۔ مگر ان اشغال میں طبیعت جولانیاں دکھائے گی اور ہوس مختیاری کے خواب دیکھے گا۔

غریب مسیح جس کی بشارات بزعم خود قرآن، احادیث، انجیل، تورات، زبور اور صحائف انبیاء میں لکھی ہے اور جس کے لئے تمام پیامبر خوشخبریاں دیتے آئے ہیں۔ مختیاری کے امتحان کی تیاریاں شب و روز ایک ہندو بھولی کے ساتھ کرے گا اور نتیجہ میں ہندو پاس اور بیچارا مسیح موعود فیل ہوگا۔ اسی ہموم و غموم میں نوکری چھوڑ کر وطن واپس لوٹے گا اور براہین احمدیہ کی تیاری میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتا ہوا تمیں بار خیالی اخبار و اشتہارات کرے گا اور تیس سال بعد جب مریخ و مالم خوردہ میں مقید ہوں گے انہیں سربریدہ رطب ویابس کو جنہیں براہین احمدیہ کا نہایت بے سروسامانی سے مہیا کیا اور جن سربریدہ فقرات کی نظم کو تفہیم نہ ہوئی تھی۔ وہی منقطعات واقعات کے وقوع پذیر ہونے پر الہام کہتے ہوئے جڑے گا۔

آخر یہ کہاں لکھا ہے کہ ان حقائق کا حامل مسیح موعود ہوگا۔ مرزائیو! کچھ تو ذرہ سا ایمان سے کہو کہ تمہارا مسیح موعود یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرا کلام قرآن کریم سے کم نہیں۔ وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا قرآن تو تم کیوں اس کی روز تلاوت نہیں کرتے اور کیا وجہ ہے کہ تم جب وہ خدا کا ہی کلام ہے تو

اسی کے احکام پر تمسک کیجئے اور تمہارا کیا حق ہے کہ قرآن سے تمسک کرو اور جب کہ تمہارے مئے تمہارے مرزا کو بڑی تکلیف و محنت کے بعد قرآن جدید ملا، تمہیں لازم ہے کہ اسی پر عمل کرو اور وہی تمہارے گھروں کی زینت بنے اور اسی کے تمہارے حافظ ہوں اور وہی نماز میں پڑھا جائے۔ مہربانی کر کے جہاں کہا مان لیا ہے تمہارے کے کلام کو بھی مان لو۔

مرزا قادیانی کو یہ بھی اقرار ہے کہ موجودہ انجیل و توراۃ محرف و مبدل ہیں۔ پھر بھلے مانس سے کوئی پوچھے کہ تم کیوں اس کے اقتباسات سے تمسک کرتے ہو۔ جب کہ تم انہیں خدا کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ آخر یہ کیا بیہودگی ہے کہ اسی سے ناجائز فائدہ بھی مشکل میں اٹھاتے ہو اور پھر طعن کرتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی اور جانتے ہو مرزا کی تواتر کی پیش گوئیاں اور معجزات کیا تھے۔ یہی نا، پلیگ، نمونیا، ہیضہ، گرہن، لعنت بازی، شاعری، لوٹ مار کی پیش خبریاں تھیں آزردوں بیبیوں اور منکی گرم کے الہام سنانا۔ موت کی خوشخبریاں دینا۔ زلزلوں کی قصیدہ خوانی بنانا یا لڑکوں کی خوشخبری کہنا۔

ایمان سے کہو یہ تمام باتیں ابتدائے آفرینش سے حیات انسان کے ساتھ وابستہ نہیں کیا مرزا قادیانی سے قبل ہیضہ نمونیا پلیگ گرہن زلزلے شاعری وغیرہ نہ ہوتی تھی۔ یا کیا مرزا قادیانی کی رحلت کے بعد زلزلے نہیں آتے۔ پلیگ نہیں پھوٹتی، ہیضہ نہیں ہوتا، نمونیا مفقود ہو گیا۔ چاند گرہن اور سورج گرہن نہیں ہوتا۔ شاعر مر گئے آخر یہ کیا قیامت ہے کہ واقعات زمانہ کو وہ معجزات سے تعبیر کر کے اپنا الو سیدھا کریں اور تم ان کو نبی مانتے جاؤ۔ کچھ تو شرم کرو وہ کون سے نشان ہیں جو بارش کی طرح تمہارے مرزا کی صداقت میں آسمان سے برسے یہ کیا شور اشوری ہے اور جب سوال ہوگا کہ میاں دو بے ساقی نشانوں میں ایک تو پیش کرو تو منہ کا تھمی دکھاتے ہوئے کہہ دو گے کہ اللہ میاں کا قہم چھوٹ گیا جو عبداللہ سنوری اور مرزا کے کپڑوں کا ستیاناس کر گیا۔ موجود ہے شرم کرو اور باز آ ؤ شاخ مخشر کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ ہاں! یہ تو کہو کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کے وقت طاعون پڑنے کا ذکر کہاں لکھا ہے۔ اس قرآن میں تو نہیں جو سرکار مدینہ پہ نازل ہوا۔ اگر کوئی اس سے دکھلا دے تو منہ مانگا انعام پا دے۔ ہاں مرزائی قرآن میں ہو تو کچھ عجب نہیں۔ اس کے آخر میں ایک چیز ایسی ہے جو یقیناً تمہارے لئے زندہ درگور کے مترادف ہے۔ وہ یہ کہ کون کون سے انبیاء نے کن کن صحائف میں مسیح موعود کے وقت مری پڑنے کی پیش گوئی لکھی ہے۔ یقیناً تم تلاش کرتے کرتے مر کیوں نہ جاؤ۔ مگر دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ایک حوالہ نہ دے سکو گے اور تم بیہودہ کچھ تو سوچو کدھر جا رہے ہو اور کسے چھوڑ رہے ہو۔ ذیل میں مرزا قادیانی کا وہ کلام پیش کیا

جاتا ہے۔ جسے کلام پاک کے ہم پلہ کہا گیا اور جس کی نسبت مرزا قادیانی کے قلب میں دعویٰ گئیں۔ پڑھو اور شرم کے سمندر میں ڈوب جاؤ۔ مرزا قادیانی کو گنگو تر کی عربی کہوں یا آ لو ہم طوالت مضمون کے خوف سے چھوڑتے ہوئے ان کے اپنے ترجمہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی کا قرآن

(تذکرۃ الشہادتین ص ۶۱، ۶۲، خزائن ج ۲۰ ص ۶۳، ۶۴) ”خدا کا امر آرہا ہے۔ پس تم جلدی مت کرو یہ خوشخبری ہے جو قدیم سے نبیوں کو ملتی رہی ہے۔ خدا ان کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ یعنی ادب وحیا اور خوف الٰہی کی پابندی سے ان مخفی راہوں کو بھی چھوڑتے ہیں۔ جن میں معصیت اور نافرمانی کا گمان ہو سکتا ہے اور دلیری سے کوئی قدم نہیں اٹھاتے۔ بلکہ ڈرتے ڈرتے کسی فعل یا قول کے بجالانے کا قصد کرتے ہیں اور خدا ان کے ساتھ ہے جو اس کے ساتھ اخلاص اور اس کے بندوں سے نیکی بجالاتے ہیں۔ وہ قوی اور غالب ہے۔ وہ ہر ایک امر پر غالب ہے۔ مگر اکثر لوگ نہیں جانتے جب وہ ایک بات کو چاہتا ہے تو کہتا ہے ہو جا۔ پس وہ بات ہو جاتی ہے کیا تم مجھ سے بھاگ سکتے ہو اور ہم مجرموں سے انتقام لیں گے۔ کہتے ہیں کہ یہ صرف انسان کا قول ہے اور ان باتوں میں دوسروں نے اس کی مدد کی ہے۔ یہ تو جاہل ہے یا مجنون ہے ان کو اے مرزا کہہ دے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تمہیں دوست رکھے اور جو لوگ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ ہم ان کے لئے کافی ہیں۔ میں اس شخص کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کے در پے ہے۔ میں اس شخص کی مدد کروں گا جو تیری مدد کرنا چاہتا ہے۔ میں ہوں جو میرے پاس ہو کر میرے رسول ڈرا نہیں کرتے۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور تیرے رب کا قول پورا ہو جائے گا تو کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ زمین پر فساد مت کرو تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرتے ہیں۔ خبردار رہو کہ وہی مفسد ہیں اور تجھے انہوں نے ہنسی اور ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے اور ٹھٹھا مار کر کہتے ہیں کہ کیا یہ وہی شخص ہے جو خدا نے مبعوث فرمایا۔ یہ تو ان کی باتیں ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ ہم نے ان کے سامنے حق پیش کیا۔ پس وہ حق کے قبول کرنے سے کراہت کر رہے ہیں اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے وہ عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس طرح پھیرے جائیں گے۔ خدا ان تہمتوں سے پاک اور برتر ہے جو اس پر لگا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نہیں۔ ان کو کہہ دے کہ خدا کی میرے پاس گواہی موجود ہے۔ پس کیا تم ایمان لاتے ہو تو میری درگاہ میں وجیہہ ہے۔ میں نے اپنے لئے تجھے چن لیا۔ جب تو کسی پر ناراض ہو تو میں اس پر ناراض ہوتا ہوں اور ہر ایک چیز جس سے تو پیار

کرتا ہے میں بھی اس سے پیار کرتا ہوں۔ خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ تو مجھ سے اس مرتبہ پر ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید و تفرید۔ تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ فشل سے۔ اس خدا کو حمد ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا اور تجھے وہ باتیں سکھلائیں جن کی تجھے خبر نہ تھی۔ لوگوں نے کہا یہ مرتبہ تجھے کہاں سے اور کس طرح مل سکتا ہے۔ ان کو کہہ دے میرا خدا عجیب ہے۔ اس کے فضل کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ مگر لوگ اپنے کاموں سے پوچھے جاتے ہیں۔ تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس نے اس آدم کو پیدا کر کے بزرگی دی اور لوگوں نے کہا کیا تو ایسا شخص اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہے۔ جو زمین پر فساد کرتا ہے۔ یعنی پھوٹ ڈالتا ہے۔ تو خدا نے انہیں کہا کہ جن باتوں کا مجھے علم ہے تمہیں وہ باتیں معلوم نہیں اور کہتے ہیں یہ ایک بناوٹ ہے کہو خدا ہے جس نے یہ سلسلہ قائم کیا۔ پھر یہ کہہ کر ان کو اپنے لہو ولعب میں چھوڑ دے اور ہم نے اے مرزا تجھے تمام دنیا کے لئے ایک عام رحمت کر کے بھیجا۔ میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تیری شان عجیب ہے اور اجر قریب ہے۔ میں نے تجھے روشن کیا اور میں نے تجھے چنا۔ تیرے پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جیسا کہ موسیٰ پر زمانہ آیا تھا اور تو ان لوگوں کے بارہ میں میری جناب میں شفاعت مت کر جو ظالم ہیں۔ کیونکہ وہ غرق کئے جائیں گے اور یہ لوگ مکر کریں گے اور خدا بھی ان سے مکر کرے گا اور خدا بہتر مکر کرنے والا ہے۔ وہ کریم ہے جو تیرے آگے آگے چلتا ہے اور اس کو وہ اپنا دشمن قرار دیتا ہے جو تجھ سے دشمنی کرتا ہے اور وہ عنقریب تجھے وہ چیز دے گا جس سے تو راضی ہو جائے گا۔ ہم زمین کے وارث ہوں گے اور اس کو اس کی طرفوں سے کھاتے چلے آتے ہیں۔ تاکہ تو اس قوم کو ڈراوے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے اور تا مجرموں کی راہ کھل جائے۔ کہہ میں مامور ہوں اور میں سب سے پہلے مومن ہوں (کہ وحی کلمات مجھ پر نازل ہوتا ہے) تمہارا خدا ایک خدا ہے اور تمام خیر قرآن میں ہے۔ اس کے حقائق اور معارف تک وہی لوگ پہنچتے ہیں جو پاک کئے جاتے ہیں۔ پس تم اس کے بعد یعنی اس کو چھوڑ کر کس حدیث پر ایمان لاؤ گے۔ یہ لوگ ارادہ کرتے ہیں کہ کچھ ایسی کوشش کریں کہ تیرا امر ناتمام رہ جائے۔ لیکن خدا تو یہی چاہتا ہے کہ تیری بات کو کمال پر پہنچا دے اور خدا ایسا نہیں کہ تجھ کو چھوڑ دے جب تک پاک اور پلید میں فرق کر کے دکھلا دے۔ خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول مرزا کو ہدایت اور دین حق دے کر اس غرض کے لئے بھیجا۔ تا کہ وہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے اور خدا کا وعدہ ایک دن پورا ہونا ہی تھا۔ خدا کا وعدہ آ گیا اور ایک پیر اس نے زمین پر مارا اور خلل کی اصلاح کی۔ خدا تجھے دشمنوں سے بچائے گا اور اس شخص پر حملہ

کرے گا کہ جو ظلم کی راہ سے تیرے پر حملہ کرے گا۔ اس کا غضب زمین پر اتر آیا۔ کیونکہ لوگوں نے معصیت پر کمر باندھی اور حد سے گذر گئے۔ بیماریاں ملک میں پھیلائی جائیں گی اور طرح طرح کے اسباب سے جانیں تلف کی جائیں گی۔ یہ مقدرات پر قرار پا چکا ہے یہ اس خدا کا امر ہے جو عجائب اور بزرگ ہے جو کچھ قوم پر نازل ہوا خدا اس کو نہیں بدلائے گا۔ جب تک کہ وہ لوگ اپنے دلوں کی حالتیں نہ بدل دیں۔ وہ اس گاؤں کو جو قادیان ہے کسی قدر ابتلاء کے بعد اپنی پناہ میں لے لے گا۔ آج خدا کے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے کشتی بنا وہ قادر خدا تیرے ساتھ اور تیرے لوگوں کے ساتھ ہے۔ میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کے اندر ہے بچاؤں گا۔ مگر وہ لوگ جو میرے مقابل پر تکبر سے اپنے تئیں نافرمان اور اونچا رکھتے ہیں۔ یعنی پورے طور پر اطاعت نہیں کرتے اور خاص کر میری حفاظت تیرے ساتھ رہے گی۔ خدا رحیم کی طرف سے سلامتی ہے۔ تم پر سلامتی ہے۔ تم پاک نفس ہو۔ اے مجرمو آج تم الگ ہو جاؤ۔ میں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور افطار کروں گا اور روزہ بھی رکھوں گا اور اس کو ملامت کروں گا جو ملامت کرتے ہیں اور تجھے وہ نعمت دوں گا جو ہمیشہ رہے گی اور اپنی تجلی کے نور تجھ میں رکھ دوں گا جو ہمیشہ رہے گی اور میں اس زمین سے مقررہ وقت تک جدا نہیں ہوں گا۔ یعنی میری قہری تجلی میں فرق نہ آئے گا۔ میں صاعقہ ہوں اور میں رحمان ہوں۔ صاحب لطف اور بخشش۔"

دور جہالت میں بیاہ شادی کے موقعوں پر مراثی لوگ زمینداروں کے مکٹ میں صاحب خانہ کی مدح و ستائش میں بے سروپا واقعات دہرایا کرتے تھے۔ ان کا یہ انداز زمیندار کو الو بنائے بغیر نہ رہتا تھا۔ یہ رجزیہ کلمات یہ تعریفوں کے انبار سن کر سادہ لوح دیہاتی چند منٹوں کے لئے اپنے آپ کو شاہ وقت سے کہیں زیادہ سمجھتا ہوا فیاضی کے تقاضہ میں دریا دلی دکھا کر بھوکا ہو جاتا۔ سچ ہے کہ جھوٹ کا مزہ سر دھونے پر ہی آتا ہے۔ جب بیاہ شادی گذر جاتی اور مہمان رخصت ہو جاتے تو بیچارا میزبان لوٹے پھٹے کھوٹے اور پراگندہ سامان کو ٹھکانے لگا کر حقہ نوشی کرتے ہوئے اپنی بیوقوفی کے تصور میں گھنٹوں سوچ بچار میں غرق پریشانی کے عالم میں لمبی لمبی سانسیں بھرتا ہوا مدہوش ہو جاتا۔ یہی حال مرزا قادیانی کا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایسی ہی تقریب پر مرزا قادیانی کے ہاں کسی دعوت کے موقعہ پر کسی بھانڈ نے مرزا قادیانی کے حضور میں اقوال کہے تھے۔ مرزا قادیانی کو چونکہ مراق ہے وہی کلمات ان کے دماغ میں بس گئے اور انہیں ایسا معلوم ہوا کہ گویا ٹیچی ٹیچی وحی لے کر آرہا ہے۔ آپ نے جھٹ کلمات موزوں کر کے کاتب وحی لالہ شام لال آریہ کو حکم دیا۔ بھیا لکھو لو خدا اچھا نہیں دماغ کمزور ہے۔ کہیں بھول نہ جاؤں اور دیکھو۔ پیچھے تصدیق

بہ دستخطوں کے علاوہ ہمارے چشم دید گواہوں لالہ شرمپت آریہ اور ملاوامل کے دستخط بھی کرا لیتے تو انہیں یہ الہام سنا دیتے۔

اے ہم یہودیو! کچھ تو کہو یہ تمہارے مرزا قادیانی کیا کیا آئیں بائیں شائیں کو قرآن کا مرتبہ دے رہے ہیں۔ کیا قرآن کریم میں ایسی ہی باتیں سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں لکھی ہوئی ہیں۔ جانتے ہو مخلوق اور خالق کے کیا تعلقات مراتب ہیں۔ بندہ تو بندہ ہی ہے خالق تھوڑا ہی ہے۔ یہ لیا نہیں جیسے کذاب قادیان نے مجبور کر رکھا ہے۔ مرزا قادیانی کے قرآن کو پڑھو اور فرقان حمیدی کی روشنی میں پرکھو۔ ہم تمہارے لئے نمونہ ایک مشعل جلاتے ہیں۔ تم میں جنہیں تھوڑی سی بھی چشم بصیرت سے حصہ دیا گیا ہے وہ اس کو پڑھیں اور دل کی گہرائیوں میں اتار لیں۔ انشاء اللہ! قوی امید ہے کہ مرزائیت کے بھوت سے نجات پا لیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد" (کہف: ۱۱۰) "اور ترجمہ مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی کی زبان سے سنئے تاکہ روحانیت نصیب ہو۔

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق — زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق — اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم — اسی کے سوا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم — اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم

مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

خرد اور ادراک رنجور ہیں واں — مہ و مہر ادنیٰ سے مزدور ہیں واں
جہاں دار مغلوب و مقہور ہیں واں — نبی اور صدیق مجبور ہیں واں

نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی واں
نہ پروا ہے ابرار و احرار کی واں

نصاریٰ کی مانند دھوکہ نہ کھانا — کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
مری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا — بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا

سب انسان ہیں واں جس طرح سر فگندہ
اسی طرح ہوں میں بھی ایک اس کا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم | نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم | کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

ان باتوں کو سمجھنے کے بعد مندرجہ ذیل تعارف کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ یقین ہے کہ یہ موازنہ اسلامی روشنی میں شب دیجور سے زیادہ تاریک معلوم ہوگا اور یہ وہ آئینہ ہے جس میں تمہیں اپنی شکل اس صفائی سے نظر آئے گی۔ جو تمہیں یقیناً حق الیقین پر پہنچا دے گی۔ خوش نصیب ہیں وہ جو اس موازنے سے عبرت حاصل کریں اور سرکاری نبی کو ولایتی بنگلے کی ہی زینت سمجھیں۔ اسے مسلمانوں سے کیا کام ہاں بھائی یہ انگریزی پودا کسی بڑے صاحب کے گملے ہی کے لئے خوب ہے۔

رئیس قادیان کا ذاتی تعارف

(تذکرۃ الشہادتین ص ۳۳ ۳۵ خزائن ج ۲۰ ص ۳۶) ’’میں وہ شخص ہوں جس کے زمانہ میں تمام نبیوں کی خبر اور قرآن شریف کی خبر کے موافق اس ملک میں خارق عادت طور پر طاعون پھیل گئی۔ (سبحان اللہ! واہ رے طاعونی نبی اور طاعونی پیغمبر صاحب خوب آئے) میں وہ شخص ہوں جو حدیث صحیح کے مطابق اس زمانہ میں حج روکا گیا۔ (واہ رے میرے بے دم کے شیر پلیگ سے تیری آمد شروع ہوئی اور آتے ہی ایک ارکان اسلام کو ہڑپ کرلیا خوب) میں وہ شخص ہوں جس کے زمانہ میں وہ ستارہ نکلا جو مسیح ابن مریم کے وقت میں نکلا تھا۔ (العیاذ باللہ یہ وہ ستارہ ہے جسے عرف عام میں دمدار کہتے ہیں۔ جو ہزاروں دفعہ نکل چکا ہے اور ادبار و نحوست کی نشانی سمجھا گیا ہے یہ بھی خوب کہی) میں وہ شخص ہوں جس کے زمانہ میں اس ملک میں ریل جاری ہوکر اونٹ بیکار ہوگئے اور عنقریب وہ وقت آتا ہے۔ بلکہ بہت نزدیک ہے جب کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہوکر وہ تمام اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔ (مرزائیو ایمان سے کہو ہمارے ملک میں اونٹ بیکار ہو چکے۔ مرزا قادیانی کی جانے بلا وہ ٹھہرے پیغمبر کہ اونٹ ہندوستان میں کس کس مقام زیادہ چلتے ہیں اور جہاں سوائے اونٹوں کے کوئی چارہ ہی نہیں۔ ہاں مرزا قادیانی ایک دور کی کوڑی بھی لائے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفہما کے درمیان عنقریب بلکہ بہت ہی نزدیک ریل جاری

ہونے والی ہے۔ جس سے اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔ مگر ہوا کیا ان یہودیوں کی جانے بنا یہ تو بچ سے رہ گئے۔ اس وقت تک ان دونوں شہروں کے درمیان ریل جاری نہیں ہوئی اور مرزا کو دوکان بڑھائے عرصہ تیس سال ہو گیا۔ کوپیشن گوئی کو سانپ سونگھ گیا یا گدھا کھا گیا۔ تف ہے ایسی وکی لاف و گزاف پر اور ریل کیوں نہ جاری ہوتی بھلا یہ کہاں ممکن تھا کہ دجال تو آوے اور گدھا پیچھے ہی (پیچھے ڈھینچو کرے) میں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر صد ہانشان ظاہر ہوئے۔ کیا زمین پر کوئی ایسا انسان زندہ ہے جو نشان نمائی میں میرا مقابلہ کر کے مجھ پر غالب آ سکے۔ مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور شاید دس ہزار کے قریب یا اس سے زیادہ لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ نے تصدیق کی۔"

مرزا قادیانی کو مراق نے ڈبو دیا اور رہے سہے حواس محمدی کے عشق میں برباد ہوئے۔ اس چھوٹی سی تحریر پر تو دیکھیں کہاں سے کہاں چلے گئے۔ جھوٹ کی حد و کذب کی انتہا ہو چکی۔ صد ہانشان۔ کے ہزاروں بنیں لاکھوں ہو گئے اور دو لاکھ تک حلف اٹھاتے ہوئے شمار کر گئے اور اس کے ایک سال بعد پانچ لاکھ پہ نوبت آئی اور رفتہ رفتہ ۱۰ لاکھ پر کہیں خدا خدا کر کے ٹھہرے۔ اور نیم یہودی قوم میں کوئی ایسا بھی ہے جو مرزا قادیانی کے مصدقہ دس لاکھ نشانات کے صرف عنوانات ہی گنوا دے۔ مثلاً تار، ریل، اونٹ، گھوڑا، گاڑی، بنگلی، کتا، شیر، چیتا، یہ کیا عذاب ہے کہ دس لاکھ نشان تو ظاہر ہوں مگر مرزائی اس وقت تک پچاس ہزار سے تجاوز نہ کریں۔ جو مرزائی دس لاکھ کے صرف عنوانات ہی گنوا دیں کہ یہ معجزات طاغوتی نبی کے ہیں۔ اس کی خدمت میں مبلغ پانچ ہزار روپیہ نقد چہرے شاہی بلا عذر پیش کر دوں گا۔ ہاں یہ بھی کہہ دوں کہ تم تو کیا تمہاری نسل در نسل بھی کوشش و ہمت کرتی مر ہی نہ کیوں جائے یہ انعام کبھی نہ حاصل کر سکو گے۔ لگے ہاتھ یہ بھی پوچھ لوں کہ وہ کون کون سے لال بجھکڑ ہیں۔ جنہیں حضور آقائے بروبحر کے دیدار نصیب ہوئے اور تسکین ہوئی کہ مرزا کی رسالت پہ ایمان لاؤ اور مرزا قادیانی نے ان کی تعداد دس ہزار سے زیادہ بتائی ہے جو صاحب ان دس ہزار سے زیادہ کے تحریرات مرزا سے بتا دیں۔ وہ پانچ ہزار مندرجہ بالا کے علاوہ دس ہزار اور انعام کے مستحق ہیں۔ مولانا عبدالغفور صاحب قبلہ خطیب ہزاروی فرماتے ہیں کہ بھائی تمہارا نام خالد ہے۔ کچھ تو پنجابی نبی کی امت کی پنجابی ہونے کی حیثیت سے رعایت کرو۔ اس لئے ان کے حکم پر سر تسلیم کو خم کرتے ہوئے خالد کے پاک نام کی زکوٰۃ نکالتے ہوئے نو ہزار کئے دیتا ہوں کہ صاحب تحریرات مرزا سے ایک ہزار ایسے شاہد پیدا کر دیں۔ وہ موعودہ انعام کے مستحق

ہیں۔ مرزا نے اپنا چلو کو دو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگو۔ خالد نے تمہاری قسمت کا دروازہ کھول دیا۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ تمہارے مقابلہ میں کون شیخ کررہا ہے۔ وہ ہے جسے کسی میدان میں کبھی شکست نہ ہوئی اور جس نے کبھی کثرت و قلت پر ترجیح نہ دی۔ جو اکیلا ساٹھ ساٹھ ہزار کے لشکر پر حملہ آور ہو کر فتح یاب ہوا۔ اس نے ڈنکے کی چوٹ کہا ہے کہ اس کے نام کی برکت سے اس شیطانی جنگ میں کبھی کوئی مجھ پر فتح یاب نہ ہوگا کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

اس کے آخر میں (تذکرہ طبع ربوہ ص ۴۸ خزائن ج ۲۰ ص ۴۰۲، ۴۰۳) پر دجالیت کے مرکب کو تازیانہ لگاتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔ "اب رہا میرا دعویٰ سو میرے دعوے کے ساتھ اس قدر دلائل ہیں کہ کوئی انسان اگر اسے حیاء ہو تو اس کے لئے اس سے چارہ نہیں ہے کہ میرے دعویٰ کو اسی طرح مان لے۔ جیسا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کو مانا ہے۔ (اور کھلے تعصبوں پہ اتر آنا اور شرافت سے کنارہ کشی اختیار کرنا بے حیائی نہیں تو اور کیا ہے۔ مان لو صاحب! آپ ایسے ہی ہیں۔ تب ہی تو آنجناب کو نبوت کے تمغے اور نئے پڑے سے میں رکھے ہیں) کیا یہ دلائل میرے ثبوت کے کم ہیں کہ میری نسبت قرآن کریم نے پورے پورے قرائن اور علامات کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ایک طور سے میرا نام بتلا دیا۔"

چونکہ مرزا قادیانی نے قرآن عزیز سے استدلال بغیر دلیل کے کیا ہے اور سند میں کوئی آیت پیش نہیں کی اس لئے اس فرض کو بھی فقیر ہی انجام دیتا ہے۔ سنئے وہ پورے پورے قرائن اور واقعات جن میں مرزا قادیانی کا ذکر اور نام ہے یہ ہیں

"ولا تطع كل حلاف مهين هماز مشاء بنميم مناع للخير معتد اثيم عتل بعد ذلك زنيم (قلم: ۱۰تا۱۳)" ﴿اور مت کہا مان ہر ایک قسم کھانے والے ذلیل کا عیب کرنے والا لوگوں کو چلنے والا ساتھ چغلی کے منع کرنے والا بھلائی سے حد سے نکل جانے والا گنہگار گردن کش پیچھے اس کے بے نصیب۔﴾

"اور حدیث میں کدعہ کے لفظ سے میرے گاؤں کا نام موجود ہے۔" (ایضاً)

مرزا قادیانی کیا غضب کررہے ہو کہاں کدعہ جس کی تعریف میں یمن کی ایک بستی لکھا ہوا ہے۔ یعنی حدیث کے الفاظ تو یہ چاہتے ہیں کہ یمن کے علاقہ میں وہ جگہ ہو اور آپ اس مثل مشہور کی طرح جو گھر میں سوئی گرا بیٹھا تھا اور تاریکی کی وجہ سے تلاش بازار کے لیمپ کے نیچے کررہا تھا۔ یہ کہہ رہے

ہیں کہ کدعہ کے کاف میں قادیان کو ڈھونڈ لیں۔ تو صاحب یہ بے جوڑ کا عشق کبھی فٹ نہ بیٹھے گا۔ کیونکہ سوزن تو قادیان میں گم ہوئی جو پنجاب میں واقع ہے اور تلاش کدعہ میں کر رہے ہو۔ جو یمن میں موجود ہے۔ حالانکہ تم خود ہی قادیان کی مٹی پلید کرتے ہو۔ کہ ازالہ اوہام میں قاضی یا جی سے لفظ قاضی کو عربی رسم الخط میں رسے تعبیر کرتے ہوئے قادیان بنا چکے ہو۔ یعنی قاضی سے قادی اور قادی سے قادیان۔ یعنی یا مظہر العجائب قادیان میں قاضی یا جی صاحب یہ تو ہیں آپ کے ادنیٰ کرشمے مگر ایک بھول بھی آپ سے سہواً ہو گئی۔ جو چھوٹے کاف سے بڑا قاف بنا لیا اور اس کے متعلق کچھ نہ کہا۔ لو ہم ہی اس قسم کو بھی دور کئے دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ حدیث میں تیراں سو برس سے چھوٹا کاف آ رہا ہے جو یقیناً یہ حق رکھتا ہے کہ اتنی لمبی عمر پانے پر بڑا ہو جائے۔ اس لئے اب اس کو بڑے حلق میں ہی آنا چاہئے۔ کیوں ٹھیک ہے نا سرکار۔

''اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مسیح موعود کی تیرھویں صدی میں پیدائش ہوگی اور چودھویں صدی میں اس کا ظہور ہوگا۔'' (ایضاً) (یعنی وہ ایک سو سال ظہور کی تیاری میں صرف کرے گا۔ یعنی پیدائش ہی میں گزارے گا۔ افسوس مرزا قادیانی نے حدیثوں کا نام لے کر یونہی ٹانگ جڑ دیا ورنہ حدیثوں میں تو یہ نہیں اور جو دکھا دے منہ مانگا انعام پاوے۔ ہاں یاد آیا کہ مرزا قادیانی کے منجھلے صاحبزادہ بشیر نے ایک حدیث لکھی ہے۔ جس کا عنوان سیرت المہدی رکھا ہے اور جو یوں شروع ہوتی ہے۔ بیان کیا مجھ سے ملا دال نے اس نے فلاں سے اس نے فلاں سے کہ حضرت مسیح موعود یوں فرماتے تھے۔ اگر ایسی کسی حدیث میں لکھا ہو تو کچھ عجب نہیں) ''اور صحیح بخاری میں میرا تمام حلیہ لکھا ہے۔'' رسے عاد مرزا اور اس کا حلیہ اور وہ بھی صحیح بخاری میں کریلہ اور نیم چڑھا کے مصداق ہے جو شخص صحیح بخاری کے مصنف کا نام تک نہیں جانتا ہو صحیح بخاری کو کیا سمجھے گا۔ ہے کوئی مرزا کا پیارا جو مرزا کی تحریر سے صاف صحیح کا نام ہی بتا دے۔ اس کے عوض ہم یہ مان لیں گے کہ واقعی مرزا قادیانی کا حلیہ صحیح میں موجود ہے ورنہ ایسا ہی ہے کہ جس شخص کو امام بخاری اور ان کے والد بزرگوار کے نام میں تمیز نہ ہوگی۔ وہ بچارا مسیح کے حلیہ میں کیا تمیز کرے گا۔

''اور صحیح بخاری میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود دمشق سے مشرق کی طرف ظاہر ہوگا۔ سو قادیان دمشق سے مشرق کی طرف ہے۔'' کاش مرزا قادیانی اپنے کاتب دین محمد شامل جو پرائمری کا طالب علم تھا سے ہی پوچھ لیتے تو ندامت اٹھانی نہ پڑتی۔ حضرت ہوش کی دوا لو اور کبھی تو سچائی سے بھی پیار کرو۔

”پھر میرے دعویٰ کے وقت میں اور لوگوں کی تکذیب کے دنوں میں آسمان پر رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف کا ہونا زمین پر طاعون کا پھیلنا حدیث اور قرآن کے مطابق ریل کی سواری کا پیدا ہونا۔ اونٹ بیکار ہو جانے، حج روکا جانا صلیب کے غلبہ کا وقت ہونا۔ میرے ہاتھ پر صدہا نشانوں کا ظاہر ہونا ہزارہا نیک لوگوں کا میری تصدیق کے لئے خوابیں دیکھنا اور آنحضرت ﷺ اور قرآن کا یہ فرمایا کہ وہ مسیح موعود میری امت میں سے پیدا ہوگا اور خدا تعالیٰ کی تائیدات کا میرے شامل حال ہونا اور ہزارہا لوگوں کا بلکہ لاکھ کے قریب میرے ہاتھ پر بیعت کرنا اور راست بازی اور پاک دلی اختیار کرنا اور میرے وقت میں عیسائی مذہب میں ایک عام تزلزل پڑنا۔ یہاں تک کہ تثلیث کی طلسم کا برف کی طرح گداز ہونا شروع ہونا اور میرے وقت میں مسلمانوں کا بہت فرقوں پر منقسم ہو کر تنزل کی حالت میں ہونا اور طرح طرح کی بدعات اور شرک اور بے غیرتی اور عیاشی اور مکاری اور خیانت اور دروغ گوئی دنیا میں شائع ہو کر ایک عام تغیر دنیا میں پیدا ہو جانا اور ہر ایک پہلو سے انقلاب عظیم اس عالم میں پیدا ہو جانا اور ہر ایک دانشمند کی شہادت سے دنیا کا ایک مصلح کا محتاج ہونا اور میرے مقابلے سے خواہ اعجازی کلام میں خواہ آسمانی نشانوں تمام لوگوں کا عاجز آجانا اور میری تائید میں لاکھوں پیش گوئیاں پوری ہونا یہ تمام علامات اور نشانات اور قرائن ایک خدا ترس کے لئے میرے قبول کرنے کے لئے کافی ہیں۔“

(تذکرۃ الشہادتین ص ۳۵ خزائن ج ۲۰ ص ۳۶)

سبحان اللہ! مرزا قادیانی کی بعثت جو آسمانی بادشاہت تھی۔ اس کا استقبال آسمان سے شروع ہوا مرزا قادیانی کی نگاہ لطف و کرم نے جب نیرین کو بھانپا تو وہ بیچارے اتنے خائف ہوئے کہ نورانیت سیاہی میں بدل گئی۔ بہر حال مرزا قادیانی کا خیر مقدم آسمان کی تاریکیوں نے کیا اور استقبال کے لئے ہماری زمین نے مدتوں کے اس پھل کو جسے خاص مرزا قادیانی کی بعثت کے لئے فرشتوں نے بویا اور خدا نے آب پاشی کی اور جسے مرزا قادیانی کی نگاہ لطف نے کشف کی حالت میں سیاہ رنگ کے پودوں میں دیکھا تھا۔ ایک گلدستے کی صورت میں اپنے جمالی ہاتھوں سے پیش کیا۔ یعنی طاعون پھوٹ نکلی۔

تو مرزا قادیانی نے اس کے انعام میں ہماری زمین کو یہ صلہ دیا کہ اس کی چھاتی پر مرزائی قرآن و حدیث کی صداقت میں ہماری بھرکم بوجھ رکھتے ہوئے ایک تیز رفتار غیر مانوس سواری کو چلایا۔ یعنی جناب ریل جسے مرزا قادیانی نے بعد میں دجال کا گدھا ثابت کرتے ہوئے پیش کیا اور بیچارے اونٹوں کو تو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ چونکہ وہ تمام بیکار ہو گئے۔ اس لئے اگلے

پاکستان میں بھی بھر کر تھوڑے تھوڑے کر دیئے گئے کہ مسیح موعود کی یادگار تازہ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب بھی کوئی اونٹ نظر نہیں آتا اور جہاں کہیں ہیں وہ تھوڑے ہیں۔۔ جو مرزا قادیانی کی کرامات سے تھوڑا بہت بچ نکلے ہیں اور یہی وجوہات جو حج رک گیا۔ کیونکہ ریل ابھی مکہ و مدینہ کے درمیان جاری نہیں ہوئی اور اونٹ یوں رک گئے تو بیچارے حاجی حج کیسے کریں تم دیکھ رہے ہو کہ اب حج مسیح موعود کے وقت سے نہیں ہوتا۔ اسی لئے بیچارے مرزا قادیانی کو تمہاری سہولت اور شوق کی خاطر جان جوکھوں میں ڈال کر یہ شعر کہنا پڑا۔

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(در ثمین ص ۵۲)

اور ساتھ ہی تسکین امت کے لئے یہ تاکید بھی کرنا پڑا کہ مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو چکا۔ یہی وجہ ہے جو قادیان میں بہشتی مقبرہ کھل گیا۔ ہاں بھیا سوچو تو یہ کیا کم احسان ہے اور ذرا یہ بھی تو دیکھو کہ مرزا قادیانی کے وقت میں صلیب کا غلبہ بڑھ گیا اور یہ سیلاب مسیح موعود کے وقت سے ہی شروع ہوا کہ پنجاب میں خاص مرزا قادیانی کے ضلع میں ایک عیسائی کے سو سو ہو گئے۔ گویا یہی کسر صلیب ہے اور خدا جانے یہ مسیح موعود کی بعثت کے ثمرات کہاں تک پہنچ کر دم لیں گے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے نزدیک یہ سیلاب عظیم کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ وہ اسے ترالا۔ سے تعبیر کرتے ہوئے خوشخبری دیتے ہیں کہ یہ ثلج کا تودہ برف کی طرح پگھل جائے گا۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ روئے زمین پر پھیل جائے گا۔ یہاں ایک مثالی واقعہ یاد آ گیا جو لطف سے خالی نہیں۔ وہ یہ کہ سکھوں کی عملداری میں کوئی مراثی ایک ٹوٹی ہوئی قبر میں اپنے آپ کو زندہ در گور سمجھتا ہوا یہ دعا کر رہا تھا یا اللہ سواری کے لئے گھوڑی دے۔ اتفاق سے اسی قبرستان کے نزدیک کسی گرو کے لال کی گھوڑی نے بچہ دیا جو چلنے کے قابل نہ تھا اور سنگھ جی کو چلنے کی جلدی تھی۔ وہ حیران تھا کہ بیکار میں کس کو پکڑے آدمی دور ہے اسی پریشانی میں مراثی کے دعائیہ کلمات یا اللہ گھوڑی دے یا اللہ سواری کے لئے گھوڑی دے۔ سنے تو ڈانٹ کر آواز دی او گھوڑی کے بچے ادھر آ اور ساتھ ہی آواز کے ساتھ مراثی کے سر پر پہنچ کر ایک بجلی سی لٹھ رسید کی مراثی نے نظر اٹھا کر دیکھا تو گھوڑا سنگھ صورت کے لباس میں سر پر کھڑا تھا۔ بیچارا مراثی چپکا سا بچہ مہاراج کہتا ہوا اٹھ تو سنگھ نے بچہ اٹھانے کی فرمائش کی۔ یہ کہتے ہوئے غریب مراثی نے گھوڑی کا بچہ اٹھایا اور کہا اے مالک تیرے بھی بھید نرالے ہیں۔ مانگی تو نیچے تھی اور ملی اوپر کو ہے، اچھا شکر ہے۔

یہی حال مرزا قادیانی کا ہے۔ آئے تو کسر صلیب کو تھے۔ مگر ہو گیا ایک ایک سو سو ہو گئے اور وہی تو سب سے زیادہ ترقی کر رہی ہے۔ مگر مرزا قادیانی معجزہ شمار کر رہے ہیں اور کسر صلیب سمجھ رہے ہیں اور مرزا قادیانی اس پر بھی شاداں ہیں اور پھولے نہیں سماتے کہ ان کی آمد سے مسلمان بہت سے فرقوں پر منقسم ہو کر روبہ تنزل ہو گئے۔ یعنی مرزا قادیانی کی آمد سے امت خیر الانام کو یہ تحفہ ملا کہ وہ تو دعویٰ کے رہے نہ تحفات کے۔ ان میں طرح طرح کی بدعات یعنی تاش، سینما، تھیٹر، گانا بجانا، چرس، افیون کے علاوہ شراب خوری، حرام کاری، سر بازار عصمت فروشی، خیانت، بے ایمانی، قمار بازی، ڈکیتی، رہزنی، دروغ گوئی، بے حیائی اور سب سے زیادہ مصیبت یہ کہ شرک کی دم وہ بھوت چڑیل اور اس کے علاوہ ہر ایک چیز میں انقلاب آ گیا۔ یعنی نیکی کی جگہ بدی نے لے لی۔ یہ ہیں مرزا قادیانی کے احسان وہ ان کو گنوا کر اپنی نبوت منوانا چاہتے ہیں۔ اب کون ہے بھلا جو انکار کرے اور مسیح قادیان کو سچا نہ جانیں۔ کیونکہ وہ دلائل ہی ایسے زبردست گنوا رہے ہیں۔ جس کا کچھ جواب ہی نہیں اور بجز سر تسلیم کے کچھ چارہ ہی نہیں۔ اللہ معاف کرے کہاں سے کہاں چلا آیا۔ اب حلیہ مسیح کے متعلق بھی سن لیجئے کہ قرآن رسالت کیا بیان کرتا ہے۔

مرزا قادیانی علمی اور ادبی لحاظ سے مکمل کورے ہی تھے۔ کم بخت مراق اور جلب زر کی نے ان کی نادانی سے مسیح موعود کا دعویٰ تو کروا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی عمر کا بیشتر حصہ اسی فکر میں بسر ہوا۔ آپ نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر قدرت نے انہیں اس شکنجہ عاد میں مقید رکھا۔ وہ جس چیز سے سہارا لیتے رہے وہ ہی ان کے خلاف ہوا۔ انہوں نے ہر دلیل پر دراز ہو کر الو سیدھا کرنے کی کوشش کی۔ مگر عشاق سرکار مدینہ نے اسے تار تار کر کے رکھ دیا۔ سچ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا لینے کی ہوس دم واپسین تک ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی نے اس پر پورا پورا عمل کیا۔ حدیث نبوی میں مسیح ابن مریم کے بالوں اور رنگ کے متعلق مختلف الفاظ دیکھ کر آپ کا دماغ کی کڑاہی میں ابال آ گیا۔ پھر کیا تھا پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں۔ جھٹ کہہ دیا کہ دیکھو میرا حلیہ ایک ایک خط و خال حدیث میں لکھا ہے۔ اب دلائل کی سن لیجئے۔

"عن عبد اللہ بن عمرؓ قال النبی ﷺ رأیت عیسیٰ و موسیٰ و ابراهیم فاما عیسیٰ فاحمر جعد (صحیح بخاری ص ۴۸۹ ج ۱، باب قول اللہ عز وجل واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت) " (عبد اللہ ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ دیکھا میں نے عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم کو لیکن عیسیٰ سرخ رنگ اور گھونگریالے بال والے ہیں۔)

پھر اسی (ص ۴۹۰ ج ۱ ب ایضاً) میں ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ جس میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ "تضرب لمته بین منکبیه رجل الشعر" یعنی بال حضرت عیسیٰ کے درمیان دو کندھوں کے تھے اور سیدھے تھے۔ ان دو حدیثوں کے ملانے سے صاف مطلب یہی نکلتا ہے کہ مسیح کے نام سے دو شخص ہیں۔ ورنہ ایک آدمی کے بال گھنگروالے اور سیدھے ناممکن ہیں۔ نیز پہلی روایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ سرخ اور دوسری میں گندمی آیا ہے تو اس سے پھر یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ مسیح دو شخصوں کا نام ہے۔ ورنہ ایک ہی شخص کا رنگ سرخ اور گندمی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ مسیح اسرائیلی سرخ رنگ اور گھنگر والے بالوں والا تھا۔ جو فوت ہو گیا اور مسیح محمدی جو گندمی رنگ میں سیدھے بالوں والا تھا وہ میں ہوں۔"

مندرجہ بالا مضمون کا جواب میرے محترم دوست مولانا حافظ حاجی ابو السعید محمد شفیع صاحب فاضل دیوبند حال سرگودھا علمی رنگ میں نہایت محققانہ بیان فرماتے ہیں۔ غور سے سنئے:

بحث رجل

حدیث شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بالوں کے متعلق تین الفاظ آئے ہیں۔ جعد، رجل، یہ دونوں گذر چکے۔ تیسرا سبط، چنانچہ بخاری کے اسی صفحہ پر ہے۔ "فاذا رجل آدم سبط الشعر" یعنی حضرت عیسیٰ گندم گوں کھلے بالوں والے جو کہ بحوالہ کتب لغت عرب ہر ایک کی تشریح کی جاتی ہے۔ (جعد) "الجعد من الشعر خلاف السبط وقیل هو القصیر منه" (لسان العرب ج ۳ ص ۲۹۳)

ترجمہ: جعد وہ بال ہیں جو خلاف سبط ہوں اور کہا گیا ہے کہ چھوٹے بال (اقرب الموارد ج ۱ ص ۱۲۵) میں ہے۔ "الجعد من الشعر ما فیه التواء وتقبض او القصیر منه" یہاں بھی دو معنی ہیں۔ یا گھنگر والے یا چھوٹے (منتہی الارب ج ۱ ص ۱۸۱) میں ہے۔ "شعر جعد" موئے مرغول یا موئے کوتاہ۔

(السبط) "سبط الشعر سهل واسترسل وهو ضد جعل" (منجد ص ۳۶۷)

ترجمہ: سبط وہ بال ہیں جو کھلے ہوئے اور لٹکے ہوئے ہوں۔ معلوم ہوا کہ اس میں دو وصف ہیں۔ سہولت تجعد کے مقابل اور استرسال قصیر کے مقابل تو سبط ہر دو وصف کے لحاظ سے ضد جعد ہوا۔ وھو ظاہر! (مختار الصحاح ص ۲۸۹) میں ہے۔ "شعر سبط بفتح الباء وکسر هاوی مسترسل غیر جعد" (مختار الصحاح ص ۲۸۹) میں ہے "سبط اذا کان مسترسلا" (اقرب الموارد

ج۱ص۲۹۰)" سبط الشعر سهل واسترسل " اور (منتہی الارب ج۲ص۲۳) میں ہے۔ سبط موئے فرو ہشتہ نقیض جعد (رجل) (اساس البلاغۃ ص۱۶۱) میں ہے۔" شعر رجل بین السبوطة والجعودة " یعنی رجل بال نہ تو بہت سیدھے اور نہ زیادہ گھنگریالے۔ بلکہ درمیان میں ہوتے ہیں۔ اب اس لفظ رجل پر قادیانی مبلغ کی لیاقت کا پردہ کھل گیا۔ کیونکہ انہوں نے اپنی تقریر میں رجل کا معنی سیدھے بال کئے تھے۔ نیز (اقرب الموارد ج۱ص۳۹۲) میں ہے۔" شعر رجل بین السبوطة والجعودة " (تاج المصادر ص۲۹)" ورجل اذا کان غیر جعد ولا سبط " (قاموس ج۳ص۳۹۲)" شعر رجل وکسجل وکشف بین السبوطة والجعودة " یعنی رجل جیم کا سکون اور فتح اور کسرہ سے وہ بال ہیں جو نہ سیدھے اور نہ بہت پیچیدہ اور (لسان العرب ج۱۵ص۱۵۰) میں ہے۔" شعر رجل ورجل بین السبوطة والجعودة وفی صفته ﷺ کان شعره رجلاً ای لم یکن شدید الجعودة ولا شدید السبوطة بل بینهما " اس سے ایک زیادہ فائدہ بھی بتا دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک بھی رجل تھے۔ یعنی درمیانے خمدار اور (منتہی الارب ص۱۳۸) میں ہے۔" رجل شعره " میان فرو ہشتہ ومرغول شد موئے او۔ (مختار الصحاح ص۳۱۶) میں ہے۔" وشعر رجل ورجل بفتح الجیم وکسرها لیس شدید الجعودة ولا سبطاً " اور (منجد ص۱۹۱) میں ہے۔" الرجل من الشعر ما بین الجعودة والاسترسال " ان تمام حوالہ جات سے ناظرین پر روشن ہو گیا ہوگا کہ رجل کا معنی سیدھے بال ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں۔

ایک غلطی کا ازالہ

مرزائی لفظ رجل کے واسطے چھان بین کر کے ترجمہ اردو بخاری مولوی وحید الزمان اور غیاث اور صراح سے ثابت کرتے ہیں کہ رجل کا معنی موئے فروہشتہ خلاف جعد لکھے ہیں۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ خدایا رجل کا معنی اس قوم میں کیسے توڑ موڑ کر بگاڑ دیا گیا ہے اور ذرا شرم نہیں کرتے کہ ایسی فحش غلطی کی قائل بیان کب ہو سکتی ہے۔

بہ بیں عقل و دانش بباید گریست

جناب من! رجل لفظ عربی ہے۔ جب اس کے معنی میں آٹھ کتابیں نہایت معتبر متفق ہوگئیں تو اب غیاث کی فریاد کون سنتا ہے اور اردو ترجمہ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ حالانکہ ان سے بھی مرزائی جماعت کا مطلب نہیں نکلتا۔ کیونکہ موئے فروہشتہ خلاف جعد اس بات کو واضح کرتا ہے کہ جعد کا دوسرا معنی جو قصیر ہے وہ نہیں۔ بلکہ لٹکے ہوئے بال مراد ہیں کہ سیدھے یا کچھ خمدار تو یہ قید چھوڑ

گئے اور یقیناً سب صحیح ہوئی۔ کیونکہ تمام عرب کی لغت رجل کا معنی جیسے ضد جعد سمجھتے ہیں۔ ویسا ہی ضد سبط بھی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے حوالوں سے پتہ چلتا ہے۔ جیسے کہ منجد میں ہے۔ میاں فروخت و مرغول شدہ ہوئے! اور اسکی تحقیق بحث ذری والوں کا کام بھی نہیں۔ اور مولوی وحید الزمان نے تو قوسین کے درمیان صاف لکھ بھی دیا ہے کہ یہ کھلے بال کنگھی پھیرنے کی وجہ سے اور حاشیہ میں بھی یہی صورت تحقیق کی بیان کی ہے تو یہ بھی آپ کو مفید ہوئے۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے میں ضرور کہوں گا کہ اس سے بڑھ کر کوئی نادانی اور حماقت نہیں کہ قاموس اور لسان العرب اور اقرب الموارد جیسی کتابوں کو چھوڑ کر بلا تحقیق خیالات اور ترجمہ رکھا جائے۔ افسوس ہے کہ دنیا سے انصاف اٹھ گیا اور محض تعصب رہ گیا۔ وان اللہ المشتکی

دنیا میں نہیں زور تو محشر میں خطر
اللہ کے آگے تری فریاد کریں گے

رسول اللہ کے بال

احادیث میں جناب رسول خدا ﷺ کے بالوں کی وصف آئی ہے۔ جس سے رجل کے معنی کی اور زیادہ کشف ہو جاتی ہے۔ چنانچہ شمائل (ترمذی ص ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ) میں ہے۔ "عن الحسن بن علیؓ قال سألت خالی هند بن ابی هالة وكان وصافا عن حلية رسول الله ﷺ وانا اشتهی ان يصف لی منها شيئا اتعلق به فقال كان رسول الله ﷺ فخما مفخما يتلألأ وجهه تلألؤ القمر ليلة البدر اطول من المربوع واقصر من المشذب عظيم الهامة رجل الشعر" (حضرت امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک دریافت کیا اور وہ حضور ﷺ کا حلیہ مبارک اکثر بیان کرتے تھے اور مجھے شوق تھا کہ آنحضرت ﷺ کے اوصاف حمیدہ کو ذہن نشین کر کے اپنے اندر مناسبت پیدا کر لوں۔ تو فرمایا کہ آنجناب خود اپنی ذات والا صفات کی وجہ سے بھی ذیشان تھے اور لوگوں کی نظروں میں بھی بہت عالی پایہ تھے۔ آپ کا چہرہ منور ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا۔ آپ کا قد مبارک متوسط قد والے سے ذرا اونچا تھا۔ لیکن بہت لمبے قد والے سے پست تھا۔ سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔)

"عن ابي هريرةؓ قال كان رسول الله ﷺ ابيض كانما صيغ من فضة رجل الشعر" (شمائل ترمذی ص ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

﴿حضرت ابی ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اس قدر صاف شفاف حسین تھے۔ گویا جناب کا بدن چاندی سے ڈھالا گیا۔ آپ کے بال مبارک قدرے خمدار گھنگرالے تھے۔﴾

"عن انسؓ قال کان رسول اللہ ﷺ ربعۃ ولیس بالطویل ولا بالقصیر حسن الجسم وکان شعرہ لیس بجعد ولا سبط (شمائل ترمذی ص ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)" ﴿حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ درمیانہ قد والے تھے۔ خوبصورت جسم والے اور بال آپ کے نہ سخت گھنگریالے اور نہ بالکل سیدھے (بلکہ درمیانے خمدار تھے)﴾

نیز امیر المؤمنین حضرت علیؓ سے روایت ہے۔"ولم یکن بالجعد القطط ولا بالسبط کان جعداً رجلا (شمائل ترمذی ص ۱ باب ماجاء فی خلق الرسول اللہ ﷺ)" ﴿یعنی آپ کے بال مبارک نہ بہت پیچدار اور نہ بالکل سیدھے۔ بلکہ تھوڑی سی پیچدگی لئے ہوئے تھے۔﴾

اور (بخاری ج ۲ ص ۸۷۷ باب الجعد) میں انسؓ سے روایت ہے کہ" وکان شعر النبی ﷺ رجلا لا جعد ولا سبط "یعنی حضور ﷺ کے بال رجل تھے۔ نہ جعد اور نہ سبط۔

(ابن ماجہ ص ۲۵۹ باب اتخاذ الجمہ والذوائب) حضرت انسؓ سے روایت ہے۔" کان شعر رسول اللہ ﷺ شعراً رجلا"

(انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ ص ۲۵۹ حاشیہ نمبر ۱۰ در شعراً رجلا) میں ہے۔" ای بین الجعودۃ والسبوطۃ"

(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۸ باب صفۃ شعرہ ﷺ وصفاتہ وحلیتہ) میں ہے" کان شعراً رجلاً لیس بالجعد ولا السبط"

(شرح مسلم کامل امام نووی ج ۲ ص ۲۵۸) میں فرماتے ہیں۔" قولہ کان شعراً رجلاً بفتح الراء وکسر الجیم وھو الذی بین الجعودۃ والسبوطۃ قالہ الاصمعی وغیرہ" یعنی رجل بال درمیانے خمدار کو کہتے ہیں۔ یہی معنی اصمعی وغیرہ سے منقول ہے۔

(شمائل ترمذی ص ۱ باب ماجاء فی خلق الرسول اللہ ﷺ) براء ابن عازبؓ سے روایت ہے۔
"کان رسول اللہ ﷺ رجلاً" یعنی حضور اکرم ﷺ کے بال مبارک درمیانے خمدار تھے۔

نیز (بخاری ج ۲ ص ۸۶۷، باب الجعد) "کان شعر رسول اللہ ﷺ رجلاً لیس بالسبط ولا الجعد" بحشی کرمانی اور عینی (بخاری ج ۲ ص ۸۷۶، حاشیہ نمبر ۶) سے نقل کرتے ہیں "رجلا بفتح الراء وکسر الجیم هو الذی بین الجعودة والسبوطة فالمذکور بعده کالتفسیر له" یعنی حدیث میں رجلا کے بعد جو لیس بالسبط ولا بالجعد آیا ہے۔ یہ صحابی کی تفسیر ہے کہ رجل وہ بال ہیں۔ جو نہ زیادہ گھنگر دار اور نہ بالکل سیدھے۔ (امام ترمذی شمائل میں اور باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ) میں اس کی تفسیر خود فرماتے ہیں۔ "والرجل الذی فی شعره حجونة ای تثنی قلیلاً" اور (قاضی عیاض ص ۱۰ الفصل قد اتیناک اکرمک اللہ من ذکر الاخلاق) میں "رجل الشعر" والی حدیث کو حضرت علیؓ وحضرت انسؓ وحضرت ابی ہریرہؓ وحضرت براء ابن عازبؓ وحضرت عائشہؓ وحضرت ابن ابی ہالہؓ وحضرت ابو جحیفہؓ وحضرت جابرؓ وحضرت ام معبدؓ وحضرت ابن عباسؓ وحضرت معرض بن معیقیبؓ وحضرت ابوالطفیلؓ وحضرت عداء ابن خالدؓ وحضرت خریم ابن فاتکؓ وحضرت حکیم بن حزامؓ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

مرزائیو! ایمان سے کہو اب غیاث اور ترجمہ کہاں گے۔ جس کو آپ لئے پھرتے ہیں۔ دیکھو رجل اور سبط ایک چیز ہرگز نہیں۔ اب اگر انصاف ہے تو ذرا شرم کرو اور آئندہ مسلمانوں کو اسے صریح دھوکہ میں نہ ڈالو۔ اب ان حوالہ جات کے بعد حضرات ناظرین فیصلہ دیں یا تو تمام اہل لغت عرب اور صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ اور آئمہ محدثین بخاری، مسلم وترمذی وابن ماجہ وقاضی عیاض وامام نووی وعینی وغیرہ کو غلط قرار دیا جائے یا نبی کریم اللہ صرف ایک مرزا قادیانی کی رائے فاسد کی تکذیب کی جائے۔

تطبیق جعد وسبط ورجل

اصل میں بات یہ ہے کہ لغت کی ناواقفی سے انسان کو ایسی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ جن میں چکر کھاتا ہے۔ ورنہ حقیقت میں یہ کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ جب جعد کے دو معنی لغات عرب میں پائے جاتے ہیں۔ پیچیدگی اور چھوٹا پن تو ممکن تھا کہ کوئی شخص جعد سے دوسرا معنی سمجھ لے اور یہ بالوں کے عیب سے ہے تو اس شبہ کو دور کرنے کے واسطے سبط بھی فرمادیا۔ تاکہ لمبائی اور استرسال پر بھی دلالت کرے۔ جس کے ملانے سے جعد السبط ہوئے۔ یعنی لٹکے ہوئے اور تھوڑے خمدار جو بالوں کی غایت درجہ کی وصف ہے۔ چنانچہ (لسان العرب ج ۴ ص ۴۹۳) میں ہے۔ "وانما قالوا رجل جعد السبوطة فهو مدح" یعنی جب کسی شخص کو عرب والے کہیں کہ یہ جعد السبوطہ ہے۔ تو کلمہ مدح ہے اور تعریف کا ہے۔ جس کی تشریح دوسرے عنوان میں خود رسول

حضور ﷺ نے یوں فرمائی کہ دجال اشعر یعنی حضرت عیسیٰ کے بال قدرے گھنگروالے تھے۔ کیونکہ جعد میں پیچیدگی اور قصر تھا تو ان دونوں سے کچھ متوسط پیچیدگی لے لو اور سبط لٹکا ہوا اور سیدھا چکنا تھا۔ ان دونوں سے بھی صرف لٹکاؤ والا معنی لے لو۔ تو نہایت آسانی سے دجال کا معنی حاصل ہے اور کوئی اختلاف نہیں۔

الزامی جواب

اگر جماعت مرزائیہ خواہ مخواہ ضد کریں کہ نہیں جب ان کے دو شکل سمجھتے ہیں تو اتنی تکلیف کر کے تطبیق کی کوئی ضرورت نہیں تو سمجھا کہ ایک اور عیسیٰ بھی آنے والا ہے۔ کیونکہ جعد والا مسیح بنی اسرائیلی ہوا اور سبط والا مرزا قادیانی ہوا اور دجال والا ابھی باقی ہے۔ میں ایک نیک مشورہ احمد نور کابلی کو دیتا ہوں کہ دجال اشعر والے مسیح خود بن جائے۔ کیونکہ میدان خالی چکا ہے اور دنیا تو خدائی دعویٰ والے کے ماننے کو بھی تیار ہے اور آپ کا سر چونکہ منڈا ہوا ہوتا ہے تو اگر کوئی زیادہ تحقیق بھی کرے تو فرما دینا کہ میرے بال منڈانے سے پہلے دجال تھے۔ یوں کام چل جائے گا۔
نیز اگر ان الفاظ کے اختلاف سے جب حضرت عیسیٰ تین ثابت ہوئے تو لیجئے اپنے خواص دوستوں پر احسان کر کے موسویت کا مدعی بنائے۔ کیونکہ صحیح بخاری میں یہی تین الفاظ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی وارد ہوئے ہیں۔ تو امت مرزائیہ میں سے دو موسیٰ بھی تیار کر لیجئے اور اگر یہاں تطبیق ضروری ہے تو وہاں بھی ہم ضروری سمجھتے ہیں۔

تطبیق مختلفین

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بخاری میں دو رنگ آئے ہیں۔ ایک احمر اور ایک آدم۔ یعنی سرخ اور گندم گوں اور ان دو کا جمع کرنا بغیر تاویل کے صاف ظاہر ہے۔ لیکن المعترض کالاعمی خواہ مخواہ یہاں بھی اعتراض کر دیتے ہیں کہ چلو تین صاف حدیث میں دو عیسیٰ ابن مریم ہیں۔ حالانکہ اس کی تطبیق خود بخاری کی عبارت سے نکلتی ہے۔ چنانچہ (بخاری ص ۴۸۹ باب قول اللہ عزوجل واذکر فی الکتاب مریم) میں لکھا ہے۔ ’’فاذا رجل آدم کاحسن ماتری من ادم الرجال‘‘ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام گندم گوں رنگ والوں میں سے نہایت عمدہ رنگ والے تھے۔ تو اب ظاہر ہے کہ گندمی رنگ جب احسن طریق پر ہو تو ضرور سرخی دے گا۔ اب ذرا انصاف کو سامنے رکھ کر فرمایئے کہ اس میں بھی اب اختلاف باقی ہے۔ مزید برآں یہ بھی تو دیکھو کہ (بخاری ص ۴۸۹ باب قول اللہ عزوجل واذکر فی الکتاب مریم) میں صرف احمر کی بڑی تاکید سے نفی موجود ہے۔

"عن سالم عن ابيه قال لا والله ما قال النبي ﷺ لعيسى احمر ولكن قال بينما انا نائم اطوف بالكعبة فاذا رجل آدم"

حضرت سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احمر سرخ رنگ والا نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ میں نیند میں طواف کعبہ کر رہا تھا کہ اچانک ایک آدمی گندم گوں نظر آیا۔ آگے طویل مضمون ہے اور مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔

اگر جناب مرزا قادیانی احمر اور آدم کو دیکھ کر خوش ہوئے کہ چلو کام بن گیا۔ دو مسیح ابن مریم بنا کر میری گنجائش نکل آئی تو لیجئے جناب یہاں رسول محمد عربی ﷺ کے بھی دو رنگ موجود ہیں۔ ایک ابیض مشرب جس کا معنی امام ترمذی نے شمائل میں خود کیا۔ "والمشرب الذي في بياضه حمرة" یعنی مشرب وہ رنگ ہے جس کی سفیدی میں سرخی بھری گئی ہو اور دوسرا کہ (شمائل ترمذی ص ۲، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ) میں ہے۔ "كانما صيغ من فضة" یعنی حضور اکرم ﷺ کا جسم اطہر اس قدر سفید تھا کہ گویا چاندی سے ڈھالا گیا ہے۔ تو اب بتائیے تطبیق دو گے یا محمد بھی دو بناؤ گے۔ شاید مرزائی صاحبان تو جھٹ کہہ دیں گے کہ محمد ﷺ بھی مرزا قادیانی ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا ایک شعر ہے۔

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

نیز اس شعر کی رو سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی آپ ہیں۔ مگر یہ خوشی خدا نے نیک ان کو نصیب نہیں کرتا۔ کیونکہ محدثین و شراح احادیث علیہم الرضوان نے سب کا جواب دے کر قلع قمع کر دیا اور تطبیق دے گئے ہیں۔

یہ تھی اختلاف حلیہ والی دلیل۔ جس کی حقیقت آپ کے سامنے کھول کر رکھ دی گئی اور یہ تھا الفاظ رجل کا جھگڑا۔ جو لغت عرب اور احادیث صحاح ستہ سے منکشف کیا گیا۔

کوچۂ عشق کی راہیں کوئی ہم سے پوچھے
تم کیا جانے بھلا اگلے زمانے والا

اب حضرات ناظرین پر لازم ہے کہ نظر انصاف سے نتیجہ نکالیں کہ کیا یہاں بھی کوئی دلیل وفات عیسیٰ علیہ السلام کی بن سکتی ہے یا نہ۔ "والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم۔ وما علينا الا البلاغ"

اختلاف علیحدہ بنت مریم کے لئے
ہے یہ تحقیق اتم گر دیدہ انصاف ہے
معنی شعر رجل ہرگز نہ سیدھے بال ہیں
سب لغت اور کل حدیثوں سے یہ مطلب صاف ہے
جب نہیں مقصد حدیثوں کا سمجھتے اے شفیع
مولوی فاضل کا بس دعویٰ سراسر لاف ہے

ناظرین کرام! مرزا قادیانی کے دجل کو آپ کافی حد تک سمجھ چکے ہوں گے۔ اب آپ کے سامنے ایک اور ایسی چیز پیش کی جاتی ہے۔ جو یقیناً مرزا قادیانی کی عیاری کو روز روشن کی طرح ثابت کرے گی اور بتائے گی کہ مرزا قادیانی کو قرآن کریم سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ چہ جائیکہ معانی وتفسیر کی الف بے کی شد بد رکھتے اور ایسا ہی فرمان رسالت کو سمجھنا اور اسوہ حسنہ کی متابعت کرنا ان سے اتنی ہی بعید تھا جتنا کہ مشرک کا توحید کے قریب ہونا۔ چنانچہ مرزا قادیانی ایک اور بے پر کی اڑاتے ہوئے (ازالہ اوہام حاشیہ ص ۷۲۵،۷۲۶، خزائن ج ۳ ص ۴۹۲،۴۹۳ ملخصاً) میں لکھتے ہیں کہ:

"وانا علی ذھاب به لقادرون کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۴ ہوتے ہیں اور یہی زمانہ فی الحقیقت اسلام اور خروج دجال کا بھی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب وہ زمانہ آئے گا تو قرآن زمین پر سے اٹھایا جائے گا۔ چنانچہ اس زمانہ سے قرآن اٹھایا گیا۔ اب ان حدیثوں کے مطابق جن میں لکھا ہے یہ ہے کہ ایک مرد فارسی الاصل دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ہوگا سو میں ہی آیا ہوں۔"

بھلے مانس سے کوئی پوچھے کہ جھوٹ کی ٹھیکیداری کا پٹہ کیا روز ازل سے ہی تمہارے نام ہو چکا ہے۔ چند روزہ زندگی ہے کبھی تو سوچا ہوتا کہ قرآن کریم کے معانی اور نکات ومعارف تم سے کروڑ درجہ بہتر وافضل واتم حضور سرکار مدینہ ﷺ نے نہ صرف سمجھے بلکہ لفظ لفظ کی وضاحت وتفسیر عملی رنگ میں ایسی فرمائی کہ شمع رسالت کے پروانوں کی طرح جیتی جاگتی تصویر بن گئے۔ انہوں نے ایک ایک ارشاد کو نہ صرف دل کی گہرائیوں میں جگہ دی بلکہ خط وخال اور خال وخد کو مشعل راہ بنایا۔ اگر یہ بھی کوئی رموز ونکات ہیں کہ ان کے فہم کے خلاف معنی ہوں تو تابعین اس سے محروم کیوں رہے۔ تبع تابعین اس سے نا آشنا ہوں۔ تمام مجددین ومحدثین ان سے مس بھی نہ کریں۔ آخر یہ کیا آفت ہے کہ سرکار مدینہ سے لے کر اس وقت تک وہ سوائے تمہارے کسی کی سمجھ میں نہ آئیں۔ آہ! کس منہ سے کہوں توبہ ہزار بار توبہ۔ یعنی وہ علم جو تمہیں چپکے چپکے سے حضور سرکار مدینہ ﷺ کو بھی نہ

اوّل! ایک جناب مسیح ابن مریم مشیت ایزدی کے مطابق جب کہ قدرت کردگار خود قائل ہو۔ مرزا قادیانی کے مذہب میں آسمان پر اس لئے نہیں جا سکتے کہ راستے میں خطرناک کرے ہیں۔ شکر ہے کہ مرزا تو آسمان پر چڑھ گیا اور قرآن بغل میں دبا کر سیالکوٹ سے نہ آسمان سے سیدھا قادیان میں اتر آیا۔ کیوں مرزائیو یہ جائز ہے۔ شرم کرو اور کرپات میں منہ ڈال کر سوچو۔

دوئم! ایک یہ حدیث "لو کان الایمان معلقاً عند الثریا لناله رجل من فارس (مشکوٰۃ ص۵۷۶، باب جوامع المناقب) " یہ حدیث آنحضور سرکار دو عالم ﷺ نے اس بوڑھے صحابی سلمان فارسیؓ سے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بیان فرمائی۔ جو تلاش حق میں آنحضور ﷺ کی پیدائش سے قبل آتش پرستی سے بیزار ہو کر برسوں خانقاہوں میں بھٹکتا ہوا آخر بحیرہ راہب کے یہاں بصرہ میں حاضر ہوا اور یہاں سے خاموش اسی کی خوشخبری پا کر ایک قافلہ کے ہمراہ ہو لیا۔ ان دنوں سرکار دو عالم ﷺ مدینہ منورہ میں کفار مکہ کی یورش کی تاب نہ لاتے ہوئے حکم ربی سے ہجرت کر آئے تھے۔ یہ غریب سالار قافلہ کی تنگدلی و بے ایمانی کی وجہ سے اس سفر کے یہودی بردہ فروش کے ہاتھوں جس کا نام ایوب تھا غلام ہوئے اور مدتوں غلامی کی کڑی سختیاں برداشت کرنے کے بعد سرکار مدینہ ﷺ کی کمال شفقت و مہربانی سے چالیس اوقیہ سونا اور سو کھجور کے درخت جو یہودی کے باغ میں لگا کر بار آور ہونے پر آزاد ہوئے۔ آہ! یہ یہودی کا باغ رحمت عالم نے اپنے ہاتھ سے لگا کر اپنے عاشق کو قدموں میں جگہ دی۔ اس کے متعلق صحابہ کی جماعت میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو میرے اصحاب میں سے یہ شخص یعنی سلمان فارسیؓ ایسا موجود ہے کہ اس کی طلب وہاں تک کرتا۔

مرزا قادیانی کو اس حدیث سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ یہ تو وہ مجنوں ہے جو روز چوری ہیپ کر جائے اور خون کے وقت اصل مجنوں کا پتہ دے۔

"عن المغیرۃ بن شعبۃؓ قال ما سأل احد رسول اللہ ﷺ عن الدجال اکثر مما سألتہ وانہ قال لی مایضرک قلت انہم یقولون ان معہ جبل خبز ونہر ماء قال ہو اہون علی اللہ من ذالک (بخاری ج۲ ص۱۰۵۵، باب ذکر الدجال، ومسلم ج۲ ص۴۰۲، باب الذکر الدجال)"

مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ کسی نے دجال کے بارے میں مجھ سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ سے سوال نہیں کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تجھ کو ضرر نہ پہنچے گا۔ میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی تو جناب نے فرمایا وہ خدا کے

بڑا حقیر تر ہے۔ یعنی وہ اس قدر و منزلت کا مالک نہ ہوگا۔ یعنی اس کے پاس فی الواقع روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہو۔ بلکہ یہ چیزیں محض خیالی طور پر ہوں گی۔ جو دیکھنے والوں کے امتحان کا موجب بنیں گی۔ کافر اس سے لغزش کھائے گا اور مومن اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے گا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کے پاس یہ چیزیں نہ ہوں گی۔

یہ حدیث اس مضمون کی شاہد ہے کہ صحابہ کرامؓ میں اکثر ذکر دجال کے تذکرے ہوتے تھے اور صحابی حفاظت ایمان کے لئے سرکار دو عالم ﷺ سے استفادہ کرتے تھے۔ چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ نے دجال کے بعض خواص علوی بیان فرمائے۔ یعنی سرکار مدینہ ﷺ نے مہاجرین وانصار کو مخاطب فرماتے ہوئے یہ ارشاد کیا کہ دجال کے والدین کے ہاں تیس برس تک اولاد نہ ہوئی ہوگی۔ پھر دجال پیدا ہوگا۔ یہ لڑکا کانا بڑی بڑی داڑھوں اور کم نفع دینے والا ہوگا۔ کہ منقبت اس کی آنکھیں سویا کریں گی اور دل جاگتا ہوگا۔ اس کا باپ کا قد لمبا خشک گوشت ہوگا۔ چونچ جیسی اس کی ناک ہوگی۔ اس کی ماں موٹی چوڑی لمبی ہوگی۔ (رواہ ترمذی مسند)

"عن عبد اللہ بن عمر ان عمر بن الخطاب انطلق مع رسول اللہ ﷺ (مسلم ج ۲ ص ۳۹۶ باب ذکر ابن صیاد)"

عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جماعت صحابہ کرامؓ کے ساتھ جس میں میرے والد بھی تھے۔ ابن صیاد کی طرف تشریف لے گئے۔ وہ اس وقت بنی مغالہ کے محلوں کے پاس لڑکوں میں کھیل رہا تھا اور ایام بلوغت کے قریب پہنچ چکا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ اس کی پشت پر رکھا اور فرمایا کیا تو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اس نے آپ کی طرف دیکھ کر کہا میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ آپ امیوں کے رسول ہیں یعنی عرب کے۔ پھر ابن صیاد نے کہا کیا تم شہادت میری رسالت پر دیتے ہو۔ حضور ﷺ نے اس سے قطع کلام کرتے ہوئے فرمایا "آمنت باللہ ورسولہ" پھر ابن صیاد سے پوچھا کیا معلوم ہوتا ہے تجھ کو اس نے کہا مجھ کو خبر دینے والا کبھی سچ بولتا ہے اور کبھی جھوٹ۔ حضور ﷺ نے فرمایا تجھ پر سچ اور جھوٹ خلط کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا میں نے کوئی چیز تجھ سے پوشیدہ رکھی ہے۔ وہ آیت تھی۔ "یوم تاتی السماء بدخان مبین (دخان: ۱۰)" اس نے جواب دیا دخ ہے آپ نے ڈانٹ کر فرمایا دور ہو ہرگز نہ بڑھے گا تو اپنے قدر سے۔ عمرؓ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ حضور ﷺ نے جواب دیا یہ اگر وہ ہے تو تو اس پر مسلط نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ نہیں تو اس کے قتل میں کچھ فائدہ نہیں۔

ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ اس کے بعد حضورؐ اور ابی بن کعب انصاریؓ کے خرما کے باغ میں تشریف لے گئے۔ جس میں ابن صیاد بھی موجود تھا۔ حضور ﷺ درختوں کی آڑ میں چھپ کر چاہتے تھے کہ ابن صیاد سے کچھ سنیں۔ کیونکہ وہ اس وقت بستر پر لیٹا ہوا تھا اور اس میں کچھ گنگنا رہا تھا۔ ابن صیاد کی ماں نے حضور ﷺ کے اس ارادے کو بھانپ کر آواز دی اے صاف (یہ اس کا نام تھا) یہ محمد ﷺ ہیں۔ چنانچہ وہ چپ ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے وہیں کھڑے ہو کر ایک عام خطاب کیا۔ آپؐ نے خدا کی حمد وثناء کے بعد دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں کو دجال سے ڈراتے گئے ہیں۔ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو ڈرایا۔ لیکن میں تمہیں اس بارہ میں ایک امتیازی بات کہوں گا جو کسی نبی نے نہیں کی۔ جان لو کہ وہ دجال کانا ہو گا اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ومبرا ہے۔ (مسلم ج۲ ص۳۹۸، ذکر ابن صیاد)

چنانچہ ابوبکرہ بیان کرتے ہیں ہم نے سنا کہ مدینہ کے یہود میں ایک لڑکا پیدا ہو چکا ہے۔ اس لئے میں اور زبیر بن العوامؓ دونوں اسے دیکھنے گئے۔ چنانچہ ہم نے سب علامات اس میں اور اس کے والدین میں ویسی ہی پائیں۔ جیسی کہ حضور ﷺ نے بیان فرمائی تھیں۔ یہ حلیہ دجال جس سے آپؐ نے پہلے خبر دی تھی۔ جب صحابہ نے ابن صیاد پر بمعہ اس کے والدین کے منطبق پایا تو یقین کر لیا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ حتیٰ کہ عمرؓ نے اسے قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ مگر آنحضرت ﷺ نے اجازت نہ دیتے ہوئے فرمایا۔

”ان یکن ہو فلست صاحبہ وانما صاحبہ عیسیٰ ابن مریم والا یکن ہو فلیس لک ان تقتل رجلاً من اہل العہد“

یعنی اگر یہ دجال ہے تب تو اس کا قاتل تم نہیں۔ کیونکہ عیسیٰ ابن مریمؑ کے سوا اس کا کوئی قاتل نہیں اور اگر یہ ابن صیاد نہیں تو اہل ذمہ میں سے ایک شخص کا قتل کر دینا تم کو سزاوار نہیں۔

ناظرین! یہ ہیں وہ واقعات جن سے کذاب قادیان نے ازالہ اوہام کو طرح طرح کے چٹکلوں سے پر کرتے ہوئے دجال کی مشین چلا کر اردو خواندہ لوگوں کو دھوکہ دیا اور روس اور برطانیہ کو یاجوج ماجوج اور پبلک کو دابۃ الارض اور پادریوں کو دجال کا خطاب دیا۔ حالانکہ فرمان رسالت کی رو سے دجال ایک ہی شخص ہو گا اور اسے سوائے مسیح ابن مریم کے کوئی دوسرا قتل نہ کر سکے گا اور وہ تلوار سے قتل کیا جانے کا نہ کہ دلائل سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں کیونکہ مسیح کو دجال شخص کا قاتل ہونا چاہئے اور یہ بھی یاد رہے کہ حدیث کا مطلب ظاہر پر محمول ہو گا۔ یعنی کوئی تاویل قابل قبول متصور نہ کی جائے گی۔ اس لئے کہ جناب عمرؓ نے جب قتل

کی اجازت مانگی تو آنحضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کو دجال سے قتل کرو، اور نہ یہ تو مرزا قادیانی یہاں ایک اور چکمہ دیا کرتے ہیں۔ روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے ابن صیاد کے دجال ہونے پر قسم اٹھائی۔ ''یعنی میں شک نہیں کرتا کہ یہ باپ بیٹوں یعنی جناب عمرؓ اور ابن عمرؓ کے ذاتی خیالات اس بنا پر تھے کہ وہ ابن صیاد کو ان تین علامات سے متصف سمجھتے تھے۔ جو اس پر پورے طور سے فرمان رسالت کے موجب ان کے اجتہاد میں منطبق ہوئی تھیں۔ اس کے بعد جب نہیں یقینی ثابت ہو گئے۔ یعنی وہ مکہ اور مدینہ میں نہ جا سکے گا۔ وہ خراسان سے خروج کرے گا اور اس کا قاتل مسیح ابن مریم ہوگا۔ وغیرہ تو جناب عمرؓ کو اپنی غلطی کا پورا پورا یقین ہوا۔ چنانچہ ذیل کی حدیث ہمارے اس بیان کی موید ہے۔

''عن ابن عباسؓ قال خطب عمر بن الخطابؓ وكان من خطبه وانه سيكون من بعدكم قوم يكذبون بالرجم وبالدجال وبالشفاعة وبعذاب القبر'' جناب عمرؓ نے خطبہ دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ تمہارے بعد ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جو رجم اور دجال اور شفاعت اور عذاب قبر کا منکر ہوگا۔

بھائیو! یہ تمام باتیں مرزائیوں میں موجود ہیں۔ باوجودیکہ وہ بڑی غلطیوں کے دعویدار ہیں۔ مگر آج تک رجم کا نام بھی نہیں سنا اور شفاعت مرزا کے وہ قائل ہیں اور عذاب قبر سے وہ منکر ہیں اور طرح طرح سے اس پر اصرار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کوئی قبر کھود کر عذاب قبر تو دکھاوے۔ نیز وہ دجال شخصی سے منکر ہیں۔ گویا جناب عمرؓ کا یہ قول آج تیرہ سو برس بعد پورا نظر آ رہا ہے اور کیوں نہ آئے۔ جب کہ ان کے متعلق ایسی ہی روایت ملتی ہیں۔ چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ جس شے کی نسبت کہتے ہیں کہ میں اسے ایسا خیال کرتا ہوں وہ ویسی ہی نکلتی ہے۔ قیس بن طارقؒ کہتا ہے کہ ہم آپس میں تذکرہ کیا کرتے تھے کہ عمرؓ کی زبان پر فرشتہ بول رہا ہے۔

ایک مزے کی چیز بھی یہاں عرض کردوں وہ یہ کہ مرزا قادیانی نے صرف اس لئے کہ چونکہ میں نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا ہے۔ لہٰذا لوگ سوال کریں گے کہ دجال کہاں ہے۔ اس لئے دجال شخصی کی تکذیب کرتے ہوئے بیچارے پادریوں کو دجال کا خطاب جڑتے ہوئے ابن صیاد کی بحث کی۔ لیکن افسوس انہوں نے ابن صیاد کے قول کو نظرانداز کردیا۔ چنانچہ وہ دجال شخصی کا قائل ہوتے ہوئے مندرجہ ذیل عبارت سے اپنی بریت بیان کرتا ہے اور فقیر کے خیال میں یہی مرزائیوں کے لئے اکسیری سرمہ ہے۔ کاش وہ اس کو استعمال کرکے مرزا قادیانی کی تصریحات کا مطالعہ کریں۔ وہی شخص ابن صیاد مکہ اور مدینہ کی راہ میں ابوسعیدؓ سے ملاقی ہوا اور تعجب کیا۔

میں بڑا تعجب کرتا ہوں ان لوگوں سے جو مجھے دجال سمجھتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا رسول خدا ﷺ سے کہ دجال لاولد ہوگا اور میں صاحب اولاد ہوں اور دجال کافر ہوگا اور میں مسلمان ہوں اور دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا اور میں مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ جا رہا ہوں۔ اس کے بعد ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے کہنے لگا کہ میں قسمیہ کہتا ہوں اور اس میں کچھ شک بھی نہیں کہ میں جانتا ہوں محل پیدائش اس کی کو اور مکان اس کے کو اور کہاں ہے۔ وہ ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس نے اشتباہ میں ڈال دیا۔ (رواہ مسلم ج ۲ ص ۳۹۷، باب ابن صیاد)

اور ایسا ہی جابر بن عبداللہؓ کو جب محمدؒ بن منکدرؒ نے کہا کہ تم حلفاً ابن صیاد کو دجال کیوں کہتے ہو تو جابر بن عبداللہؓ نے جواب دیا میں نے سنا ہے عمرؓ کو حلف اٹھاتے سرور دو عالم ﷺ کے پاس اور حضور ﷺ نے اس کو نہ روکا۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۹۸، باب ابن صیاد)

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت جابرؓ کا کافی طور پر ابن صیاد کو دجال کہنا صرف اس بناء سے تھا کہ عمرؓ حلف اٹھاتے تھے۔ دیکھیں حضرت عمرؓ کی حلف اپنے اجتہادی زعم پر تھی۔ کیونکہ علامات ابن صیاد پر منطبق ہوتے تھے اور ابھی پورے علامات سنے بھی نہ تھے اور جناب رسالت پناہی کا عمرؓ کو نہ روکنا اس سے تھا کہ انہوں نے اپنے غالب ظن کی وجہ سے حلف اٹھائی تھی۔

غرضیکہ مرزا قادیانی نے اپنی شہرت اور دیگر مصلحتوں سے مجبور ہو کر حدیث صحیح سے انکار کیا اور انہیں خواہ مخواہ شبہات واستعارات کے ہیر پھیر میں لے گئے۔ صاف و بین مطالب کو آنکھ مچولی کرتے ہوئے کچھ کا کچھ بنا دیا اور جہاں کہیں اپنے مفید مطلب ایک لفظ بھی مل گیا۔ جھٹ اپنے پر چسپاں کر لیا اور ڈنکے کی چوٹ اپنے ہزہا سٹرالبدر سے منادی کر دی کہ دیکھو فلاں کتاب میں فلاں بزرگ نے میری تائید میں پہلے ہی لکھ دیا ہے۔ سادہ فہم اور اردو دان اصحاب کی جانے بلا کہ کتاب مذکور میں بزرگ مذکور نے کیا لکھا۔ وہ مرزا قادیانی کی مشاقی میں آگئے اور یقین کر لیا کہ بروزی نبی ہے۔ روڈر گوپال جے سنگھ بہادر جھوٹ تھوڑا ہی بولتے ہیں۔ ادھر ہمارے علماء کرام کا کچھ نہ پوچھئے۔ اکثر تو نام کے مولوی اور علم سے محض کورے دادا جان عالم تھے۔ بیٹا مسند نشین ہوا تو باپ کے علم وفضل کا ڈھنڈورا پیٹنے پر اکتفاء کر بیٹھا اور جب پوتے پڑپوتے کی نوبت آئی تو سستی میں پیچ کر شکم پری کی اور جو ذوق نے تنگ کیا تو مست قلندر بنے اور ارادت کیشوں پر دھر گزرا ہوئے۔ آہ! زمانے میں علم وفضل کے متلاشی نہ رہے اور صاحب علم خال خال رہ گئے اور پھر مرزا قادیانی کے زمانہ میں جب کہ قرآن کریم کے اردو تراجم پر کافر کا خطاب ملے۔

ذیل کا ایک واقعہ مرزا قادیانی کی اس بات پر دال ہے کہ یہ نکلی نبی کس طرح اپنے مفید مطلب دلائل بنا کر لوگوں کو الو بنایا کرتے تھے۔

(ازالہ اوہام ص ۱۳۸، خزائن ج ۳ ص ۲۷۲،۲۷۳) کتاب اقتباس الانوار مصنف شیخ محمد اکرم صابری کا حوالہ دیتے ہوئے اپنے آپ کو بروزی طور پر مسیح ابن مریم ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
”تصرف کرنے سے روح کسی کامل کی صاحب ریاضت ومجاہدہ پر اور نزول مسیح عبارت اسی بروز سے مطابق ہے۔ ”لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم“ کے یعنی روح عیسوی مہدی آخر الزمان میں۔ متصرف ہوگی۔“

اب آیئے اصل کتاب کو ملاحظہ کریں۔
(کتاب اقتباس الانوار ص ۵۲،۵۳) جناب شیخ محمد اکرم صابری مندرجہ بالا قول کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ ”واین مقدمہ بغایت ضعیف است“
”واین روایت بر قول کسے راکہ میگرید مھدی ھمیں عیسیٰ علیه السلام است وتمسک میکند باین حدیث لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم وجواب این حدیث هل است بر حذف لا مھدی بعد المھدی المشهور الذین هو من اولاد محمد وعلی علیه السلام الا عیسیٰ علیه السلام“
ناظرین انصاف کیجئے کہ شیخ مذکور نے کسی کا قول نقل کرتے ہوئے تردید کی۔ مگر مرزا قادیانی کو اس سے کیا کام۔ انہوں نے جھٹ وہ تردیدی قول اڑا لیا اور اپنی صداقت پر جڑ ڈالا۔ ایک اور ظلم کی بات کہہ دوں۔

”میرے دعویٰ کا تو ثنا صرف اسی صورت میں متصور ہے کہ وہ اب آسمان سے اتر آوے۔ تا میں ملزم ٹھہر سکوں۔ آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مل کر دعا کریں کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان سے اترتے دکھائی دیں گے۔ اگر کوئی کہے کہ اہل حق کی دعا تمہیں اہل باطل کے مقابل قبول ہونی ضروری نہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ ہندوؤں کے مقابل مسلمانوں کی دعا قیامت کے بارہ میں قبول ہو کر ابھی قیامت آجائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مقرر ہو چکا ہے کہ قیامت سات ہزار برس گزرنے سے پہلے واقع نہیں ہو سکتی اور ضرور ہے کہ خدا اسے روکے رکھے۔ جب تک وہ ساری علامتیں کامل طور پر ظاہر نہ ہو جائیں۔ جو حدیثوں میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن مسیح کے ظہور کا وقت تو یہی ہے۔۔۔ اور وہ تمام علامتیں بھی پیدا ہو گئیں۔ جن کا مسیح کے وقت پیدا ہونا ضروری تھا۔“

(ازالہ اوہام ص ۹۲، خزائن ج ۳ ص ۱۷۳)

اسد کل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے
تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ کے سامنے مرزا قادیانی کی طرح اکثر کفار عرب بڑے طنزاً ایسے ہی بیہودہ سوال کرتے کہ اے محمد ﷺ اگر تو سچا ہے تو اپنے رب سے سوال کر کہ قیامت جس کا تو اکثر تذکرہ کرتے ہوئے ڈرایا کرتا ہے ابھی آ جائے۔ جیسا کہ قرآن شاہد ہے۔ "ویقولون متیٰ ہذا الوعد ان کنتم صدقین (یٰسین:۴۸) "اس کے جواب میں سرکار مدینہ ﷺ کی زبان فیض ترجمان ہمیشہ یہ جواب دیتی "قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین۔ فلما راوہ زلفۃ سیئت وجوہ الذین کفروا وقیل ہذا الذی کنتم بہ تدعون (ملک:۲۶،۲۷)" ﴿اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔ (تو فرما دیا) کہ دے تحقیق علم اللہ کو معلوم ہے اور تحقیق میں ہوں ظاہر ڈرانے والا پس جب دیکھیں گے کہ وہ ساعت قریب آ گئی تو ان کے چہرے بگڑ جائیں گے اور منہ سیاہ ہو جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ جس کو تم پکارا کرتے تھے۔﴾

اور ایسا ہی حضور ﷺ کو بعثت ثانی کی خبر دیتا اور کفار کا استہزاء کرتے ہوئے عقلیں چھانک کر جواب دینا۔ جس کا قرآن شاہد ہے۔ "وقالوا ءاذا کنا عظاماً ورفاتاً ءانا لمبعوثون خلقاً جدیداً (بنی اسرائیل:۴۹)" ﴿کفار تعجب سے اظہار کرتے تھے کہ جب ہم مر جائیں گے اور ہماری ہڈیاں گل سڑ جائیں گی۔ پھر ہم کو کس طرح نئی پیدائش میں اٹھایا جائے گا۔﴾

اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ نزول مسیح کو قیامت پر قیاس نہ کیا جائے۔ کیونکہ وہ تو ہو چکا کتنا بیہودہ اور مضحکہ خیز ہے۔ اس لئے کہ آثار قیامت تو ابھی شروع ہی نہیں ہوئے۔ کیا قیامت خیز زلزلے جن کی خبر قرآن پاک نے دی آ چکے۔ یاجوج ماجوج نے خروج کر لیا۔ دابۃ الارض نکل آیا۔ امام مہدی کا ظاہر ہو چکا۔ دجال ناپاک کی چیرہ دستیاں شروع ہو گئیں؟ یہ کیا بیہودگی ہے کہ علامات تو ابھی منصہ شہود سے غائب ہوں اور مسیح ابن مریم کے لئے نزول من السماء کی دعا پہلے ہی شروع کر دی جائے اور یہ کیا حماقت ہے کہ میں ہی مسیح ابن مریم ہوں۔ مرزائیو! اگر کوئی دہریہ تم سے مصر ہو کہ جب خدا حاضر ناظر اور ہر جگہ موجود ہے تو دکھلا کیوں نہیں دیتے کیا جواب دو گے اور اگر کوئی مسلمان تمہارے مرزائی فرشتوں کے دیدہ کا تقاضہ تمہارے مرزا سے کرتا تو وہ کیا جواب دیتے۔ جنات جن کا ذکر قرآن شریف اور حدیث صحیحہ میں تواتر سے موجود ہے۔ کسی کے تقاضہ پر ان کے وجود کو دکھا سکتے ہو۔ دور کیوں جاؤں اپنے سر کی مدعی کو مجسم طور پر پیش کر سکتے ہو۔ تقاضہ تو

وہ چاہیئے جس کا موقع اور محل ہو۔ یہ کیا ہے کہ علامات قیامت کو اپنی صداقت منوانے کے لئے قبل از قیامت ہی طلب کیا جا رہا ہے۔ قرآن کریم کو دیکھو وہ نزول مسیح کا وقت ''وانہ لعلم للساعة'' بتا رہا ہے۔ یعنی مسیح ابن مریم قیامت کے نشانات میں سے ایک نشانی ہے۔ کیا قیامت آ چکی جو اس نشانی کا تقاضہ ہو رہا ہے۔ کچھ شرم کرو!

اور مرزا نے جو تعیین کی ہے سات ہزار سال کہنا یہ بھی نادانی ہے۔ کیونکہ رحمت عالم ﷺ نے یہ بھی تو فرمایا: ''لا یجلیها لوقتها الا هو (اعراف:۱۸۷)'' ﴿نہیں ظاہر کرتا اس کے وقت معین کو مگر وہ خود۔﴾ یعنی اللہ اور ایسا ہی اکثر احادیث میں علم قیامت سے لاعلمی ظاہر فرمائی اور بخاری شریف کی اس حدیث کو دیکھو جو امیر عمرؓ نے بیان کی۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتداء سے آفرینش سے لے کر انتہاء تک ذکر فرمایا۔ حتیٰ کہ اہل جنت کو جنت میں اور اہل نار کو جہنم میں داخل کر دیا۔ باایں ہمہ مکاشفہ والے کے قیامت کے بارہ میں یہ سوال جبرائیل علیہ السلام نے یوں فرمایا: ''ما المسئول عنها باعلم من السائل (بخاری ج۱ ص۱۲، باب سؤال جبرائیل النبی ﷺ)'' ﴿جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سائل سے اعلم نہیں۔ یعنی جیسے سائل کو پتہ نہیں ویسے مسئول عنہا کو بھی پتہ نہیں۔﴾

اور کیا حدیث معراج بھول گئی اور بھولتی کیوں نہ جب کہ معراج کے قائل ہی تم نہیں۔ جس میں مسیح ابن مریم نے قیامت کے قرب میں نازل ہونے کا وعدہ الٰہی بیان فرمایا اور مسیح ابن مریم کے رفع الی السماء پر حرف گیری کرنا شیوہ اسلام نہیں۔ وہ بدعت اور تحریف ہے۔ کیونکہ قرآن وحدیث سے روز روشن کی طرح ثابت اور تواتر قوی سے چلا آتا ہے۔ ہاں ایمان بالغیب چاہیئے۔ او مرزائیو! خرافات مرزا سے تھوڑی مدت کے لئے کنارہ کشی اختیار کرو اور کتب معتبرہ اسلام کا مطالعہ کرو۔ جس میں صدہا نہیں بیسیوں مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ ان میں سے چند ایک تمہاری کور چشمی کے لئے درج کرتے ہیں۔

(شرح الصدور ص۱۷۳) ترجمہ: علامہ جلال الدین سیوطیؒ کتاب شرح الصدور میں سند سے بروایت یافعی شیخ عمر بن فارض مکی کا چشم دید واقعہ نقل کرتے ہیں کہ شیخ عمرؒ ایک ولی اللہ کے جنازہ پر جا پہنچے فرماتے ہیں کہ جب کہ ہم نماز جنازہ ادا کر چکے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس قدر سبز جانور آسمان سے اترے ہیں کہ ان سے آسمان چھپ گیا۔ پس ان میں سے ایک بڑا جانور الگ نیچے اترا اور اس نے اس ولی اللہ کو اس طرح نگل لیا۔ جیسے کہ جانور ایک دانے کو نگل لیتا ہے اور آسمان کی طرف اڑ گیا۔ شیخ عمر فرماتے ہیں کہ میں اس واقعہ سے متعجب ہوا۔ لیکن اتنے میں ایک شخص میرے سامنے آ گیا

جو وہ بھی آسمان سے اترا تھا اور قبر زمین شریف ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ اے عمر اس واقعہ سے تعجب نہ کر۔ کیونکہ وہ شہید جن کی روحیں جنت میں سبز جانوروں کی مونچھل میں رہتی ہیں۔ وہ تلوار کے شہید ہیں۔ لیکن محبت کے شہید ان کے مدوح کا حکم رکھتے ہیں۔

شیخ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ اسی کے مشابہ ہے وہ قصہ جس کو ابن ابی الدنیا نے ذکر موتی میں زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص عابد زاہد پہاڑ کے غار میں خدا کی عبادت کیا کرتا تھا اور دنیا کے لوگوں سے کنارہ کش۔ اس کے زمانہ کے لوگ قحط کے دنوں میں اس سے دعا منگوایا کرتے تھے اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان پر ابر رحمت برسایا کرتا تھا اتفاقاً وہ فوت ہو گیا۔ لوگ اس کے غسل کی تیاری کرنے لگے کہ ناگہاں ایک تخت آسمان کی بلندی سے اترتا ہوا نظر آیا۔ یہاں تک کہ ولی اللہ کے نزدیک آ پہنچا اور ایک شخص نے کھڑے ہو کر اس تخت کو پکڑ لیا اور اس ولی اللہ کو تخت پر رکھا اور وہ تخت آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور لوگ دیکھتے رہے کہ وہ ہوا میں اڑا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان سے پوشیدہ ہو گیا۔

علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ اس کا مؤید وہ واقعہ ہے۔ جس کو بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں بروایت عروہ بن مسعودؓ نقل کیا ہے کہ عامر بن فہیرہؓ غلام ابی بکرؓ معونہ کے دن شہید ہوا اور عمرو بن امیہ الضمریؓ نے بچشم خود دیکھا کہ وہ اس وقت آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ چنانچہ یہی عجیب و غریب واقعہ تھی کہ ابن سفیانؓ کے اسلام کا باعث ہوا اور عامر بن فہیرہؓ کے قتل کا اور رفع کا چشم دید واقعہ اور اس پر اپنا اسلام لانا آنحضرت ﷺ کی طرف لکھا اس پر آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فرشتوں نے عامر بن فہیرہؓ کے جسم کو چھپا لیا اور اس کو علیین پر چا اتارا اور یہی قصہ ابن سعد اور حاکم نے کبیر میں بطریق عروہ حضرت عائشہؓ سے بھی روایت کیا کہ عامر بن فہیرہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور فرشتوں نے اس کے جسم کو چھپا لیا اور عامر بن طفیل اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتا ہے۔ اس نے عامر بن فہیرہ کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا دیکھا۔

اور اسی طرح خبیب بن عدی کی نسبت احمد اور ابو نعیم اور بیہقی نے بروایت عمرو بن امیہ بن الضمری کی روایت کی۔ شیخ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ ابو نعیم کے نزدیک خبیب بن عدی کا آسمانوں کی طرف مرفوع ہونا قطعی ہے۔ چنانچہ ابو نعیم نے جواب و سوال کی صورت میں کہا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو آسمانوں کی طرف اٹھائے گئے ہیں تو ہم کہیں گے کہ ہمارے نبی ﷺ کی امت میں سے ایک قوم آسمانوں کی طرف اٹھائی گئی اور یہ امر عیسیٰ علیہ السلام کے رفع سے بھی عجیب تر ہے اور اس کے بعد عامر بن فہیرہ اور خبیب بن عدی اور علاء بن حضرمی کا قصہ بیان کیا۔

اس کے بعد شیخ سیوطیؒ ایک مشہور حدیث ہے جس کو نسائی، بیہقی اور طبرانی وغیرہم نے بروایت جابرؓ تخریج کیا ہے۔ ان واقعات رفیع کے غیر محال اور ممکن الوقوع ہونے پر استدلال کر کے کہا کہ غزوۂ احد میں جب کہ حضرت طلحہؓ انگلیوں کے زخم کے درد سے کراہ رہے تھے جو عرب کے محاورہ میں شدت درد کے وقت زبان سے نکلتا ہے۔ تو اس وقت آنحضرت ﷺ نے حضرت طلحہؓ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے طلحہؓ اگر تو بجائے کراہنے کے بسم اللہ کہتا تو ملائکہ بالضرور تجھے اٹھا لے جاتے اور لوگ تیری طرف دیکھتے رہ جاتے یہاں تک کہ تو وسط آسمان میں جا پہنچتا۔

مرزائے قادیانی یا ان کے دور اندیش مریدوں نے بڑے مزے سے سانچے میں ڈھلنے والے باتوں ہی باتوں میں زمین کے قلابے اور آسمان کے ستارے توڑ لانے والے اور لطف یہ کہ یہ بھی فقرے کے مذاق ہوئے ہیں اور یہ تمام وہ باتیں جو آپ ان کی زبان سے سن رہے ہیں اور تمام وہ جو ہمیں جن کا وہ بار بار اعادہ کرتے ہیں۔ ان کی اپنی ایجاد نہیں۔ یہ تمام اوہام اور سوفسطے ان سے قبل ان کے ہم مشرب بزرگ دے کر جو ابدی کے سبے معہ اپنے چیلوں چانٹوں کے بڑی سرکار میں پہنچ چکے ہیں۔ مرزا قادیانی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس بوسیدہ دسترخوان کی ریزہ چینی کر رہے ہیں۔ مگر ایک امتیازی چیز آپ کی بزرگی اور شوخ طبع کی مرہون احسان ہے۔ وہ یہ کہ مرزا قادیانی کی قماش کے لوگوں نے جب جنون زدگی و ملک گیری کی تو انہیں مہدی معہود بننے کی سوجھی۔ دنیا جانتی ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ ان کے اس دعوے نے بڑی بڑی سلطنتوں کو برسوں تگنی کا ناچ نچایا۔ دور کیوں جائیں مرزا قادیانی کے عہد بروز میں ہی محمد احمد سوڈانی نے حکومت مصر اور برطانیہ دونوں کا دم ناک میں کر دیا۔ پھر سوکیل کا وہ تمام علاقہ جو مصر کے زیر نگیں تھا۔ محمد احمد کے زیر تسلط ہو گیا۔ یہ تو سوڈان میں ہو رہا تھا۔ ادھر پنجاب میں مرزا قادیانی کے الہامی کارخانے پورے زور سے صبح و شام چل رہے تھے۔ جس میں اعلیٰ قسم کے باریک مکاشفات اور سبز کالی خوابیں اور عمدہ قسم کی مضبوط پیش گوئیاں بنی جا رہی تھیں۔ غرضیکہ جو صوت اور رنگ اس کارخانے میں خرچ ہوتا تھا۔ اس کا مقابلہ دوسرے خرچ نہ کر سکتے تھے۔ مرزا قادیانی کے کارخانے میں ایک امتیازی چیز ایسی تھی۔ جو دوسرے متنبئین سے جداگانہ تھی اور اس کے لئے ہم مرزا قادیانی کے کمال سلامت فکر و سوچ و بچار کی داد دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ ان کے علم و تدبر نے انہیں یقین دلایا کہ مہدی معہود کہلانے والے منزل مقصود کو نہ پا سکے۔ دنیا نے ان کا ساتھ نصف صدی سے زائد نہ دیا۔ آخر جاء الحق و زھق الباطل ہو گیا۔ اس لئے درمیانی منزل کو بھی اڑا دینا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے زمان مہدی سے نہ صرف انکار کیا۔ بلکہ مہدی اور مسیح دونوں کو ایک ہی شخصیت میں مدغم کرتے ہوئے دعویٰ کر دیا کہ

دیکھو حدیث دار قطنی میں آیا ہے۔"لا مھدی الا عیسیٰ" یعنی مہدی کوئی نہیں سوائے عیسیٰ کے اس لئے وہ مسیح بھی ہوں۔ ذیل میں رحمت عالم کی وہ پیش گوئیاں جو نواب صدیق الحسن خاں والئی بھوپال نے جمع فرمائیں بیان کرتے ہیں۔ جس سے مرزا قادیانی کی پارسائی، مجددیت، مہدویت، مسیحیت کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ کیونکہ رحمت عالم کو خدا کے بعد امت ہی محبوب ہے۔ یہی وجہ ہے جو سرکار دو عالم نے قیامت تک کے واقعات کو نہایت شرح و بسط سے بیان فرمایا تاکہ کوئی شقی انہیں گمراہ نہ کر سکے اور کسی بہروپئے کا چکمہ امت کی گمراہی کا موجب نہ بنے۔ اس لئے قرآن کریم نے "رحمت اللعالمین (انبیاء:۱۰۷) رؤف الرحیم (توبہ:۱۲۸) کافۃ للناس، بشیراً ونذیراً (سبا:۲۸)"

"شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً (احزاب:۴۵،۴۶)" کے خطابات سے یاد کرتے ہوئے اخلاق حمیدہ اور صفات محمودہ سے نوازا۔ چنانچہ ان ہزاروں صفات سے ہم صرف ایک کی جانب اس وقت توجہ دلاتے ہیں۔

"حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم (توبہ:۱۲۸)"

مسلمانو! آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی پر کم از کم دس مرتبہ درود بھیج کر ذیل کا مضمون پڑھو۔ کیونکہ یہ آپ کی کمال شفقت ومہربانی، خیرخواہی وہمدردی، عزیزی کا صدقہ ہے۔ جو کہ صرف اس لئے کہا گیا ہے کہ امت مرحومہ کسی کے دھوکہ وفریب کا شکار نہ ہوجائے۔

تعارف مہدی معہود

۱. قرب ظہور مہدی کے دریائے فرات کھل جائے گا اور اس میں سے ایک سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔ (مسلم ج۲ ص۳۹۰، کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

۲. آسمان سے ندا آئے گی۔ "الا ان الحق فی ال محمدؐ" اے لوگو حق آل محمد ﷺ میں ہے۔ (الاشاعۃ لاشراط الساعۃ ص۲۰۰، برزنجی)

۳. مہدی کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کرتہ، شمشیر اور علم ہوگا اور یہ نشان بعد آنحضرت ﷺ کے کبھی نہ نکلا ہوگا۔ اس جھنڈے پر لکھا ہوگا۔ "البیعۃ للہ" بیعت اللہ کے واسطے۔ (الاشاعۃ لاشراط الساعۃ ص۱۹۸، برزنجی)

۴. امام مہدی کے سر پر ایک بادل سایہ کرے گا۔ اس میں سے پکارنے والا پکارے گا۔ "ھذا المہدی خلیفۃ اللہ فاتبعوہ" یہ مہدی خلیفہ خدا ہے اس کا اتباع کرو۔

(الحاوی للفتاوی المعروف العرف الوردی فی اخبار المہدی ص۶۱)

۵ ایک سوکھی شاخ خشک زمین میں لگائیں گے۔ وہ ہری ہو جائے گی۔ اس میں برگ و بار آ جائے گا۔ (الاشاعۃ لاشراط الساعۃ ص ۱۹۸، البرزنجی)

۶. کعبہ کے خزانہ کو نکال کر تقسیم کر دیں گے۔

(الاشاعۃ لاشراط الساعۃ ص ۱۹۹، البرزنجی)

۷ دریا ان کے لئے یوں پھٹ جائے گا جیسے کہ بنی اسرائیل کے وقت پھٹا تھا۔ (الاشاعۃ لاشراط الساعۃ ص ۱۹۹، البرزنجی)

۸.. ان کے پاس تابوت سکینہ ہوگا۔ جسے دیکھ کر یہودی ایمان لا دیں گے مگر چند۔

(الاشاعۃ لاشراط الساعۃ ص ۱۹۹، البرزنجی)

۹... امام مہدی اہل بیت نبوی میں سے ہوں گے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں دنیا ختم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص جس کا نام میرے نام پر محمد ہوگا۔ دنیا کا مالک نہ ہو جائے اور ایسا ہی ایک دوسری حدیث (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۱، باب کتاب المہدی) میں ہے۔ "یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی" "اس کا نام میرے نام پر اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا۔ یعنی "محمد بن عبداللہ المهدی من عترتی من ولد فاطمه (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۱، کتاب المهدی) "اور ایسا ہی "حاکم، ابن ماجه (ص ۳۰۰، باب خروج المهدی) عن ام سلمه "مہدی میرے کنبہ میں سے فاطمہ کی اولاد سے ہوں گے۔

۱۰... مہدی کا مولد مدینہ طیبہ ہے۔

(رواہ ابو نعیم عن علی کرم اللہ وجہہ الاشاعۃ لاشراط الساعۃ ص ۱۹۲، البرزنجی)

۱۱... مہدی کا مقام ہجرت بیت المقدس ہوگا۔

(الاشاعۃ لاشراط الساعۃ ص ۱۹۲، البرزنجی)

۱۲... حلیہ حسب ذیل بیان فرمایا۔

گندم رنگ، کم گوشت، میانہ قد، کشادہ پیشانی، بلند بینی، کمان ابرو، دونوں ابروں میں فرق۔ بزرگ اور سیاہ چشم، سرگیں آنکھ، دانت روشن اور جدا جدا، داہنے رخسار پر تل، چہرہ نورانی ایسا روشن جیسا کہ کوکب دری، ریش گھنی، کشادہ ران، عربی رنگ، اسرائیلی بدن، زبان میں لکنت جب بات کرنے میں دیر ہوگی تو ران چپ پر ہاتھ ماریں گے۔ کف دست میں نبی کریم ﷺ کی نشانی ہوگی۔ (الاشاعۃ لاشراط الساعۃ ص ۱۹۳، البرزنجی)

پیش گوئی سرکار دو عالم ﷺ

"عن حذیفة بن اسید اشرف علینا رسول اللہ ﷺ ونحن نتذاکر الساعة قال لا تقوم الساعة حتی ترو عشر ایات طلوع الشمس من مغربها الدخان والدجال الدابة یاجوج ماجوج نزول عیسیٰ ابن مریم ... الخ! (مسلم ج۲ ص ۳۹۳، کتاب الفتن واشراط الساعة) " (جناب حذیفہ بن اسیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ دوراں حالیکہ ہم صحابہ قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ دس علامات سے پیشتر قیامت کا آنا ناممکن ہے۔ سورج کا مغرب سے طلوع کرنا۔ الدخان، دجال، دابۃ الارض، یاجوج ماجوج، نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام۔)

او شیعو یہود یو! کچھ گذر ہے ایمان سے سینہ پہ ہاتھ رکھ کر کہو کیا یہ علامت سرکار مدینہ ﷺ نے یونہی بیان کر دیں۔ کیا حضور ﷺ کی پیش گوئی یونہی رائیگاں جائے گی۔ کیا مہدی معہود جس کی قادیان کی ہے اور وہ ان تمام اوصاف کا تو کیا کسی ایک کا بھی حامل ہے۔ کیا ان کے لئے یہ تمام واقعات ظہور پذیر ہو گئے۔ کیا اس کا چہرہ مہر متذکرہ حلیے سے ملتا جلتا ہے۔ تو آپ کو انتہائی افسوس سے کہنا پڑے گا اور بجز اس اقرار کے اور کوئی دوسرا جواب ہی نہیں کہ مرزا آنجہانی میں یہ چیزیں مفقود تھیں۔ ہاں یہ علیحدہ امر ہے کہ تم استعارہ مجاز محاورہ تشبیہ ظن میں ڈوب جاؤ اور عقیدت کو ہر پہلو سے بیچ ہو جائے۔ مگر یاد رکھو اس الجھن سے کبھی نجات حاصل نہ کر سکو گے کہ مرزا قادیانی مہدی اور مسیح دونوں تو بن گئے۔ یعنی یا مظہر العجائب مسیحیت میں مہدیت نائب مگر یہ کیا تماشہ ہے کہ مسیح موعود اور مہدی معہود کے علامات نشانات ایک دوسرے سے بالکل جداگانہ ہیں اور اسی پر بس نہیں مہدی اور مسیح کے پیدائش ومقام ہجرت کے علاوہ حلیہ میں بہت سا فرق ہے۔ مہدی ماں اور باپ دونوں رکھتا ہے۔ مگر مسیح بلا باپ کے بطور نشان پیدا ہوئے اور اب آسمان سے نازل ہو رہے ہیں۔ کاش تم لوگ بھی ان باتوں کو ٹھنڈے دل سے سوچو کہ سرکار مدینہ ﷺ کو تم سے ہمدردی وخیر خواہی ہے یا حسد ودشمنی۔ انہیں کیا ضرورت تھی کہ ایک شخص کی آمد کو دو مختلف آدمیوں پر تقسیم کر دیا اور بار بار حلف اٹھائیں کہ خدا کی قسم یہ ضرور تشریف لائیں گے۔ لوگو! قیامت قائم ہی نہ ہوگی جب تک یہ پیش گوئیاں وقوع میں نہ آ گئیں۔ خبردار مگر واضح ہو جاتا۔ جو کچھ کہہ دیا وہ ضرور ہو کر رہے گا اور یہ بھی تو کہو کہ بھلا اگر مرزا جی ایسا ویسا ہوتا تو انہیں کیا بخل تھا۔ وہ صاف بیان فرماتے ہیں کہ قادیان میں مرزا سندھی بیگ غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ اور والدہ کا نام چراغ بی بی ہوگا۔ وہ ظلی اور بروزی نبی ہوگا۔ وہ علماء وقت کو تمام عام گن گن کر گندی گالیاں دے گا۔ تمام

امت کو ولد الحرام کہے اور سور بتائے گا۔ جہاد بند کرے گا۔ نصاریٰ کی غلامی کا دم بھرے گا۔ بہت سے چندے لگائے گا۔ ایک منارہ تیار کرے گا اور بہشتی قبرستان بنائے گا اور بچوں کو اس میں دفن کرنے سے منع کرے گا۔ اپنی کلام کو قرآن کریم سے بلند تر یقین کرے گا اور تھکے غلط اشعار کہے گا اور انہیں اعجازی سمجھے گا۔ اس کے معجزات پلیگ ہیضہ اور زلزلے اور قحط ہوں گے۔ اس کے مکاشفات اس کے الہامات نیم دروں نیم بروں ہوں گے۔ اسے ان زبانوں میں الہام ہوں گے۔ جن کو وہ جانتا تک نہ ہوگا۔ اس کی وحی کا کاتب ہندو ہوگا۔ اس کے حاشیہ کے گواہ آریہ ہوں گے۔ اس کی خوراک کستوری زعفران، عنبر الغوں، کچلے، راٹک بسکٹ اور ٹانک وائن وغیرہ ہوگی۔ یہاں تک لکھوں اور کیا کیا گنواؤں۔ خدارا سوچو سمجھو اور فہم و تدبر سے کام لو۔ کدھر جا رہے ہو کسے چھوڑتے ہو اور کسے قبول کرتے ہو۔ کیا یہی صراط مستقیم ہے کہ فخر دو عالم کے حلف اور پیش گوئیاں قابل اعتماد اور جزو ایمان نہ سمجھی جائیں اور قرآن و حدیث کو پس پشت ڈال کر کذاب قادیان کی خرافات واہیہ پر یقین کر لیا جائے۔ ذیل میں مسیح موعود کی بشارات و حلیہ ارشاد نبوی سے پیش کرتے ہیں۔ دیکھیں کون کون سعادت مند اسے قبول کرتا ہوا قرآن پاک سے پیار کرتا ہے۔

"واطیعو اللہ واطیعوا الرسول (مائدہ: ۹۲)" پر عمل کرو اور سچے دل سے غیر کی اطاعت کو چھوڑ دو۔ یقیناً تمہارا بھلا ہوگا اور شافع محشر تم سے پیار کریں گے اور اگر شوخی قسمت ہی رہے تو یاد رکھو وہ روز محشر اللہ میاں سے کہہ دیں گے۔

"وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ہذا القرآن مہجورا" ترجمہ حضور ﷺ جناب باری میں کہہ دیں گے کہ یا اللہ یہ وہی قوم ہے جس نے قرآن کو ترک کر دیا تھا۔

ڈرو اس وقت سے جو ہے آنے والا۔ ﴿

جب حقیقی ماں بچے کو بھول جائے گی اور لوگ باولے ہو جائیں گے اور سوائے عرش اور لوائے محمد کے سایہ وسایہ بھی نہ ہوگا۔

بشارات مسیح ابن مریم علیہ السلام

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ میرے اور عیسیٰ ابن مریم کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ تم میں ضرور نزول فرمائیں گے۔ جب ان کو دیکھو تو اس حلیہ سے پہچان لو۔ درمیانہ قد رنگ سرخ وسفید لباس زردی مائل، گویا ان کے سر سے باوجود تر نہ کرنے کے پانی ٹپکتا ہوگا۔ وہ دین اسلام کے لئے لوگوں سے جنگ وقتال کریں گے۔ خدا تعالیٰ ان کے زمانہ میں تمام مذاہب کو محو کر دے گا۔ صرف اسلام باقی رہ جائے گا۔ وہ دجال کو ہلاک کریں گے اور زمین پر چالیس سال

تک قیام کریں گے۔ پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔

(ابوداؤد ج۲ص۱۳۵، باب خروج الدجال)

۲...... آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ میری امت کی ایک جماعت حق پر لڑتی رہے گی اور قیامت تک غالب رہے گی۔ پس عیسیٰ بن مریم اتریں گے۔ امیر جماعت کہے گا آیئے نماز پڑھائیے۔ فرمائیں گے نہیں تم ایک دوسرے کے امام ہو۔ خدا نے اس امت کو یہ بزرگی دی ہے۔ (مسلم ج۱ص۸۷، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) کی یہ حدیث جو بروایت جابرؓ ہے۔ واضح طور پر بیان مسلم کی دوسری حدیث کو جو بروایت ابوہریرہؓ مروی ہے۔ "کیف اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم" یعنی وامامکم منکم سے دوسرا شخص عیسیٰ بن مریم کا مغائر مراد ہے۔ نہ جیسے کہ مرزا قادیانی نے اپنے مطلب کے لئے وامامکم منکم کو نقل کر کے اور ترجمہ میں امام بھی وہی جڑ دیا ہے۔

(مسلم ج۱ص۸۷، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

۳... جناب سرور دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں شب معراج میں ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام سے ملا۔ قیامت کے بارہ میں گفتگو ہونے لگی۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اس تصفیہ کو رکھا گیا۔ انہوں نے کہا قیامت کے وقت کی خبر تو خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں۔ ہاں خدائے کریم نے میرے ساتھ یہ عہد کر رکھا ہے کہ قیامت سے قبل دجال نکلے گا اور میرے ہاتھ میں شمشیر برہنہ ہوگی۔ جب وہ مجھے دیکھے گا تو گویا پگھل جائے گا۔ (مسند احمد ج۱ص۳۷۵)

۴..... آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے اس وحدہ لاشریک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بے شک قریب ہے کہ ابن مریم تم میں حاکم عادل ہوکر اتریں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ کو اٹھا دیں گے۔ مال کی اس قدر فراوانی ہوگی کہ اس کو کوئی قبول کرنے والا نہ ملے گا۔ یہاں تک کہ تمام دنیا اور اس کے مال واملاک سے خدا کے لئے ایک سجدہ کرنا بہتر معلوم ہوگا۔ اس حدیث کے راوی جناب ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ اگر تم ارشاد نبوی کے ساتھ ارشاد الٰہی بطور دلیل چاہتے ہو تو یہ آیت کریمہ پڑھو۔ "وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته" یعنی یہود ونصاریٰ میں سے باقی کوئی نہ رہے گا۔ جو جناب مسیح کی موت سے پہلے ایمان نہ قبول کر لے۔ (بخاری شریف ج۱ص۴۹۰، باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام)

۵..... عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال قیام فرمائیں گے۔ اگر وہ پتھریلی زمین کو کہہ دیں کہ شہد ہوکر بہہ جاؤ تو وہ بہ چلے گی۔ (مسند احمد)

چنانچہ مندرجہ بالا احادیث کو جناب امام شوکانی کتاب التوضیح میں درج فرماتے ہوئے انہیں متواتر کہتے ہیں۔

سیرت مسیح علیہ السلام

عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق میں مسلمانوں کے ساتھ نماز عصر پڑھیں گے۔ پھر اہل دمشق کو ساتھ لے کر طلب دجال میں نہایت اطمینان سے چلیں گے۔

۱۔ زمین ان کے لئے سمٹ جائے گی۔ ان کی نظر قلعوں کے اندر گاؤں کے اندر تک اثر کرے گی۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۱ باب ذکر الدجال)

۲۔ جس کافر تک ان کا سانس پہنچے گا وہ فوراً مر جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ جناب مسیح بیت المقدس کو محصور پائیں گے۔ کیونکہ دجال نے اس کا محاصرہ کیا ہوگا اور اس وقت صبح کی نماز کا وقت ہوگا۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۱ باب ذکر الدجال)

۴۔ مسیح کے وقت میں یاجوج ماجوج خروج کریں گے اور تمام خشکی وتری پر پھیل جائیں گے۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۲ باب ذکر الدجال)

۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جائیں گے۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۲ باب ذکر الدجال)

۶۔ دجال ناپاک کو مقام لد پر قتل کریں گے اور اس کا خون اپنے نیزے پر لوگوں کو دکھائیں گے۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۱ باب ذکر الدجال)

۷۔ مقام فج الروحا سے احرام باندھ کر عازم حج ہوں گے۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۰)

۸۔ پھر آنحضرت ﷺ کے روضہ پر جائیں گے اور سلام عرض کریں گے۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں میں ان کو وعلیکم السلام کہوں گا۔ (مستدرک ج ۲ ص ۵۹۵ حاشیہ)

۹۔ جناب مسیح خنزیر کو قتل کریں گے۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۰)

۱۰۔ جناب مسیح صلیب کو توڑیں گے۔ (مسند احمد ج ۲ ص ایضاً)

۱۱۔ مسیح کے وقت میں تمام مذاہب مٹ جائیں گے اور صرف ایک دین باقی رہ جائے گا۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۶)

۱۲۔ جناب مسیح کے زمانہ میں جزیہ یعنی ٹیکس ختم ہو جائے گا۔ وہ اس کو بالکل منسوخ کر دیں گے۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۰)

۱۳..... مسیح کے وقت میں کوئی غریب و بے زر نہ ہوگا۔ تمام لوگ مستغنی ہوں گے۔ (مسند احمد ج۲ ص ایضاً)

۱۴... مسیح کے وقت بغض وعناد کی جگہ محبت واخوت ہوگی۔ (مسند احمد ج۲ ص ایضاً)

۱۵. مسیح کے وقت میں بھیڑ بکری ایک چراگاہ میں امن وامان سے چرے گی۔

(مسند احمد ج۲ ص ۴۰۶)

۱۶.. مسیح کے وقت میں بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور وہ ایذا نہ دے سکیں گے۔ (مسند احمد ج۲ ص ۴۰۶)

۱۷... مسیح کے زمانہ میں پیداوار کی اس قدر فراوانی ہوگی کہ ایک ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ کنبہ بھر کے لئے کافی ہوگا۔ (مسلم ج۲ ص ۴۰۰ باب ذکر الدجال)

۱۸.... مسیح کے دور میں چوپائے اس کثرت سے دودھ دیں گے کہ ایک ایک بکری کنبے بھر کو کفایت کرے گی۔ (مسلم ج۲ ص ۴۰۰ باب ذکر الدجال)

۱۹ مسیح موعود نکاح کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔

(مشکوٰۃ ص ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

۲۰... مسیح موعود روضہ اطہر میں سرکار مدینہ کے پاس دفن ہوں گے اور قیامت کو سرکار دوعالم ﷺ کے ساتھ اکٹھے اٹھیں گے۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان۔ (ایضاً)

مرزائیو! ایمان سے کہو کہ یہ کیا اندھیر ہے کہ تم خصوصیات کو شیر مادر کی طرح پی جاتے ہو اور اس شخص کو مسیح موعود سمجھ بیٹھے ہو۔ جس میں ان صفات کا عشر عشیر تو کیا ایک بھی نہیں۔ سرکار مدینہ ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ ذرا اس مشکل ترین وقت سے جو آ کر رہے گا۔ جہاں ذرے ذرے اور دانے دانے پر باز پرس ہوگی۔ جہاں تمام معصومین یا رب نفسی نفسی پکاریں گے۔ وہاں بیچارہ مرزا اور وہ بھی قادیان کا ظلی سرکاری نبی کس شمار میں ہوگا۔ ذرا اس برے وقت سے جب اپنے ہاتھ ہی اپنے خلاف شہادت دیں گے۔ وہاں مال کام آئے گا نہ اولاد۔ نہ ہاں کوئی ظلی ولی کو پوچھے گا نہ برادری برادری کو جانے گا۔ ہر شخص کی جان پہ بنی ہوگی۔ سورج اپنی پوری تمازت سے آگ برسا رہا ہوگا۔ آہ وہاں نہ پانی ملے گا نہ سایہ۔ ہاں اس مشکل وقت میں ایک اور صرف ایک ہی ہستی ایسی ہوگی جو [illegible] کام آئے گی۔ شافع محشر وہی ہوگا جس کے فرمانوں کو چھوڑتے ہو۔ ساقی کوثر وہی ہوگا جس کی پیش گوئیوں پر استہزاء کرتے ہو۔ سایہ اسی کے جھنڈے کے نیچے ہوگا جس کی بشارات کی تاویلیں گھڑتے ہو۔ رب

بھی رب اسی وحی پکارے گا جس کے الہام سے ٹھٹھے کرتے ہو۔ او غافلو! سوچو کیا ظلم کرتے ہو جواہرات کے عوض پتھر قبول کرتے ہو۔ کس کو چھوڑتے ہو اور کس کو لیتے ہو۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ ابھی وقت ہے اور توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ گڑگڑاؤ اس رب العالمین سے اور چھوڑ دو یہ برادری و برادری جھمیلے ورنہ یاد رکھو گے اور پچھتاؤ گے۔ مگر افسوس اس وقت تمہارے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور سیدھے جہنم کو بلا حساب بھیج دیئے جاؤ گے۔ خدا سرکار مدینہ ﷺ کا گستاخ بھی جنت کی ہوا بھی نہ پائے گا۔ چہ جائیکہ مرزائی جس کے ہاتھوں حضور ﷺ کی عزت اچھالی گئی۔ ان غمزدوں پہ ماتم کرو۔ ان روزوں کے دھوکے میں نہ رہو۔ ایسے ہی روزے اور نمازیں منافق بھی پڑھتے تھے اور تم سے زیادہ دکھلاوے کے لئے بار دکھلاتے ہوئے جنگوں میں بھی شریک ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ عبداللہ بن ابی کو حضور ﷺ نے اپنے پیراہن پاک کا کفن دیا اور نماز جنازہ تک پڑھنے کی نیت کی تو آیت کریمہ (توبہ ۸۰) اتری کہ میرے حبیب اگر تو ستر بار بھی اس کو مغفرت طلب کرے تو بھی نہ دی جائے گی۔ مگر رحمت عالم کی وسعت قلبی اور رحمت للعالمینی ملاحظہ ہو کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ کاش مجھے یہ علم ہوتا کہ ستر بار سے زائد مغفرت طلب کرنے سے اس کی نجات ہو جائے گی تو میں ضرور دعا کرتا۔ اس لئے ادب سے کہتا ہوں کہ ابھی وقت ہے توبہ کرو تا کہ نجات مل جائے۔

وقت پہ کافی ہے قطرہ ابر خوش ہنگام کا
جل گیا جب کھیت پھر برسا تو وہ کس کام کا

بھائیو! حیات مسیح کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو چھپا ہوا ہو یا جس کے متعلق کسی زمانے میں خیر القرون سے لے کر آج تک کسی اہل اللہ نے اختلاف ہی کیا ہو۔ یہ مسئلہ تو تواتر قومی سے متفق علیہ چلا آیا ہے۔ بلکہ فقیر کے خیال میں تو مرزا آنجہانی باوجودیکہ مراقی تھا اور حافظہ اچھا نہ تھا۔ لیکن بارہ برس حیات مسیح بنزول مسیح کا اسی طرح قائل تھا۔ جس طرح کے حسب ذیل بزرگان امت قائل چلے آتے ہیں۔ ہاں جب جلب زر کی اور پیٹ پوجا کا تقاضا حد سے تجاوز کر گیا تو انکار کر بیٹھا بھائی ظفر کیا خوب کہہ گئے۔

ظفر آدمی اس کو نہ جانیے گا ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہے جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

اسمائے گرامی قائلین حیات و نزول مسیح ابن مریم علیہ السلام

صاحب خیر القرون قرنی یعنی جناب رسول اکرم ﷺ اور جناب کے بہترین زمانے

سعید لوگ جو جناب کے ہم مجلس رہے۔ مثلاً جناب ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ اسد اللہ، حضرت عکرمہؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت انسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عثمانؓ بن ابی العاصؓ، حضرت عطاؒ انصاری، حضرت حذیفہ بن اسیدؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن سلامؓ، حضرت ابوالاسید الساعدیؓ، حضرت ربیعؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت انسؓ، حضرت کعبؓ، حضرت ابی العالیہؒ، حضرت مجاہدؒ، حضرت امام حسنؓ، حضرت ثوبانؓ، حضرت ابی مالکؓ، حضرت سعد بن وقاصؓ، جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ، جناب ام المومنین صفیہؓ، جناب ام شریک بنت ابی العکرؓ، حضرت عبداللہ بن سلامؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور تمیم داریؓ وغیرہ ان کے علاوہ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، بیہقی، طبرانی، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، حاکم، ابن جریر، ابن حبان، امام احمد، ابن ابی حاتم، عبدالرزاق، قتادہ، سعید بن منصور، ابن عساکر، اسحاق بن بشر، ابن ماجہ، ابن مردویہ، بزاز، شرح السنہ، نعیم، شیخ سیوطی، علامہ زرقانی، ابن حجر عسقلانی، قسطلانی، امام ابوحنیفہ۔ تمام آئمہ شافعیہ اور مالکیہ اور حنبلیہ شیخ اکبر صاحب فتوحات، مجدد وقت حضرت امام ربانی وسائر صوفیہ کرام اور تابعین مثلاً ابن سیرین اور امام شوکانی اور ابن قیم اور ابن تیمیہ وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے اور قرب قیامت آسمان سے نزول اجلال فرمائیں گے۔

ناظرین! اب ہم آپ کے سامنے مرزا قادیانی کے چند ایک اصول پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

رئیس قادیان کے مصدقہ اصول

نمبر ۱ (برکات الدعا ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸ ملخصاً) ’’قرآن شریف کے وہ معانی ومطالب سب سے زیادہ قابل قبول ہوں گے۔ جن کی تائید قرآن شریف ہی میں دوسری آیات سے ہولی ہو یعنی شواہد قرآنی۔‘‘

نمبر ۲ (برکات الدعا ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸) ’’دوسرا معیار تفسیر رسول کریم ﷺ ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کریم کے سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ ﷺ تھے۔ پس اگر آنحضرت ﷺ سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا دغدغہ قبول کرے۔ نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہے۔‘‘

نمبر ۳ (برکات الدعا ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸) ’’تیسرا معیار صحابہ کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کے نوروں کے حاصل کرنے والے اور علم نبوت کے

پہلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل تھا اور نصرت الٰہی ان کی قوت مدرکہ کے ساتھ تھی۔ کیونکہ ان کا نہ صرف قال بلکہ حال تھا۔"

نمبر۴: (شہادۃ القرآن ص۴۸، خزائن ج۶ ص۳۴۴) "یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کوئی کمی بیشی نہیں کرتے۔ گم شدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے من کفر بعد ذالك فاولئك هم الفاسقون"

نمبر۵: (ازالہ اوہام ص۵۴۰، ۵۴۱، خزائن ج۳ ص۳۹۰، ۳۹۱) "نصوص کو ظاہر پر حمل کرنے پر اجماع ہے۔"

نمبر۶: (حمامۃ البشریٰ ص۱۵ حاشیہ، خزائن ج۷ ص۱۹۲) "والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تاويل فيه ولا استثناء والا اى فايدة فى ذكر القسم" ﴿کسی حدیث میں قسم کا ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس حدیث کے ظاہری معنی ہی قابل قبول ہوں۔ اس میں تاویل کرنا یا استثناء جائز نہیں۔ ورنہ قسم میں فائدہ کیا رہا۔﴾

نمبر۷: (انجام آتھم ص۱۴۴، خزائن ج۱۱ ص۱۴۴) "جو شخص کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے تو اس پر خدا اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ یہی میرا اعتقاد ہے اور یہی میرا مقصود ہے اور یہی میرا مدعا ہے۔ مجھے اپنی قوم سے اصول اجماعی میں کوئی اختلاف نہیں۔"

نمبر۸: (ازالہ اوہام ص۱۳۸، خزائن ج۳ ص۱۶۷) "مومن کا کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے۔"

نمبر۹: (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۰۲ حاشیہ، خزائن ج۲۱ ص۳۷۶) "صحابہ کا اجماع وہ چیز ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا۔"

نمبر۱۰: (براہین احمدیہ ص۲۳۳ حصہ پنجم، خزائن ج۲۱ ص۴۱۰) "شرعی حجت صرف صحابہ کا اجماع ہے۔"

نمبر۱۱: (تریاق القلوب ص۱۴۷ حاشیہ، خزائن ج۱۵ ص۴۶۱) "صحابہ کا اجماع حجت ہے۔ جو کبھی ضلالت پر نہیں ہو سکتا۔"

نمبر۱۲: (از حکیم نور دین اخبار بدر قادیان ۱۷ جنوری ۱۹۱۳ء) "صحابہ کے روزانہ برتاؤ اور زندگی ظاہر و باطن میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت ﷺ کی عکسی تصویریں تھیں۔ پس اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ کیا ہوگا۔"

کذاب قادیان کا چیلنج

(ازالہ اوہام ص ۳۰۲،۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴، ۲۵۵) ''یہ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اترے گا۔ نہایت لغو اور بے اصل بات ہے۔ صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں ہوا۔ اگر ہے تو کم از کم تین سو چار سو صحابہ کا نام لیجئے۔ جو اس بارہ میں اپنی شہادت دے گئے ہوں ورنہ ایک یا دو آدمی کے بیان کا نام اجماع رکھنا سخت بددیانتی ہے۔''

ناظرین! مرزا قادیانی کے چیلنج کو بنظر غور ملاحظہ فرمائیں اور اس کے جواب میں احادیث صحیحہ کو ایمان کی روشنی میں دیکھیں۔ ایک ایک حدیث میں تیس تیس راوی یکے بعد دیگرے یوں روایت کرتے ہیں کہ ''عن فلان ابن فلان عن فلان ابن فلان'' یہ سلسلہ لگاتار چلتا سرکار مدینہ ﷺ تک پہنچتا ہے۔ تب حدیث کے الفاظ شروع ہوتے ہیں۔ ہم نے اسی چھوٹی سی کتاب میں نہایت اختصار سے پچاس کے قریب احادیث نقل کی ہیں۔ اب حساب لگائیے کہ مرزا قادیانی کے مطالبے سے زیادہ راوی بیان ہوئے یا بقول مرزا قادیانی ایک دو۔ اس کے علاوہ اس میں بعض ایسی بھی احادیث ہیں جس میں چار چار ہزار صحابی موجود ہیں یا بعض ایسے خطبات نبویہ ہیں جس میں تمام ناموس ملت شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اجماع امت کو ثابت کرنے کے لئے ہم نے یہ انتظام کیا ہے کہ مرزا قادیانی کے مسلمہ اور مصدقہ مجددین زمان یعنی قرون اولیٰ سے تا ایں زمان کے فرداً فرداً عقائد آپ کے سامنے پیش کئے جائیں۔ چنانچہ چمنستان محمدی کے وہ شیریں مقال بوستان ثمرہ ہوئے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

(امام اعظم جناب نعمان بن ثابت ابوحنیفہؒ فقہ اکبر ص ۱۰۸) میں ارشاد فرماتے ہیں۔

''وخروج الدجال ویاجوج وماجوج وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسی علیه السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامة علی ماوردت به الاخبار صحیحة حق کائن'' ﴿دجال اور یاجوج ماجوج کا نکلنا سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع کرنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دیگر علامات قیامت جیسا کہ احادیث صحیحہ و آثار صحابہ میں آچکی ہیں۔ وہ سب کی سب حق ہیں اور واقع ہونے والی ہیں۔﴾

مرزا قادیانی در مدح امام می گوید

(ازالہ اوہام ص ۵۳۰، ۵۳۱، خزائن ج ۳ ص ۳۸۵) ''حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب موصوف (ابوحنیفہ) اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور درایت اور فہم وفراست میں آئمہ ثلاثہ باقیہ

سے افضل واعلیٰ تھے اور ان کی خداداد قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت وعدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے اور ان کی قوت مدرکہ کو قرآن شریف کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی اور ان کی فطرت کو کلام الٰہی سے ایک خاص مناسبت تھی اور عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ اسی وجہ سے اجتہاد اور استنباط میں ان کے لئے وہ درجہ علیا مسلم تھا۔ جس تک پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے۔ سبحان اللہ! امام موصوف بہت زیرک اور ربانی امام تھے۔"

فقیر کے خیال میں مرزا قادیانی کی اس قابل قدر ولائق تحریر آنے کے بعد وہ بڑا ہی بدبخت انسان ہے جو ایسے پاک باز ربانی امام کے عقیدے پہ شک لائے یا کوئی جرح وقدح کرے۔ مبارک ہے وہ جو جناب امام کے علم کو جوچے اور سر آنکھوں پہ جگہ دے۔

امام مالکؒ

مرزا آنجہانی قادیانی ظلی وبروزی نبوت کے دعویدار کتاب "مجمع البحار وشرح اکمال الاکمال" کا حوالہ دیتے ہوئے دعویٰ کرتے ہیں: "قال مالك مات عيسىٰ"

چنانچہ (ایام الصلح ص۳۹، خزائن ج۱۴ ص۲۶۹) پر لکھتے ہیں کہ: "امام مالکؒ نے کھلے طور پر بیان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے۔"

اور ایسا ہی ایک دوسری مقام (ایام الصلح ص۳۹، خزائن ج۱۴ ص۲۶۹) پر یوں کہا: "امام ابن حزمؒ اور امام مالکؒ بھی موت عیسیٰ کے قائل ہیں اور ان کا قائل ہونا گویا امت کے تمام اکابر کا قائل ہونا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ کے اکابر علماء سے مخالفت منقول نہیں اور اگر مخالفت کرتے تو البتہ کسی کتاب میں اس کا ذکر ہوتا۔"

دندان شکن جوابات

ناظرین! مرزا قادیانی کو یوں تو بہت سی جسمانی بیماریاں تنگ کئے ہوئے تھیں۔ مگر قطع نظر اس کے انہیں دو عوارض اور ایسے لگے ہوئے تھے جو جنون کے مراتب تک پہنچ چکے تھے۔ یعنی عشق محمدی بیگم منکوحہ آسمانی اور خبط مسیحیت۔ چنانچہ ہم اس وقت موخر الذکر پر کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

نمبر ۱... مرزا قادیانی کی عادت تھی کہ وہ انجیل قرآن حدیث واقوال الرجال میں سے کوئی ایک لفظ چاہے اس کا سیاق وسباق کس قدر مخالف ہوا کرتا ہے حسب حال بناتے ہوئے مفید مطلب سمجھ کر اپنے پہ چسپاں کر لیا کرتے تھے اور ڈنکے کی چوٹ اعلان کر دیا کرتے تھے کہ دیکھو انجیل میری صداقت میں کہہ رہی ہے کہ مسیح موعود کے وقت سخت طاعون پڑے گی۔ اب کس کو

ضرورت ہے کہ انجیل کو دیکھے۔ عوام اور لوگ مریداً منا وصدقنا کہتے ہوئے قبول کر لیتے ہیں۔ مگر جب محققین اس کی تلاش میں نکلتے ہیں تو انہیں یہ دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ جو چیز مرزا قادیانی نے اپنی صداقت پر پیش کی تھی وہی کذابیت پر دال ہے۔ یعنی وہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ مرزا اور کا لی جھوٹے مسیحوں کے زمانہ میں ہوں گے۔

نمبر۲... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ سورۃ تحریم میں میری پیش گوئی درج ہے۔ مگر جب قرآن عزیز کو دیکھتے ہیں تو وہ بلند آواز سے افتراء پردازی پر لعنت اللہ علی الکاذبین کہتا ہے۔

نمبر۳... (مشکوٰۃ ص۴۸۰، باب نزول عیسیٰ، فصل ثالث) میں ایک حدیث ہے۔

''عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام زمین کی طرف اتریں گے۔ شادی کریں گے ان کے ہاں اولاد پیدا ہوگی۔ اس کے بعد فوت ہو کر میرے مقبرہ میں میرے ساتھ دفن ہوں گے۔''

چنانچہ جن دنوں مرزا قادیانی محمدی بیگم کے عشق میں باؤلے ہو رہے تھے اور ہر جائز وناجائز میں تمیز اٹھ گئی تھی۔ آپ نے اس ساری خلاف مضمون حدیث کو نہایت غصے کی نظر سے دیکھتے ہوئے صرف دو الفاظ کو پسند فرمایا۔ یعنی یتزوج ویولد له اور اعلان کیا کہ دیکھو رسول پاک نے بھی پہلے ہی سے میرے اس آسمانی نکاح کی تصدیق کرتے ہوئے متذکرہ بالا الفاظ فرمائے۔ مگر افسوس ہو کہ ڈھولک بجی نہ بجنے پایا۔ یعنی خیر سے یہ اللہ میاں کا باندھا ہوا آسمانی نکاح کچا ہی نکل گیا۔

نمبر۴... مفسرین نے جس امر کو نصاریٰ کا قول یا کسی ایک مسلم کی رائے قرار دیتے ہوئے عام تذکرہ کرتے ہوئے تنقید کی مرزا قادیانی نے جھٹ وہ قول اڑا لیا اور کہہ دیا دیکھو یہ فلاں بزرگ کا مذہب ہے۔ چنانچہ وہ فلاں کتاب میں لکھتا ہے۔ مثلاً (بیضاوی ج۱ ص۱۳۰، زیرآیت یعیسیٰ انی متوفیک) میں لکھا ہوا دیکھا۔

''قیل اماتہ اللہ سبع ساعات ثم رفعہ اللہ الی السماء والیہ ذھب النصاریٰ'' یعنی یہ قول کہ عیسیٰ علیہ السلام رفع سے قبل سات ساعت تک مرے رہے۔ یہ نصاریٰ کا قول ہے اور (معالم ج۱ ص۱۶۲، تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۳۹) میں ہے۔ ''قال وھب توفی اللہ عیسیٰ ثلث ... ساعات من النھار ثم احیاہ ثم رفعہ اللہ الیہ وقال محمد بن اسحق ان النصاریٰ یزعمون ان اللہ توفاہ سبع ساعات من النھار ثم احیاہ ورفعہ الیہ''

مضمون کی طوالت سے ڈرتے ہوئے نہیں اسکا پر اکتفا کرتے ہیں اور اصل چیز پر روشنی ڈالتے ہیں۔ چنانچہ جس کتاب سے مرزا قادیانی نے یہ قول اڑایا ہے۔ اس عبارت کو نقل کرتے ہیں۔

(مجمع البحار ج ا ص ۲۸۶) میں مصنف امام محمد طاہر گجراتیؒ نے اس قول کو نقل کیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے سیاق وسباق کو چبتے ہوئے دو دو نے چار روٹیاں پر اکتفا کرلیا ہے۔ ''قال مالك مات لعله اراد رفعه على السماء و حقيقته ويجئي اخر الزمان لتواتر خبر النزول '' یعنی امام مالک کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ سو گئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ کرلیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے۔ کیونکہ ان کے نزول کی خبر احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔

مرزا ئیو! ایمان سے کہو کیا قادیانی دیانت ہے کہ اگا پچھا ہضم اور بیچ کی چبا اور مات کے معنی سونا کرنے سے دنگ ہو کر پھر کے تو لغت عرب کو دیکھو۔ (قاموس)

قرآن عزیز میں ارشاد ہوتا ہے: ''وهو الذي يتوفكم بالليل ويعلم ما جرحتم بالنهار (انعام:۶۰)'' ﴿اللہ وہ ذات پاک ہے جو رات کو تمہیں سلا دیتا ہے اور جانتا ہے جو تم دن میں کماتے ہو۔ بعض سلف کا یہ بھی مذہب ہے کہ جناب عیسیٰ آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل سلا دیئے گئے تھے۔ تاکہ اتنی دور دراز مسافت آرام سے سوتے میں کٹ جائے اور طبیعی وحشت اثر انداز نہ ہو۔﴾

اور اگر اس آیت کریمہ پر بھی اعتبار نہ آئے تو اپنے گھر کی خبر لو اور مرزا قادیانی کے دستخط پہچاننے کی کوشش کرو۔

نمبر ۱ ''اماتت کے حقیقی معنی صرف مارنا اور موت دینا نہیں بلکہ سلانا اور بیہوش کرنا بھی اس میں داخل ہے۔''
(ازالہ اوہام ص ۹۲۳، خزائن ج ۳ ص ۲۲۱)

نمبر ۲..... ''لغت کی رو سے موت کے معنی نیند اور ہر قسم کی بیہوشی بھی ہے۔''
(ازالہ اوہام ص ۹۲۳، خزائن ج ۳ ص ۲۲۰)

نمبر ۳..... ''لغت میں موت بمعنی نوم اور غشی بھی آتا ہے۔ دیکھو قاموس''
(ازالہ اوہام ص ۲۲۵، خزائن ج ۳ ص ۳۵۹)

''مات کے معنی لغت میں نام کے بھی ہیں۔ دیکھو قاموس''
(ازالہ اوہام ص ۲۳۴، خزائن ج ۳ ص ۳۳۵)

باقی رہا امام مالکؒ کا مذہب تو وہ وہی ہے جس پر تمام امت کا اجماع ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی بتائی ہوئی وہی محبوب کتاب یعنی (مستخرج شرح اکمال الاکمال جلد اول ص ۲۶۶ باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام) میں وضاحت سے قول امام مالک کا درج ہے: ''وفی العتبیة قال مالك بینما الناس قیام یستمعون لا قامة الصلوٰة فتغشاهم غمامة فاذا نزل عیسیٰ'' یعنی کہا مالک نے لوگ نماز کے لئے تکبیر کہہ رہے ہوں گے کہ ایک بدلی چھا جائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔

اور لطف تو یہ ہے کہ تمام علماء مالکیہ نے جناب امام مالکؒ کے قول کی پوری پوری وضاحت کرتے ہوئے ان کا مذہب صاف طور پر بیان کر دیا ہے۔

(شرح مواہب قسطلانی ج ۵ ص ۳۴۷) میں جناب علامہ زرقانی مالکی لکھتے ہیں کہ: ''جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ رسول کریم ﷺ کی شریعت کے مطابق حکم دیں گے۔ الہام کی رو سے یا روح محمدی کی وساطت سے یا اور جس طرح اللہ چاہے گا مثلاً کتاب اور سنت سے اجتہاد کر کے، پس اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدی کے خلیفہ ہوں گے۔ مگر وہ اپنی نبوت و رسالت پر بھی قائم رہیں گے اور اس طرح نہیں ہوگا جیسا کہ بعض کہتے ہیں کہ وہ نبوت رسالت سے الگ ہو کر محض ایک امتی کی حیثیت سے ہوں گے۔ کیونکہ نبوت اور رسالت تو موت کے بعد بھی نبی اور رسول سے الگ نہیں ہوتی۔ پس اس شخص یعنی عیسیٰ بن مریم سے کیسے الگ ہو سکتی ہے۔ جو ابھی زندہ ہے ہاں وہ امتی ہوگا۔ مگر اس کی نبوت اور رسالت بھی اس کے ساتھ ہی رہے گی۔''

ناظرین! مرزا قادیانی کی بتائی ہوئی ایک مجدد یعنی امام مالکؒ کا مذہب آپ کے سامنے ہے۔ جو زبان حال سے مرزا قادیانی کے دروغ پر شاہد ہے۔ اب دوسری شق یعنی امام ابن حزمؒ کا مذہب آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی بڑے ہی صادق ہیں۔ شاید قادیانی اصطلاح میں دروغ گوئی کو بھی صداقت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ابو محمد ابن حزم محدثؒ

(کتاب الفصل في الملل والنحل ج ۱ ص ۷۷) میں زیر آیت ''وما قتلوه وما صلبوه'' میں حسب ذیل ارشاد فرماتے ہیں۔

''وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم. انما هو اخبار عن الذين يقولون بتقليد اسلافهم من النصارى واليهود انه عليه السلام قتل وصلب فهؤلاء شبه لهم القول اى ادخلوا في شبهة منه وكان المشبهون لهم

شیوخ السوء فی ذالك الوقت وشرطهم المدعون انهم قتلوه وصلبوه وهم یعلمون انه لم یکن ذالك وانما اخذوا من امکنهم فقتلوه وصلبوه فی استتار ومنع من حضور الناس ثم انزلوه ودفنوه تمویها علی العامة التی شبه الخبر لها" ﴿یعنی حافظ ابن حزمؒ آیت کو شبہ میں فرماتے ہیں یہ لوگ اپنے اسلاف کی تقلید کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ یعنی یہود و نصاریٰ کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے اور پھانسی دیئے گئے اور وہ شبہ میں پڑ گئے اور ان کو شبہ میں ڈالنے والے ان کے بڑے شیخ تھے جو اس وقت میں تھے اور ان مدعیوں نے یہ شرط کی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے ہیں۔ جبکہ پھانسی اور وہ جانتے تھے کہ اس طرح نہیں۔ بلکہ ان کو ان کے مکان سے پکڑ کر کے قتل کیا اور پھانسی دیا کسی پردے میں اور لوگوں کو حاضر ہونے سے منع کر دیئے۔ پھر وہاں سے اتار کر اس کو دفن کیا۔ وہ آنحالیکہ یہ ملمع سازی کرنے والے تھے ان عوام پر جن کو شبہ تھا۔﴾

نمبر:۲..... (کتاب الملل مصری ج۳ ص۱۱۴، زیر آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین) پر فرماتے ہیں۔ "ان عیسیٰ ابن مریم سینزل... فی الاثار المسنده الثابتة من نزول عیسیٰ بن مریم فی آخر الزمان" ﴿تحقیق عیسیٰ ابن مریم نازل ہونے والا ہے اور آثار صحیحہ ثابتہ سے ثابت ہے کہ مسیح آخری زمانہ میں نازل ہوگا۔﴾

نمبر:۳..... (کتاب الفصل فی الملل والنحل ج۱ ص۷۵، والفرق بین الیھود والنصاریٰ) "انه ای نبی ﷺ اخبرانه لا نبی بعده الا ماجاءت الاخبار الصحاح عن نزول عیسیٰ علیه السلام الذی بعث الیٰ بنی اسرائیل وادعی الیهود قتله وصلبه فوجب الاقرار بهذه الجملة" ﴿آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی بھی نبی نہیں ہوگا۔ بجز اس ہستی کے جس کا نام صحیح احادیث سے ثابت ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کی طرف منسوب ہوئے اور یہود نے ان کے قتل اور سولی پر چڑھانے کا دعویٰ کیا۔﴾

نمبر:۴..... (کتاب الفصل فی الملل والنحل ج۳ ص۲۴۹، الکلام فیمن یکفر ولا یکفر) "واما من قال ان الله عزوجل هو فلان لانسان بعینه اوان الله تعالیٰ یحل فی جسم من اجسام خلقه اوان بعد محمد ﷺ نبیا غیر عیسیٰ ابن مریم فانه لا یختلف اثنان فی تکفیره لصحة قیام الحجة" ﴿اور ایسا ہی جس کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص ہے یا یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے جسم میں حلول کرتا ہے یا یہ کہا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد عیسیٰ ابن مریم کے سوا اور نبی ہوگا تو اس کے کافر ہونے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔﴾

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

او ظالم یہودیو! کچھ تو کہو کہ جناب ابن حزمؒ مرزا قادیانی کی تصدیق فرما رہے ہیں یا تکذیب وہ تو صاف الفاظ میں تمہیں کافر کہہ گئے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے سوا بھی کوئی دوسرا نبی سرکار دو عالم ﷺ کے عہد رسالت میں آسکتا ہے۔ وہ پکا مشرک و بے ایمان ہے اور جناب مسیح کیوں آسکتے ہیں اس لئے کہ وہ قیامت کے نشانات میں سے ایک نشانی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔''وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہ فاتبعون ھذا صراط مستقیم (زخرف:۶۱)'' (یعنی جناب مسیح علامات قیامت کی ایک خاص علامت ہیں۔ خبردار تمہیں کوئی یہودی بہکا نہ دے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میرے ارشادات کی پیروی کرو وہ ضرور آئیں گے اور ان کی آمد پر صدق دل سے ایمان رکھو یہی سیدھا راستہ ہے۔)

مرزا آنجہانی در مدح امام ابن حزمؒ می گوید

(ازالہ اوہام ص۱۳۲، خزائن ج۳ ص۲۲۲)''غایۃ الوصلۃ ان یکون الشیٔ عین ما ظھر ولا یعرف کما رایت رسول اللہ ﷺ وقد عانق ابن حزم المحدث فغاب احدھما فی آخر فلم نرالا واحد وھو رسول اللہ ﷺ فھذہ غایۃ الوصلۃ وھو المعبر عنہ بالاتحاد''

(فتوحات مکیہ باب۲۲۳) مندرجہ بالا عبارت رئیس الکاشفین حضرت محی الدین ابن عربیؒ کی نقل کر کے مرزا قادیانی ترجمہ فرماتے ہیں۔ یہ عبارت صرف اس لئے بیان کرتے ہیں کہ مایدولت رئیس قادیان بھی اکثر بیداری کی حالت میں آنحضور ﷺ سے ملتے ہیں۔ (معاذ اللہ) جیسا کہ جناب ابن حزم محدث معانقہ فرمایا کرتے تھے۔ بہرحال ہمیں اس وقت یہ جتلانا مقصود ہے کہ مرزا قادیانی کی نظر میں ابن حزمؒ کے لئے کس قدر عظمت و بزرگی ہے۔ اب عبارت بالا کا ترجمہ مرزا قادیانی کی قلم کا ملاحظہ فرمائیں اور خدارا انصاف کریں کہ کیا ایسا بزرگ بھی کسی غلط عقیدے پر ہو سکتا ہے۔

ترجمہ:''یعنی نہایت درجہ کا اتصال یہ ہے کہ ایک چیز بعینہ وہ چیز ہو جائے۔ جس میں وہ ظاہر ہوا اور خود نظر نہ آوے۔ جیسا کہ میں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ابومحمد ابن حزم محدث سے معانقہ کیا۔ پس ایک دوسرے میں غائب ہو گیا۔ بجز ایک رسول اللہ ﷺ کے نظر نہ آیا۔ (ایضاً)''

جناب امام احمد بن حنبلؒ مجدد صدی دوئم

مسند امام احمد میں بہت سی احادیث جناب عیسیٰ بن مریم کے صعود ونزول سے متعلق لکھی ہوئی ہیں۔ جن میں نہایت شرح وبسط سے حیات مسیح کو ثابت کیا گیا ہے۔ چنانچہ سابقہ اوراق میں ہم نے کئی ایک ان میں سے حدیث پیش کی ہیں۔ اس لئے ہم یہاں صرف ایک اور حدیث پر اکتفا کرتے ہیں۔

’’قال ابن عباسؓ لقد علمت آیة من القرآن وانه لعلم للساعة قال هو خروج عیسی ابن مریم علیه السلام قبل یوم القیامة ‘‘ ﴿حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے یہ معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کے قرب کا ایک نشان ہے۔﴾ (رواہ مسند احمد ج۱ ص۳۱۸)

جناب امام محمد بن ادریس شافعیؒ مجدد صدی دوئم

جناب امام شافعیؒ اور امام مالکؒ جناب امام محمدؒ کے شاگردوں میں سے ہیں اور جناب امام محمدؒ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔

جناب امام شافعیؒ کا وہی مذہب ہے جو امام محمدؒ اور جناب ابوحنیفہؒ کا تھا۔ چونکہ اس مسئلہ میں ان کو کلی اتفاق تھا۔ اس لئے انہوں نے اس کے متعلق کچھ نہ لکھا اور خاموشی اختیار کی اور اگر انہیں اس میں کچھ اختلاف ہوتا تو وہ ضرور اظہار کرتے اور یہ مسئلہ بھی کچھ ایسا ویسا نہیں۔ کیونکہ یہ اجماعی مسئلہ ہے اور تابعین تبع تابعین کا اس پر پورا پورا اتفاق ہے اور قرآن کریم اس کی شہادت کا پوری اہمیت سے ذمہ دار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جناب امام شافعیؒ خاموش رہے اور آپ کی خاموشی نے گویا یہ ثابت کیا کہ آپ کا اس مسئلہ پر سکوتی اجماع ہے اور اگر جناب امام کو اس میں کچھ بھی شک ہوتا تو وہ ضرور لکھتے اور تردید کرتے۔ ان کا خاموش رہنا اور تردید نہ کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ ان کا یہی مذہب تھا کہ مسیح ابن مریم قیامت کے علامات سے ایک نشانی ہیں اور وہ قرب قیامت میں ضرور نزول فرمائیں گے۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ متواترہ سے روشن ہے۔ چنانچہ مرزاقادیانی ہمارے اس نظریے کی خود داد دیتے ہوئے (حمامتہ البشریٰ ص۲۰، خزائن ج۷ ص۱۸۴) پر اجماع سکوتی کو تسلیم کیا ہے۔

مرزاقادیانی آنجہانی نے مندرجہ بالا بیان میں جہاں سکوتی اجماع پر دستخط کر دیے کہ جو کچھ خالد وزیرآبادی کہتے ہیں۔ درست وصحیح ہے اور میرا اس پر ایمان ہے۔ وہاں ایک جھوٹ بھی بول دیا۔ یعنی رسول کریم ﷺ پر بہتان بھی باندھ دیا کہ ’’انہوں نے جناب عمرؓ کے صفیہ بیان پر کچھ نہ فرمایا‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۲۳، خزائن ج۳ ص۲۱۱) سو یہ غلط وقطعاً بے بنیاد ہے۔

اب ذیل میں مرزا قادیانی کے کلام حق سے اس کا دندان شکن جواب بھی سن لیجئے۔ جو مرزا قادیانی کے اس جھوٹ کی خود تردید کرتا ہے اور آپ کی پارسائی کا شاہد ہے۔

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے
تو یہ مرزائے قادیانی اور وہ بھی بولے

(ازالہ اوہام ص۲۲۵، خزائن ج۳ ص۲۱۲) ”آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو ابن صیاد کے قتل سے منع فرمایا اور نیز فرمایا کہ ہمیں اس کے حال میں ابھی اشتباہ ہے۔ اگر یہی دجال معہود ہے تو اس کا صاحب عیسیٰ ابن مریم ہے جو اسے قتل کرے گا۔ ہم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔“

مندرجہ بالا بیان سے مرزا قادیانی کے ساتھ دجل بھی آشکارا ہوگئے کہ دجال قوموں کا نام نہیں بلکہ ایک واحد شخص ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کا قاتل غلام احمد بن چراغ بی بی نہیں۔ بلکہ عیسیٰ ابن مریم ہے۔ سوئم دلائل سے نہیں بلکہ حربے سے قتل کیا جائے گا۔ چنانچہ امام شافعیؒ کا وہی مذہب ہے جو تمام آئمہ فقہا اور آئمہ محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کا ہے۔

امام المکاشفین رئیس المجددین امام حسن بصریؒ۔

(تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۴۰۴) ”قال ابن جریر ... عن الحسن وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موت عیسیٰ والله انه لحی الآن عند الله ولکن اذا نزل آمنوا به اجمعون“ (جناب امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ امام حسن بصریؒ نے فرمایا کہ سب اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ خدا کی قسم وہ اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں اور جب وہ نازل ہوں گے تو سب اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔)

(درمنثور ج۲ ص۳۶) ”عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ للیهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة“ جناب امام حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں کہ آنحضور سرکار مدینہ ﷺ نے یہود کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تحقیق عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور یقیناً وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف واپس تشریف لائیں گے۔

ایسا (درمنثور ج۶ ص۲۰) میں ایک روایت منقول ہے۔ ”اخرج ابن جریر عن الحسن وانه لعلم للساعة قال نزول عیسیٰ علیه السلام“ جناب امام ابن جریرؒ امام حسن بصریؒ سے روایت فرماتے ہیں کہ ”وانه لعلم للساعة“ سے کیا مراد ہے۔ وہ جواب میں فرماتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا۔

جناب امام حسن بصریؒ نے قسم کھا کر بیان کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہ قرب قیامت میں تشریف لائیں گے۔ جناب امام نے علاوہ فرمان رسالت کے دو آیات کریمہ سے استدلال کیا۔ اب کون مردود ہے جو شک کرے، اور یہ بھی عرض کردوں کہ مرزائی نکتہ نگاہ میں ان کی کیا وقعت ہے سودہ بھی سنئے۔

عسل مصفیٰ مصنف خدا بخش قادیانی منظور نظر صحابی مرزا قادیانی (جلد اول ص ۱۶۴) پر درج امام موصوف عرض کرتے ہیں: "امام حسن بصریؒ دنیائے اسلام میں صوفیائے کرام کے سلسلہ کے سرتاج مسلم ہیں۔ بیسیوں مجددین امت کو ان کی غلامی کا فخر حاصل ہے۔ امام حسن بصریؒ ابن عباس کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔"

بوشیم یہودیو! کسی ایک بزرگ کے فرمان کو تو قبول کرو۔ میں نہ مانوں میں نہ مانوں کی رٹ کب تک لگاؤ گے۔

"جناب امام ابو عبدالرحمن نسائیؒ مجدد صدی سوئم"

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہودیوں سے ایک گروہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیں۔ پس آپ نے ان پر بددعا فرمائی۔ پس وہ بندر اور سور ہو گئے۔ اس لئے یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لئے جمع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خبر دی کہ میں تمہیں آسمان پر اٹھاؤں گا اور یہود کی صحبت سے بالکل پاک کروں گا۔ (مظہری زیر آل عمران: ۵۵)

اور ایسا ہی ایک دوسرے مقام پر ایک اور حدیث بیان ہوئی۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب وہ شخص جو مسیح کو پکڑنے کے لئے اندر گیا تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور اس بدبخت یہودی کو مسیح کی شکل پر بنا دیا۔ پس یہود نے اسی کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا۔

(نسائی الکبریٰ ج ۶ ص ۴۸۹ حدیث نمبر ۱۱۵۹۱ باب قولہ تعالیٰ فامنت الطائفۃ من بنی اسرائیل)

رئیس المحدثین جناب امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

یہ وہ امام عالی مقام ہیں جن کا نام بھی مرزا قادیانی کو نہ آتا تھا۔ جیسا کہ ہم اسی کتاب میں پہلے لکھ چکے ہیں۔ تاہم ان کی عزت وحرمت کے مرزا قادیانی قائل ہیں۔ پہلے وہ سنئے اس کے بعد عقیدہ بیان ہوگا۔

ازالہ اوہام کے مختلف مقامات پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

"عن انسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من ادرک منکم عیسیٰ ابن مریم فلیقرأہ منی السلام (حاکم ج ۴ ص ۵۴۵، ذکر نفخ الصور وانشقاق الاسجار)"

(حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے جو شخص تم میں سے پاوے حضرت ابن مریم کو تو ضرور انہیں میرا سلام پہنچا دے۔)

چنانچہ حضور ﷺ کے اس سلام کے متعلق مرزا قادیانی خود شاہد ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے لئے سلام کا پیغام کہا ہے۔ مگر افسوس یہ دکذاب قادیان کے لئے نہیں۔ بلکہ مسیح ابن مریم کے لئے اور جب وہ آئیں گے ضرور ان کی خدمت میں یہ امانت پہنچا دی جائے گی۔

عجب تیری قدرت عجب تیرے کھیل
چھچھوندر کے سر میں چنبیلی کا تیل

جناب مجدد زماں امام فخر الدین صاحب رازیؒ مجدد صدی ششم

(تفسیر کبیر ج ۲۷ ص ۲۲۲) "عیسیٰ علیہ السلام قیامت معلوم کرنے کی شرطوں میں سے ایک شرط ہیں۔ ابن عباسؓ نے علم للساعة پڑھا ہے۔ جس کے معنی نشانی کے ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارض مقدس میں افیق کے مقام پر نازل ہوں گے۔ ان کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا۔ اس سے دجال کو قتل کریں گے۔ پس وہ بیت المقدس میں آئیں گے۔ دراں حالیکہ لوگ صبح کی نماز میں ہوں گے اور امام ان کو نماز پڑھا رہا ہوگا۔ پس وہ پیچھے ہٹیں گے۔ پس عیسیٰ علیہ السلام ان کو آگے کر دیں گے اور اسلامی طریقہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔"

اور ایسا ہی ایک دوسری مقام پر لکھتے ہیں کہ۔

ترجمہ ''اس پر اتفاق کیا گیا ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کی عمر جب وہ آسمان پر اٹھائے گئے ساڑھے تینتیس برس کی تھی۔ اس صورت میں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ دنیا میں کہولت تک نہیں پہنچے تھے۔ اس کا جواب دو طریقوں سے ہے۔'' دوسرا جواب امام حسین بن الفضل البجلی کا قول ہے کہ مراد کہولت سے یہ ہے کہ وہ کہل ہوگا۔ جب کہ وہ نازل ہوگا آسمان سے آخری زمانہ میں اور باتیں کرے گا لوگوں سے اور قتل کرے گا دجال کو امام حسین بن الفضل کہتے ہیں کہ یہ آیت نص ہے اس بات پر کہ عیسیٰ دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے۔

ایک دوسرے مقام پر زیر آیت "بل رفعه الله الیه" فرماتے ہیں۔ "رفع عیسیٰ الی السماء ثابت بهذه الآیة" "یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا اس آیت سے ثابت شدہ ہے۔"
(تفسیر کبیر ج ۱۲ ص ۲۶۳)

''امام بخاری کی کتاب بخاری شریف اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۹۳ے، خزائن ج ۳ ص ۵۱۱)

یعنی قرآن کریم کے بعد اس کا درجہ ہے۔

امام بخاری فن حدیث میں ناقد بصیر ہیں۔

امام بخاری رئیس المحدثین ہیں۔

ایسا ہی (تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۴۵) پر لکھتے ہیں کہ۔

''صحیحین، بخاری اور مسلم کو تمام کتب پر مقدم رکھا جائے اور اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔ لہٰذا اس کو مسلم پر مقدم رکھا جائے۔''

ناظرین! مندرجہ بالا تاثرات کو پڑھ کر دل میں رکھئے اور جناب امام بخاری جن پر بہتان لگایا گیا ہے کہ وہ ممات مسیح کے قائل تھے کے پاکیزہ خیالات ملاحظہ فرمائیے۔

امام بخاری نے پیدائش مسیح سے لے کر نزول مسیح تک مختلف ابواب باندھے ہیں اور ہر ایک باب پر قرآن شریف سے استدلال کیا ہے۔ دیکھو صحیح بخاری شریف ان سب کے آخر میں۔ انہوں نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔ مگر اس کے شروع میں کوئی آیت اس لئے نہیں لکھی کہ اس حدیث کے آخر میں ہی آیت موجود ہے اور وہ یہ ہے۔

ترجمہ: ''جناب ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ البتہ تحقیق ضرور نازل ہوگا۔ تمہاری طرف بیٹا مریم کا (عیسیٰ علیہ السلام) حاکم عادل ہوکر۔ وہ صلیب کو توڑے گا۔ خنزیر کو قتل کرے گا۔ اس کے زمانہ عدل میں جزیہ یعنی کوئی ٹیکس نہ لیا جائے گا اور روپیہ کی اس قدر فراوانی ہوگی کہ گویا ایک نہر بہ رہی ہے۔ اس کے بابرکت زمانے میں کوئی صدقہ قبول کرنے والا ڈھونڈے سے نہ ملے گا۔ لوگ اس قدر مستغنی و عابد ہوں گے کہ ایک ایک سجدہ کو تمام دنیا سے بہتر سمجھیں گے۔ جناب ابوہریرہؓ اس حدیث کو بیان فرما کر صحابہ کرام سے کہتے ہیں کہ اگر تم اس حدیث کی قرآن کریم سے صحت و تصدیق چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو۔ ''وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته'' یعنی یہود و نصاریٰ سے کوئی باقی ایسا نہ رہے گا۔ جو عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پیشتر ان پر ایمان نہ لے آئے۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

تو ایسی زبردست حدیث کے بیان کرنے کے بعد کسی اور حوالے کی ضرورت نہ تھی

نہیں رہتی۔ مگر بہائی یہ مرزائی نہ مانیں کہ عادی ہیں ایک اور سنیں۔ بخاری شریف جلد اوّل میں ایک حدیث ہے کہ:

"جناب ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ اے امت مرحومہ اس وقت مارے خوشی کے تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان نازل ہوں گے اور حالت اس وقت یہ ہوگی کہ تمہارا امام صلوٰۃ تمہیں میں سے ہوگا۔" اس کے علاوہ مزید تسلی کے لئے ایک اور چیز پیش کردوں گا۔

(درمنثور ج ۲ ص ۲۴۵، بحوالہ تاریخ امام بخاری) "عن عبدالله بن سلام قال يدفن عيسىٰ ابن مريم مع رسول الله ﷺ وصاحبيه فيكون قبره رابعاً" (امام بخاری عبداللہ بن سلام سے فرماتے ہیں کہ جناب عیسیٰ ابن مریم حضرت عمرؓ اور حضرت صدیق اکبرؓ کے پاس رسول کریم ﷺ کے ساتھ دفن کئے جائیں گے اور یہ حجرہ نبویہ میں چوتھی قبر ہوگی۔)

ناظرین! غور کا مقام ہے جو شخص نزول مسیح کے لئے اپنی صحیح میں احادیث نقل کررہا ہے اور جس کی تاریخ جناب مسیح علیہ السلام کی قبر کی جگہ بتلاتی ہے وہ کس طرح حیات مسیح کا منکر ہوسکتا ہے۔ حیف ہے ان لوگوں پر جو دیکھتے ہوئے اندھے ہیں۔ اور سنتے ہوئے بہرے ہیں۔ ان کا کسی خوردوں کی جانے بلا کہ جناب امام بخاری کون تھے کیا کہہ گئے۔ بس انہوں نے مرزا قادیانی سے سن لیا اور تسلیم کرلیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جناب سید المحدثین امام مسلمؒ

مرزا غلام قادیانی آنجہانی جناب امام مسلم کی شخصیت کے پورے پورے قائل ہیں اور صحیح مسلم پر کامل اعتبار رکھتے ہوئے بڑے وثوق سے حسب ذیل اظہار خیال کرتے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۸۸۴، خزائن ج ۳ ص ۵۸۲) "مجھ پر یہ بہتان ہے کہ گویا میں صحیحین کا منکر ہوں۔ ...... سو اگر میں بخاری اور مسلم کی صحت کا قائل نہ ہوتا تو میں اپنی تائید دعویٰ میں کیوں بار بار اس کو پیش کرتا۔"

اس لئے فقیر کے خیال میں یہی انسب ہے کہ جناب امام مسلم کا مذہب مرزائی شہادہ یا الہامی تحلیل میں پیش کرنے پر ہی قناعت کی جائے۔

نمبر ۱ (ازالہ اوہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲) "صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔"

نمبر ۳ (اخبار بدر قادیان ۷ جون ۱۹۰۶ء) "آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔"

مرزائیو! ایمان سے کہو کوئی بات بھی تمہارے لئے قابل حجت ہے یا نہیں۔ قرآن کریم کو تم جھٹلاتے ہو۔ حدیث نبوی کی تم دھجیاں اڑاتے ہو۔ یہ اقوال تو سچے مسیح بہادر قادیانی کے ہیں۔ جو تمہارے لئے قابل قدر اور لائق حجت ہیں۔ کیا ان کا بھی انکار کر دو گے۔ آہ کیا ازل ہی سے تمہیں ایسی عقل اور اوندھی کھوپڑی ہی تفویض ہوئی۔ جس میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ سچ اور جھوٹ میں امتیاز کر سکو۔ مبارک ہیں وہ جو قادیانی کے فرمان پر سر تسلیم کو خم کریں اور حیات مسیح پر ایمان رکھیں۔

یوں تو مسلم شریف میں بہت سے ایسے فرمان رسالت موجود ہیں۔ جن سے حیات مسیح و نزول مسیح روز روشن کی طرح ہویدا ہے۔ مگر طوالت کے خوف ہم یہاں صرف ایک حدیث تبرکاً پیش کرتے۔ ملاحظہ فرمائیں:

"عن حذیفة بن اسیدؓ اشرف علینا رسول اللہ ﷺ ونحن نتذاکر الساعة قال لا تقوم الساعة حتی ترو عشر ایات طلوع الشمس من مغربها والدخان والدابة ویاجوج ماجوج ونزول عیسی ابن مریم (مسلم ج ۲ ص ۳۹۳، باب کتاب الفتن واشراط الساعة)"

جناب شیخ المحدثین حافظ ابونعیم محمد صدی چہارم

"قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسی ابن مریم فیقول امیرهم (المهدی) تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة هذا الامة (مسلم ج ۱ ص ۸۷، باب نزول عیسی علیہ السلام)" ﴿جناب رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ جناب عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ امیر المؤمنین مہدی عرض کریں گے۔ تشریف لائیے اور امامت کیجئے۔ جناب عیسیٰ معذوری بیان کرتے ہوئے فرمائیں گے۔ یہ بزرگی امت محمدیہ تمام کو ہی سزاوار ہے۔ جو بعض کے بعض امیر ہیں۔﴾

ایسا ہی کتاب الفتن میں ایک حدیث ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ جناب مسیح ابن مریم نازل ہو کر شادی کریں گے اور صاحب اولاد ہوں گے۔ آپ کی شادی قوم شعیب میں ہوگی۔ جو حضرت موسیٰ کے سسرال ہیں۔ ان کی قوم جذام کہتے ہیں۔ (ابونعیم فی کتاب الفتن حوالہ کا دیہ ص ۱۸۱)

مرزائیو! ٹھنڈے دل سے سوچو اور جواب دو کہ نزول مسیح کا پرشاندار اہتمام کیوں ہو رہا ہے۔ سبحان اللہ یہاں تو عیسیٰ علیہ السلام کے سسرال تک کا پتہ موجود ہے۔ اس سے مزید وضاحت اور کیا ہو سکتی ہے۔ یہاں ایک بات بھی کہتا جاؤں بمات مانتا تمہارے قادیانی کو جب محمدی کے عشق کا ہیضہ ہوا اور چاہت نے ذات الجنب کا سماں پیدا کیا۔ محبت نے ہوش وحواس کو خیر باد کہا تو مرزا قادیانی نے ایک بڑے الحاح وزاری کے ساتھ اپنے آسمانی خسر مرزا احمد بیگ کو چٹھی لکھی جو اخبار نور افشاں نے پنجابی نبوت کے آنے وال کا بھانڈا پھوڑتے ہوئے شائع کی اور جو آج تک رسوائی اور رسوائی کا باعث ہو رہی ہے اور جس کا حشر دنیا جانتی ہے۔ اگر مرزا قادیانی ہی مسیح موعود ہوتا تو یہ آسمانی نکاح اللہ میاں کا کیا ہوا ٹھوک کیوں ٹوٹا اور مرزا احمد بیگ تو قوم شعیب سے تھے اور کیا مغل بھوری شعیبی ہیں یا مغل۔ نبی مرزام؟ عقل کے ناخن لو اور سوچو کہ ایں راہ کہ تو میروی بہ ترکستان است۔

رئیس التحریر مجدد زماں جناب امام سیوطی مجدد صدی چہارم

”عن عبد اللہ بن مسعودؓ قال لما کان لیلة اسری برسول اللہ ﷺ لقی ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ فتذاکروا الساعة فبدؤ ابراھیم تسالوہ عنھا فلم یکن عندہ منھا علم ثم سالوا موسیٰ فلم یکن عندہ علم فسرو الحدیث الیٰ عیسیٰ ابن مریم فقال قد عھد الیّ فیما دون وجتھا فلا یعلمھا الا اللہ فذکر خروج الدجال قال فانزل فاقتلہ (البیھقی، در منثور ج ۱ ص ۲۳۶، ابن ماجہ ص ۲۹۹، باب فتنة الدجال وخروج عیسیٰ علیہ السلام)“ (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صحابی نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات میں رسول اللہ ﷺ نے جناب ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام سے ملاقات فرمائی۔ پس قیامت کا ذکر چھڑ گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قیامت کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے اس کے وقت سے لاعلمی فرمائی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لاعلمی بیان کی۔ بالآخر جناب عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ قرب قیامت کا ایک وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کا صحیح اور ٹھیک وقت سوائے ذات باری تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں۔ پس انہوں نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا پھر میں اتروں گا۔)

یہ حدیث (مسند امام احمد ج ۳ ص ۱۸۹) میں مرفوعاً مذکور ہے۔ اس میں یہ الفاظ زبان فیض ترجمان کے سابقہ مذکور ہیں۔ ”ان الدجال خارج ومعی قضیبان فلما اراٰنی ذاب کما

یذوب الرصاص قال فیھلك الله اذارانی ''یعنی عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دجال نکلے گا اور میرے پاس تیز تلوار ہوگی۔ پس جب وہ مجھے دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا جس طرح سکہ پگھلتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اسے میرے دیکھنے سے ہلاک کردیں گے۔

اور ایسا ہی ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ (شعب الایمان ج:ص ۱۵۴) پر رفع مسیح کا واضح تذکرہ ہے۔ (مطبوعہ بیروت)

سبحان اللہ! یہ ہے معجزہ نزول مسیح کی۔ یعنی ہر ایک نبی کا ایک مبشر اور ایک مصدق ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ یہ سلسلہ ابوالبشر آدم صفی اللہ سے شروع ہوا اور آدم کی خوشخبری اللہ تعالیٰ نے خود دی۔ ارشاد ہوتا ہے۔'' واذ قال ربك للملئكة انی جاعل فی الارض خلیفه (بقره:۳۰) ''یعنی اللہ تعالیٰ بطور مبشر ملائکہ کو فرماتے ہیں۔ تحقیق میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ یہ سلسلہ یہاں سے شروع ہوا اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے پیامبر مبشر و مصدق ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ جناب عیسیٰ ابن مریم کے مبشر ہونے کی باری آئی۔ چنانچہ فرقان حمید شاہد ہے۔

''ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد (صف:۶) ''یعنی میں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد احمد مجتبیٰ ﷺ تشریف لائیں گے۔ اس کے بعد سرور دو جہاں آئے۔ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق فرمائی۔

سرور کائنات ﷺ پر پیامبری ختم ہوئی۔ آپ ﷺ کو عہدہ رسالت تا قیام زمانہ عطاء ہوا۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی وہ ظلی ہو یا بروزی مبعوث نہ کیا جائے گا۔ یوں سمجھئے کہ وہ الٰہی دستاویز جو انبیاء کے لئے مخصوص تھی۔ اس پر نبی کریم ﷺ کی آخری مہر تمام سابقہ انبیاء کی تصدیق کراتے ہوئے لگوادی گئی۔ اب اس مہر کے نیچے جو بدبخت بھی اپنا نام لکھنا پسند کرے گا کذاب ٹھہرے گا۔ کیونکہ خط پر مہر کے بعد کی عبارت جعلی تصور کی جاتی ہے۔ ایسی حالت میں مشیت ایزدی نے ختم نبوت کی تصدیق کرانی تو کس سے؟ اس لئے حکمت بالغہ نے یہی مناسب سمجھا کہ آپ کے مبشر جناب عیسیٰ علیہ السلام ہی کو ایک لمبی عمر عطا فرماتے ہوئے آسمان پر اٹھالیا جائے۔ یہی وجہ کہ ان میں صفات ملکیہ رکھے گئے اور یہی وجہ ہے جو ان کی پیدائش نفخ جبرائیلیہ سے ہوئی۔ یہ تمام اہتمام صرف ختم نبوت کے لئے ہاں اسی محبوب یزدانی کے لئے کئے گئے۔ جس کے لئے ہر دو عالم پیدا کئے۔ چنانچہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔'' اول ما خلق الله نوری ''یعنی سب سے پیشتر اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا اور ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ آدم کا

چنانچہ ابھی پانی اور مٹی میں گوندھا پڑا تھا۔ جو اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ چنانچہ اسی نور کو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا گیا اور اسی کے سامنے ملائکہ سربسجود ہوئے۔ اس کے بعد یہ نور تمام نبیوں میں بطور امانت آتا رہا۔ یہاں تک کہ آل اسماعیل سے عبداللہ بن مطلب کے پاس پہنچا اور یہ خدا کی آخری امانت جناب سیدہ بی بی آمنہ کو ودیعت فرمائی گئی اور اس طریق سے یتیم مکہ افق عرب پر چودھویں کا چاند ہو کر چمکا۔ جس کے بے پناہ نورانیت سے بزم عالم کا چپہ چپہ جگمگا اٹھا۔

مرزائیو! ایمان سے کہو اگر حضور سرور دو عالم ﷺ کی تصدیق کے لئے جناب مسیح تشریف لے آویں۔ مسلمانوں کے امیر کے پیچھے نماز پڑھیں۔ یہود و نصاریٰ کے عقائد باطلہ کا رد کریں اور انہیں علم اسلام کے نیچے لے آئیں تو حضور ﷺ کی اس میں عزت ہے۔ یا ہتک یقیناً عزت ہے۔ کون جاہل ہے جو اس کو کسر شان سمجھے اور مرزا قادیانی کا یہ کہہ کر دجل دینا کہ ختم نبوت کی مہر ٹوٹتی ہے اور دین محمدی میں رخنہ اندازی ہوتی ہے۔ کاش اس اعتراض سے قبل وہ اپنے دعاوی کو دیکھتے کہ ہزار نبیوں کا ہیڈ کوارٹر یعنی رئیس قادیان آ جائے۔ جس کا الہامی سلسلہ شیطان کی آنت سے کچھ لمبا ہی ہو۔ مگر ختم نبوت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ کیونکہ یہ تابع یعنی بروزی نبی ہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ بروزی و بوازی ظلی وکلی نبی آئیں گے تو ختم نبوت میں فرق نہ آئے گا اور ایک سابقہ نبی مشیت ایزدی اور وعدہ الٰہی کے مطابق آئے تو ختم نبوت ٹوٹ جائے گی۔ اب حضور ﷺ فخر رسل کی تصدیق کی ضرورت ہے۔ کیا کذاب قادیان سے کرائیں؟ جو نبوت کے باب میں تمام دروں نمبر بدل رہا ہے اور اتنے بڑے جلیل القدر پیامبر کی تصدیق جس کا قیام زمانہ یا دور رسالت یا قیام زمانہ ہے کی تصدیق وہ کرے جو سیمابی فطرت لے کر آیا ہے۔ جسے کسی ایک حالت میں قرار ہی نہیں۔ نہیں فخر رسل کی تصدیق کوئی صاحب کتاب نبی ہی کر سکتا ہے اور وہ سعادت روز ازل سے مسیح ابن مریم ہی کے حصہ میں آئی ہے اور انشاء اللہ وہی اس کو فرمان رسالت کی رو سے ہاں یتیم مکہ ﷺ کی بتائی ہوئی پیش گوئی کے مطابق گواہی دیں گے۔

مرزائیو! کہیں کم عقلی سے مرزا قادیانی کو صاحب کتاب نہ کہہ دینا۔ جیسا کہ وہ خود اقرار کرتا ہے۔ اور تم یہودیوں از ذیل کا مضمون چشم بصیرت سے پڑھو اور خدارا سوچو کدھر جا رہے ہو اور شافع محشر ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

نمبر:۱ (تبلیغ رسالت ج۱ ص۲۳) ''مؤلف یعنی مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے۔''

نمبر ۳ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۵۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۸۹) "اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے۔"

اس کے آخر میں جناب امام بیہقیؒ کی ایک فیصلہ کن حدیث اور لکھتا جاؤں۔ سنئے:

"عن ابی ہریرۃ انہ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا انزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم (کتاب الاسماء والصفات ص ۴۰۱)"

﴿ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (مارے خوشی کے) اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی۔ جب کہ ابن مریم آسمان سے تم میں نازل ہوگا۔ وہاں حالیکہ تمہارا امام تمہیں میں سے ایک شخص ہوگا۔﴾

اس حدیث کی صحت پر مرزا قادیانی کے چہیتے صحابی مرزا خدابخش قادیانی نے اپنی کتاب عسل مصفیٰ ص ۱۵۶ جلد دوم پر دستخط تو کر دیئے مگر لفظ من السماء ہضم کر گیا۔ یہودی کہیں کا بہت تیرے کی۔

جناب مجدد زماں و محدث دوراں امام حاکم صاحب نیشاپوریؒ صدی چہارم

"عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان روح اللہ عیسیٰ نازل فیکم فاذا رأیتموہ فاعرفوہ فانہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض...... ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون (رواہ حاکم ج ۲ ص ۵۹۰، حدیث نمبر ۴۲۹۹)"

﴿حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ روح اللہ عیسیٰ علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے۔ جب ان کو دیکھو تو پہچانو اس کو، کیونکہ وہ مرد ہے۔ میلان رکھتا ہے سرخی اور سفیدی کی طرف پھر فوت ہوگا اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔﴾

اس حدیث کی صحت پر خدابخش قادیانی صحابی و منظور نظر مرزا قادیانی نے اپنی کتاب موسومہ عسل مصفیٰ ص ۱۵۱ ج ۲ پر دستخط کئے۔ اس لئے مرزائیوں کے نزدیک قابل حجت ہے۔

"عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ وان اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ قال خروج عیسیٰ علیہ السلام (حاکم فی المستدرک ج ۲ ص ۳۲)" ﴿جناب ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب سے مگر ضرور ایمان لائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے فرمایا حضرت ابن عباسؓ نے کہ مراد اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ہے۔﴾

اور ایسا ہی ایک دوسرے مقام پر ارشاد کرتے ہیں۔

اور ایسا ہی (تفسیر کبیر ج۲ ص۴۱۷ زیر آیت "وایدناہ" لکھتے ہیں کہ: اور جبرائیل علیہ السلام جاتا تھا جہاں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جاتے تھے اور جبرائیل ان کے ہمراہ تھا۔ جب کہ وہ آسمان پر چڑھ گئے۔

ناظرین! جناب امام فخر الدین رازی نے علاوہ احادیث صحیحہ کے جو اس کتاب میں پہلے بیان ہو چکیں اور قطع نظر دیگر آیات کے جو آپ نے دیگر مواقع پر بیان کیں۔ اس مختصر بات میں چار آیات قرآنی سے استدلال کرتے ہوئے صاف الفاظ میں وضاحت مسیح علیہ السلام کے صعود ونزول کی گواہی دی۔ اب کون بدبخت ہے جو انکار کرے اور یہود کے انکار سے بطور مرزا قادیانی کفر لازم آتا ہے۔ اس لئے مرزائیو! کہیں انکار کر کے منہ پر کالک نہ لگا بیٹھنا۔

جناب شیخ الاسلام امام حافظ ابن کثیرؒ مجدد صدی ششم

(تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۴۹ ومکروا ومکراللہ) کی تحت میں لکھتے ہیں کہ: جب یہود نے آپ کے مکان کو گھیر لیا اور گمان کیا کہ آپ پر غالب ہو گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان سے آپ کو نکال لیا اور اس مکان کی کھڑکی سے آسمان پر اٹھا لیا اور آپ کی شباہت اس پر ڈال دی جو اس مکان میں آپ کے پاس تھا۔ سو جب وہ اندر گئے تو اس کو رات کے اندھیرے میں عیسیٰ خیال کیا۔ پس اسے پکڑا اور سولی دیا اور سر پر کانٹے رکھے اور ان کے ساتھ خدا کا یہی مکر تھا کہ اپنے نبی کو بچا لیا اور اسے ان کے درمیان سے اوپر اٹھا لیا اور ان کو ان کی گمراہی میں حیران چھوڑ دیا۔

ایسا ہی ایک دوسرے مقام (تفسیر ابن کثیر ج۷ ص۲۱۷) پر ارشاد کرتے ہیں کہ:

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے قول ''وانہ لعلم للساعۃ '' کے متعلق ابن اسحاق کی تفسیر گذر چکی ہے کہ مراد اس سے حضرت عیسیٰ کے معجزات مثل مردوں کا زندہ کرنا، کوڑھیوں اور برص والوں کو تندرست کرنا اور علاوہ اس کے دیگر امراض سے شفا دینا۔ اس میں اعتراض ہے اور اس سے زیادہ ناقابل قبول وہ ہے جو قتادہ نے حسن بصری، سعید ابن جبیر سے بیان کیا ہے کہ انہ کی ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ انہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہے۔ کیونکہ سیاق وسباق انہیں کے ذکر میں ہے۔ پس مراد اس سے ان کا قیامت سے پہلے نازل ہونا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے "وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ " میں فرمایا ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اور ان معنوں سے دوسری قرأت تائید کرتی ہے جو یہ ہے۔ "وانہ لعلم للساعۃ " یعنی نشانی ہے اور دلیل ہے قیامت کے واقع ہونے پر۔ مجاہدؒ کہتے ہیں اس کے معنی ہیں قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا

قیامت کی نشانی ہے۔ اسی طرح ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ، ابو عالیہؒ، ابو مالکؒ، عکرمہؒ، حسنؒ، قتادہؒ، ضحاکؒ وغیرہم بزرگان دین سے روایت ہے۔ احادیث رسول کریم ﷺ سے حد تواتر امام تک پہنچی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عادل حاکم اور منصف کی حالت میں نازل ہونے کی خبر دی ہے۔"

ایسا ہی (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۰۲) زیر آیت "واذ کففت بنی اسرائیل عنک" فرماتے ہیں۔ "یعنی اے مسیح اس نعمت کو یاد کرو جو ہم نے یہود کو تم سے دور ہٹانے میں کی تھی۔ جب تم ان کے پاس اپنی نبوت و رسالت کے ثبوت میں بین دلائل اور قطعی ثبوت لے کر آئے تھے تو انہوں نے تمہاری تکذیب کرتے ہوئے تم پر جادوگر ہونے کا بہتان لگایا تھا اور تمہارا قتل و صلیب دینے میں سعی لا حاصل کرنے لگے تو ہم نے تجھ کو ان میں سے نکال کر اپنی طرف اٹھا لیا اور تجھے ان کی صحبت سے پاک رکھا اور ان کی شرارت سے محفوظ کیا۔"

چنانچہ ایک دوسرے مقام (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۴۱) پر ایک فیصلہ کن قول پیش کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ "ابن جریر کہتا ہے کہ صحت کے لحاظ سے ان سب اقوال سے اول درجہ یہ قول ہے کہ اہل کتاب میں سے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد کوئی ایسا نہیں ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لے آئے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن جریر کا یہ قول بالکل صحیح ہے۔"

"تحقیق یہود کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ بنا دی گئی اور انہوں نے اس شبیہ کو قتل کیا۔۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور بے شک وہ ابھی زندہ ہے اور قیامت سے پہلے نازل ہوگا۔ جیسا کہ احادیث متواترہ اس پر دلالت کرتی ہیں اور قیامت کے دن وہ شہادت دیں گے۔ ان کے ان اعمال کی جن کو عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان پر چڑھنے سے پہلے اور زمین پر اترنے کے بعد دیکھا۔" (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۰۲)

مرزا قادیانی در مدح امام مجدد

"جناب حافظ ابن کثیر ان اکابر محققین میں سے ہیں۔ جن کی آنکھوں کو خدا تعالیٰ نے نور معرفت عطا کیا تھا۔ محدث و مفسر اعظم ابن جریر ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

تو ہم بصد عجز پوچھتے ہیں کہ ان کی تحریرات کی تصدیق مرزا قادیانی کیا کہتے ہیں۔ کیا ان اوصاف کے مالک بھی کفریہ و شرکیہ عقیدہ رکھتے یا جھوٹ بولتے ہیں اور طرفہ یہ کہ وہ چھٹی صدی کے مسلمہ مجدد بھی ہیں۔ کیا آپ بھی کسی مانو گے کیوں شامت کی آئی ہیں ہوش کی دوا کہ نجات اخروی نصیب ہو جائے۔

جناب مجدد اسلام امام عبدالرحمن صاحب ابن جوزیؒ مجدد صدی ششم

”عن عبداللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسی ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ یمکث خمساً واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسی ابن مریم فی قبر واحد بین ابوبکرؓ وعمرؓ (کتاب الوفا ص۸۲۲ ج۲ انہلاء فی حشر عیسی ابن مریم مع نبینا)“ ﴿جناب عبداللہ بن عمرؓ صحابی نبی کریم ﷺ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا سرکار دو عالم ﷺ نے عیسیٰ ابن مریم زمین پر اتریں گے پھر وہ شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی وہ پینتالیس برس زمین پر قیام فرمائیں گے۔ اس کے بعد وہ فوت ہوکر میرے مقبرے میں میرے ساتھ دفن کئے جائیں گے۔ پس میں اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کو اکٹھے اٹھیں گے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان۔﴾

ناظرین! یہ صریح فرمان رسالت کے بعد وہ کون سا بدبخت ہے جو چون وچرا کرے اور خواہ مخواہ دجل کے چکر میں پھنس جائے۔ مرزائیو! دیدہ دانستہ سے پڑھو اور جواب دو۔ ہاں اگر کوئی مرزائی ہٹ دھرمی کرے کہ حدیث صحیح نہیں تو ذیل میں مرزاجی کے تصدیق حدیث مذکور کے متعلق دیکھو اور شرم وندامت کو دعوت دو۔ مرزا قادیانی نے اس حدیث کو (نزول المسیح طبع اوّل ص۳ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۳۸۱، کشتی نوح ص۱۵، خزائن ج۱۹ ص۱۶، ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷، حقیقت الوحی ص۳۰۷، خزائن ج۲۲ ص۳۲۰) میں اپنی فطری جہالت سے مجبور ہوکر یہودیوں کے باوا کے کان کاٹتے ہوئے اور تحریف کا ریکارڈ مات کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ان کتب کے ان صفحات کو پڑھو۔

قطب الاقطاب حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

پیران پیر صاحبؒ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ ان کا مرتبہ کل مذاہب کو مسلّم ہے۔ وہ متفقہ اہل اسلام کے نزدیک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ اس لئے ان کی شخصیت کی تعارف کی قطعاً محتاج نہیں۔ مرزا قادیانی بھی ان کی بزرگی اور تقدس کے پوری طرح سے قائل ہیں۔ وہ اپنی بے نظیر کتاب (غنیۃ الطالبین ج۲ ص۵۵) میں فرماتے ہیں۔

”وانہ اسم رفعہ اللہ عزوجل عیسیٰ ابن مریم الی السماء“ ﴿اور وہ ایک نام ہے کہ اٹھالیا خداتعالیٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان کی طرف۔﴾

رئیس المفسرین امام ابن جریرؒ اخرج ابن جریرؒ وابن ابی حاتمؒ عن الربیع قال ان النصاریٰ اتوا رسول اللہ فخاصموہ فی عیسیٰ ابن مریم وقالوا لہ

من ابوه وقالوا علی الله الکذب والبهتان فقال لهم النبی ﷺ وسلم الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یأتی علیه الفنا فقالوا بلیٰ (در منثور ج ۲ ص ۳، ازل آل عمران) ’’ ﴿حضرت ربیع کہتے ہیں کہ نجران کے عیسائی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ (یعنی توحید و تثلیث میں بحث شروع کر دی اور کہنے لگے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام خدا کا بیٹا نہیں تو بتاؤ اس کا باپ کون ہے) تو اللہ پر جھوٹ جڑنے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ بیٹا باپ سے مشابہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ حالانکہ یقیناً عیسیٰ علیہ السلام پر موت طاری ہوگی تو انہوں نے جواب میں کہا ہاں کیوں نہیں۔﴾

مرزائیو! ایمان سے کہو کہ یہ فیصلہ کن حدیث ایک ہی کافی نہیں۔ زبان فیض ترجمان سے یہ روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ جناب مسیح نے ابھی موت کا ذائقہ نہیں چکھا اور وہ ضرور چکھیں گے۔ کیا اس فرمان پاک سے حیات مسیح ثابت نہ ہوئی۔ بتاؤ اور کیا چاہتے ہو کن الفاظ سے تم کو تسلی ہو سکتی ہے۔ مرزا قادیانی تو یہ کہہ کر بری ہوئے۔ قول مرزا:

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو اس بد نصیب کو

(تحفہ گولڑویہ ص ۲۴، خزائن ج ۱۷ ص ۸۷)

اس کے علاوہ ’’وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ‘‘ کے تحت میں فرماتے ہیں کہ: ’’اور جو کہتا ہے کہ لیؤمنن به قبل موته کے معنی ہیں اہل کتاب اپنی موت سے پہلے محمد ﷺ پر ایمان لے آتا ہے۔ یہ بالکل بلادلیل ہے۔ کیونکہ کتابی کی موت سے پہلے معنے کرنے سے تخصیص لازم آتا ہے۔ کیونکہ یہ معنی کلام اللہ اور حدیث نبوی کے خلاف ہیں۔ پس محض خیالی باتوں سے دلیل قائم نہیں ہوا کرتی۔ معنی لیؤمنن به قبل موته کے یہ ہیں کہ اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ضرور ان کی رسالت کو قبول کر لیں گے۔‘‘ (تفسیر ابن جریر ج ۶ ص ۲۳)

ایسا ہی (تفسیر ابن جریر ج ۳ ص ۲۰۴) ’’انی متوفیك ورافعك الیّ ‘‘ کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ: ’’اقوال مفسرین میں سے ہمارے نزدیک یہ سب سے اچھا ہے کہ انی متوفیك کے معنی یہ ہیں۔ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھے اپنے قبضے میں لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے

والا ہوں۔ کیونکہ اس بارہ میں رسول کریم ﷺ کی احادیث تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوکر دجال کو قتل کریں گے اور ۳۰ یا ۴۵ سال تک دنیا میں رہ کر فوت ہوں گے۔"

"ایسا ہی اس کے ضمن میں ابن جریج رومی کا قول نقل کرتے ہیں۔ یعنی حضرت ابن جریج فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی سے مراد ان کا رفع جسمانی اور کفار سے علیحدگی ہے۔" (تفسیر ابن جریر ج۳ ص۲۹۰)

اور ایسا ہی ابن جریر ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ: "حضرت کعب فرماتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کی قلت اور منکرین کی کثرت کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں شکایت کی اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہ وحی کی کہ اے عیسیٰ میں تجھے اپنے قبضہ میں لینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور یقیناً تجھے دجال کانے کے خلاف بھیجوں گا اور تو اسے قتل کرے گا۔" (ایضاً)

مرزائیو! کہیں ابن جریر کے متعلق کوئی بدعقیدہ یا الزام لگا کر منہ پر کالک نہ لگا بیٹھنا۔ اس کے لئے وہ عند المرزا بڑے معتبر ہیں۔ اعتبار نہ ہو تو دیکھو۔

(چشمہ معرفت ص۲۵۱ حاشیہ، خزائن ج۲۳ ص۲۶۱) "ابن جریر نہایت معتبر اور آئمہ حدیث میں سے ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۱۶۸، خزائن ج۵ ص ایضاً) ابن جریر رئیس المفسرین ہیں۔

رئیس المفسرین جناب امام ابن تیمیہؒ مجدد صدی ہشتم

مرزا قادیانی کی مثال جیسے شتر مرغ کی ہے۔ پرندوں میں حیوان اور حیوانوں میں جانور۔ چنانچہ وہ اپنی (کتاب البریہ ص۲۰۳ حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص۲۲۱) کے حاشیہ پر امام موصوف کے متعلق لکھتے ہیں کہ: "امام ابن تیمیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔"

مندرجہ بالا الفاظ اور ان کی صحت کی ذمہ دار وہ زبان ہے جس نے نصرانیت کی گود میں پرورش پاتے ہوئے الحاق کیا۔ مگر افسوس سزا نہ پائی۔ آوارگی قادیان کے دعاوی کوئی چھپے ہوئے نہیں۔ بہرحال وہ موجودہ وقت کے بہت بڑے موٹے تازے سرکاری پیغمبر تھے۔ گو ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہو چکا۔ مگر بھائی پیغمبر جھوٹ تھوڑا ہی بولتے اور پھر مرزا محمد عربی ﷺ کے غلام جو ابن دہو یا ر جو یہاں تک کہہ گئے۔ "وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی"

(کتاب البریہ ص۲۰۸، خزائن ج۱۳ ص۱۰۵)

یعنی رئیس قادیان کی زبان نطق ہی نہیں کرتی۔ جب تک اللہ میاں نطق نہ کرادے۔
یعنی وہ خود تھوڑا ہی بولتے ہیں۔ اللہ میاں مرزے میں بول رہا ہے۔ اس لئے جھوٹ کا یہاں گذر
ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی جھوٹ کی مذمت میں بہت کچھ کہہ گئے۔

۱... "جھوٹ بولنے سے بدتر گناہ دنیا میں اور کوئی نہیں۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۲۶ خزائن ج ۲۲ ص ۴۵۹)

۲... "اے بے باک لوگو جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔"

(حقیقت الوحی ص ۲۰۶ خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۵)

۳. "جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے۔"

(تبلیغ رسالت ص ۳۰ ج ۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۲)

۴... "جھوٹے پر خدا کی لعنت۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص ۱۱۱ خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۵)

۵... "دروغ گوئی کی زندگی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں۔"

(نزول المسیح ص ۲ خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۰)

(اب اس قادیانی روشنی میں کسے یقین آئے گا کہ مرزا قادیانی جھوٹ کہیں گے۔)

اب سنئے جناب مجدد صدی ہفتم کے خیالات پاکیزہ کہ وہ حیات مسیح کے کس حد کی
سے قائل ہیں۔

(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح جلد اول ص ۱۱۵) میں ہے۔

"روم اور یونان وغیرہ میں افلاک علویہ اور بتان راضیہ کو پوجتے تھے۔ پس مسیح علیہ
السلام نے اپنے نائب بھیجے جو ان کو دین الٰہی کی طرف دعوت دیتے تھے۔ پس بعض تو ان کے پاس
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زنگی زندگی میں گئے اور بعض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر
اٹھائے جانے کے بعد گئے اور انہوں نے لوگوں کو خدا کے دین کی طرف دعوت دی۔"

(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح جلد اول ص ۳۲۶)

"مسلمان اور اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ دو مسیحوں کے وجود پر متفق ہیں۔ مسیح ہدایت
جو داؤدی اولاد میں سے ہے اور اہل کتاب کے نزدیک مسیح ضلالت یوسف کی اولاد میں سے ہے
اور اس بات پر بھی متفق ہیں کہ مسیح ہدایت عنقریب آئے گا جب کہ آئے گا مسیح الدجال۔ لیکن
مسلمان اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح ہدایت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں کہ خدا نے ان کو
رسول ... اور پھر دوبارہ وہی آئیں گے۔ لیکن مسلمان یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ قیامت سے پہلے

اتریں گے اور مسیح الدجال کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور کوئی دین باقی نہ رہے گا مگر اسلام، یہود اور نصاریٰ ان کی رسالت پر ایمان لائیں گے۔ جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: "وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته" یعنی تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے اور قول صحیح جس پر جمہور امت کا اتفاق ہے۔ وہ یہ ہے کہ موت کی ضمیر عیسیٰ کی طرف پھرتی ہے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے: "وانه لعلم للساعة" یعنی عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہے۔"

(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح جلد اوّل ص ۲۴۹)

"جب مسیح ابن مریم آنحضرت ﷺ کی امت میں نازل ہوں گے تو شرح محمدی کے مطابق عمل کریں گے۔"

(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح جلد اوّل ص ۱۷۷)

"اور صحیح میں یہ بھی ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دمشق کی مسجد کے شرقی سفید منارہ پر اتریں گے۔"

(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح جلد اوّل ص ۱۸۴)

"اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ معجزات ظاہر کئے اور تحقیق وہ آسمان کی طرف چڑھ گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں خبر دی۔"

(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح جلد دوم ص ۲۸۰)

"وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته" اس کی تفسیر اکثر علماء نے یہ کی ہے کہ مراد قبل موتہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ہے اور یہودی کی موت سے پہلے بھی کسی نے معنی کئے ہیں اور یہ ضعیف ہیں۔ جیسے کہ کسی نے محمد ﷺ کی موت سے پہلے بھی معنی کئے ہیں اور یہ اس سے بھی زیادہ ضعیف ہیں۔ کیونکہ اگر ایمان موت سے پہلے لایا جائے تو نفع نہیں دے سکتا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے۔ جب تک بندہ غرغرہ تک نہ پہنچا ہو اور اگر یہ کہا جائے کہ ایمان سے مراد ایمان بعد غرغرہ ہے تو اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے کہ غرغرہ کے وقت وہ ہر ایک امر پر جس کا کہ وہ منکر ہے ایمان لاتا ہے۔ پس مسیح علیہ السلام کی کوئی خصوصیت نہ رہی اور ایمان سے مراد ایمان نافع اس لئے اللہ تعالیٰ نے قبل موتہ فرمایا ہے۔ اگر ایمان بعد غرغرہ مراد ہوتا تو بعد موتہ فرماتا۔ کیونکہ بعد موت کے ایمان بالمسیح یا بالمحمد میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہودی یہودیت پر مرتا ہے۔ اس لئے وہ کافر مرتا ہے۔ مسیح اور محمد سے منکر ہوتا ہے اور اس آیت

میں لیؤمنن پہ مقسم علیہ ہے۔ یعنی قسم پر خبر دی گئی ہے اور یہ مستقبل ہی میں ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا یہ ایمان اس خبر کے بعد ہوگا اور اگر موت کتابی کی مراد ہوتی تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتے "وان من اھل الکتاب الا من یؤمن بہ" اور "لیؤمنن بہ" نہ فرماتے اور نیز "وان من اھل الکتاب" یہ لفظ عام ہے۔ ہر ایک یہودی اور نصرانی اس میں شامل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ تمام اہل کتاب یہود اور نصاریٰ مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے مسیح پر ایمان لائیں گے اور مسیح ابن مریم اللہ کا رسول کوئی ایسا نہیں۔ جیسے یہودی کہتے ہیں اور وہ خدا نہیں جیسے نصاریٰ کہتے ہیں۔"

(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح جلد چہارم ص۱۶۹)

"میں یہ کہتا ہوں کہ آدمی کا جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ جانا یقیناً مسیح علیہ السلام کے بارہ میں پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ پس وہ آسمان پر چڑھ گئے اور عنقریب زمین پر اتریں گے اور نصاریٰ بھی اس بیان میں مسلمانوں سے موافق ہیں۔ وہ بھی مسلمانوں کی طرح یہی کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام جسم کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے اور عنقریب زمین پر اتریں گے۔"

(زیارت القبور ص۵۷) "اور عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو وہ قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق حکم دیں گے۔"

مرزائیو! ایمان سے کہو ابن تیمیہ کیا مذہب رکھتے ہیں۔ کیا قادیانی سچا ہے یا جھوٹا۔ یقیناً جھوٹا ہے اور جو صاحب سے اس بیان میں سچا کر دکھائیں سو روپیہ انعام کے علاوہ سوآنہ اور انعام میں پائیں۔ لیجئے ہم ان کی اپنی قیمت ان کی اپنی زبان سے بتاتے ہیں۔

(چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱) "جب ایک میں جھوٹا ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔"

وہ تو بیچارا خود کہتا ہے اب میرا اعتبار نہ کرو۔ تم کہتے جاؤ تو تمہاری مرضی۔ یہ بھی بتادوں کہ امام موصوف مرزا قادیانی کے زاویہ نگاہ میں کس مرتبے کے تھے۔ لو وہ بھی سن لو چاہے عمل نہ بھی کرو مگر سن تو لو۔

(کتاب البریہ ص۲۰۳ حاشیہ خزائن ج۱۳ ص۲۲۱) "فاضل و محدث و مفسر ابن تیمیہ جو اپنے وقت کے امام ہیں۔"

فاضل اجل علامہ بے بدل جناب حافظ ابن قیمؒ

مرزا قادیانی کی جانے بلا کہ امام موصوف کون تھے۔ انہوں نے کون کون سی کتابیں لکھیں اور کیا کیا خدمت دینیہ فرمائی۔ فقیر کے خیال میں مرزا قادیانی کو اس گہرائی تک پہنچنے

اور ان کے حالات کا اندازہ کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ انکا وقت عزیز انہیں کب اجازت دیتا تھا کہ وہ دجل کے چکر سے جس میں وہ بڑی مستعدی سے چلا رہے تھے۔ خود نکلیں اور دوسروں کو آزاد کریں۔ میں کہہ چکا ہوں کہ انہیں مراق کی وجہ سے مسیح موعود بننے کا ایک جنون ہو چکا تھا اور وہ اسی خبط میں ایسے مبتلا تھے۔ جیسے شہد کی مکھی پاؤں میں گڑ ہو۔ اس لئے ان کی حالت قابل رحم تھی۔ وہ جو کچھ بھی کر رہے تھے جنون کے تابع اور عشق کی غلامی کر رہی تھی۔ جہاں آپ نے قرآن عزیز کی آیات کی من مانی قرضی و بے ربط تفسیر کی وہاں احادیث صحیحہ کی تحریف کو شیر مادر سمجھا اور اسی پر بس نہیں۔ قرون اولیٰ سے لے کر تمام وہ صحابی ہوں یا تابعی یا تبع تابعی وہ امام ہوں یا مجدد محدث ہوں یا مفسر۔ غرضیکہ کسی کو مجتہدین کو ہمنوا بنانے کی سعی مذموم فرمائی۔

چنانچہ اسی زمرے میں جناب ابن قیمؒ بھی آتے ہیں۔ مرزا قادیانی ان کی ایک عبارت جو نقل کی مدارج السالکین میں تھی۔ جس سے وہ شاید ان کا یہ مطلب نہ تھا جو مرزا قادیانی نے سمجھا دیکھ پائی، جھٹ کہہ دیا کہ امام ابن قیمؒ بھی ممات مسیح کے قائل تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی وہ مرتد شدہ عبارت پیش کرتے ہیں۔ سنئے اور خدارا انصاف فرمائیے۔

عدو شرے برانگیزد کہ خیرِ ما دراں باشد

مرزا قادیانی مدارج السالکین سے یہ عبارت حدیث بتلاتے ہوئے نقل فرمائی۔

''لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین ... الخ!'' یعنی اگر موسیٰ یا عیسیٰ زندہ ہوتے۔ پس ثابت ہوا کہ عیسیٰ مرگئے اور یہ ابن قیمؒ کا مذہب ہے۔

ناظرین! مرزا قادیانی کی نقل کی ہوئی کتاب میں سے اب ہم پوری عبارت آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جس سے قادیانی صداقت و امانت کا پتہ چل جائے گا کہ یہ ظلی نبی یہودیوں کا بھی باوا ہی ہے۔ کوئی تحریف کرنا آپ سے سیکھے۔

(مدارج السالکین ج۲ ص۳۱۳) پر ارشاد ہوتا ہے کہ: ''ومحمد ﷺ مبعوث الی جمیع الثقلین فرسالته عامة لجمیع الجن والانس فی کل زمان ولوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین لکانا من اتباعه واذا نزل عیسیٰ ابن مریم فانما یحکم بشریعة محمد ﷺ'' ﴿فرماتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی نبوت تمام جن وانس کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے بالفرض اگر موسیٰ اور عیسیٰ بھی زندہ ہوں تو وہ ضرور آنحضور ﷺ کی پیروی فرمائیں اور جب عیسیٰ ابن مریم نزول فرمائیں گے تو وہ بھی شریعت محمدی ﷺ پر ہی عمل کریں گے۔﴾

اس نکتہ کی وضاحت فرماتے ہیں کہ "فمن ادعی انه مع محمد ﷺ کالخضر مع موسی او جوز ذالك لاحد من الامة فليجدد اسلامه ويشهد انه مفارق لدين الاسلام بالكلية فضلا ان يكون من خاصة اولياء الله وانما هو من اولياء الشيطان" ﴿اور جو کوئی اس بات کا دعویٰ کرے کہ عیسیٰ ابن مریم جناب سرور انبیاء کے ساتھ اسی طرح ہوں گے۔ جیسا کہ موسیٰ کے ساتھ خضر یا اگر کوئی شخص امت محمدیہ میں سے کسی شخص کے لئے ایسا تعلق جائز قرار دے تو ضرور ہے کہ ایسا شخص اپنے اسلام کی تجدید کرے اور اپنے ہی خلاف اس امر کی شہادت دینی پڑے گی کہ وہ دین اسلام سے کلیتہً علیحدہ ہونے والا ہے۔ چہ جائیکہ وہ اولیاء الرحمٰن میں سے ہو سکے نہیں بلکہ ایسا شخص شیطان کا دوست ہے۔﴾

جناب امام کی دوربین نگاہ اور ان کی خداداد ذہانت وقابلیت نے آج سے چھ سو سال قبل امت مرزائیہ کے لئے اعلان فرمایا کہ وہ تم یہودیو! مرزا قادیانی کو نبی بنانے والو اپنے ایمان کی تجدید کرو۔

فقیر کے خیال میں یہی مضمون کافی ہے۔ مگر چاندنی کھوپڑی والے شک کریں گے۔ اس لئے تم کو ایک دو اور حوالے دکھا دیتے ہیں جو لٹھ اور تیز چاقو کا کام دیں۔

(کتاب التبیان مصنفہ ابن قیم ص ۱۳۱) میں ارشاد کرتے ہیں۔ "وهذا المسيح ابن مريم حي لم يمت وغذاه من جنس غذاء الملائكة" ﴿جناب مسیح ابن مریم زندہ ہیں۔ فوت نہیں ہوئے اور ان کی غذا وہی ہے جو فرشتوں کی ہے۔﴾

ناظرین! انصاف فرمائیں کہ جناب امام موصوف حیات ثابت کر رہے ہیں یا ممات اور تو مرزا قادیانی کے دجل کو بھی ساتھ ساتھ آشکارا کرتے ہوئے قلع قمع فرما رہے ہیں۔ کہ خبردار تمہیں کوئی یہودی بہکا نہ دے کہ مسیح آسمان پر چڑھ گئے۔ اب وہاں کھیتی باڑی کرتے ہیں یا ہوٹل کھلے ہوئے ہیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں وہ فرشتوں کی خوراک پر گزارا فرماتے ہیں۔ ایک فیصلہ کن بات اور سنئے۔

ہدایۃ الحیاریٰ مصنفہ ابن قیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ "وہ مسیح جس کی انتظار مسلمان کر رہے ہیں وہ عبداللہ ہے۔ اللہ کا رسول ہے۔ روح اللہ ہے اور کلمۃ اللہ ہے جو اس نے جناب مریم بتول کی طرف نازل فرمایا۔ یعنی جناب عیسیٰ ابن مریم اللہ کے بندے اور اسی کے رسول جناب محمد ﷺ بن عبداللہ کے بھائی ہیں۔ وہ اللہ کے دین اور اس کی توحید کو غالب کرے گا اور اپنے ان دشمنوں کو قتل کرے گا۔ جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اسے اور اس کی ماں کو معبود بنا لیا ہے اور انہیں قتل

کرے گا جو اس پر دو زرد رنگ کی چادریں اوڑھے ہاتھ لگائے ہیں۔ پس ایسی مسیح کے انتظار مسلمان کر رہے ہیں اور وہ دمشق میں شرقی منارہ پر اس حالت میں نازل ہونے والے ہیں کہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھے پر رکھے ہوں گے۔ لہٰذا آپ کو اپنی آنکھوں سے آسمان پر سے آتے ہوئے دیکھیں گے۔ آپ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کے مطابق حکم کریں گے۔"

مرزائیو! کتب پڑھتے جاتے جناب امام کے تقدس پر حرف نہ رکھ دینا۔ ہاں بے شک کافر ہو جاؤ گے۔ کیونکہ وہ ساتویں صدی کے مسلمہ مجدد تھے اور اس کے علاوہ مرزا قادیانی ان کے بڑے ہی مداح تھے۔

(کتاب البریہ حاشیہ ص ۲۰۳ خزائن ج ۱۳ ص ۲۲) "فاضل و محدث و مفسر ابن کثیر جو اپنے وقت کے امام تھے۔"

جناب امام عبدالوہاب شعرانی۔ ان حضرت پر بھی مرزا قادیانی کا یہ بہتان ہے کہ یہ بھی مرزا قادیانی کے ہمنوا تھے۔ یعنی وفات مسیح کے قائل تھے اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ آپ نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ "لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین الخ!" یعنی اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو بجز میری متابعت کے انہیں کچھ چارہ نہ تھا۔

قارئین! اس حدیث کی صحت و عدم کے متعلق پچھلے اوراق میں مفصل بحث ہو چکی۔ اس لئے اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں یہ سوال امام موصوف کے عقیدہ کا کہ وہ حیات مسیح کے قائل ہیں۔ سو اس کا جواب سنئے اور قادیانی دیانت کو شرم و ہدایت دکھائیے۔

(الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۴۶) سبحان اللہ! کتاب کا نام ہی قابل تعریف ہے۔ پھر بھلا یہ یاقوت و جواہر کا خزینہ قادیانی دوزخ سے اور کنکروں کوڑی کے ہزار ہزار رنگ دے تو تمام کی ادائیں نہیں ملتے۔

جناب امام اپنی اسی اصول کتاب میں خود ہی سوال بنا کر پوچھتے ہیں کہ "مسیح کے نزول پر کیا دلائل ہیں اور خود ہی جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ دلیل نزول مسیح پر خدا تعالیٰ کا قول ہے کہ نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب مگر ایمان لائے گا ساتھ عیسیٰ کے قبل اس کے مرنے کے یعنی وہ اہل کتاب جو نزول کے وقت مسیح ہوں گے اور منکر ہیں معتزلی و فلاسفہ اور یہود و نصاریٰ کی مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کے متعلق کہ وہ نشانی ہے قیامت کی اور ضمیر اسی مسیح کی طرف پھرتی ہے۔ حق یہ ہے کہ وہ بمع جسم کے آسمان پر اٹھایا گیا ہے اور واجب ہے اس پر ایمان لانا کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ بلکہ اٹھا لیا اللہ نے اس کو اپنی طرف۔

ہے وہ کثافت نہ ہوگی اور یہی دوسرا بدن ہے۔ اس میں تمہیں کیا فائدہ ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ اب آئیے اور عینک ایمانی سے ان کی مشہور و معتبر کتاب ملاحظہ فرمایئے۔

(فتوحات مکیہ باب نمبر ۳۶۷، ج ۳ ص ۳۴۱) میں فرماتے ہیں کہ: ''پس کھولا جبرائیل علیہ السلام نے دوسرا آسمان جس طرح کے کھولا تھا پہلا جب داخل ہوئے رسول کریم ﷺ تو اچانک عیسیٰ ابن مریم کو پایا کہ اپنے جسم عنصری کے ساتھ موجود تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا اور ان کو وہیں رکھا ہوا ہے۔''

ایسا ہی (فتوحات مکیہ باب ۳۷۳) میں فرماتے ہیں کہ: ''اس بارہ میں کسی کا اختلاف نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں نازل ہوں گے۔''

(فتوحات مکیہ باب ۳۶۹) ''اگر تو سوال کرے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر کیا دلیل ہے تو جواب یہ ہے کہ وہ دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔'' وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ''معتزلہ اور فلسفی یہودی اور عیسائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کا انکار کرتے ہیں وہ سب ان پر ایمان لائیں گے اور دوسری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔'' وانه لعلم للساعة ''ظاہر ہے کہ انہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف پھرتی ہے۔ کیونکہ یہاں صرف وہی مذکور ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ مسلمان نماز پڑھ رہے ہوں گے کہ اچانک عیسیٰ علیہ السلام جامع دمشق کے شرقی سفید منارہ کے پاس اتریں گے اور ان پر دو چادریں ہوں گی اور ان کے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہوں گے۔ حق بات یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھا لئے گئے اور اس کی صداقت پر ایمان لانا واجب ہے۔ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔'' بل رفعه الله اليه ''یعنی اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف۔''

قادیانی در مدح امام محی الدین

(توضیح کمالات اسلام ص ۱۵۸) ''شیخ ابن عربی صاحب فتوحات مکیہ بڑے محقق اور فاضل ہونے کے علاوہ اہل زبان بھی تھے۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۷۷) ''جب اہل دلالت کو کسی واقعہ میں حدیث کی حاجت پڑتی ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ پھر جبرائیل نازل ہوتے ہیں اور آنحضرت ﷺ سے وہ مسئلہ جس کی ولی کو حاجت ہوتی ہے پوچھ کر اس ولی کو بتا دیتے ہیں۔ یعنی ظلی طور پر وہ مسئلہ بنزول جبرائیل منکشف ہو جاتا ہے۔ پھر شیخ ابن عربی نے فرمایا ہے کہ ہم اس طریق سے آنحضرت ﷺ سے احادیث کی تصحیح کر لیتے ہیں۔''

مرزا! تیرا انحراف روایات سے کام ہوا اور مندرجہ بالا واقعات کو جھٹلانے کی کوشش کرو۔ بخدا ہم تمہارے بھلے کی کہتے ہیں۔ اللہ تمہیں صراط مستقیم پر لائے۔ آمین!

جناب حافظ ابن حجر عسقلانیؒ

(فتح الباری ج۸ ص۲۹۲) "اس سے ظاہر ہے کہ جناب ابوہریرہؓ کا مذہب یہ ہے کہ قول الٰہی قبل موتہ میں ضمیر (ہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔ پس معنی اس آیت کے یہ ہوئے کہ اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لے آئیں گے اور اسی بات پر عبداللہ بن عباسؓ نے جزم کیا ہے۔ مطابق اس کے جو امام جریرؒ نے آپ سے بطریق سعید بن جبیر باسناد صحیح روایت کیا ہے اور نیز بطریق ابی رجاء حضرت امام حسن بصری سے روایت کیا۔ کہا انہوں نے کہ اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے اور خدا کی قسم آپ یقیناً اس وقت تک زندہ ہیں جب آپ نازل ہوں گے تو سب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔"

ایسا ہی (فتح الباری میں ایک حدیث ابوداؤد ج۲ ص۲۳۸ باب خروج الدجال) سے نقل فرماتے ہیں۔ "عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال الانبياء اخوة لعلات امهاتهم شتى ودينهم واحد وانى اولى الناس بعيسى ابن مريم لانه لم يكن بينى وبينه نبى وانه نازل فاذا رأيتموه فاعرفوه رجل مربوع الى الحمرة والبياض عليه ثوبان ممصران كأن رأسه يقطر وان لم يصبه بلل فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويدعو الناس الى الاسلام فتهلك فى زمانها الملل كلها الا الاسلام وترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذئاب مع الغنم ويلعب الصبيان بالحيات فلا تضرهم فيمكث اربعين سنة ثم يتوفى ويصلى عليه المسلمون" ﴿جناب ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے اور میں عیسیٰ ابن مریمؑ سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں۔ کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ نازل ہونے والا ہے۔ پس جب اسے دیکھو تو اسے ان صفات سے پہچان لو۔ درمیانہ قامت سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ، زرد کپڑے پہنے ہوئے، سر کے بالوں سے قدرتی طور پر پانی ٹپکتا ہوا۔ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور جزیہ کو موقوف کر دے گا۔ کفار سے جہاد کرے گا اور دجال کو قتل کرے گا۔ لوگوں کو اسلام کی دعوت دے گا۔ اس کے زمانہ میں سب مذاہب ہلاک ہو جائیں گے اور صرف اسلام ہی باقی رہ جائے گا۔﴾

مندرجہ بالا حدیث کی صحت پر مرزا قادیانی کے دستخط کرادوں۔ سو وہ بھی سنو
مرزا قادیانی اس حدیث کو اپنی صداقت پر نا کام چسپاں کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص۶۹۳، خزائن ج ۳ ص۵۸۷،۵۸۸) "امام بخاری نے..... ظاہر کیا ہے کہ اس واقعہ کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کو مسیح ابن مریم سے ایک مشابہت ہے۔ چنانچہ ص۴۸۹ میں حدیث بھی بروایت ابوہریرہؓ لکھوری ہے۔ انا اولیٰ الناس بابن مریم و"لا نبیلہ... الخ"

اور چھوٹے مرزا قادیانی یعنی مرزا بشیر خلیفہ دوم نے بھی اس حدیث کی صحت پر بڑے زبردست دستخط کرتے ہوئے باپ پر لگانے کی تمیں مارخی کی ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب (حقیقت النبوۃ ص۱۹۲) پر چند الفاظ کی تحریف کرنے کے بعد بہت کچھ فرماتے ہیں۔ بہرحال حدیث کو نہایت صحیح مانتے ہیں۔

(تلخیص الحبیر ج ۳ ص۴۶۲، طبع بیروت) میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ: "عیسیٰ کے اٹھائے جانے کے بارہ میں محدثین اور مفسرین امت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ جسم عنصری کے ساتھ اٹھائے گئے تھے۔ اگر کسی نے اختلاف کیا ہے تو اس بارہ میں کہ آیا وہ رفع جسمانی سے پہلے فوت ہوئے تھے یا سو گئے تھے۔"

اور ایسا ہی (فتح الباری ج ۶ ص۴۹۳، باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام) میں فرماتے ہیں۔

"ینزل عیسیٰ ابن مریم مصدقاً بمحمد ﷺ ملتہ" ﴿عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ درآں حالیکہ وہ تصدیق کرنے والے ہوں گے۔ رسول اکرم ﷺ کی اور آنحضرت کی ملت پر ہوں گے۔﴾

جناب امام جلال الدین سیوطیؒ مجدد صدی نہم

ناظرین! سابقہ اوراق میں جناب امام موصوف کی قرآنی تفسیر ہر آیت کی تحت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس لئے طوالت مضمون سے ڈرنے کی وجہ سے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ یہاں صرف تبرکاً ایک دو حوالے دینا مقصود ہیں۔ پس وہ سنئے:

(تفسیر درمنثور ج ۲ ص۲۴۱ زیر آیت وان من اہل الکتاب) میں حضرت امام محمد بن علی بن ابی طالب کا ایک قول نقل کرتے ہیں۔

"ان عیسیٰ لم یمت وانہ رفع الیٰ السماء وھو نازل قبل ان تقوم الساعۃ" ﴿بالتحقیق عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور تحقیق وہ اٹھائے گئے طرف آسمان کے اور نازل ہوں گے۔ قیامت سے پہلے۔﴾

ایسا ہی کتاب الاعلام میں فرماتے ہیں کہ: ''عیسیٰ ہمارے نبی ﷺ کی شرع کے مطابق حکم کریں گے نہ کہ اپنی شرح سے جیسا کہ نص کیا اس پر علماء امت نے اور اس کی تاکید میں احادیث وارد ہوئی اور اس پر امت محمدی کا اجماع بھی قائم ہو چکا ہے۔''

مرزا قادیانی در مدح امام می گوید

(ازالہ اوہام ص ۱۵۱ خزائن ج ۳ ص ۱۷۷) میں مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''پھر امام شعرانی صاحب نے ان لوگوں کے نام لئے ہیں۔ جن میں سے ایک امام محدث جلال الدین سیوطی بھی ہیں۔ (اور امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں) کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں صحیح احادیث کے لئے جن کو محدثین ضعیف کہتے ہیں حاضر ہوا کرتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت تک ۷۴ دفعہ حالت بیداری میں حاضر خدمت ہو چکا ہوں۔''

مرزائیو! ایمان سے کہو کیا ایسی بزرگ ہستی جسے ۷۴ دفعہ بیداری میں سرکار دو عالم ﷺ ملیں۔ کسی کفریہ عقیدے پر قائم رہ سکتی ہے اور قرآن عزیز کے استدلال کو غلط استعمال کر سکتی ہے ہرگز نہیں۔ اب سوچو یہ کیا اندھیر ہے کہ تمام کے تمام ایک لائن پر سیدھے جا رہے ہیں اور اس مسئلہ کو اجماع امت قرار دے رہے ہیں۔ کیا یہ سب مشرک ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک!

اس لئے سوچو اور سمجھو کہ قادیانی غلط راستے پر بدلتا ہے اور یقیناً کذاب ہے۔

جناب ملا علی قاریؒ مجدد صدی دہم

(شرح فقہ اکبر ص ۱۳۶) ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو اس وقت دجال اس طرح پگھلے گا جس طرح پانی میں نمک۔''

(شرح شفاء ج ۲ ص ۵۱۴) ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد نازل ہوں گے اور شریعت محمدی پر عمل کریں گے۔''

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۱۰ ص ۳۳۳) پس نازل ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے۔

(جمع الوسائل مصری ص ۵۱۳) بالتحقیق جناب عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پہلو میں دفن ہوں گے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان۔

جناب شیخ محمد طاہر گجراتیؒ مجدد صدی دہم

(مجمع البحار ج ۱ ص ۵۳۴) ''وقال مالك مات وهو ابن ثلاث وثلاثين سنة ولعله اراد رفعه الى السماء او حقيقة ويجئى آخر الزمن لتواتر خبر النزول''

''اور امام مالک نے فرمایا کہ سو گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ کر لیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آئیں گے۔ کیونکہ احادیث ان کے نزول کے بارہ میں متواتر ہیں۔''

جناب امام ربانی مجدد الف ثانی جناب شیخ احمد سرہندیؒ

(مکتوبات امام ربانی دفتر ۲ ص ۱۸۹، ۱۹۰، مکتوب ص ۶۷) ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرما کر آنحضرت ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور آپ کے امتی ہو کر رہیں گے۔ قیامت کی علامتیں جن کی نسبت مخبر صادق نے خبر دی ہے۔ سب حق ہیں۔ ان میں کسی قسم کا خلاف نہیں۔ یعنی سورج کا عادت کے خلاف مغرب سے طلوع کرنا حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظاہر ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمانا۔''

''حدیث میں آیا ہے کہ اصحاب کہف حضرت امام مہدی کے مددگار ہوں گے اور حضرت عیسیٰ ان کے زمانے میں نزول فرمائیں گے اور دجال کو قتل کرنے میں ان کے ساتھ موافقت کریں گے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ متفق ہے کہ ان کے دین کے اصول واحد ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نزول فرمائیں گے تو حضرت خاتم الرسل ﷺ کی شریعت کی متابعت کریں گے۔''

قادیانی ودمدح کی گوید

(کتاب البریہ ص ۶۴ ح، خزائن ج ۱۳ ص ۹۲) ''مجدد الف ثانی کامل ولی اور صاحب خوارق وکرامات بزرگ تھے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۲۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ''حضرت مجدد الف ثانی اولیاء کبار میں سے ہیں۔''

مرزائیو! سوچو اور ٹھنڈے دل سے جواب دو کیا ایسے بزرگ بھی نعوذ باللہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یا مشرکانہ عقائد کی تلقین کرتے ہیں۔ یقیناً انہوں نے وہی کہا جو اجماع امت ہے اور اسی پر ان کا خاتمہ ہوا۔

رئیس المحدثین جناب حضرت احمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ

فوز الکبیر میں فرماتے ہیں کہ: ''دیگر از غلطات ایشان ایں است کہ جزم می کنند کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول شدہ است ولی لو واقع در حق عیسیٰ اشتباہ واقع شدہ بود رفع بر آسمان را قتل گمان کردند۔''

ایسا ہی (تاویل الاحادیث ص۴۲) میں فرماتے ہیں کہ: "اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو گویا ایک فرشتے تھے کہ زمین پر چلتے تھے پھر یہودیوں نے ان پر زندیق ہونے کی تہمت لگائی اور قتل پر جمع ہوگئے۔ پس انہوں نے تدبیر کی اور خدا نے بھی تدبیر فرمائی اور اللہ بہترین تدبیر کنندہ ہے۔ سو اللہ نے ان کے واسطے ایک صورت مثالیہ بنادی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور ان کے گروہ میں سے یا ان کے دشمن کے ایک آدمی کو ان کی صورت کا بنادیا۔ پس وہ قتل کیا گیا اور یہودی اسی کو عیسیٰ سمجھتے تھے۔"

اور ایسا ہی فتح الرحمٰن میں فرماتے ہیں کہ: "وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا ونباشد ہیچ کس از اہل کتاب البتہ ایمان آورد بہ عیسیٰ علیہ السلام پیش از مردن عیسیٰ و روز قیامت باشد عیسیٰ گواہ برایشان۔"

اور ایسا ہی زیر آیت "انی متوفیک ورافعک الی" فرماتے ہیں کہ: "اے عیسیٰ میں تجھے اپنے قبضے میں لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے ان کافروں کی صحبت سے پاک کرنے والا ہوں۔"

اور زیر آیت "وما قتلوه وما صلبوه" فرماتے ہیں کہ: "ولیکن نکشتند اورا بلکہ برداشت خدا تعالیٰ اورا بسوئے خود۔"

اور زیر آیت "وانه لعلم للساعة" فرماتے ہیں کہ: "وہر آئینہ عیسیٰ نشان ہست قیامت را۔"

اور اسی کتاب کے حاشیہ پر ارشاد کرتے ہیں کہ: "مترجم گوید یہود کہ حاضر شوند نزول عیسیٰ البتہ ایمان آرند۔"

قادیانی در مدح شاہ صاحب می گوید

(کتاب البریہ ص۷۷، خزائن ج۱۳ ص۹۲) "شاہ ولی اللہ صاحب کامل ولی صاحب خوارق و کرامات بزرگ تھے۔"

(ازالہ اوہام ص۱۵۵، خزائن ج۳ ص۱۷۹) "شاہ ولی اللہ رئیس المحدثین تھے۔"

مرزائی فرشتے کی بھی سنئے

(ازالہ اوہام ص۵۵۹، خزائن ج۳ ص۴۰۲، اشتہار دو ہزار روپیہ بابت صداقت آنجہانی عیسائی صاحبوں کی بابت) "میرے پیارے ولی اللہ محدث دہلوی۔" حکیم نور دین!

حضرت امام حافظ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے متعلق میرا خیال تو یہ ہے کہ اگر روز جزا اللہ تبارک وتعالیٰ زمین ہند کو تو تعلق دے کر پوچھے کہ بتلا کہ تیرا نیک عمل کیا ہے تو سرزمین ہند بڑے سرور واطمینان سے یہی جواب دے گی۔ بلکہ مجسم علم وعمل میں حضرت شاہ صاحب موصوف کو پیش کرے گی۔ خوف طوالت مانع ہے ورنہ شاہ ولی اللہؒ کے متعلق لکھتے۔ البتہ اتنا کہہ دیتے ہیں کہ آپ کے خلوص کا یہ نتیجہ ہے۔ ہندوستان چھوڑ کر عرب وعجم میں آپ کے تلامذہ ہیں اور آپ کی تصانیف کا وجد اور مقبولیت جماعت کے ہاں ہے۔ وہ فریق ثانی کو بلا چون وچرا بکہ بلا اضطرار تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ آپ کی تصانیف میں سے صرف حجۃ اللہ البالغہ کو دیکھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ ہمارا لکھنا شاہ صاحب کے متعلق بالکل تھوڑا ہے۔'' رحمہ اللہ تعالیٰ وادخلہ فی جنات النعیم آمین''

اور اگر ایسا ہی بدبختی کے متعلق پوچھا گیا تو وہ ندامت سے مرزائے قادیانی کا دکھڑا روئے گی اور عرض کرے گی کہ یا اللہ کاش میرے دامن پر قادیان کی نحوست کا بدنما دھبہ نہ ہوتا۔ فقیر کے خیال میں گلزار ہند کو اتنا مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ پھولوں کے ساتھ کانٹوں کا چولی دامن کا رشتہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ حتیٰ کہ خطۂ عرب نے جہاں فخر دو عالم ﷺ کے پاؤں چومے وہاں اسود عنسی ومسلیمہ کذاب کی چیرہ دستیاں بھی دیکھیں۔ ایسا ہی جہاں رحمانی طاقتوں کی خیر وبرکت نے عشرہ مبشرہ پیدا کئے۔ وہاں طاغوتی قوتیں بھی خاموش نہ رہیں۔ انہوں نے بھی عبداللہ بن ابی جیسے منافق اور عبدالرحمٰن بن ملجم جیسے بدنصیب اور یزید بن معاویہ جیسے شقی پیدا کرنے میں کمی نہیں کی۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

جناب امام شوکانی مجدد صدی دوازدہم

'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ جسم عنصری کے ساتھ نازل ہونے کے بارہ میں حدیثیں متواتر تک پہنچ چکی ہیں۔'' (مجوالہ تفسیر فتح البیان ص)

'' یعنی وہ احادیث نبی کریم ﷺ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں آئی ہیں۔ تواتر کو پہنچ چکی ہیں۔'' (کتاب الاذاعۃ للشوکانی)

جناب حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ مجدد صدی سیزدہم

تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ میں ایک روایت بیان فرماتے ہیں۔

"جناب ام المومنین حضرت صفیہؓ بیت المقدس کو تشریف لے گئیں اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھ کر فارغ ہوئیں تو طور زیتا پر تشریف لے گئیں اور وہاں بھی نماز ادا کی اور کنارہ پہاڑ پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ یہ وہی پہاڑ ہے کہ جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے تھے۔"

جناب حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلویؒ مجدد صدی سیزدہم

اپنے نہایت قابل قدر (ترجمہ قرآن ص ۸۷) میں لکھتے ہیں کہ: "یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ" (اے عیسیٰ تحقیق میں لینے والا ہوں تجھ کو اٹھانے والا ہوں۔ تجھ کو اپنی طرف۔)

"وانه لعلم للساعة" کی تحت (ترجمہ قرآن ص ۷۲۶) میں فرماتے ہیں کہ: "اور تحقیق وہ البتہ علامت قیامت کی ہے۔"

جناب حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ

موضح القرآن میں فرماتے ہیں کہ: "وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته" "اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر ایمان لاوے گا پہلے موت اس کے۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں۔ جب یہود میں دجال پیدا ہوگا تب اس جہاں میں آ کر اس کو ماریں گے اور یہود ونصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے کہ یہ نہ مرے تھے۔" "وانه لعلم للساعة"

اور وہ نشان ہے اس گھڑی کا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا نشان قیامت ہے۔

"انی متوفیک ورافعک الیّ ومطهرک من الذین کفروا" (اے عیسیٰ میں تجھ کو بھر لوں گا اور اٹھا لوں گا اپنی طرف اور پاک کروں گا تجھ کو کافروں سے۔)

"وما قتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم" (اور نہ اس کو (یہود نے) مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا ہے۔ لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے اور اس کو مارا نہیں۔ بے شک بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف۔)

فوائد میں لکھتے ہیں کہ: "یہود کہتے ہیں ہم نے مارا عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح اور رسول خدا نہیں کہتے۔ یہ اللہ نے ان کی خطا ذکر فرمائی اور فرمایا کہ اس کو ہرگز نہیں مارا حق تعالیٰ نے ایک صورت ان کو بنا دی اس کو یہود نے سولی چڑھایا۔"

جناب حافظ محمد لکھویؒ

(تفسیر محمدی ص ۲۹۱ ج ۱) زیر آیت ''ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین'' فرماتے ہیں کہ:

منظوم پنجابی

تاجبرائیل کھلیا رب نے گیا عیسیٰ وچ چوبارے
اس چھت اندر اک موری اتھوں ول آسمان سدھارے
سردار تنہاندے طیطانوس کیتا حکم زبانوں
جو چڑھ جیں چوبارے قتل کریں عیسیٰ نوں ماریں جانوں
جاں چڑھ اوہ وچ چوبارے عیسیٰ نظر نہ آیا
شکل شباہت عیسیٰ دی رب طیطانوس بنایا
انہاں عیسیٰ اسنوں سولی پکڑ چڑھایا
اک کہن جو مرد حواریاں تھیں اک سولی مار دوایا

ایسا ہی زیر آیت ''انی متوفیک ورافعک الیّ'' فرماتے ہیں کہ:

جد کہیا خدا اے عیسیٰ ٹھیک میں تینوں پورا لیساں
تے اپنی طرف اٹھاواں کتوں کافراں پاک کر لیساں
توفی معنی قبض کرن تھے کل سلامت پوری
تے عیسیٰ نوں اب کل سلامت لے گیا آپ حضوری

بخاری زمان، ابوحنیفہ دوراں، جناب علامۃ الشیخ محمد انور کاشمیریؒ

عہد وصدی چہاردہم

کہاں ہے لاؤں وہ زبان جو جوہر کمال امت مرحومہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا شمار کرے اور کس کے قلم کو یہ جرأت وطاقت ہے کہ وہ ان کے اوصاف کو رقم کرے۔ محمدی کان کے یہ بے مثال موتی بلازوال ہیرے صفحۂ دہر پر کندن کی طرح چمکے اور معیار صداقت پر سونے کی طرح دمکے۔ شمع رسالت کے یہ پھول پروانے کو حیات مستعار کو شمع پر نثار کر گئے۔ مگر ان کی یہ بے مثال قربانی رہتی دنیا تک مشعل ہدایت کا کام دے گی۔ گلزار محمدی کے یہ شیریں مقال بلبل کچھ اس شان بے نیازی سے باغ عالم میں چہچہائے کہ شاخ شاخ جھوم اٹھی اور عالم وجد میں جھوم گئیں اور پھول اور کونپلوں نے مرحبا کہی۔ قطرات شبنم نے ان کے منہ کو چوما اور نسیم سحر نے انہیں گودی میں کھلا کر

مرحبا کہی۔ میں نے ان بزرگان ملت میں سے چند ایک حضرات کے دستخط حقیر کتاب پر اس لئے کرائے ہیں کہ مرزا قادیانی نے نعوذ باللہ ان کا بھی نام لے کر کہا ہے کہ یہ ممات مسیح کے قائل تھے۔ فقیر کو اگر یہ تعطل پیش نہ ہوتا تو وہ ان تمام معصومین کے حتی الامکان پاکیزہ خیالات جمع کر کے پیش کرتا۔ ذیل میں وہ جلیل القدر و عظیم الشان عبد الرحمن کا مختصر اجمالی ذکر پیش کرتے ہوئے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اس کے بعد کیسے مرزا آنجہانی باقی رہ جائیں گے۔ سوان کے دستخط بھی حسب ضرورت بعدہ کرا دیئے جائیں گے اور اس طریق سے مکمل تقریر اختتام پذیر ہو جائے گی۔ وما توفیقی الا باللہ!

زمانہ حال کے مجدد و محدث و فقیہ و فلسوف قبلہ علامہ محمد انور شاہ کشمیری ثم الدیوبندی کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ بطل حریت و مجاہد دین کی شخصیت روحانیت کا بچہ بچہ معترف ہے۔ ان کے علم و تحقیق کی دھاک اور زہد و اتقا کی ساکھ کا نقارہ تمام ممالک اسلامی میں بجتا اور جانا ہوا ہے۔ مرحوم میں اتنی خوبیاں تھیں کہ بیان کرنے سے زبان قاصر ہے۔ جناب شیخ الہند حضرت مولانا قبلہ سید محمود حسن صاحب اسیر مالٹا نور اللہ مرقدہ نے ایک عام مجلس میں برملا تذکرہ فرمایا۔ میری دلی خواہش تھی کہ اسلامیات کے لئے ایک ایسی جامع کتاب بطور یادگار لکھوں جو رہتی دنیا تک کے کام آئے۔ مگر افسوس مشاغل درس و تدریس اور ہموم کار نے فرصت نہ دی۔ تاہم مجھے افسوس نہیں میں اپنی یادگار میں ایک چلتی ہوئی کتاب چھوڑے جاتا ہوں۔ جو اس کتاب صامت سے بدرجہا بہتر ہے۔

حکیم الامت جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے کسی نے اسلام کی صداقت پر دلیل پوچھی تو فرمایا اگر صداقت اسلام میں کوئی شک کا شائبہ ہوتا تو انور شاہ کشمیریؒ اسے کبھی قبول نہ فرماتے۔ زمانہ حال میں سید انور شاہ کشمیریؒ کا وجود اسلام کا درخشندہ معجزہ ہے۔

فقیر کے خیال میں اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا اور لا نبی بعدی کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تالہ نہ ہوتا تو وہ اس صدی کے پیغمبر ہوتے۔ مگر چونکہ دین کامل ہو چکا۔ اس لئے گنجائش کا کوئی موقعہ ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے جو مرزائے قادیانی نبی اور بروزی دلدل میں غوطے کھا رہا ہے۔

علامہ العصر شیخ الاسلام مولانا قبلہ شبیر احمد صاحب عثمانی کو شاہ صاحب مرحوم سے ایک خاص انس تھا۔ ایک سچا پیار تھا۔ شاہ جی کی مفارقت کی نسبت کوئی ان سے پوچھے اس صدمے کا مزا وہی ٹھیک جانتے ہیں جنہیں اب تک اس درد کی لذت محسوس ہو رہی ہے۔ آہ! شاہ صاحب کی یاد کو وہ دم واپسیں تک نہ بھولیں گے اور یہ یاد کبھی کیسے ہو سکتی ہے۔ جب کہ وہ ان کے قائم مقام اسی مسند کو زینت دے رہے ہیں۔ بھائی! لعل کی قیمت جوہری ہی خوب جانتا ہے۔ علم کی قدر کسی صاحب

دماغ کو پوچھو۔ عاشق سے پوچھو کہ معشوق کی جدائی میں کیا مزا ہے۔ چکور سے پوچھو کہ چاند پہ کیوں
نثار ہے۔ شمع پہ قربانی کی قدر پروانہ ہی جانتا ہے۔ قیس سے پوچھو کہ لیلیٰ سیاہ فام میں کیا جاذبیت
تھی۔ سچ ہے ولی را ولی می شناسد۔ انور کی قدر شبیر ہی جانتے ہیں۔ آہ! ان کی یاد اب بھی مشکل
مقامات درس کے موقعوں پر اکثر خراج تحسین لئے ہی رہتی ہے۔ چنانچہ مولانا شبیر احمد عثمانی اکثر فخر
وناز سے فرماتے ہیں کہ ہمارے علمی خاندان میں الحمدللہ تین مبارک ہستیاں ایسی گذری ہیں
جنہوں نے کسی علمی وادبی ضخیم سے ضخیم کتاب کو پڑھے بغیر نہیں چھوڑا۔ یعنی حضرت شاہ عبدالعزیز
صاحب محدث دہلویؒ، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند اور قبلہ شاہ
صاحب مرحوم آپ کی معلومات کا دائرہ اتنا وسیع و بے پایاں تھا کہ کوئی مسئلہ کسی علم کا جب بھی پوچھا
گیا سائل کے سوال کے ختم ہونے سے پہلے بغیر کسی گہری سوچ کے فرمایا بھائی فلاں کتاب کے
فلاں مقام پر دیکھو۔ آپ کی وسعت علم کا پتہ آپ کے ان مختصر رسالوں سے چلتا ہے کہ کس طرح
سمندر کو کوزے میں بھرتے ہوئے اہل علم کے لئے اشارے کر دیئے ہیں گویا صحیح نصب العین اس
خوش اسلوبی سے پیش فرمادیا ہے۔ جو رہتی دنیا تک کے لئے مشعل ہدایت کا کام دے۔ بعض
لوگوں کا خیال ہے کہ شاہ صاحب کی ذات گرامی کو حدیث میں ہی یدطولیٰ حاصل تھا اور اس کے
رموز و معارف ہی شرح الصدر تھے۔ منطق وفلسفہ میں ایسی دسترس نہ تھی۔ سو ان کا یہ خیال حقیقت
پر مبنی نہیں۔ بلکہ خیال خام ہے۔ جن علم دوستوں نے فن کے وہ دونوں رسالے جو حدوث عالم پر
لکھے ہوئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائے ہوں گے وہ جانتے ہیں کہ ان سے بڑھ کر کوئی کیا لکھے گا۔ اس کا
پڑھنا اور سمجھنا ہی کارے دارد۔

غرضیکہ شاہ صاحب کی ذات گرامی ایسی بے نظیر و بے مثال ہستی تھی جس کا بدل تلاش
کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ "ولنعم ما قال علامة العصر شبير احمد عثماني في
مدحه لم تر العيون مثله ولم يرهو مثل" ایسے بزرگ زمانہ ماضی میں خال خال گذرے
ہیں اور زمانہ ان کے ہمعصر پیدا کرنے سے عاجز و قاصر رہے گا۔ باایں ہمہ اس وسعت قلبی اور علمی
سمندر کے ہوتے ہوئے وہ امام ابوحنیفہؒ کے مقلد اور سلف صالحین کے تابع تھے۔

آپ کے آخری دور عمر میں جو دس سال سے زیادہ نہیں تمام کو تو بخاری شریف کا درس ہی
ہوتا تھا۔ مگر تلامذہ خوب جانتے ہیں کہ وہ کیا کیا پڑھ جاتے تھے اور کن کن علوم کی سیر ہو جاتی تھی۔
مثلاً اگر نحو کا مسئلہ آیا تو وہاں متاخرین کی کتابوں کے تمام بیان نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ سیبویہ، جرجانی
وزمخشری۔ غرضیکہ آپ کی درسگاہ میں ہر علم کے امام سے براہ راست آپ کی گفتگو ہوتی تھی اور یہ

طرزِ کلام سامعین کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بالمشافہ فن کے اماموں سے استفادہ حاصل ہو رہا ہے۔ طلباء خوب جانتے ہیں کہ وہ کیا کیا فیض لے کر اٹھ رہے ہیں اور ان کے قلوب پر نہ بھولنے والے کیسے نقوش ہویدا ہیں۔ کیا کیا بیان کروں اور کیا کیا لکھوں اب۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

فرقِ ضالہ مرزائیہ سے بھی آپ کی دلچسپی قابلِ تعریف ہے۔ آپ نے رد مرزائیت پر کو ایک دو کتابیں لکھیں۔ مگر حق یہ ہے کہ قلم ہی توڑ گئے۔ اب کوئی اور کیا لکھے گا۔ آہ! ضعیفی کے عالم میں مشہور مقدمہ تنسیخ نکاح میں بنفسِ نفیس بہاولپور تشریف لے جاتے اور عدالت میں وہ وہ نکات بیان فرماتے کہ معترضین ساکت و صامت، تصویرِ حیرت، انگشت بدندان کو تماشا ہوتے اور اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ مقدمہ ختم ہوا اور فیصلہ ابھی محفوظ تھا کہ آپ اپنے دار العلوم کو تشریف فرما ہوئے۔ مگر وصیت فرمائی کہ اگر میری عمر بیوفائی کرے تو میرے مرقد پر کھڑے ہو کر فیصلہ سنا دیجیو۔ الحمد للہ! کہ فیصلہ اسلام کے حق میں ہوا اور یہ آخری خواہش اس طریق سے پہنچا دی گئی۔

اسلام کا یہ درخشندہ ستارہ افقِ عالم پر ستاون سال ضوافشاں رہا۔ گہری کان کا یہ بے مثل موتی اسلامی دنیا میں عرصہ تک چمکتا اور دمکتا رہا۔ گلزارِ احمد کا یہ اصول بلبل باغِ وحدت میں بے مثال کیف آور ترنم ریزیاں اور شیریں ترانے گاتا ہوا کل من علیہا فان کو لبیک کہتا ہوا امتِ مرحومہ کو داغِ مفارقت دے گیا اور سرزمین دیوبند میں راحت کی ابدی گہری نیند سو گئے۔

مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

مگر آہ! آپ کی مفارقت سے امتِ مرحومہ کے دلوں پر ایک نہ فراموش ہونے والا اور ناقابلِ تلافی صدمہ جس نے دل میں ناسور، جگر کو چھلنی، دماغ کو پریشان اور اوسان کو مختل کیا، موجود ہے اور رہے گا۔

مگر مرضیِ مولا ہمہ اولیٰ کے مصداق ہماری امت سرد آہیں اور سسکیاں لیتے ہوئے "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہنے پر مجبور ہوئی۔

ابھی جام عمر بھرا نہ تھا کفِ دستِ ساقی چھلک پڑا
رہی دل کی دل ہی میں حسرتیں کہ نشان قضا نے مٹا دیا

مرزا قادیانی

ستم ظریف زماں، دجال اکبر دوراں، مرکبات عقل و بروز جہاں، جناب سیماب الفطرت، مرزا غلام احمد ابن چراغ بی بی قادیانی ثم الفنجابی نبی ثم الخود کاشتہ پودا سرکار انگلشیہ، المعروف بہ بے نکو بہادر، آمین الملک، جے سنگھ بہادر، رودر گوپال، تتائی نبی، برہمن اوتار، آریوں کا بادشاہ و غیر تشریعی رسول، والملقب ظلی مجدد صدی چہاردہم ثم الملقب مہدی و امام آخر زمان الملقب مسیح موعود بلادلیل الاالمسیحیہ و حیض و نمونیا و زلزلات و حوادث دنیا ثم الملقب عیسیٰ ابن مریم بے مینہ زوری و ناکام عاشق محمدی بیگم حدیث السن عذرا، و مجموعہ امراض خوفناک مثلاً دوران سر، تشنج قلب، نسیان و حافظہ خراب، نامردی و مراق وغیرہ، و شاعر بے لذت، ہو گہ ستہ الفاظ نثر و نظم، بنگ تک ، و یدم و دوم حشیدان کے ارشادات گرامی در بارۂ اثبات حیات مسیح ابن مریم علیہ السلام ملاحظہ ہو۔

۱... (ازالہ ص ۵۵۷،۵۵۸، خزائن ج ۳ ص ۴۰۰،۴۰۱) ”یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے۔ جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خداتعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور بباعث اس کے کہ ان کے دلوں میں ”قال اللّٰہ وقال الرسول“ کی عظمت باقی نہیں رہی۔ اس لئے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو۔ اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔ قانون قدرت بے شک حق اور باطل کے آزمانے کے لئے ایک آلہ ہے۔ مگر ہر قسم کی آزمائش کا اسی پر مدار نہیں... بلکہ سچ پوچھو تو قانون قدرت مصطلحہ حکماء کے ذریعہ جو جو صداقتیں معلوم ہوئی ہیں۔ وہ ادنیٰ درجے کی صداقتیں ہیں۔ لیکن اس فلسفی قانون قدرت سے ذرا اوپر چڑھ کر ایک اور قانون قدرت بھی ہے۔ جو نہایت دقیق اور غامض اور بباعث دقت و غموض موٹی نظروں سے چھپا ہوا ہے۔ جو عارفوں پر ہی کھلتا ہے اور فانیوں پر ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اس دنیا کی عقل اور اس دنیا کے قوانین شناس اس کو شناخت نہیں کر سکتے اور اس سے منکر رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو امور اس کے ذریعہ سے ثابت ہو چکے ہیں اور جو سچائیاں اس کی طفیل سے پایۂ ثبوت پہنچ گئی ہیں۔ وہ ان سفلی فلاسفروں کی نظر میں اباطیل میں داخل ہیں۔“ مسلمانوں کی بدقسمتی سے یہ فرقہ (مرزائی) بھی اسلام میں پیدا ہو گیا ہے۔ جس کا قدم الحاد کے میدانوں میں آگے ہی آگے چل رہا ہے۔

۲. (انجام آتھم ص ۱۴۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) "تعلمون ان النزول فرع للصعود تم جانتے ہو کہ نازل ہونا عیسیٰ کا اس کے آسمان پر چڑھنے کی فرع ہے۔"

۳. (انجام آتھم ص ۱۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) "والنزول ایضاً حق نظراً علی تواتر الآثار وقد ثبت من طرق فی الاخبار" اور نازل ہونا عیسیٰ ابن مریم کا بسبب متواتر احادیث صحیحہ کے بالکل حق ہے اور یہ امر حدیث میں مختلف طریقوں سے ثابت ہو چکا۔

۴. (آئینہ کمالات اسلام حاشیہ ص ۲۹۳، خزائن ج ۵ ص ایضاً) "انجیل کے بعض اشارات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح بھی جورو کی تلاش میں تھے مگر تھوڑی سی عمر میں اٹھائے گئے ورنہ یقین تھا کہ اپنے باپ داؤد کے نقش قدم پر چلتے۔ معلوم ہوا ۱۲۰ سالہ عمر والا معاملہ محض ڈھکوسلہ جھوٹ و افتراء ہے۔"

۵. (ازالہ اوہام ص ۳۷۹، خزائن ج ۳ ص ۲۲۵) "تمام فرقے نصاریٰ کے اس قول پر متفق نظر آتے ہیں کہ تین دن تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے رہے اور پھر قبر میں سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور چاروں انجیلوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور خود حضرت عیسیٰ انجیلوں میں اپنی تین دن کی موت کا اقرار بھی کرتے ہیں۔"

معلوم ہوا کہ روح عیسیٰ کا دجل محض فریب ہے۔ کیونکہ تین دن تک روح کا زمین پر رہنا کیا معنی رکھتا ہے وہ تو دم واپسیں پر ہی پرواز کر جاتی ہے اور نیز مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام تین دن کی موت کا خود اقرار کرتے ہیں سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسد عنصری سے زندہ ہوئے تھے۔ جبھی تو وہ آپ اپنی شہادت دیتے ہیں۔

۶. (اربعین نمبر ۳ ص ۱۰، خزائن ج ۱۷ ص ۳۹۲) "یہودیوں نے حضرت مسیح کے لئے قتل و صلیب کا حیلہ سوچا تھا۔ خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا رفع کروں گا۔"

معلوم ہوا صلیب دینے اور ہاتھ پاؤں میں کیل ٹھونکنے والا معاملہ محض دجل و بکواس ہے اور بچانے کا وعدہ عیسیٰ علیہ السلام سے ہو رہا ہے جو مرکب روح مع الجسد تھے اور رفع کا وعدہ بھی روح مع الجسد سے ہی ہو رہا ہے۔

۷. (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۲۶، خزائن ج ۵ ص ایضاً) "ماسوا اس کے یہ بھی تو سوچنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ کہ میں ایسا کرنے کو ہوں خود یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ وہ وعدہ جلد پورا ہونے والا ہے اور اس میں کچھ توقف نہیں۔"

(چشمہ معرفت ص۱۹۶، خزائن ج۲۳ ص۲۰۷) ’’خدا نے ان کے منصوبوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا۔‘‘

مرزاقادیانی ’’یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ‘‘ کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ سو اس سے صاف معلوم ہوا کہ ۸۷ برس کی عمر تک کشمیر میں گذارنے کا واقعہ محض بوگس و جعل وغو ہے۔

۸… (ازالہ اوہام ص۱۸۵، خزائن ج۳ ص۱۸۹) ’’تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود (عیسیٰ ابن مریم) کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔‘‘

معلوم ہوا کہ مرزاقادیانی کا اجماع امت کو ورانہ کہنا بھی بالکل جھوٹ وفریب تھا۔

۹… (ازالہ اوہام ص۶۷۵، خزائن ج۳ ص۴۶۴) ’’یہ آیت کہ ’’ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق‘‘ درحقیقت اسی مسیح ابن مریم کے زمانے سے تعلق ہے۔‘‘

معلوم ہوا مسیح ابن مریم ہی مسیح موعود ہے۔ مرزاقادیانی بس یونہی ہی ہو گیا۔

۱۰… (ایام الصلح طبع دوم ص۱۴۰، خزائن ج۱۴ ص۳۸۱) ’’اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا میں کثرت سے پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور راستبازی ترقی کرے گی۔‘‘

معلوم ہوا کہ وہ وقت سعید جس کا وعدہ دیا گیا ہے اور جس پر اتفاق ہو گیا ہے ابھی نہیں آیا۔ کیونکہ ابھی ملل باطلہ ویسے ہی بدستور چلے آتے ہیں۔ بلکہ مرزا پنجابی علامہ مشرقی نے اس کی تعداد میں اور اضافہ کر دیا ہے اور راستبازی ابھی مفقود ہے۔

۱۱… (ازالہ اوہام ص۸۱، خزائن ج۳ ص۱۴۲) ’’صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔‘‘

’’آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان سے جب اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔‘‘ (اخبار بدر جون ۱۹۰۶ء، مرزاقادیانی محمود احمد قادیانی رئیس قادیان)

معلوم ہوا کہ مسیح موعود آسمان سے اترے گا نہ کہ چراغ بی بی کے بطن سے پیدا ہوگا۔

۱۲… (شہادۃ القرآن طبع ششم ص۸، خزائن ج۶ ص۳۰۲) ’’مسیح موعود کے بارہ میں (عیسیٰ علیہ السلام) جو احادیث میں پیش گوئی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ جس کو صرف آئمہ حدیث نے چند روایتوں کی بناء پر لکھا ہو وبس۔ بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیش گوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ وریشہ میں داخل چلی آتی ہے۔ گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے۔ اسی قدر اس پیش گوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں۔ کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس کو ابتداء

سے یاد کرتے چلے آتے تھے۔'' اگر نعوذ باللہ یہ افتراء ہے تو اس افتراء کی مسلمانوں کو کیا ضرورت تھی اور کیوں انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور کس مجبوری نے ان کو اس افتراء پر آمادہ کیا تھا۔

پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

مرزائیو! جواب دو کیا اب بھی اجماع امت کو نہ مانو گے اور کچھ نہیں تو مرزا قادیانی کے الفاظ ہی سے شرماؤ۔

۱۳... (شہادۃ القرآن ص ۲، خزائن ج ۶ ص ۲۹۸) ''واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیش گوئی موجود ہے۔ بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا اور یہ پیش گوئی بخاری، مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہے۔''

مرزائیو! اب بھی تسلی میں کچھ شک باقی ہے تو آؤ آپ کو اس کتاب سے حیات مسیح دکھلائیں جو تمہارے نزدیک بمنزلہ قرآن کے ہے۔ وہ کتاب جس میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں یوں فرماتا ہے۔'' وہ کتاب جو سرکار مدینہ سے بقول مرزا رجسٹری ہو چکی ہے۔ وہ کتاب جسے مرزا قادیانی نے ملہم و مامور من اللہ ہو کر لکھا۔ وہ کتاب جسے مرزا قادیانی قطبی کے نام سے قطب ستارہ کی طرح اٹل غیر متزلزل قرار دیتے ہیں۔ ہاں بھائی وہ کتاب جس کی پچاس جلدوں کے وعدے پر غریب امت کو لوٹا گیا اور نام کو پانچ دیں۔ مگر میرے خیال میں ایک بھی نہ تھی۔ کیونکہ اس میں سوائے تمہید اشتہار اور مقدمہ و دیباچہ اور چند جھوٹے خواب و کشف اور بے جوڑ سر بریدہ الہاموں کے اور کیا ہے۔ وہ کتاب جس کے متعلق مرزا قادیانی نے لکھا کہ اب براہین احمدیہ کی تالیف کا کام خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ کتاب جسے نعوذ باللہ حضرت علیؓ شیر خدا نے لکھا اور نعوذ باللہ جنت خاتون پیغمبر زادہ رسول نے مرزا کے پیش کیا۔ ذیل کا دجل پڑھو اور شرماؤ اس کے بعد اس تمام کتاب کو تمہارے سامنے تمام حجت میں پیش کریں گے۔

کشف قادیانی اور مرجائے اس کی نانی

(براہین احمدیہ ص ۵۰۳،۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۵۹۸،۵۹۹) ''ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت حس سے جو خفیف سے نشہ سے مشابہ تھی۔ ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے ایک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد

آنے کی آواز آئی۔ جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔ پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آگئے۔ یعنی جناب پیغمبر خدا ﷺ و حضرت علی و حسنین و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی۔ جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے۔ جس کو علی نے تالیف کیا ہے اور اب علی وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک! پھر اس بعد یہ الہام ہوا۔ ”انک علی صراط مستقیم فاصدع بما تؤمروا عرض عن الجاهلين“ اے مرزا تو سیدھی راہ پر ہے۔ پس جو حکم کیا جاتا ہے اس کو کھول کر سنا اور جاہلوں سے کنارہ کر۔

فوائد براہین احمدیہ

(براہین احمدیہ ص۱۳۶، خزائن ج۱ ص۱۲۹) ”اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ یہ کتاب شبہات دینیہ کے تحریر کرنے میں ناقص البیان نہیں۔ بلکہ وہ تمام صداقتیں جن پر اصول علم دین کے مشتمل ہیں اور وہ تمام حقائق عالیہ کہ جن کی ہیئت اجتماعی کا نام اسلام ہے۔ وہ اس میں مکتوب و مرقوم ہیں اور یہ ایسا فائدہ ہے کہ جس کے پڑھنے والوں کو ضروریات دین پر احاطہ ہو جائے گا اور کسی مغوی اور بہکانے والے کے پیچ میں نہیں آئیں گے۔ بلکہ دوسروں کو وعظ اور نصیحت اور ہدایت کرنے کے لئے ایک کامل استاد اور ایک حاذق رہبر بن جائیں گے۔“

(براہین احمدیہ ص۱۳۶، ۱۳۷، خزائن ج۱ ص۱۲۹، ۱۳۰) ”تیسرا یہ فائدہ ہے کہ جتنے ہمارے مخالف ہیں۔ یہودی، عیسائی، مجوسی، آریہ، برہمو، بت پرست، دہریہ، طبعیہ، اباحتی، لامذہب سب کے شبہات اور وساوس کا اس میں جواب ہے اور جواب بھی ایسا جواب کہ دشمن کو اس کے گھر تک پہنچایا گیا ہے اور پھر صرف رفع اعتراض پر کفایت نہیں کی گئی۔ بلکہ یہ ثابت کر کے دکھایا گیا ہے کہ جس امر کو مخالف ناقص الفہم نے جائے اعتراض سمجھا ہے۔ وہ حقیقت میں ایک ایسا امر ہے کہ جس سے تعلیم قرآنی کی دوسری کتابوں پر فضیلت اور ترجیح ثابت ہوتی ہے نہ کہ جائے اعتراض اور پھر وہ فضیلت بھی ایسی دلائل واضح سے ثابت کی گئی ہے کہ جس سے معترض خود معترض علیہ ٹھہر گیا ہے۔ چوتھا یہ فائدہ ہے جو اس میں بمقابلہ اصول اسلام کے کل مخالفین کے اصول پر بھی کمال تحقیق اور تدقیق سے عقلی طور پر بحث کی گئی ہے اور تمام وہ اصول اور عقائد ان کے جو صداقت سے خارج ہیں۔ بمقابلہ اصول حقہ قرآنی کے ان کی حقیقت باطلہ کو دکھایا گیا ہے۔ کیونکہ قدر ہر ایک جوہر

بیش قیمت کے مقابلہ سے ہی معلوم ہوتی ہے۔ پانچواں اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے حقائق اور معارف کلام ربانی کے معلوم ہو جائیں گے۔ ... تمام وہ دلائل اور براہین جو اس میں لکھی گئی ہیں۔ وہ تمام کامل صداقتیں جو اس میں دکھائی گئی ہیں وہ سب آیات بینات قرآن شریف ہی سے لی گئی ہیں۔ ... یہ کتاب قرآن شریف کے دقائق اور حقائق اور اس کے اسرار عالیہ اور اس کے علوم حکمیہ اور اس کے اعلیٰ فلسفہ ظاہر کرنے کے لئے ایک عالی بیان تفسیر ہے۔"

(تبلیغ رسالت ج۱ ص۱۳) "مؤلف نے براہین احمدیہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۵۱، خزائن ج۲۲ ص۵۸۵،۵۸۶) "اللہ تعالیٰ دوسری جگہ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے کہ: الرحمن علم القرآن یعنی وہ خدا ہے جس نے تجھے قرآن سکھلایا اور صحیح معنوں پر مطلع کیا۔"

اب آیئے اور اس کی پرہیبت و عظمت کتاب سے حیات مسیح کو ملاحظہ کیجئے۔

جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے

(براہین احمدیہ ص۴۹۸،۴۹۹ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۵۹۳،۵۹۴) "ھو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله" یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کی رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔ چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح علیہ السلام سے مشابہت تامہ ہے۔ اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے۔ یعنی حضرت مسیح علیہ السلام پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔"

الہام ربانی بر قلب مرزا آنجہانی

(براہین احمدیہ ص۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۱،۶۰۲) "عسی ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم للکافرین حصیرا" "خدا تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ

ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے۔ اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا اور یہ زمانہ اس زمانہ کے لئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے۔ یعنی اس وقت جلالی طور پر خدا تعالیٰ اتمام حجت کرے گا۔ اب بجائے اس کے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے۔" توبوا واصلحوا والی اللہ توجهوا وعلی اللہ توکلوا واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ"

(مرزائیو!) توبہ کرو اور فسق اور فجور اور کفر اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے حال کی اصلاح کرو اور خدا کی طرف متوجہ ہو۔

(براہین احمدیہ ص ۵۰۵ حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج۱ ص ۶۰۱) "حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔"

اور ہم بیوقوفو! کچھ تو ڈرو ایمان سے ٹھنڈے پیٹ سینے پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ اب بھی تمہیں کوئی چون و چرا کرنے کا موقعہ باقی ہے۔ ہاں آدمی جب حیا کو چھوڑ دے تو جو چاہے وہ کہے۔ اس کو کون روک سکتا ہے۔ مرزا قادیانی تو ہر طریق و ہر لحاظ سے معتقدوں کو چکر دیتے ہوئے بری الذمہ ہوگئے اور مرزائی مذبذبین ہوگئے۔ ان کی حالت قابل رحم ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا دجل انہیں کچھ نہیں کرنے دیتا۔ اگر وہ حیات مسیح کے عقیدہ کو مانتے ہیں تو بقول مرزا کافر و مشرک ہوتے ہیں نہ مانیں تو ایمان سے بہرہ اور آیات اللہ کے منکر ٹھہرتے ہیں۔ وہ بیچارے کریں بھی تو کیا کریں اور جائیں تو کہاں؟ خدا کی زمین ان پر تنگ ہوگئی۔ اندرون اسلام ان کے لئے گنجائش کا کوئی موقعہ ہی نہیں اور بیرون اسلام اطمینان قلب نصیب ہی نہیں۔ اب یہ ہم دردو سر نیم بروں کے مصداق کبھی براہین احمدیہ کو دیکھتے ہوئے مایوس ہوتے ہیں تو کبھی ازالہ اوہام کی ادھوری دلائل میں پھنس کر مجبور ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں اور کان کھول کر سن لیں کہ وہ اسی تذبذب میں حیات مستعار کو ختم کر دیں گے اور ایمان کی دولت اور اطمینان کی زندگی سے بے

نصیب جواب دہی کے لئے طلب کئے جائیں گے۔ تو وہاں کوئی دجل کام آئے گا نہ عذر اور مرزا قادیانی تو وہیں حیرانی میں سرگرداں اپنی جان کے فکر میں گھومتے ہوں گے اور سرکار دو عالم ﷺ ان کے منہ دیکھنے کے روادار نہ ہوں گے۔ بلکہ صاف کہہ دیں گے۔" وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا "یعنی نبی کریم ﷺ جناب باری میں صاف عرض کریں گے کہ مولا یہی وہ بدبخت قوم ہے جس نے تیرے کلام کو چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے ڈرو اور توبہ کرو اور اس بدعقیدگی سے باز آؤ۔ کیوں شامتیں آئی ہیں کیا سوچ رہے ہو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

نہ ڈر خدا سے اور اس کے عتاب سے لیکن
نبی کی قہر میں ڈوبی ہوئی نگاہ سے ڈر

وجہ تالیف براہین احمدیہ

(تبلیغ رسالت ج۱ ص۱) "کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے۔"

(تبلیغ رسالت ج۱ ص۲۹) "ہم نے صدہا طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا۔"

(تبلیغ رسالت ج۱ ص۲۸) "اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر جلد چہارم تک انوار حقیقت اسلام کے ظاہر کئے ہیں۔ یہ بھی اتمام حجت کے لئے کافی ہے۔"

(ازالہ اوہام ص۱۹۵، خزائن ج۳ ص۱۹۷) "جو خدا تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کرتے۔"

ناظرین! غور فرمائیں کیا ایسی شاندار کتاب جس کو اللہ میاں لکھوائے اور ملہم و مامور تجدید دین کے لئے فتور و فساد کو دیکھ کر لکھے اور آفتاب سے زیادہ روشن دلائل سے بیان کرے اور جس کتاب کا متولی ظاہر و باطن میں رب العالمین ہو ایسی کتاب سے روگردانی کرنے والا کون ہوگا۔ سو یہ مجھ سے نہ پوچھئے

عقل حیران ہے کہ اسے کیا لکھئے
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا کہئے

اب یہ مرحلہ بھی مرزا قادیانی ہی کا مرہون منت رہے گا اور وہی' سے سلجھانے کی کوشش کریں گے۔ سابقہ اقتباسات میں آپ نے شورہ شوری ملاحظہ کی۔ اب نمکینی بھی دیکھئے۔

عذرات مرزا

(اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) "پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس بات سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین احمدیہ میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔"

(کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰) "میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو۔ وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا۔ محض رسمی تھا۔ مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں۔ کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھا دے۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۱، خزائن ج ۱۷ ص ۸۳) "وانی انا المسیح النازل من السماء" "اور آسمان سے نازل ہونے والا مسیح ابن مریم میں ہی ہوں۔"

بانی مہدویت کے ہم مشرب بھائی مرزا قادیانی بھی عجیب دل ودماغ کے مالک تھے۔ کامل بارہ برس اللہ میاں منت گذار رہا۔ بیچارا میچی میچی الہام لاتا لاتا تھک کر چور ہو گیا۔ الہامات کی بارش سے قادیان کے چھت ٹوٹ پڑے۔ بہشتی مقبرے کا مشرقی جوہڑ لبالب بھر گیا اور عفونت اور مچھروں کی بھنبھناہٹ سے اہل قادیان کا دم ناک میں آ گیا۔

قادیان کے مسلمان ہندو سکھ اور عیسائی حیران تھے کہ الہامات کی بارش اس ارزانی اور فروانی سے کیوں ہو رہی ہے۔ ان کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ آخر اس کا باعث کیا ہے۔ مگر وہ اس بھنبھناہٹ سے اس قدر گھبرا چکے تھے کہ شہر کو خیرباد کہہ کر کوئی پناہ کی جگہ تلاش کریں۔

مقام شکر ہے کہ اس نزاکت کو مرزا قادیانی نے تاڑ لیا اور ان کی تکلیفات کا صحیح اندازہ کرتے ہوئے اللہ میاں کی بارہ سالہ التجائیں قادیانی رسول کی سمجھ میں آنے لگیں۔ یعنی مرزا قادیانی کے احساسات کو محسوس ہونے لگا کہ مسیح موعود عیسیٰ ابن مریم، جس کے متعلق قرآن وحدیث میں متواتر پیش گوئیاں اور خوشخبریاں دی گئی ہیں وہ میں ہی ہوں۔

افسوس! مرزا قادیانی کس سادگی اور بھولے پن سے گردن نیچی کئے سر جھکائے انداز معصومیت سے کہتے ہیں کہ میں نے حیات عیسیٰ کی آمد ثانی کا رسمی عقیدہ، جس پر باون سالہ زندگی تک کاربند رہا، براہین احمدیہ میں یونہی بلاسوچے سمجھے لکھ دیا تھا۔

سوال تو یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی کی اس بودی نکمی ناکارہ اور واہیات دلیل کو مان لیا جائے تو قرآن کریم کی ان آیت کو جن سے مرزا قادیانی استدلال کرتے ہیں کہاں چھپا گیں اور مرزا قادیانی کے الہامات کو کہاں اور کیسے ذبح کیا۔

مرزا قادیانی وہ آپ کی طبیعت کدھر گئی اور ماموریت کیا ہوئی اور تخصیص کو کیا عارضہ ہوا۔ آپ تو بن جانے نہیں بولتے اور بن سمجھائے نہیں سمجھتے کا دعویٰ کرتے ہوئے یہاں تک کہہ گذرے ہیں کہ ''وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ'' اب ان دلائل کو کیا سانپ سونگھ گیا ہے۔ جو یوں کھاتی خوری کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔

از رشحات قلم منشی محمد عبداللہ صاحب معمار فاضل مرزائیت امرتسری

بحث نزول

عموماً مرزائی پارٹی یہ اعتراض کیا کرتی ہے کہ قرآن مجید میں نزول کا لفظ اور اس کے مشتقات متعدد جگہ استعمال ہوئے ہیں اور وہاں آسمان سے اترنے کے کسی جگہ بھی ہمارے مخالف لوگ معنی نہیں لیتے۔ دل میں آیا کہ اتمام حجت کے لئے ان کا یہ کانٹا بھی نکال دیا جائے تاکہ ان کو کسی قسم کا شکوہ و شکایت کا دنیا میں اور عذر کا آخرت میں موقع نہ ملے۔ ''یھلک من ھلک عن بینة ویحییٰ من حی عن بینة (انفال:۴۲)''

سب سے پہلے اس مشکل کو ہم لغۃً حل کرنا چاہتے ہیں۔ صراح میں ہے کہ نزول ''فرود آمدن'' اور انزال ''فرود آوردن'' (منتہی الارب ص۱۲۰۹، ۱۲۱۰) میں بھی اسی طرح ہے۔ یعنی نزول کے معنی نیچے آنا اور انزال کے معنی نیچے لانا ہیں۔ مصباح منیر میں ہے نزل من علوہ الی سفل یعنی نزول کے معنی اوپر سے نیچے آنا کے ہیں۔

مشہور نحوی علامہ راغب اصفہانی (مفردات ص۵۰۸) میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''النزول فی الاصل ھو انحطاط من علوہ ...... وانزال اللہ تعالیٰ اما بانزال الشیٔ نفسہ واما بانزال اسبابہ والھدایة الیہ کانزال الحدید واللباس ونحو ذالک'' یعنی نزول کے اصل معنی اوپر سے نیچے کو اترنا ہیں ...... اللہ تعالیٰ کا اتارنا یا تو شے بنفسہ کا اتارنا ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کا اتارنا یا اس شے کے اسباب وذرائع اور اس کی طرف (توفیق) ہدایت کا اتارنا جیسے انزال حدید، انزال لباس اور اس کے مثل (انزال رزق، نزول انعام، انزال میزان، انزال رجز وعذاب وغیرہ)

اب اس تفریح کے بعد کسی قسم کی کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس سے زیادہ ہم کچھ وضاحت کریں۔ لیکن بپاس خاطر ناظرین اس کو ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ انشاءاللہ ناظرین دیکھ لیں گے کہ یہ لوگ جو جو اعتراض پیش کیا کرتے ہیں۔ ان میں سراسر مغالطہ دہی، دجل وفریب، مکروخدع اور تحریف وتاویل ہی ہوتی ہے۔

مغالطہ نمبر:۱ ... قرآن مجید میں ہے کہ ''قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولا یتلوا علیکم آیات اللہ (طلاق:۱۰،۱۱)'' اس آیت میں حضرت محمد ﷺ کے لئے انزل کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

جواب ... اگر مشہور اور درسی کتاب جلالین کے اسی مقام کو دیکھ لیا جاتا تو اعتراض کی کوئی گنجائش ہی نہ نکلتی۔ لیکن یار لوگ چونکہ علم عربی سے ناواقف اور بے بہرہ ہیں۔ اس لئے ان کو مجبور ومعذور قرار دیتے ہوئے ہم خود ہی اسی مقام کو یہاں نقل کر کے اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

''قد انزل اللہ الیکم ذکراً ھو القرآن رسولا ای محمد ﷺ منصوب بفعل مقدر ای ارسل (جلالین ص:۴۶۶)'' یعنی ذکراً سے مراد قرآن کریم ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے (آسمان سے) نازل کیا۔ (ذکر قرآن مجید کا دوسرا نام ہے۔ اس کا نزول بہت سی آیات میں آیا ہے۔ چودھویں پارے کے تین مقام ملاحظہ ہوں۔)

۱... ''انا نحن نزلنا الذکر (حجر:۹)''

۲... ''یا یھا الذی نزل علیہ الذکر (حجر:۶)''

۳... ''وانزلنا الیک الذکر (نحل:۴۴)''

۴... ''ھذا ذکر مبارک انزلناہ (انبیاء:۵۰)''

۵... ''اونزل علیہ الذکر (ص:۸)''

۶... ''ان الذین کفروا بالذکر لما جاءھم وانہ لکتاب عزیز (حم سجدہ:۴۱)''

۷... ''ان ھو الا ذکر وقران مبین (یسین:۶۹)''

۸... ''ان ھو الا ذکری للعلمین (انعام:۹۰)''

۹... ''ان ھو الا ذکر للعلمین (یوسف:۱۰۴)''

۱۰... ''وما ھو الا ذکر للعلمین (قلم:۵۲)'' تلک عشرۃ کاملۃ!

اور رسولاً کے پہلے ارسل محذوف ہے۔ یعنی محمد ﷺ کو رسول بنایا۔ اسی لئے قرآن مجید میں ذکراً کے بعد آیت کا گول نشان بنا ہوا ہے اور رسولاً الگ دوسری آیت میں ہے۔ (خازن ج ۷ ص ۹۵)، (مدارک ص ۲۰۴)، (سراج منیر ج ۴ ص ۳۳۴) اور (کشاف ج ۴ ص ۵۹۶) میں بھی اسی طرح ہے۔

بصورت دیگر اگر رسولاً کو منصوب بہ فعل مقدر نہ مانا جائے۔ بلکہ ذکراً سے بدل یا عطف بیان مان لیں تو اس صورت میں رسولاً سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہوں گے۔ (کشاف ج ۴ ص ۵۹۶، بیضاوی ص ۳۸۲) جو بواسطہ محمد ﷺ کے بندوں پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام کا نزول من السماء متفق علیہ ہے۔

مغالطہ نمبر ۲..... خدا تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ ''انزلنا الحدید (حدید:۲۵) '' یعنی ہم نے لوہا اتارا۔ اب غور کیجئے کہ کیا لوہا آسمان سے نازل ہوتا ہے یا کانوں سے نکلتا ہے؟

جواب..... آیت مذکور میں انزال سے مراد انزال امر ہے۔ جیسا کہ اوپر (مفردات راغب ص ۵۰۷) سے عبارت ''والهداية اليه كانزال الحديد '' نقل کی جا چکی ہے۔ یعنی لوہے کے استعمال کی ہدایت اور حکم اللہ نے نازل فرمایا۔ تفسیر سراج منیر اور (کشاف ج ۴ ص ۴۸۹) میں ہے۔ ''ان اوامره تنزل من السماء قضاياه واحكامه '' (بیضاوی ص ۷۲۶) میں ہے ''الامر باعداده '' یعنی استعمال حدید کا امر و حکم آسمان سے اترا ہے۔ جو قرآن مجید فرقان حمید میں دوسرے مقامات میں موجود ہے۔ ''واعدوا لهم ما استطعتم من قوة (انفال:۶۰) '' ''وليأخذوا حذرهم واسلحتهم (نساء:۱۰۲) '' ان آیات میں لوہے کے ہتھیار اور ڈھال وغیرہ کے استعمال کا حکم اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اسی طرح ''وانزلنا الحديد (حدید:۲۵) '' میں اشارہ فرمایا ہے۔ پس چونکہ آہنی اسلحہ کے استعمال اور تیار کرنے کے سبب امر منزل من اللہ ہے۔ لہٰذا ''انزلت الحديد من قبيل اطلاق المسبب والمراد به السبب '' جس کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ جواب میں بھی ہوگی۔

مغالطہ نمبر ۳..... قرآن شریف میں آتا ہے کہ ''يا بنى آدم قد انزلنا عليكم لباساً (اعراف:۲۶) '' یعنی اے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس اتارا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کپڑے جو ہم لوگ پہنتے ہیں کیا وہ آسمان سے اترتے ہیں؟

جواب..... میں کہتا ہوں کہ محاورات عرب جاننے والوں سے مخفی نہیں کہ کلام میں کبھی سبب بولتے ہیں اور مراد مسبب لیتے ہیں۔ مثلاً ''عينا الغيث اى النبات الذى سببه الغيث

(مطول) ''یعنی ہم نے بارش چرائی یعنی گھاس جس کے کھانے کا سبب بارش ہے اور کبھی سبب بولتے ہیں اور مراد مسبب لیتے ہیں۔ جیسے ''وما انزل اللہ من السماء من رزق (جاثیہ:۵)'' یعنی اللہ نے آسمان سے رزق نازل فرمایا۔ یعنی بارش برسائی جو سبب ہے رزق کے پیدا کرنے کا۔ پس رزق مسبب ہوا۔ اسی طرح ''انزلنا علیکم لباساً (اعراف:۲۶)'' فرمایا۔ لباس مسبب ہے اور سبب اس کا بارش ہے۔ (تفسیر کبیر ج۴ ص۲۰۵) میں ہے ''انزل المطر وبالمطر تتکون الاشیاء التی منہا یحصل اللباس'' تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔ ''اللباس یکون من نبات الارض والنبات یکون بما ینزل من السماء فمعنی قولہ انزلنا ای انزلنا اسبابہ'' (تفسیر خازن ج۲ ص۸۵ طبع ایران) میں ہے ''انزل المطر من السماء وھو سبب نبات اللباس'' (تفسیر مدارک ج۲ ص۳۸) میں ہے ''لان اصلہ من الماء وھو منہا'' اسی طرح (سراج منیر ج۲ ص۵۰۰، ابوالسعود ج۲ ص۲۳۳، بیضاوی ص۲۹۹) میں بھی اسباب نازلہ مرقوم ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ وجود لباس کا سبب بارش ہے۔ آسمان سے پانی برستا ہے۔ اس سے روئی کا درخت پیدا ہوتا ہے۔ روئی سے سوت اور سوت سے لباس تیار ہوتا ہے۔ سوتی لباس بنتے ہیں۔ بھیڑ اور دنبے سے بھیڑ اور دنبے چرتے ہیں گھاس پر جو کہ پیدا ہوتی ہے بارش کے سبب سے۔ بارش ہوتی ہے شہتوت اور بیر کے درختوں کی پتیاں ہری بھری ہوتی ہیں۔ ان کو ریشم کے کیڑے کھاتے ہیں اور ریشم نکالتے ہیں۔ جس سے ریشمی لباس وجود میں آتے ہیں۔ غرضیکہ لباس ورزق کا وجود وحصول اسباب سماویہ وارضیہ سے ممکن ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ یونس میں ارشاد باری ہوتا ہے ''قل من رزقکم من السماء والارض (یونس:۳۱)'' اس کے آگے ہے ''وما انزل اللہ لکم من رزق (یونس:۵۹)'' سورۂ جاثیہ کی آیت بیان ہو چکی ہے۔ سورۂ ذاریات میں آتا ہے۔ ''وفی السماء رزقکم وما توعدون (ذاریات:۲۲)'' سورۂ عبس میں فرمایا ''انا صببنا الماء صباً ثم شققنا الارض شقاً فانبتنا فیہا حباً (عبس:۲۵)'' ان آیات سے آسمانی بارش اور نباتات ارضی سے اسباب معیشت کا حصول ثابت ہے۔ اسی قبیل سے یہ آیت بھی ہے۔ ''انزلنا علیکم لباساً (اعراف:۲۶)'' اس کو کہتے ہیں۔ ''تسمیۃ الشیٔ باسم السبب'' یہاں انزال کے معنی آسمان سے اتارنا۔ اس آیت میں بھی اسی طرح ثابت ہوئے جس طرح اوپر کی دونوں آیتوں میں۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

ذیل میں اس بزرگ وواجب الاحترام ہستی کے گرامی خیالات پیش کئے جاتے ہیں۔

جس نے اپنی متاع عزیز کا بیشتر حصہ کذاب قادیان کے دجل کے بخیے ادھیڑنے میں صرف کیا اور فقیر کے خیال میں تو حضرت شاہ صاحب قبلہ کی ذات گرامی لکل دجال موسیٰ کی مصداق ثابت ہوئی۔ آپ نے جس خوبی وعمدگی سے قلم تیز دجال سے مقابلہ کیا۔ اس کی مثال ہی نہیں۔ سجادہ نشین حضرات میں شاہ صاحب کی ذات گرامی کو ایک خصوصی امتیاز حاصل تھا کہ آپ ہادئی حقیقت وراہنمائی طریقت کے ساتھ بڑے زبردست عالم دین بھی تھے اور قلم کے ساتھ ساتھ جان بھی تھا۔ میرا روئے سخن اس جلیل القدر بزرگ ومحترم عالم بے بدل جناب پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ سجادہ نشین آستانہ عالیہ گولڑہ شریف سے ہے۔ جن کا وصال زمانہ حال میں ہوا ہے۔ آپ کی مساعی جمیلہ کے برکات وفیوض ہر اس علم دوست سلیم الفطرت انسان کے لئے مشعل ہدایت ہیں۔ جس نے آپ کی تصنیفات سے استفادہ حاصل کیا اور قابلیت وعلم کا اعتراف کوئی مرزائیوں کے سینے چیر کر دیکھے کہ جگر وداغ داغ پنبہ کجا کجا نہم ہو رہے ہیں۔ آپ کی وہ دقائق ومعارف میں ڈوبی ہوئی کتاب موسومہ سیف چشتیائی جس نے ایوان مرزائیت میں زلزلہ وہیجان پیدا کرتے ہوئے مرزا کو بے موت مارنے کا سامان پیدا کر دیا۔ مرزا قادیانی جب تک جیئے دانت پیستے اور لوہے کے چنے چباتے اور جواب میں مغلظات کہتے گذاری۔ مگر حق یہ ہے کہ شاہ جی نے ان بیہودہ ولچر روایات کے جواب میں اپنے نانا پاکﷺ کے اسوہ حسنہ کے مطابق دعائیہ کلمات ہی پر اکتفا فرمایا۔

آہ! شاہ جی نے وہ سینکڑوں بکواس گنواتے ہوئے کچھ نہ کہا۔ بلکہ ہدایت کے لئے دعاء فرمائی۔ افسوس مرزا قادیانی نے اس متبرک ہستی کو بلاوجہ پانی پی پی کر کوسا۔ جس کا معاوضہ درگاہ رب العزت میں انشاء اللہ ضرور دیا جانا ہوگا۔ یہ غیر مہذبانہ طریق مرزا قادیانی کی کامل شکست اور اخلاق فاضلہ کا چھپا جاگتا فوٹو ہے۔

ہم تبرکاً ان کے زریں اقوال سے قارئین کی ضیافت کرتے ہیں اور اسی مقدس مضمون پر کتاب ہذا ''تحفہ'' قادیانیت کا اختتام ہوتا ہے۔

مرزا ئے قادیانی کی ایمانداریاں

بھائی مسلمانو! تفسیروں میں مفسرین نے جس امر کو نصاریٰ کا قول یا کسی ایک مسلم کا یعنی وفات مسیح ٹھہرایا ہے۔ اس کو قادیانی بعد جیسوں چاہتوں اپنے کے مسیح علیہ السلام کا بتایا ہے۔ دیکھو (بخاری ص۲۳۰) ''قیل اماتہ اللہ سبع ساعات ثم رفعہ اللہ الی السماء والیہ ذھب النصاریٰ'' یعنی یہ قول کہ عیسیٰ علیہ السلام رفع کے قبل سات ساعت تک مرے رہے۔ یہ

مرے۔ دیکھو (حس بازغہ ص ۲۰۲) مگر آگے جاکر "وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ" میں سکتہ عارض ہو جاتا ہے۔ شاید اس لئے کہ کیا کروں اگر انہ راجع میں انہ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف عائد کرتا ہوں تو خود عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا ثابت ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو روپیہ چندہ کا میرے پاس جمع ہو۔ العصری پہنچایا گیا تھا۔ وہی عیسیٰ دوبارہ لوٹ کر جس جگہ سے آیا تھا۔ وہاں پر ہی نازل ہوگا اور اگر اسکا مرجع قادیانی ٹھہراتا ہوں تو آج تک میں اس کا ذکر ہی نہیں۔ اب ذرا دم کھا جانا مصلحت وقت معلوم ہوتا ہے۔ نزول در جوع بروزی کی تاویل اور اس کی تردید بھی اسی کتاب میں مفصل گذر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو اور حاکم نے اس حدیث مجاہدہ کے آخر میں جس کو امام احمد نے اخراج کیا ہے اپنی مستدرک میں کہا ہے۔ "فذکر من خروج الدجال فاھبط فاقتلہ لا انزککم تھامی انی اتی الیکم بعد قلیل واما انتم فتروننی الی اناحی" (ذیل مطبوعہ بیروت ۶ ص ۱۸ ہے کے تحت)

خیر الدین الندی جواب فسیح میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول آنحضرت ﷺ کا قول کہ ابن مریم تم میں حکم و عادل ہو کر نزول کرے گا اور صحیح اور بل رفعہ اللہ الیہ کو ملاحظہ فرمائیں۔

جو الفاظ "لیھبطن عیسیٰ بن مریم حکما وعدلا" ابوہریرہؓ سے ابن عساکر اسی حدیث کے آخر میں "حاجا او معتمرا اولیقفن علی قبری ولیسلمن علی ولا ردن علیہ" موجود ہے اور ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنا اور جواب سلام سے مشرف ہونا۔ یہ نعمت قادیانی کو کبھی نصیب نہ ہوگی۔ شمس الہدایت میں "زریت بن برتملا وصی عیسیٰ" والی حدیث مذکور ہے۔ جس کو ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے۔ "کما فی ازالۃ التحفا" اس حدیث میں (الی حین نزولہ من السماء) کا لفظ بھی موجود ہے۔ اس حدیث سے برخلاف مشن قادیانی کے کئی امور پائے جاتے ہیں۔

۱...... زریت بن برتملا کا اس قدر دراز زمانہ دراز تک بغیر اکل و شرب کے زندہ رہنا۔

۲... عیسیٰ علیہ السلام کے نزول حضرت کی بشارت دینا۔

۳... حضرت عمرؓ کا مجمع اور تین سو سوار کی روایت وصی عیسیٰ علیہ السلام کو تسلیم کر کے اپنا سلام عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجنا۔

۴..... حضرت عمرؓ کا بمعہ چار ہزار صحابہ مہاجرین و انصار کے عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کے نزول من السماء کو صحیح سمجھنا۔ تا یہ کہ کوئی اس کا مثیل آوے گا۔

۵..... یہ کہ آنحضرت ﷺ کے وفات شریف کے دن "کما رفع عیسیٰ" کا فقرہ صدیق اکبرؓ اور حضرت عمرؓ بلکہ سارے صحابہؓ جو اس وقت حاضر تھے سب کا تسلیم شدہ تھا۔ ورنہ حضرت عمرؓ اگر "کما رفع عیسیٰ" کو بھی مثل رفع محمدی کے بخلاف صدیقؓ غلط ومردود سمجھے ہوئے۔ تو نقل کی روایت وحی عیسیٰ علیہ السلام کو تسلیم کر کے سلام نہ بھیجتے اور معلوم ہو کہ وفات شریف کے دن کل کلام صرف یہی تھا کہ حضرت عمرؓ سے بسبب اضطراب وقلق کے وفات شریف کے بارے میں اور کچھ غلط فہمی پڑ گئی تھی۔ پھر اس کے کہ "رفع کما رفع عیسیٰ بن مریم" کہتے تھے۔ یعنی آنحضرت ﷺ زندہ ہیں اور اٹھائے گئے ہیں۔ چنانچہ ابن مریم اٹھایا گیا۔ ازالۃ الخفاء کے مقصد دوم میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "چون آنحضرت ﷺ از عالم دنیا بہ رفیق اعلیٰ انتقال فرمود تشویشہا بیشمار بخاطر مردم راہ یافت. بعض گفتند آنکہ ایں موت نیست حالتیست کہ عارض او شدہ مثل غشی آیت و گمان بعضے آنکہ موت منافی مرتبہ نبوت است" حضرت عمرؓ کے اس خیال کی تردید کے لئے صدیق اکبرؓ نے "ایہا الرجال اربع علی نفسک" فرما کر کہا "فان رسول ﷺ قدمات الم تسمع اللہ یقول، انک میت وانہم میتون وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فہم الخالدون" پھر منبر پر چڑھ کر بعد حمد وثنا فرمایا۔ "ایہا الناس ان کان محمد الہکم الذی تعبدون فان الہکم قدمات وان کان الہکم الذی فی السماء فان الہکم لم یمت" پھر یہ آیت پڑھی "وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم" اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ کا خیال تشویش کے باعث اسی طرف تھا کہ آنحضرت ﷺ نے وفات نہیں پائی۔ بلکہ عیسیٰ بن مریم کی طرح زندہ ہیں۔ اس کی تردید حضرت صدیقؓ نے "فان رسول اللہ ﷺ قدمات" سے فرمائی اور پھر اس وہم کو (کہ موت منافی نبوت کے ہے) اس آیت "انک میت وانہم میتون ونظائرہا" سے دور فرمایا۔ یعنی موت منافی نبوت کے نہیں اور یہی ہے "ما سیقت لاجلہ الآیات." یعنی آیات کا سوق صرف اسی ہی مضمون کے لئے ہے کہ یہ خیال تمہارا کہ انبیاء بھلا کب مرتے ہیں۔ غلط ہے پیغمبری اور موت باہم متنافی نہیں۔ رہا یہ امر کہ سب انبیاء مر چکے ہیں تو مفاد آیات کا ہے اور نہ اس پر مرحوم کا مطلب کی تردید موقوف ہے۔ انک میت ظاہر ہے کہ تحقق موت کا افادہ نہیں دیتے اور نہ لازم آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ بروقت نزول اس آیت کے وفات پاچکے ہوں اور ایسا ہی "وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد" کیونکہ مفاد اس کا خلود کی نفی ہے اور مسیح بھی چونکہ

اپنی ہستی کے لئے ابتداء اور انتہاء رکھتا ہے۔ لہٰذا خلود سے بے بہرہ ہے اور ''قد خلت من
قبله الرسل '' دال ہوتا کل انبیاء کی موت پر موقوف ہے۔ خلت کے معنی ماتت اور لام
(الرسل) میں استغراقی ہونے پر سو یہ دونوں ممنوع ہیں۔ بلکہ خلت کا معنی مضی ہونا اور لام کا
جنسی ہونا متعین ہے۔ پہلا لغت اور شہادت تکاثر سے ثابت ہے۔ ''مثل قد خلت من
قبلکم سنن الایام الخالیة '' وغیرہا اور لام کے استغراقی نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ''قد
خلت من قبله الرسل '' عیسیٰ بن مریم کے بارہ میں بھی نازل ہوا ہے۔ ''قال تعالیٰ
ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل '' پس بر تقدیر استغراق
معنی یہ ہوا کہ مسیح سے پہلے سارے رسول مر چکے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ اس آیت کے
نزول کے وقت موجود تھے۔ لہٰذا '' وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل ''
میں بھی لام استغراقی نہ ہوا تا کہ مسیح کی وفات پر دلالت کرے۔ الغرض اس آیت کا مسیح کی
وفات پر دال ہونا دو امر پر موقوف ہے۔ جو دونوں ہی ثابت نہیں۔ ''کما عرفت بناه علیه ''
صدیقی خطبہ میں کل استشہاد صرف '' افان مات '' اور '' انك میت '' سے ہے۔ ''قد خلت من
قبله الرسل '' تو معلوم ہوا کہ نزول آیات مذکورہ کے وقت مسیح بن مریم کا زندہ رہنا مفاد آیات
مذکورہ کے لئے منافی نہیں۔ ہاں دائمی حیات بے شک منافی ہے آیت مذکورہ کو۔ سو مسیح بن مریم کو
بلکہ کسی کو مخلوق میں سے ہم بھی حی قیوم نہیں جانتے۔ ہم بھی قائل ہیں کہ بعد النزول مریں گے اور
یہی مطلب ہے امام ہمام محمد بن عبدالکریم شہرستانی صاحب کتاب الملل والنحل کا اس عبارت
سے '' وقال عمر بن الخطاب من قال ان محمدا مات قتلته بسیفی هذا وانه
رفع کما رفع عیسیٰ بن مریم وقال ابوبکر بن قحافة من کان یعبد محمدا
فان محمدا قد مات '' نہایت افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ مرزا قادیانی اسی خطبہ صدیقی کو
اپنی ایام الصلح وغیرہ اور امروہی صاحب قطاس میں دلیل ٹھہراتے ہیں۔ اجماع کے اس امر پر
کہ مسیح بن مریم مر گیا۔ دیکھو قطاس کے ص ۷ سطر ۹ کہ بھلا تم اس اپنے خیال عقیدہ کو حضرت ابوبکر
صدیقؓ یا حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ یا حضرت علیؓ سے ہی ثابت کر دو۔ جو دعویٰ اجماع صحابہ
وغیرہم کا کئے جاتے ہو کہ حضرت عیسیٰ اس جسد خاکی کے ساتھ بالجماع آسمانوں پر چڑھ جائے
گئے اور وہاں پر اسی جسد خاکی کے ساتھ آسمانوں پر سے نزول فرماویں گے۔ اگر صادق ہو۔ تو
کوئی ایک روایت بھی ان خلفاء اربعہ سے پیش کر دو۔ (اب بیچارہ لاعقل کو اتنی بھی خبر نہیں کہ اگر
کسی صحابی کا یہ خیال ثابت بھی ہو تو وہ فہم صحابہ بمقابلہ نصوص ہیں قرآنیہ کے کب حجت ہو سکتا

ہے) علاوہ یہ کہ بروز وفات رسول مقبول ﷺ کے اس خیال سے سب حاضرین صحابہؓ نے رجوع کیا ہے۔ چنانچہ امام ہمام محمد بن عبدالکریم شہرستانی اپنی کتاب (ملل ونحل ج اص ۱۱) میں لکھتے ہیں۔ ”وقال عمر بن الخطاب“ (سبحان اللہ قرآن وحدیث میں مہارت ہو تو ایسی ہو کہ بوجہ جہالت والنا مضمون سمجھ کر امر اجماعی کو غیر اجماعی و بالعکس قرار دیا۔ بھلا یہ کب ہو سکتا ہے کہ آیات قرآنیہ کے برخلاف حیات مسیح الی الآن پر اجماع ہوا ور آنحضرت ﷺ برخلاف آیات قرآنیہ کے ایک مضمون مخالف کو نہایت اہتمام سے کرات مرات ارشاد فرماویں۔ ہرگز نہیں بلکہ خطبہ صدیقی کا مطلب وہی ہے جو بیان کیا گیا قادیانی مع اتباع بوجہ جمع ہونے الرسل کے لام کو استغراقی خیال کرتے ہیں۔ ناظرین معلوم کر چکے ہیں کہ لام استغراقی بوجہ مذکورہ بالا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ صیغہ جمع پر لام کا استغراقی ہونا جبادرت تک ضروری بھی نہیں۔“ واذ قالت الملائکة یا مریم ان اللہ یبشرك الآیة وایضاً واذ قالت الملائکة یا مریم ان اللہ اصطفاك الآیة ”الغرض قادیانی نے اپنی تفسیر دانی پر نازاں ہو کر وفات مسیح کو منصوص اور مجمع علیہ ٹھہرایا۔ جس کی علت غائی یہ تھی کہ احادیث نزول مسیح میں میری (قادیانی) بشارت ہے۔ جب بعد ظہور اس امر کے کہ رفع جسمی مسیح بحالت حیات اور ایسا ہی نزول ایک اجماعی عقیدہ ہے۔ اہل اسلام کا جس پر آج تک ضمن رفعہ اللہ الیہ کو سب اہل اسلام نص قطعی خیال کرتے چلے آتے ہیں اور مراد نزول سے احادیث متواترہ میں نزول جسمی اسی مسیح کا ہے۔ جو نبی اور مریم کا بیٹا ہے اور چونکہ آنحضرت ﷺ کے فہم مبارک اور سب امت مرحومہ کے اذہان میں یہی مرکوز ہے۔ لہٰذا قادیانی صاحب اپنا مدعی بغیر اس کے حاصل نہیں کر سکتے کہ آنحضرت ﷺ کے اس خیال کو کہ وہی مسیح جو نبی ہے نزول کرے گا۔ یا تو العیاذ باللہ غلط ٹھہرا کر آپ کو آیات قرآنی سے بے خبر تصور کریں یا یہ ثابت کریں کہ آنحضرت ﷺ کا خیال بھی ہمارے مطابق تھا۔ ان دو شقوں میں سے قادیانی صاحب بعد اپنے چیلوں کے ہر ایک کو ہاتھ ڈالتے ہیں۔ مگر الحمدللہ! کہ ناکامیاب ہی رہتے ہیں۔ شق اوّل کی نسبت لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تعبیر کشف میں غلطی ہوگئی ہے۔ یعنی غلام احمد قادیانی برنگ عیسیٰ ابن مریم مکشوف ہوا۔ آپ ﷺ نے عیسیٰ بن مریم بعینہ سمجھ لیا۔ سو اس کی بابت گذارش ہے کہ یہ خیال بالکل لغو اور منافی تحقیق ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے امت مرحومہ کی خیر خواہی کے لئے بڑی تفصیل وبسط وعلامات وخصوصیات وتاکیدات سے اس پیشین گوئی اور ایسا ہی سائر علامات قیامت کو بیان فرمایا ہے تاکہ میری امت جھوٹے مسیح اور فتنہ دجال سے محفوظ رہیں اور بہ تقدیر خطاء فی التعبیر کے اس خیر خواہی کا ثمرہ یہ نکلا کہ خدا نے بجلی

اس باب کا عنوان اور معقول صاف بتلا رہے ہیں کہ امام بخاری کا مذہب یہی ہے۔ جس پر اجماع
امت کا ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ امام بخاری نے کتاب التفسیر میں سورہ آل عمران کے لفظ
متوفیک کی تفسیر فقط ممیتک سے کر دی ہے۔ "وقال ابن عباسؓ متوفیک ممیتک" اور اس
سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ امام بخاری کا مذہب یہی ہے کہ اس آیت میں توفی کے معنی موت ہیں
اور مسیح ابن مریم مر چکا اور کیونکر ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اوپر باب کے عنوان و معقول سے صاف ظاہر
ہے۔ اصحاب روایت کے مد نظر فقط روایت کے ہاں سلسلہ کو بیان کرنا ہے جو ان کو ملا۔ اس روایت
کرنے سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ ان کا مذہب بھی یہی ہے۔ کیونکہ جب ابن عباسؓ کی نسبت بعجہ
اس تفسیر کے کہ متوفیک ممیتک ہے ثابت نہیں ہو سکتا کہ ان کا مذہب بھی وفات مسیح ہے۔ تو امام بخاری
کا مذہب بعجہ روایت کیونکر ہو سکتا ہے اور نیز چونکہ متوفیک میں وعدہ وفات کا ہے۔ نہ تحقق وفات
لہذا "قال ابن عباسؓ متوفیک ممیتک" وفات مسیح کا افادہ نہیں دیتا۔ جب تک فلما توفیتنی
کے متعلق کسی صحابی یا مفسر سے معنی موت کا نقل نہ کیا جاوے۔ بلکہ ابن عباسؓ سے فلما توفیتنی کے
متعلق رفعتنی کا معنی مروی ہے۔ "کما فی الدر المنثور ونقل فی شمس الهدایة" اور
فلما توفیتنی میں بھی اگر معنی موت کا ہی لیا جاوے تو بھی یہ آیت چونکہ حکایت ہے مابعد النزول
سے لہذا وفات قبل النزول پر دلالت نہیں کرتی۔ "کما سیجیئ مفصلاً ابن عباس" کا
مذہب یہی ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ فوت نہیں ہوئے اور دوبارہ آسمان سے نزول کریں گے۔ اسی لئے
بر تقدیر ارادہ معنی موت کے متوفیک سے ابن عباسؓ آیت میں تقدیم و تاخیر فرماتے ہیں اور دوسری
کتب صحاح میں جیسے کہ نسائی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اپنے تراجم میں حضرت ابن عباسؓ
سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہے۔ "عن ابن عباسؓ
ان رهطا من اليهود سبوه وامر قد عا عليهم فمسخهم قردة وخنازير
فاجتمعت اليهود على قتله فاخبره الله بانه يرفعه الى السماء ويطهره من
صحبة اليهود صحيح نسائي ، ابن ابی حاتم ابن مردويه قال ابن عباسؓ
سيدرك اناس من اهل الكتاب عيسى حين يبعث فيؤمنون به فتح البيان "
علاوہ تفسیر ابن عباسؓ کے ایک اور وجہ بھی ہے جو قادیانی صاحب نے بزعم خود دستاویز بنا رکھی ہے۔
"فاقول کما قال العبد الصالح" کی حدیث جو بخاری میں بروایت ابن عباسؓ ذکر کی
ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ نے اپنے اور مسیح ابن مریم کے قصہ کو ایک ہی رنگ کا قصہ قرار دے
کر وہی لفظ فلما توفیتنی اپنے حق میں استعمال فرمایا۔ جو عیسیٰ بن مریم نے اپنے حق میں کہا اور

ظاہر ہے کہ مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً میں آنحضرت ﷺ کا مزار شریف موجود ہے۔ اس سے بکلی منکشف ہو گیا کہ دونوں برابر طور پر آیت "فلما توفیتنی" کے اثر سے متاثر ہیں۔ اس تقریر کو قادیانی صاحب نے بیچ خود غرضی سیاق سے آنکھ بند کر کے دستاویز بنا لیا ہے۔ فی الواقع یہ ہے کہ فلما توفیتنی کا تعلق قیامت کے دن سے ہے۔ جیسا کہ (درمنثور ج ۲ ص ۳۴۹) میں مذکور ہے کہ قتادہ سے کسی نے کہا کہ اس آیت کا قصہ کب ہوگا۔ کہا قیامت کے دن اس پر دلیل یہ فرمائی کہ کیا تو نہیں دیکھتا خدا خود فرماتا ہے کہ یہ تمام باتیں اسی دن ہوں گی۔ جس میں سچوں کو سچائی نفع دے گی۔ "ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم" حاصل یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھ سے فرمائے گا کہ تم کو معلوم نہیں کہ تیرے اصحاب نے تیرے بعد کیا کچھ بنایا۔ تو بجواب اس کے میں کہوں گا جیسا کہ کہا بندہ صالح (یعنی مسیح) کا "وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم" اور میں ان کا نگران تھا۔ جب تک کہ ان کے بیچ تھا میں۔ پھر جب کہ مار دیا تو نے تو ہی ان پر نگہبان رہا۔ اس حدیث میں "کما قال العبد الصالح" میں قال بمعنی یقول ہے۔ فلما توفیتنی بمعنی موت ہوا مگر وہ موت ہے۔ جو بعد النزول من السماء مسیح پر وارد ہوگی۔ جس کے سارے اہل اسلام صحابہ سے لے کر آج کے علماء تک قائل ہیں۔ ہاں اگر قال بمعنی ماضی ہی ہوتا تو فلما توفیتنی مسیح کے موت پر بروقت تحقق رفعہ اللہ علیہ کے دلالت کرتا۔ کیونکہ اس تقدیر پر مطلب یہ ٹھہرا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں کہوں گا قیامت کے دن جیسا کہ کہا تھا مسیح بن مریم نے بعد اٹھائے جانے کے دنیا سے جب کہ اس سے عیسائیوں کی نسبت سوال کیا گیا تھا کہ "انت قلت للناس" دلیل اس کی کہ امام بخاری نے بھی اس آیت کو متعلق قیامت ہی کے سمجھ رکھا تھا۔ یہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کے قبل اپنا مذہب بیان کر دیا کہ اس حدیث میں جو مسیح ابن مریم کے حق میں اتری ہے۔ لفظ "واذ قال اللہ" بمعنی یقول ہے اور اذ صلہ یعنی زائدہ ہے۔ یعنی امام بخاری نے اپنے اجتہاد سے اپنا مذہب متعلق اس آیت اور اس حدیث کے بیان کر دیا کہ یہ سارا قضیہ اور کل سوال جواب قیامت کے دن ہوگا اور کلمہ اذ نے یہاں معنی ماضی میں کوئی اثر مخالف نہیں دکھایا۔ جیسے کہ مرزا قادیانی اپنے متعدد تالیفات میں اذ قال کی ماضویت کے مضبوط کرنے کے لئے لکھتے ہیں۔ بلکہ کلیہ کے طور پر لکھ دیا کہ ہر جگہ ماضی اذ کے تحت واقع ہوتا ہے بالضرور اس سے معنی ماضی کا لیا جاتا ہے اور جس نے کہ یہاں ماضی کے معنی مضارع کہا۔ اس کو ناقلین اور کاذبین میں سے شمار کیا۔ دیکھو (مکتوب عربی ص ۲۵) امام بخاری کو اس مخالف کا یہ انعام ملا۔ جیسا کہ ابن عباسؓ کو بروقت ظاہر

کرتے مذہب اپنے کے۔ یعنی قول باستغیم والنا خیر لی لا ییتہ کو تحریف ٹھہرایا۔ وہی امام بخاری تھے کہ جو بڑے زور سے ان کا نام اپنے موافقین سے لیا جاتا تھا اور وہی امام بخاری ہیں کہ بباعث اظہار مذہب اپنے یعنی حیات مسیح کے جو قال کو بمعنی یقول کے لکھا ہے۔ ان کو وہ انعام دیا جاتا ہے جو مکتوب عربی میں موجود ہے اور ابن عباسؓ وافقہ الناس اور حبر ہذہ الامت کا لقب دے کر بمقابلہ ان لوگوں کے جو متوفیک سے معنی غیر موت کا لیتے تھے۔ جاکر کہا جاتا تھا کہ ایسے بڑے صحابی عظیم الشان جلیل القدر کے تفسیر کو تم نہیں مانتے اور جب ان کا مذہب ان کے مرویات فی التفسیر والحدیث سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوا تو وہ محرفین میں اور غلط کاروں سے شمار کی جارہی ہیں۔ دیکھو تفسیر بابت متعلق آیت "وانہ علم للساعۃ" جو عنقریب آئے گا۔ ازالہ اوہام وغیرہ مرزا قادیانی کا اپنے مریدوں کے ساتھ بھی یہی وتیرہ ہے۔ جب تک وہ مرزا قادیانی کے گیت گاتے ہیں۔ مرزا قادیانی بھی ان کی شاہ خوانی تحریرات میں شائع کر دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمکلام ہونے سے پیچھے نہیں چھوڑتے اور جب الگ ہو گئے تو سوائے جہاں میں کوئی ان کے برابر ملعون اور مردود نہیں ہوتا۔ وقت اور بھی ہے کہ مرزا قادیانی قال سے ماضی کا معنی لیتے ہیں اور جناب مولوی نورالدین صاحب بمعنی مضارع لیتے ہیں۔ دیکھو (مقدمہ فصل کتاب ص ۷۸، ۷۷) اہل ہمارے پر یعنی جو لوگ اس قصہ کو قیامت سے متعلق سمجھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا ایک اعتراض ہے کہ سوال خداوندی تو یہ تھا کہ تو نے اپنے اور اپنی والدہ کی الوہیت کی طرف ان کو بلایا تھا۔ جس کا جواب مسیح نے یہ دیا۔ "سبحانک مایکون لی ان اقول" جس میں یہ بھی کہا کہ جب تک میں ان میں تھا۔ ان کا نگران حال تھا اور جب تو نے مجھے فوت کر لیا تو تو ہی ان کا نگہبان تھا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ مسیح کو عیسائیوں کے شرک کی کوئی خبر نہیں اور یہ جب ہی صحیح ہو سکتا ہے کہ اب مسیح زندہ نہ ہوں۔ کیونکہ اگر زندہ ہیں اور دنیا میں آویں گے۔ جیسا کہ مسلمانوں کا عام طور پر یہی عقیدہ ہے۔ تو عیسائیوں کے کفر و شرک سے ان کا بے خبر رہنا کوئی وجہ نہیں رکھتا پھر انکار کیسے ہو سکتا ہے۔ جواب اس کے گذارش ہے کہ مسیح کے اس پر جواب صرف اتنا ہی ہے کہ یا اللہ تو شرک سے پاک ہے جو بات مجھے لائق نہیں وہ میں نے کیوں کہنی تھی۔ بعد اس کے مسیح کو اس سے بیزاری کا اظہار بھی مقصود ہے۔ چنانچہ "ما قلت لهم الا ما امرتني به" "شهيدا" تک اس پر دال ہے اور ان کے لئے سفارش بھی کرنی منظور ہے۔ جیسا کہ جملہ "ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم" سے مفہوم ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ سفارش کے مقام میں مشفوع لہ کے جرائم کی تصریح کرنا مقام کے برخلاف ہے۔ مقصد ان کے شرک کرنے ذکر کرنے سے سوائے اس کے

نہ تھا۔ بلکہ سوال صرف اتنا ہی تھا کہ تو نے ان کو کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا بناؤ۔ پس جب کہ سوال ہی اس سے نہیں اور مسیح کا بالتصریح ذکر کرنا مقتضے مقام شفاعت کے برخلاف بھی ہے تو مسیح کو کیا ضرورت ہے کہ اس کا ذکر کرے۔ الغرض قادیانی و امروہی صاحبان کا سب آیات و احادیث کے متعلق چار کونسلی خیال ہے۔ علمی لیاقت سے بالکل بے بہرہ ہیں اور اسی بناء فاسد سے انہوں نے امام بخاری کی حدیث ابن عباسؓ میں قال کے ماضی ہونے سے یہ اعتقاد کر لیا کہ آنحضرت ﷺ اور عیسیٰ بن مریم دونوں توفی کے اثر سے متاثر ہو گئے ہیں۔ چنانچہ خطبہ صدیقی مذکورہ مولا سے ساری امت سے الگ بوجہ جہالت اتنا مضمون سمجھ لیا اور اس اعتقاد پر جہالت کا منشاء توفی کا اطلاق مشترک طور پر بھی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ خیال میں نہیں آیا کہ جیسا کہ سورہ زمر کی آیت ”الله یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فیمسك التی قضی علیها الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی“ انفس کے اوپر ایک ہی طور پر اطلاق توفی کا ہوا ہے۔ لیکن نفوس مائتہ یعنی مرنے والوں کے توفی اور ہے اور نفوس نائمہ کی توفی اور ہے۔ اسی طرح اس حدیث میں متنوع ہے۔ کیونکہ حالات مخصوصہ ہر ایک کے تنوع کو تقاضا کرتے ہیں۔ اب ناظرین کو اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ مکتوب عربی وغیرہ تصانیف میں قادیانی صاحب فرماتے ہیں کہ تم اگر حسرت سے مر بھی جاؤ تب توفی کا معنی بغیر موت کے نہ بتا سکو گے۔ لیجئے صاحب توفی کے معانی کتب لغت سے۔

۱۔ ایک چیز کو بالتمام پکڑنا (لسان العرب ج۵ ص۳۵۹) میں ہے۔ ”توفیت المال منه واستوفیته اذا اخذته كله“

۲۔ پوری گنتی کرنا (لسان العرب ج۵ ص۳۵۹) میں ہے۔ ”توفیت عدد القوم اذا عددتهم كلهم ومن ذلك قوله عزوجل الله یتوفی الانفس حین موتها ای یستوفی عدد اجالهم فی الدنیا وقیل یستوفی تمام عددهم الی یوم القیمة واما توفی النائم فهو استیفاء وقت عقله وتمیزه الی ان نام“ اور صاحب (تاج العروس ج۱۰ ص۳۹۳) نے اس کی شہادت میں لکھا ہے۔ ”وانشد ابو عبیدة المنظور الوبری او الفبری“

ان بنی الادرد لیسوا من احد
ولا توفاهم قریش فی العدد

”ای لا تجعلهم قریش تمام عددهم ولا تستوفی بهم عددهم“

۳۔ سوال کرنا (لسان العرب ج۱۵ ص۳۶۰) میں ہے۔ ”قال الزجاج فی

قوله تعالیٰ حتیٰ اذا جاء تهم رسلنا یتوفنهم ای سألوهم ملائکة الموت عند المعینة فیعترفون عند موتهم انهم کانوا کافرین"

۴۔ ... "عذاب دنیا قال الزجاج ویجوزان یکون حتیٰ اذا جاء تهم ملائکة العذاب یتوفون هم عذاباً وهذا کما تقول قد قتلت فلانا بالعذاب وان لم یمت ودلیل هذا القول قوله تعالیٰ ویاتیه الموت من کل مکان وما هو بمیت"

۵۔ ... جیسے کہ ابوالدواس نے کہا ہے۔

فلما توفاه رسول الکری
ودبت للمعینان فی الجفن

اور اسی معنی میں ہے "هو الذی یتوفکم باللیل" (مجمع البحار ج۵ ص۹۹) میں ہے۔ اے ملہم اس آیت کریمہ میں حضرت مرزا قادیانی کے سوال کا جواب موجود ہے۔ کیونکہ فاعل اللہ ہے اور مفعول ذی الروح انسان ہے۔ لیکن موت کا معنی مراد نہیں ہے۔ اسی طرح "اللہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها" میں بلکہ بمعنی قبض کے ہے۔ اس آیت نے قطعاً فیصلہ کردیا ہے کہ توفی اور چیز ہے اور موت اور چیز اور نیند اور چیز۔

۶۔ ... مجازاً میت پر بمعنی موت بولا جاتا ہے۔" (تاج العروس ج۱۰ ص۳۰۰) "ومن المجاز ادرکته الوفاة ای الموت والمنیة وتوفی فلان اذا مات وتوفاه الله عزوجل اذا قبض نفسه وفی الصحاح روحه (مجمع البحار ج۵ ص۹۹)" میں ہے "وقد یکون الوفاة قبضا لیس بموت" آخر کل تصریحات ست وقف کی پر یعنی شخص وسنی بلوری نظر ڈالی جاوے تو صاف واضح ہوجاتا ہے کہ موت توفی کے لئے معنی حقیقی نہیں۔ اس تحقیق سے ناظرین پر واضح ہوگیا ہے کہ قال کرنا بحق یقول کے لیا امام بخاری کا مسلک ہے۔ جس سے ان کو اجماعی عقیدہ اور احادیث نزول سے تطبیق دینی منظور ہے۔ ورنہ بخاری تحقیق مذکور متعلق بمعنی توفی تاں اگر اپنے معنی حقیقی میں ہی لیا جاوے اور توضیح وفات اس حدیث میں بھی مثل آیة اللہ یتوفی الانفس کی ہو جاوے تو بھی حدیث "اقول کما قال العبد الصالح" اور اسی طرح آیت "فلما توفیتنی" ہرگز اجماعی عقیدہ کے برخلاف افادہ نہیں دیتی۔ کیونکہ "فلما توفیتنی" کا معنی فلما قبضتنی ہوگا۔

پنجابی نبی کی یاد میں

ہمارے پنجابی نبی جناب مرزا غلام احمد قادیانی معارف قرآنی اور رموز یزدانی کی

دیکھیں تو بہت مارے گئے۔ مگر عملی ثبوت میں چوہدری خود مجھوں ہی ثابت ہوئے۔ براہین احمدیہ کی اشاعت کا اشتہار اس شدومد اور عزم و ثبات سے دیا کہ دنیا پھڑک اٹھی۔ اس کا پروپیگنڈا اور تشہیر اس خوبی اور عمدگی سے کی کہ دنیا کھنچی آئی اور ہر طرف سے واہ واہ تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی اور ظاہر ہیں اس کی وجوہات ہی کچھ ایسی تھیں۔ جس میں کمال جاذبیت اور کشش کے جوہر مرکوز تھے۔ مثلاً کتاب براہین احمدیہ کا مسودہ تیار ہے۔ اس کی پچاس ضخیم جلدیں ہوں گی اور اس کے پچاس حصے صرف اس لئے کئے گئے ہیں کہ آسانی سے چھپ سکیں۔ کیونکہ اس کی طباعت پر نو ہزار روپیہ خرچ آتا ہے۔ اس میں تین سو ایسے قوی سے قوی اور قاطع دلائل ہیں۔ جو اسلام کی خوبی پر اس خوبی سے دیئے گئے ہیں۔ جن کا جواب ہی نہیں اور یہ وہ دلائل ہیں جو مؤلف نے بطور الہام لکھے ہیں اور یہی وجہ ہے جو اس اچھوتے طرز اور دلائل سے لکھی ہوئی کتاب کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ اس لئے صاحب ثروت احباب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس پیشگی قیمت جو صرف پچیس روپیہ ہے بھیج دیں اور جوق در جوق خریداری میں شامل ہوں۔ تاکہ یہ کام چل نکلے۔ جیسے جیسے کتاب کے حصص شائع ہوتے رہیں گے احباب کو برابر پہنچتے رہیں گے۔ قوم نے مرزا قادیانی کی درد بھری آواز کو سنا اور لبیک کہتے ہوئے ہزاروں بھیجے۔ مگر آہ اس کا کیا حشر ہوا۔ بس کچھ نہ پوچھئے۔

اک چاک ہو تو سی لوں اپنا گریباں یا رب
ظالم نے پھاڑ ڈالا ہے تار تار کر کے

پہلا حصہ شائع ہوا۔ جس میں جلی قلم سے صرف اس کی خوبیوں کے اشتہار پر ہی اکتفا تھا۔ یعنی اس کتاب میں یہ ہوگا وہ ہوگا۔ یہ کتاب ایسی ہے ویسی ہے۔ اس کتاب کا دس ہزار روپیہ انعام ہے۔ مگر یہ انعام وہ لے سکے گا جو اس کے تمام دلائل یا نصف یا ربع یا خمس دلائل کو توڑ دے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ میری پوری تحریر کو پہلے نوٹ کرے۔ بعد میں اس کے سامنے اس کا جواب دے۔ انصاف کیجئے کہ جس کتاب پر مرزا قادیانی کا نو ہزار صرف ہے کیسے قوم سے مانگ کر خرچ آئے۔ اس کے جواب میں وہ کون سا لال بجھکڑ ہے جو مفت میں دردسری مول لے اور نو ہزار مرزا کی کتاب پر اور نو ہزار اپنے دلائل پر یعنی اٹھارہ ہزار خرچ کرے تو کہیں جا کر یہ شرط پوری ہو۔ اس کے بعد مرزا قادیانی دس ہزار نقد کسی بنک میں انعام تھوڑا ہی رکھتے ہیں۔ جو اتنی محنت کے بعد کوئی لے لے۔ نہیں کتاب لکھنے کے بعد مرزا قادیانی سے پھر الجھے اور مرزا قادیانی کی میں نہ مانوں کا جواب لکھے اور اس سلسلہ لاانتہائی میں اگر عمر وفا کرے تو مرزا قادیانی کی وہی: میں نہ مانوں۔ تسلیم کرنے کے بجائے عدالت کا رخ کرے۔ مقدمات دیوانی میں دیوانہ ہو جائے تو کیجئے۔

زمین کا وارث بنے اور پھر یہ زمین بے سرآ گئی ہے۔ یہ تھی مرزا قادیانی کے انعام کی حقیقت۔
جس پر امت کپڑے پھاڑے پھولی نہیں سماتی۔

اس کے بعد دوسرا حصہ شائع ہوا جو تمہید میں ختم ہوا۔

تیسرے اور چوتھے حصے میں مقدمہ کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی غلط آیات مع غلط ترجمے کے شائع ہوئیں اور اس کے ساتھ ساتھ حاشیہ در حاشیہ قائم کیے گئے۔ گویا دارثی سے سو تجویں بڑھ گئیں اور براہین کا مضمون صرف ایک سطر سرورق پر رہ گیا اور ان حاشیوں میں بے ربط تفسیر جس کا سر ہے نہ پیر، الٰہی تیری پناہ، چند جھوٹے من گھڑت غیر مسلم اعتراضات اور ان کے بیہودہ جوابات جو نا قابل تسلی ہیں کے ساتھ ساتھ اپنے بناوٹی کشوف اور مضحکہ خیز خوابات اور ہولناک پیش گوئیاں ہیں جو ذلت سر بریدہ الہام جو آیات قرآنی سے سرقہ شدہ ہیں اور جن کے ساتھ پنجابی عربی کا بے جوڑ جوڑ کا تھوک دیا ہے اور انگریزی وہ بھی غلط اور اس میں الہام اور سنسکرت کی آہوتیاں جو مضحکہ خیز ہیں اور عبرانی کے فقرے جو انجیل سے اڑائے گئے ہیں اور ایسی باتیں اور لطف تو یہ ہے جن کی تفہیم سے ملہم عاجز ہے اور بیس بیس سال بعد ان سر بریدہ مقطعات کے مطالب مرزا قادیانی کی سمجھ میں آتے ہیں۔ مگر سوال تو یہ ہے یہ کیا اندھیر ہے کہ پیغام ربانی تو بیس سال پہلے آئے اور تکمیل بیس سال بعد ہو۔ عجیب پیغمبری ہے۔ کیا یہی دیانت و امانت و رسالت کی تکمیل ہے۔ جو مرزا قادیانی نے کی اور کیا نبیوں کو ایسے ہی الہام ہوتے ہیں اور پھر یہ کس قدر اندھیر ہے کہ مرزا قادیانی پچاس حصص کے وعدے پر قوم سے سودا کر کے روپیہ بٹورتے ہیں اور پانچ سے زیادہ دینے کی توفیق و مہلت نہیں ہوتی۔ بقیہ پینتالیس جلدیں ہی غائب ہیں اور دلائل تین سو سے تین بھی تو نہیں ملتے۔ اب کوئی جواب کیا دے اور کس کو دے۔ جب کہ مرزا قادیانی نے یہ کہہ کر اپنا دامن چھڑانے کی ناکام کوشش کی کہ اب براہین احمدیہ کا کام خدا نے اپنے ذمے لے لیا۔ گویا خدا اب براہین احمدیہ لکھا کرے گا۔ مرزا قادیانی تو چل بسے اور عرصہ تیس سال سے غائب ہیں۔ کیا امت مرزائیہ یہ بتانے کی زحمت گوارہ کرے گی کہ ان کے خدا نے براہین احمدیہ کا کوئی حصہ شائع کیا۔ یا وہ بھی دلائل کے ایفا کی مشکلات کو سوچ رہا ہے اور وہ مسودہ جس کا تذکرہ مرزا قادیانی نے کیا تھا۔ کیا ہوا کیا زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اور اگر اس وقت نہیں تو اب کیوں نہیں شائع ہوتا اور وہ دلائل کیا ہوئے۔ آہ! اس کا جواب قیامت تک کوئی مرزائی نہ دے سکے گا۔

-- معارف قرآنی کو مرزا بھلا کیا جانے تفسیر اتقان و روح المعانی و تفسیر کبیر و تفسیر ابن کثیر و تفسیر ... ی و تفسیر ... ن و تفسیر مدارک اور فتح القدیر اور تفسیر کشاف کے مطالعہ کرنے

والے جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی حیثیت کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا سے زیادہ نہ تھی۔ امت مرزائیہ کے لئے چند ایک مثالیں ذیل میں درج کرتے ہیں۔ شاید کسی کی بصیرت راہنمائی کرے اور معتقد راہ اوہام کی دلدل سے نجات بخشے۔

ہر جگہ قرآن کریم میں بعل کے معنی زوج بیان ہوئے۔ مگر اتدعون بعلا میں بت مراد لیا گیا اور ایسا ہی ہر جگہ قرآن کریم میں آسف کے معنی حزن بیان ہوئے۔ مگر فلما اسفونا کے معنی اغضبونا لئے جاتے ہیں اور ایسا ہی ہر جگہ مصباح مراد کوکب ہی ہر جگہ لیا گیا۔ مگر سورہ نور میں اس کے معنی چراغ کے لئے گئے اور ایسا ہی صلوٰۃ کے معنی تقریباً ہر جگہ عبادت یا رحمت لئے گئے۔ مگر بیع وصلوٰۃ ومساجد میں صلوٰۃ کے معنی معبدات کئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی کنز کے معنی مال ہر جگہ مال کئے گئے۔ سورہ کہف میں الیس کنز سے مراد صحف علم لیا گیا۔ ایسا ہی ہر جگہ قرآن میں قنوت سے مراد اطاعت ہے۔ مگر کل له قانتون میں معنی اقرار کرنے والے کئے جاتے ہیں۔ مگر فی بروج مشیدۃ میں اس سے مراد محل لیا جاتا ہیں۔ ایسا ہی اکثر جگہ قرآن کریم میں توفی کے معنی بقرینہ موت یا نیند لئے گئے ہیں۔ مگر فلما توفیتنی میں قبضتنی یا رفعتنی یا اخذتنی وافیا مراد ہے۔

آہ! مرزا قادیانی ناکہی اور کم فہمی سے حیات مسیح پر ایک یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آیت ''وما جعلناهم جسدا الا یاکلون الطعام'' اور ایسا ہی ''کانا یاکلان الطعام'' نص صریح ہیں۔ ممات مسیح پر کہ وہ بلا خورد و نوش آسمان پر کیسے زندہ رہ سکتے ہیں۔ مگر آہ! انہیں تو آقائے نامدار سرکار مدینہ ﷺ یا دوسرے لفظوں میں ناطق قرآن کے ارشاد گرامی یاد نہیں اور حضور ﷺ کی رسالت پر ایمان نہیں۔

دنیا خوب جانتی ہے اور انشاء اللہ تاقیام زمان نہ بھولے گی۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ اصحاب کرامؓ کو متصل روزے رکھنے سے منع فرماتے ہوئے فرمایا۔

''وایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی'' یہ متفق علیہ حدیث ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تمہاری طرح آب و دانہ نہیں ہوں کہ ماکولات معتادہ ہی میری حیات کا ذریعہ ہو۔ رات گذارتا ہوں اور میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ ایسا ہی ایک دوسری حدیث جس کو ابوداؤد اور امام احمد حنبل اور طیالسی نے روایت کیا ہے۔ ''فکیف بالمؤمنین یومئذ فقال یجزیهم اهل السماء من التسبیح والتقدیس'' راوی حدیث سرکار دو عالم ﷺ سے سوال کرتا ہے۔ یا رسول اللہ کیا حال ہوگا جس دن دجال کے ہاتھ میں طعام ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا جس طرح آسمان پر رہنے والوں کا مایہ حیات تکبیر اور تسبیح

وتقدیس ہے۔ اسی طرح مؤمنین بھی سبحان الملک القدوس کا ذکر کریں گے اور یہی ذکر ان کا طعام اور مایہ حیات ہوگا۔ اس کے علاوہ اصحاب کہف کا واقعہ ۳۰۹ سال غار میں بلا کھائے پئے زندہ رہنا اور جناب عزیر کا واقعہ اور ایسے ہی بیسیوں واقعات قرآن مجید میں مرقوم ومرکوز ہیں۔ مگر قوت ایمانی اور سلیم الفکری کی ضرورت ہے۔

آہ! مرزا قادیانی تمہاری کس کس بات کا ماتم کریں۔ کسی نے پوچھا اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔ وہی معاملہ یہاں ہے۔ آپ نے ازالہ اوہام اور ایام الصلح میں ایک عجیب نظریہ پیش کیا ہے۔ حیرت آتی ہے کیا جواب دیں اور کیا کہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ملائکۃ اللہ اجرام فلکیہ ہیں اور وہ کبھی اپنے مرکز سے جدا نہیں ہوتے اور کبھی ان کا زمین پر آنا ثابت نہیں ہوتا۔ الحمد للہ اس بہتے پر رموز معارف کی لاف زنی ہوتی ہے۔ کہئے ان آیات کو کہاں لے جائیں۔

۱...... ’’فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشراً سویا‘‘

۲...... ’’اذ تقول للمؤمنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم ثلثۃ الاف من الملئکۃ منزلین‘‘

۳...... ’’ولقد جآءت رسلنا ابراہیم بالبشریٰ قالوا سلماً‘‘

۴...... ’’اذ دخلوا علیہ فقالوا سلما قال سلم قوم منکرون‘‘

کیوں مرزائیو! ان آیات کریمہ سے ملائکۃ اللہ کا زمین پر چلنا پھرنا ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ کیا یہ آیات کریمہ منسوخ ہوگئیں اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر مرزا قادیانی کا خیال مذموم کیا ٹھہرا تم ہی کہو اگر یہ ارواح کواکب ہیں۔ تو روح کے جدا ہونے کے بعد وہ ستارے زمین پر کیوں نہیں ٹوٹ پڑتے اور سیاہ کیوں نہیں ہو جاتے۔ اس لئے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی کا خیال باطل بس یونہی گھاس خوری کا عادی ہو چکا ہے۔ کیونکہ فرقان حمید نص صریح سے یہ اعلان کر رہا ہے کہ جناب مریم کا پیا ہی جو مرد صالح کی صورت میں خوشخبری لایا فرشتہ تھا اور جنگ بدر اور احد میں تین ہزار اور پانچ ہزار سوائے گھوڑوں پر سوار فرشتے تھے۔ جو سرکار مدینہ ﷺ کی مدد کو رب العالمین نے بھیجے تھے اور ایسا ہی جناب ابراہیم خلیل اللہ کو خوشخبری ملائکہ نے سنائی اور یہی فرشتے جناب لوط علیہ السلام کی خدمت میں خوبرو جوان بچوں کی صورت میں بطور مہمان آئے۔ جنہیں قوم نے نگاہ غیر سے دیکھنے کی کوشش کی۔ ایسے ہی بہت سے مقامات سے فرشتوں کا انسانی شکل میں آنا قرآن عزیز سے ثابت ہے۔

فقیر کا دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی کو حدیث پر قطعاً عبور نہ تھا اور نہ ہی سرکار دو عالم ﷺ سے دور کا واسطہ یا محبت تھی۔ کاش انہیں اقوال کے ساتھ حال بھی ہوتا تو حدیث شریف میں بہت

سے ایسے فرمان رسالت موجود تھے۔ جن سے یہ بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اکثر ملائکہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ چند ایک ایسے چند حیا ئی ہوئی آنکھوں کے سرمہ کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ شاید کوئی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

نبی کریم ﷺ طائف میں تبلیغ حق کی خاطر زخمی ہوئے تو فرشتے نے حاضر ہو کر عرض کی حضور حکم ہو تو ان دونوں پہاڑوں کو ٹکرا کر اس کے درمیان میں اعداء اللہ کو پیس دوں۔

"عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ یوم بدر ھذا جبرائیل اخذ براس فرسه علیه اداة الحرب" یعنی آپ ﷺ نے بدر کے روز فرمایا۔ یہ جبرائیل ہیں۔ مسلح کھڑے ہوئے گھوڑے کی لگام کو تھامے ہوئے۔

نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ایک اجنبی ایسے حاضر ہوئے جو نہایت خوش منظر اور کمال خوبصورت تھے۔ ان کے سیاہ چمکیلے بال اور سفید لباس تھا۔ جس پر سفر کا کچھ بھی اثر نہ تھا اور حضار مجلس نبوی ﷺ اس سے شخص ناواقف تھے۔ اس نے حضور ﷺ کے سامنے زانو ادب کو تہ کرتے ہوئے عرض کیا۔ "ما الاسلام ما الایمان ما الاحسان" جوابات گرامی سننے کے بعد چلا گیا تو حضور ﷺ نے صحابہ سے دریافت کیا جانتے ہو یہ کون تھا۔ تو صحابی بولے اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا "فانه جبرائیل علیه السلام اتاکم یعلمکم دینکم" فرمایا یہ جبرائیل تھے۔ اس لئے آئے تھے کہ تمہیں تمہارا دین سکھا دیں۔

ہاں وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ دور قرآن کرنے والا کون تھا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں وہ جبرائیل تھے اور ایسا ہی دحیہ کلبی کی صورت میں کون آیا۔ جس نے ابوبکر صدیقؓ کو سلام کی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ جبرائیل تھے۔

آہ! کس کا منہ ہے اور کس کو طاقت ہے کہ وہ مسلمان کہلاتے ہوئے ان پاک وتاسعد کلمات کا انکار کرے کہ یہ حدیثیں جھوٹی ہیں اور آیات وضعی ہیں اور پھر اس پر تے پر اتراتے ہوئے خیری کا دم بھرے۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ مرزا قادیانی کی جھولی روپیوں سے بھرنے والا جس کو مرزا قادیانی نے اضطراب کی حالت میں پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ اس نے جواب میں کہا کچھ نہیں۔ مکرر اصرار کیا تو ٹیچی کہا کون تھا۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں فرشتہ تھا۔ ایسا ہی جانی آئل جس کا ترجمہ مرزا قادیانی نے فارسی میں یہ کیا۔ آمد نزد من جبرائیل علیہ السلام، کون تھا۔ مرزا قادیانی آئل کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں بار بار آنے والا یہ کون تھا۔ جو مرزا قادیانی کو بار بار ستاتا اور تنگ کرتا رہا اور خیراتی اور شیر علی مرزائی فرشتے؟ گر فرشتے ذبح کیا گدھے تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مطبوعات
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة